سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار' 20۔ اگست 1995ء

(یک شنبہ' 22۔ربیع الاول 1416ھ)

(جلد :22۔شمارہ :1)

(بشمول شمارہ جات 1 تا 2)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 1

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل ---------- 2

سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خان دولتانہ اور خواجہ ریاض محمود
رکن اسمبلی کی اہلیہ کی وفات پر فاتحہ خوانی ---------- 2

قرارداد۔

سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کی وفات پر رنج و غم کا اظہار ---------- 3

رکن اسمبلی کا حلف ---------- 10

پوائنٹ آف آرڈر۔

اراکین اسمبلی کے ائیر پورٹ انٹری پاس کو وی آئی پی لاؤنج تک محدود کرنا ---------- 14

قلیل المہلت سوال (محکمہ تعلیم) ---------- 17

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ تعلیم) ---------- 25

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 48

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 60

اراکین اسمبلی کی رخصت ---------- 66

مسئلہ استحقاق۔

ڈی ایس پی کا اراکین اسمبلی سے نامناسب رویہ ---------- 77

تحاریک التوائے کار۔

پریشر ہارن کا غیر قانونی استعمال ---------- 92

ترقیاتی سکیموں کے فنڈز کی خورد برد ---------- 95

مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 103

تحریک التوائے کار نمبر 20 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 104

سیلاب کی صورت حال پر بحث ---------- 105

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred by clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Haneef Ramay, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Sunday 20th August, 1995 at 4:00 p.m. in the Assembly Chambers, Lahore.

LAHORE

The 16th August 1995

MUHAMMAD HANEEF RAMAY

Speaker

Provincial Assembly of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بائیسواں اجلاس)

اتوار 20۔ اگست 1995ء

(یک شنبہ 22 ربیع الاول 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 4.00 بجے منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿٤١﴾ وَّ
سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٤٢﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ
لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿٤٣﴾
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿٤٤﴾ يٰٓاَيُّهَا
النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٤٥﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى
اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿٤٦﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ
اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿٤٧﴾

سورۃ الاحزاب آیات 41 تا 47

اے اہل ایمان! اللہ کا بہت ذکر کیا کرو۔ اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان
کرتے رہو، وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ تاکہ تم کو
اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور خدا مومنوں پر مہربان ہے، جس
روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ اللہ کی طرف سے سلام ہو گا اور اس نے ان کے لیے
بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ اے پیغمبر! ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے
والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن، اور مومنوں
کو خوش خبری سنا دو کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہو گا۔

وما علینا الا البلاغ ۰

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے پینل آف چیئرمین کا اعلان کر لیں۔

سیکرٹری اسمبلی، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے قاعدہ ۱۴ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

۱۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ

۲۔ جناب محمود اختر گھمن

۳۔ چودھری محمد ریاض

۴۔ ڈاکٹر شیلا بی۔ چارلس

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں ایک فاضل رکن نے حلف اٹھانا تھا...... وہ تشریف لائے ہیں یا نہیں؟ نہیں تشریف لائے۔ پھر جب وہ آئیں گے تو ان کا حلف ہو جائے گا۔ جی' لاء منسٹر صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سابق وزیر اعلیٰ پنجاب' میاں ممتاز محمد خان دولتانہ اور خواجہ ریاض محمود رکن اسمبلی کی اہلیہ کی وفات پر فاتحہ خوانی

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)، جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا تھا' مجھے اجازت دی جائے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کی رحلت اور خواجہ ریاض محمود صاحب' رکن اسمبلی کی اہلیہ کی وفات پر فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں ایک تحریک میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کے بارے میں آئی ہوئی ہے۔ شاید وہ اپوزیشن کی طرف سے ہے؟

سید تابش الوری، جی' مجھے اگر آپ اجازت دیں تو میں وہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔

وزیر قانون، اس کے بارے میں' میں نے عرض کیا تھا۔ میں اسمبلی کے نوٹس میں یہ لایا ہوں کہ بعد میں انھیں خراج تحسین پیش کرنے کے لیے متفقہ قرارداد بے شک پیش کر دی جائے لیکن پہلے فاتحہ

خوانی کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے وہ قرارداد پیش کر لیں تو اس کے بعد فاتحہ خوانی ٹھیک نہیں ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! پہلے فاتحہ خوانی ہو جانی چاہیے' اس کے بعد خراج تحسین کے لیے قرارداد بے شک پیش کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' پہلے فاتحہ خوانی کر لیں۔ اس کے بعد میں پھر آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

سید تابش الوری: خواجہ ریاض محمود کی اہلیہ کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وہ بھی انھوں نے کہا ہے۔ انھوں نے دونوں کے لیے فاتحہ خوانی کا کہا ہے۔ جی' سید عارف حسین صاحب! دعائے مغفرت فرمائیے۔۔۔۔۔(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

قرار داد

سابق وزیر اعلیٰ پنجاب' میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کی وفات پر رنج و غم کا اظہار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وہ قرارداد تعزیت میرے خیال میں joint کر لی جائے تو بہتر رہے گا کیونکہ تمام ہاؤس اس پر اتفاق کرتا ہے۔

سید تابش الوری: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کیا تھا کہ ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے متفقہ قرارداد پیش کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' یہ متفقہ قرارداد ہے۔ یہ سید تابش الوری صاحب پڑھیں گے۔

سید تابش الوری: جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ قاعدہ ۲۰۲ کے تحت متعلقہ قاعدہ ۹۲ معطل کر کے مجھے حسب ذیل تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید تابش الوری کی طرف سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قاعدہ 202 کے تحت متعلقہ قاعدہ 92 معطل کر کے انہیں حسب ذیل تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی تابش صاحب ! ایوان نے منظوری دے دی ہے۔ آپ تعزیتی قرارداد پیش کر دیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ،

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ اجلاس میاں ممتاز محمد خان دولتانہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کی رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ تحریک پاکستان کے اہم رہنما اور قائد اعظم کے دست راست تھے۔ انھوں نے پاکستان اور پنجاب کے لیے جو عظیم خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا ایک منفرد باب ہیں جنھیں کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ اجلاس میاں ممتاز محمد خان دولتانہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کی رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ تحریک پاکستان کے اہم رہنما اور قائد اعظم کے دست راست تھے۔ انھوں نے پاکستان اور پنجاب کے لیے جو عظیم خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا ایک منفرد باب ہیں جنھیں کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا"۔

یہ قرارداد متفقہ طور پر پیش کی گئی۔ آفریدی صاحب صبح سے کھڑے ہیں۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے فلور دیا۔ میں نے 25 جون کو بجٹ اجلاس کے دوران یہاں محکمہ تعلیم راولپنڈی ڈویژن میں بدعنوانی' کرپشن اور رشوت کے الزامات لگائے تھے اور میں نے ہاؤس کے فلور پر کہا تھا کہ اگر میں الزامات ثابت نہ کر سکا تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ جناب وزیر تعلیم ریاض فتیانہ صاحب نے ایوان میں مجھے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم اس کی ایک کمیٹی قائم کریں گے اور یہ کمیٹی اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ وہاں بھرتیوں کے سلسلے میں کرپشن ہوئی ہے یا نہیں ہوئی۔ آج اس بات کو دو ماہ گزر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ چیئر پر تشریف فرما تھے اور میں نے اپنی تقریر کے دوران ایک نکتہ اٹھایا تھا کہ ہماری عدلیہ' ہماری انتظامیہ رشوت اور کرپشن کا شاہکار بن چکی ہے۔ آپ براہ کرم ہاؤس کی ایک مشترکہ کمیٹی بنائیں اور آپ نے بھی وعدہ فرمایا تھا کہ مناسب وقت پر میں ہاؤس کی ایک کمیٹی بناؤں گا جو کرپشن کے سلسلے میں عدلیہ اور انتظامیہ کا محاسبہ کرے گی۔ میں جناب سے گزارش کرتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب تشریف فرما ہیں۔

مجھے بتایا جائے کہ جو تعلیم کے لیے کمیٹی مقرر کی تھی وہ کب تشکیل پا رہی ہے اور وہ کب عمل درآمد کرائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آفریدی صاحب! آپ نے دو پوائنٹ آف آرڈر کر دیے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ۔ جناب والا! میں نے relevant پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ایک تعلیم کے بارے میں اور دوسرا کرپشن کے بارے میں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر بیک وقت ایک ہی ہوتا ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ۔ جناب والا! مجھے تعلیم کے بارے میں بتا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ وزیر تعلیم صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔ وہ آ جاتے ہیں تو اس سلسلے میں بتا دیں گے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ۔ جناب والا! وہ تشریف لے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ وہ تشریف رکھتے ہیں تو ٹھیک ہے ۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ان کو بلاتا ہوں۔
وزیر تعلیم صاحب! آپ اپنی نشست پر تشریف لائیے۔ جی رانا صاحب!

رانا محمد اقبال خان ۔ جناب والا! دولتانہ صاحب کی تعزیت کے بارے میں تحریک پیش کی گئی ہے۔
لیکن اس میں میں یہ چاہتا ہوں کہ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ ان کا نام ہے۔ پورا نام نہیں لیا گیا۔
برائے مہربانی ان کا نام پورا لکھا جائے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں بھی اس بات کو شاید آپ محسوس کرتے ہوں گے کہ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ ان کا نام ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ شکریہ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ ۔ درستی کر دیجیے۔ تابش الوری صاحب! آپ کس پوائنٹ پر فرمانا چاہتے ہیں؟

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر! قرارداد پیش کی جا چکی ہے اور وہ متفقہ ہے۔ ممتاز محمد خان دولتانہ صاحب کی شخصیت اتنی بڑی ہے ----

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اس پر تقاریر کرنا چاہتے ہیں؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا! میرا خیال ہے کہ چند حضرات یقیناً اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اگر آپ اس پر بولنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جی وزیر قانون

صاحب! تابش صاحب کی خواہش ہے کہ چونکہ وہ وزیراعلیٰ پنجاب رہے ہیں اور وہ بڑے دانشور تھے اور ان کی خدمات پاکستان کو وجود میں لانے کے لیے بہت زیادہ ہیں۔ ان کی ہستی ایک ایسی ہے جس پر اس ہاؤس میں کچھ دوستوں کو چند کلمات کہنے کی اجازت دی جائے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون : جناب سپیکر! میاں ممتاز محمد خان دولتانہ صاحب کی خدمات اور ان کا جو سیاسی رول ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : اس قرارداد کے بعد دوسری کارروائی ہو گی۔ جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون : جناب سپیکر! ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے جو قرارداد پیش کی گئی میں نے اس سے اتفاق کیا اور متفقہ قرارداد پیش ہوئی۔ یعنی مجھے ان کی خدمات اور سیاسی کردار سے قطعی طور پر کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ ایک قرارداد جب پیش ہو جائے تو اس کے پاس ہونے سے پہلے اس پر تقاریر ہونی چاہئیں۔ جب آپ نے قرارداد پر put question کر دیا اور قرارداد پاس ہوگئی' اس کے بعد ایک دو پوائنٹ آف آرڈر بھی ہو گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اب مناسب نہیں ہے کہ دوبارہ اسی معاملے پر واپس جاکر تقاریر کی جائیں کیونکہ پورے ایوان نے میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کی خدمات کو خراج تحسین اس قرارداد کی شکل میں پیش کر دیا ہے' اس لیے ضرورت نہیں لیکن اگر پھر بھی آپ فیصلہ کریں تو مجھے اختلاف نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی تابش الوری صاحب! جو وزیر قانون صاحب نے بات کی ہے اس کے جواب میں آپ فرمائیں۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! آپ نے قرارداد قاعدے کے مطابق پڑھی لیکن اسے ہاؤس سے منظور نہیں کروایا۔ صرف یہ کہا کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر پیش کی گئی ہے تو میں منتظر تھا کہ آپ یہ قرارداد پڑھنے کے بعد قاعدے کے مطابق پھر مجھے کہیں گے کہ آپ اگر اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا ایوان کو یہ قرارداد منظور ہے؟ ایوان سے ہاں کا جواب آیا اور آپ نے کہا کہ یہ قرارداد متفقہ پاس ہوتی ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! یہ نہیں کہا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرا مقصد یہ ہے کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر اس پر اس طرف سے دو آدمی بول لیں تو کیا حرج ہے۔

وزیر قانون : جناب والا! اگر یہ نئی روایت ڈالی جانے تو مجھے آپ کا فیصلہ' آپ کی رولنگ منظور ہے۔ ~~آپ رولنگ دے دیجیے~~

جناب ڈپٹی سپیکر : تابش صاحب! دو ایک آپ تقریر کرلیں ۔ یہ آپ کا ہی ٹائم ہے ۔ جی تابش صاحب!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب سپیکر! میرے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ کوئی ضروری نہیں ہوتا کہ ہر ایک کا جواب دیا جانے۔ آپ ذرا تحمل تو کیجیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت سامنا نہیں کرنا چاہتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ embezzlement کر رہے ہیں اور اس بات پر عمل نہیں کرنا چاہتے۔ میرے پاس ثبوت موجود ہیں کہ کرپشن ہوئی ہے اور میں ثبوت دینا چاہتا ہوں۔ اس ہاؤس میں ایک کمیٹی بنائی جائے۔ جب تک کمیٹی کا اعلان نہیں کیا جاتا' میں ہاؤس کے اندر نہیں آؤں گا۔ یہ آپ زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلے پر جناب بادشاہ میر خان آفریدی ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

میرے خیال میں آپ فاضل رکن کو بلا لائیں۔ میں میاں ممتاز محمد خان دولتانہ صاحب کے سلسلے میں قرارداد کے بعد اس کو take up کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ وہ پنجاب کے لیے ایک عظیم ہستی تھے۔جی تابش صاحب!

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میاں ممتاز محمد خان دولتانہ صاحب ہماری تاریخ کی ان اہم شخصیتوں میں سے تھے جنہوں نے برصغیر ہند و پاک میں مسلمانوں کی اجتماعی بیداری' مسلم لیگ کی مقبولیت' قائد اعظم کی رفاقت اور تحریک پاکستان کے لیے بے بہا خدمات انجام دیں۔

(اس مرحلے پر بادشاہ میر خان آفریدی ایوان میں تشریف لے آئے)

وہ پنجاب کے ان دانش ور سیاستدانوں میں سے تھے جو بنیادی طور پر جاگیردار ہونے کے باوجود عوامی اور

جمہوری سیاست میں یقین رکھتے تھے۔ انھوں نے ایک جاگیر دار خانوادے میں پرورش پانے کے باوجود پنجاب میں ترقی پسند رجحانات کو آگے بڑھایا۔ زرعی اصلاحات کے سلسلے میں ان کی سفارشات آج بھی تاریخ کا حصہ ہیں۔ انھوں نے پنجاب میں اس وقت نظریاتی اور مسلم لیگ کی سیاست کا آغاز کیا جب پنجاب کے طول و عرض پر قوم پرستوں' کانگریس کے پٹھوؤں اور یونینسٹوں کا راج تھا۔ وہ ایک توانا آواز بن کر پنجاب سے ابھرے اور انھوں نے قائد اعظم اور مسلم لیگ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پنجاب میں تحریک پاکستان کو منظم کیا اور نوجوانوں کی ایک ایسی فوج ظفر موج تیار کی جس نے برصغیر ہند و پاک کے طول و عرض میں قائد اعظم کا پیغام پہنچایا۔ ایک دانش ور محب وطن اور صاحب عظمت سیاستدان کی حیثیت سے وہ مسلم لیگ کی تاریخ کا ہی حصہ نہیں بلکہ پاکستان کی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہیں اور ان کی رحلت سے سیاست کا ایک عہد ختم ہو گیا ہے۔ ہمیں توقع کرنی چاہیے کہ قائد اعظم کے رفیق کی حیثیت سے میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے جو عظیم روایات چھوڑی ہیں ہم انھیں آگے بڑھائیں گے اور نئی نسل ان کے نقش قدم پر عمل کرتے ہوئے ایک نظریاتی سیاست کو فروغ دے گی۔ انسانوں سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ دولتانہ صاحب سے بھی اپنی سیاسی زندگی میں غلطیاں ہوئیں لیکن اب جبکہ وہ ہم میں نہیں رہے تو ہم خدائے ذوالجلال سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کی غلطیوں کو معاف فرمائے اور ان کے بہتر کارناموں پر انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے (آمین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

میاں ثاقب خورشید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میاں ثاقب خورشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں ثاقب خورشید: میں بھی میاں صاحب کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جناب ثاقب خورشید!

میاں ثاقب خورشید: جناب سپیکر! میرے علاقے اور میرے شہر کی عظمت کا نشان میاں ممتاز محمد خان دولتانہ (مرحوم) پاکستان مسلم لیگ کی ایک اساس تھے۔ ان کی شخصیت اور ان کے خاندان کی خدمات پاکستان مسلم لیگ کے لیے اور پاکستان کے لیے کبھی فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ انھوں نے ہمیشہ بے لوث سیاست کی۔ ان کے سیاسی مخالفین بھی آج تک ان پر کسی قسم کی مالی بدعنوانی کا کسی طریقے سے بھی کوئی الزام ثابت نہیں کر سکے۔ وہ اپنے عرصہ حکومت میں ایک تاریخ رقم کر کے گئے

ہیں۔ انھوں نے ملتان میں نشتر ہسپتال کے قیام اور ایسی ہی دوسری خدمات سرانجام دیں جو صرف ان ہی کا سہرا ہے۔ وہ ہمارے علاقے کی پہچان تھے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کی سیاسی خدمات جو ملک اور صوبہ پنجاب کے لیے ہیں وہ سنہری حروف میں یاد کی جاتی رہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب ذوالفقار علی کھوسہ صاحب! آپ بھی اپنے کچھ تاثرات بیان فرمائیں گے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ مجھ سے پہلے میرے ساتھی سید تابش الوری صاحب اور میاں ثاقب خورشید صاحب نے مرحوم و مغفور میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کے بارے میں جو الفاظ کہے ہیں ان سے بڑھ کر اور میں کیا کہہ سکتا ہوں ماسوائے اس کے کہ میری کم سنی میں میرا ان سے ملنا رہا اور پھر جب میں نیا نیا اسی ایوان میں ۱۹۶۲ء میں پہلی مرتبہ ممبر منتخب ہو کر آیا تو اس وقت مغربی پاکستان اسمبلی تھی۔ ممبر بننے کے بعد مجھے بعض اوقات میاں صاحب (مرحوم) سے ملنے کا شرف حاصل رہا اور انھیں گاہے بگاہے میں ٹیلیفون کیا کرتا تھا۔ گو اس وقت وہ عملی سیاست سے کچھ کنارہ کش ہو چکے تھے لیکن ان کے اثرات پنجاب پر ہی نہیں بلکہ ملک بھر کی سیاست پر اس وقت بھی موجود تھے اور میں نے یہ ہمیشہ پایا کہ وہ جو بھی ملکی سیاست یا صوبہ پنجاب کی سیاست کے بارے میں تجزیہ کیا کرتے تھے وہ ہمیشہ صحیح رہا ہے اور اب بھی میں اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے اور اپنی طرف سے یہ دعا کرتا ہوں کہ آج کے جو سیاستدان ہیں یا جو اپنے آپ کو قائدین کہلاتے ہیں وہ مرحوم و مغفور میاں ممتاز محمد خان دولتانہ صاحب کی قیادت سے کچھ سیکھیں گے۔ ان کی زندگی سے کچھ سبق حاصل کریں گے اور ملک و قوم کی خدمت میں انہی کی طرح کا جذبہ پیش کریں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر : جی میاں فضل حق صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں یا انعام اللہ خان نیازی صاحب؟ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ I call the House to order جی کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! میری اب آپ سے درخواست ہے کہ سردار مسعود خان تشریف لا چکے ہیں۔ ان کا بحیثیت رکن پنجاب اسمبلی حلف لے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب میں دوبارہ question put کرتا ہوں۔ اس کے بعد حلف ہو جائے گا۔ کیونکہ تابش الوری صاحب نے کہا تھا کہ ہمیں کچھ بولنے دیا جائے۔ تو یہ قرارداد پیش کی گئی کہ :

" صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ اجلاس میاں ممتاز محمد خان دولتانہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کی رحلت

پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ تحریک پاکستان کے اہم رہنما اور قائد اعظم کے دست راست تھے۔ انھوں نے پاکستان اور پنجاب کے لیے جو عظیم خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا ایک منفرد باب ہیں جنھیں کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔"

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر قانون ، جناب سپیکر ! قرار داد پاس ہو گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہاں ' قرار داد پاس ہو گئی ہے۔

وزیر قانون ، مجھے صرف اتنی سی وضاحت چاہیے تھی کہ کیا ایک ہی متن کی قرار داد ' ایک ہی روز دو دفعہ پاس کروائی جا سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایک عظیم ہستی کے بارے میں بات تھی۔ میں اس پہ ٹیکنیکل پوائنٹس پر جانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کا بڑا عظیم رتبہ ہے۔

وزیر قانون ، شکریہ۔

رکن اسمبلی کا حلف

(اس مرحلے پر سردار محمد مسعود خان کادھی کی طرف سے بحیثیت رکن پنجاب اسمبلی حلف اٹھایا گیا)

معزز ممبران حزب اختلاف ، نعرہ ہائے تحسین۔ مبارک ہو۔ مبارک ہو۔

چودھری اختر رسول ، جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے سردارمسعود کادھی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اس رجانہ کے الیکشن میں حکومت کی طرف سے بے انتہا دھاندلی کے باوجود دیہاتوں میں اپنی اکثریت قائم کی ہے۔

معزز ممبران حزب اقتدار ، شیم۔ شیم۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! خالد کھرل صاحب سے اب استعفیٰ بھی منگوا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں اب ہم آگے چلیں۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ میرے بھائی آفریدی صاحب کا ایک پوائنٹ آف آرڈر تھا اب یہاں پر وزیرتعلیم صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ آفریدی صاحب! اب آپ بتائیے کہ آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر تھا تاکہ وزیر تعلیم صاحب وہ بات سن لیں؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! مورخہ 25 جون 1995ء کو بجٹ اجلاس کے دوران میں

نے اپنی کٹوتی کی تحریک کے دوران یہ الزام لگایا تھا کہ راولپنڈی ڈویژن میں سکول پی-ٹی-سی ٹیچر کی اسامیوں کی بھرتی کے سلسلے میں فی اسامی 25 ہزار روپیہ یا دو سال کی تنخواہ کے مساوی رقم بطور رشوت لی گئی ہے جس کا میرے پاس ثبوت موجود ہے۔ میں نے ایوان کے اندر یہ بات کہی تھی کہ میں اگر یہ الزام ثابت نہ کر سکا تو اسمبلی کی رکنیت سے مستعفیٰ ہو جاؤں گا۔ جواباً وزیر موصوف نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں کمیٹی قائم کروں گا جو اس کی تحقیقات کرے گی۔ آج دو ماہ ہونے کو آ گئے نہ تو کمیٹی قائم کی گئی نہ ہی اس کا مجھے کوئی جواب ملا۔ مٹ جانے گی مخلوق تو انصاف کرو گے! جب یہ تمام ثبوت مٹ جائیں گے تو پھر آپ کمیٹی قائم کریں گے؟ اگر یہ سچے ہیں تو کمیٹی قائم کریں ورنہ مستعفی ہو کر یہ ہاؤس چھوڑ دیں۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ انہوں نے کرپشن کی ہے اور محکمہ تعلیم نے دونوں ہاتھوں سے لوٹا ہے اور ان پڑھ اور جاہل لوگ جو میرٹ پر نہیں آتے تھے ان کو بھرتی کر کے سکول ٹیچر لگا دیا ہے۔ یہ قوم کے ساتھ مذاق ہے۔ یہ قوم کی تذلیل ہے۔ لہذا یہ اس کا یہاں پر جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ جی وزیر تعلیم! ان کا یہ کہنا ہے کہ جب انہوں نے تقریر شروع کی تھی تو آپ نے ان کے اس چیلنج کو قبول کیا تھا کہ میں اس پر کمیٹی بناؤں گا۔ کیا کوئی ایسی بات ہوئی تھی، آپ اس بارے میں کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر تعلیم : جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آفریدی خان صاحب کو معلوم نہیں ہو سکا۔ میں نے اس سلسلے میں سابقہ اجلاس کے فوراً بعد تحریری احکامات جاری کر دیے تھے اور کمشنر راولپنڈی کو اس انکوائری کمیٹی کا چیئرمین مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس میں آفریدی خان صاحب کو ممبر رکھا گیا ہے غالباً اس کے دو ممبر اور ہیں۔ جناب والا! already یہ احکامات جا چکے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا کمشنر صاحب نے ان سے رابطہ کیا ہے یا نہیں کیا؟ انہوں نے آج اس بات کی نشان دہی کی ہے۔ میں اس پر کمشنر صاحب سے بات کر کے ان کو بتا سکوں گا کہ انہوں نے کیا progress کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، بادشاہ آفریدی صاحب!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ بھی claim کرتے ہیں کہ یہ عوامی نمائندے ہیں اور یہ عوام کے ووٹ سے آئے ہیں۔ میں بھی اسی بات کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یہ یہاں پر تاریخ کا اعلان کریں۔ راولپنڈی میں کمیٹی کا اجلاس بلا لیتے ہیں۔ راولپنڈی ڈویژن کے جتنے ایم-

پی۔ ایز ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ میری بات سنیں۔ انہوں نے آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں یہ کہا ہے کہ میں نے اس کا فوری نوٹس لیتے ہوئے کمیٹی frame کی ہے جس کے چیئرمین کمشنر راولپنڈی ہیں اور آپ اس کے فاضل رکن ہیں۔ باقی دو اور بھی اس کے ممبر ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ شکریہ۔ ٹھیک۔ٹھیک۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! ٹھیک ہے۔ انہوں نے کمشنر صاحب کو اس کمیٹی کا چیئرمین بنا دیا ہے لیکن مجھے بتائیں کہ اس کا کب اجلاس ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ ایسی بات نہ کریں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، یہ اس کی تاریخ کا اعلان کر دیں۔ یہ کب ہو گا؟ کیا جب یہ اسمبلی over ہو جائے گی؟ ویسے بھی مڈٹرم الیکشن ہونے والا ہے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں دفن ہو جائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ مہربانی۔ جی، شکریہ۔

میاں امتیاز احمد : جناب سپیکر! ابھی آفریدی صاحب نے بھی بات کی ہے۔ میں نے بھی رضی الرحمٰن چیمہ ڈی۔ ای۔ او کی ایک فائل وزیر تعلیم صاحب کو دی تھی جو وزیر تعلیم کے نام پر ضلع رحیم یار خان میں کرپشن کرتے ہیں۔ میں نے ان کی کرپشن کی پوری فائل ان کے سپرد کی تھی جس پر آج تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اس نے وزیر تعلیم کے نام سے رحیم یار خان میں قربانی کے بکرے تک لیے ہیں۔ وزیر تعلیم صاحب دعویٰ کریں میں اس کا ثبوت مہیا کرتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی۔ مہربانی۔ جناب ایس۔ اے حمید صاحب!

جناب ایس۔ اے حمید : جناب سپیکر! میں مفاد عامہ کی ایک نہایت ہی اہم قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میری درخواست ہے کہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ کے تحت۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ قرارداد تو بعد میں آئے گی۔

جناب ایس۔ اے حمید : جناب سپیکر! یہ قرارداد بھجوا چکے ہیں۔ اس پر 27 ارکان کے دستخط ہیں۔ بجلی

کے بارے میں یہ قرارداد ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ آپ ایسا تو نہ کریں۔ جب اس کی باری آئے گی تو پھر اسے لیں گے--- دیکھیے ناں ابھی تو ہم سوالات شروع نہیں کر سکے۔ سنیے! جب تحریک التوائے کار آئے گی تو اس وقت ہم اس کو دیکھ لیں گے۔

جناب ایس ۔ اے حمید ، جناب سپیکر! جیسے ابھی ایک قرارداد آپ نے لی تھی---

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں' وہ ایک متفرق بات تھی۔ دیکھیے ناں! وہ میاں محمد ممتاز خان دولتانہ کی رحلت پر ایک بات تھی جس پر سارا ہاؤس متفق تھا۔ کسی کو اس سے اختلاف نہ تھا۔ میں تو وزیر قانون صاحب سے پوچھتا ہوں کہ بھئی میں یہ out of turn لے لوں' لہذا جب تحریک التوائے کار آئے گی۔

جناب ایس ۔ اے حمید ، جناب سپیکر! کیا آپ مجھے بات تو کرنے دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، بات تو میں آپ کو کیا کرنے دوں' آپ تو مجھے کہتے ہیں کہ اسے out of turn لے لیں۔ یہی تو آپ کا اخبارات میں بھی الزام ہے۔ یعنی آپ کہتے ہیں کہ مجھے ایک قرارداد کی out of turn اجازت دیں اور میں کہتا ہوں کہ یہ اس مرحلے پر ہو نہیں سکتی۔

جناب ایس۔ اے حمید ، آپ میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں آپ کی کیسے بات سنوں جبکہ اس کا موقع ہی نہیں ہے؟

جناب ایس۔ اے حمید ، جناب سپیکر! پوری قوم کو بجلی کے بل دیکھ کر جھٹکے لگ رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ I rule it out

جناب ایس۔ اے حمید ، جناب سپیکر! اگر آپ اس کی اجازت نہیں دیتے تو ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' I rule it out -

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے معزز اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں شاہنواز چیمہ اور اقبال لنگڑیال صاحب جائیں اور ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کو بلا لائیں تاکہ وہ آ کر اسمبلی کی کارروائی کو آگے چلائیں۔ requisition بھی

فاضل اراکین حزب اختلاف نے ہی دی ہوئی ہے۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے معزز اراکین ایوان میں تشریف لے آئے)

پوائنٹ آف آرڈر

اراکین اسمبلی کے ایئر پورٹ انٹری پاس کو وی آئی پی لاؤنج تک محدود کرنا

سید محمد عارف حسین بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس معزز اور محترم ایوان کی بالا دستی ممبران کے اعزاز و اکرام سے وابستہ ہے۔ ممبران کی عزت و تکریم اور ان کی پذیرائی اس ایوان کی آن بان اور شان ہے۔ ممبران کے جاہ و منصب کو کم کر کے ایوان کی بالا دستی کی بات کرنا محض بھول پن ہے۔ اس ہاؤس کے فاضل ممبران کے استحقاق پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے بلکہ میں پنجابی میں کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ "دھرو" کیا گیا ہے۔ پہلے جو ہمیں وی آئی پی کارڈ جاری کیے گئے تھے ان کے اوپر ہم ایئر پورٹ کے تمام علاقوں میں جا سکتے تھے بلکہ بیرون ملک پرواز کی صورت میں دو آدمی الوداع اور استقبال کے لیے بھی ہمارے ساتھ جا سکتے تھے۔ اب ان کارڈوں کو قبل از وقت منسوخ کر کے جو ہمیں چیتھڑے دیے گئے ہیں' ان پر یہ تمام استحقاقات واپس لے لیے گئے ہیں۔ جناب والا! یا تو اس ملک سے وی آئی پی کلاس ختم کر دی جائے۔ تمام سے برابر کا سلوک کیا جائے۔ کسی کی کوئی تخصیص نہ ہو۔ اگر یہ کلاس رکھنی ہے تو کیا ایک ڈی سی Apron تک جا سکتا ہے؟ ایک ڈپٹی سیکرٹری جا سکتا ہے؟ کسی کور کمانڈر کا اے ڈی سی جی جا سکتا ہے؟ تو ارکان اسمبلی کو فقط وی آئی پی لاؤنج تک محدود کرنا ان کی توہین نہیں ہے یا یہ فاضل اراکین کے استحقاق پر ڈاکہ نہیں ہے؟ جناب والا! یہی صورت حال قومی اسمبلی میں پیش آئی۔ قومی اسمبلی کے ارکان نے احتجاج کیا تو on the floor of the House ڈیفنس منسٹر نے کھڑے ہو کر اسی وقت کہا کہ آپ کے وہ استحقاقات بحال کر دیے گئے ہیں اور آپ کو سابقہ طرز کے کارڈ جاری کر دیے جائیں گے۔ جناب والا! جو حق ارکان قومی اسمبلی کا تسلیم کیا گیا ہے۔ ہم بھی وہ حق مانگتے ہیں۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ ارکان کے استحقاق کے محافظ ہیں۔ براہ کرم ہمیں ہمارا حق دلوائیں۔ ہمیں اس کا فیصلہ چاہیے اور آج ہی چاہیے' آج ہی چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! سید عارف شاہ صاحب نے جو معاملہ پیش کیا ہے' اس کے بارے میں ایوان

کے جذبات کا اظہار بھی ہو گیا ہے اور جن سابقہ کارڈز کی بحالی اور ایئرپورٹس کے اندر دی گئی مراعات کی بحالی کا جو ذکر کیا گیا ہے' وہ مراعات سابقہ روایات کے مطابق بحال کروانے کے لیے حکومت پنجاب اپنی ذمہ داریاں ادا کرے گی اور انشاء اللہ آئندہ سیشن تک اس بارے میں عملاً کارروائی کر وانے کے بعد آپ کو رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔ میں اس کو support کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ فاضل رکن نے اس کی نشان دہی کی ہے۔آپ کل تک اس کی مفصل رپورٹ دیں کہ پنجاب حکومت کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا! آج سے بیس روز پیشتر تحریری طور پر جناب سپیکر صاحب اور سیکرٹری صاحب کو دس گیارہ ارکان کے دستخطوں سے ایک عرضداشت پیش کی تھی۔ اس میں یہ تمام معاملات ہم اسمبلی سیکرٹریٹ کے علم میں لائے تھے۔ یہ بتائیں کہ کیا انھوں نے آج تک کوئی کارروائی کی ہے؟ اس سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ یہ ایک نہایت اہم نکتہ ہے۔ مجھے ابھی بتایا گیا ہے کہ آپ کی درخواست پر جناب سپیکر نے یہ مسئلہ ڈیفنس سیکرٹری سے اٹھایا۔ انھوں نے اس مسئلے کے اٹھانے سے پہلے ہی آپ کے یہ پرانے کارڈ 31 دسمبر تک کی پوزیشن پر بحال کر دیے۔ لاء منسٹر صاحب! آپ سیکرٹری صاحب سے پتا کر کے ایوان میں بتائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس معاملے کو ایوان کے جذبات کے مطابق مستقل طور پر حل کروا دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آج کچھ بجھے بجھے سے ہیں۔ کیا بات ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! قطعی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی' شکریہ۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا! اس کو پہلے کی طرح سرد خانے میں نہ ڈال دیا جائے۔

"کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک"

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے بھی یاد ہے اور رائے صاحب کو بھی ہم کل یاد کرائیں گے انشاء اللہ۔ جی' کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! ایک تو میں سید عارف حسین شاہ صاحب کی تائید کروں گا کہ on the floor of the House بہت سی commitments دی گئی ہیں لیکن میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے کل کی تاریخ مقرر کر دی ہے کہ کل یہ ہمیں جواب دیں۔ اس کے علاوہ میں ایک بات کرنی چاہ رہا تھا کہ آپ نے بڑے اچھے انداز میں بادشاہ میر خان آفریدی کے پوائنٹ آف آرڈر کو نبھایا ہے۔ لیکن سرکاری بنچز کی طرف سے وزیر تعلیم نے یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ انھوں نے کمشنر کو اس انکوائری کمیٹی کا چیئرمین بنایا ہے۔ کیا یہ مناسب نہ ہوتا کہ اس منتخب ایوان میں سے سرکاری بنچز کی طرف سے کسی کو مقرر کر دیتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کی بات جائز ہے لیکن اب ہم آگے نکل گئے ہیں۔ اس بات کو پھر کریں گے۔ جناب شوکت داؤد صاحب!

چودھری شوکت داؤد : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر پیر صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر سے متعلقہ ہے۔ کیا یہ اچھا نہ ہو گا کہ وزیر قانون صاحب کل ایک ایسی لسٹ بھی مہیا فرما دیں جس میں یہ وضاحت کی گئی ہو کہ کون کون افراد ہیں جو وی آئی پی لاؤنج استعمال کر سکتے ہیں؟ کیونکہ ہماری اطلاع کے مطابق ڈی سی اور ایس پی تک استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ یہ ڈیفنس منسٹری کا مسئلہ ہے۔ یہ تمام ایوان کی متفقہ رائے ہے۔

چودھری شوکت داؤد : تمام دوستوں کی یہی رائے ہے کہ اس کی وضاحت ہونی چاہیے۔

رانا محمد اقبال خان : جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی اس ایوان سے متعلقہ ہے اور تمام ممبران سے متعلقہ ہے کہ قومی اسمبلی کے ممبران کو بلیو پاسپورٹ جاری کیا جاتا ہے جبکہ صوبائی اسمبلی کے ممبران کو گرین پاسپورٹ جاری کیا جاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یا تو یہ تفریق اُدھر بھی ختم کی جائے۔ یہ یک طرفہ بات کیوں ہو رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : اس کے بارے میں کوشش کریں گے۔ پہلے بھی کوشش جاری تھی اب بھی جاری رکھیں گے۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

حاجی احسان الدین قریشی : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزیر قانون نے یہ فرمایا

ہے کہ میں مرکز میں اس مسئلے سے متعلق بات کروں گا۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب تو امریکہ جا رہے ہیں۔ کیا ان کی وہاں شنوائی ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ تقریباً ایک گھنٹہ ہونے کو ہے۔ آپ کا ہی وقت ہے اور آپ نے ہی بحث کرنی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی فاضل دوست نے وزیر اعلیٰ صاحب کے باہر جانے کی بات کی ہے۔ میں یہ وضاحت چاہوں گا کہ اس سے پہلے محکمہ صحت کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا تھا کہ سرکاری افسر یا ہمارے سیاستدان سرکاری خرچ پر باہر علاج کروانے نہیں جا سکیں گے۔ پاکستان کے اندر تمام امراض کا علاج ممکن ہے جبکہ اس سے پہلے ہمارے وزیر بلدیات سید ناظم حسین شاہ بھی باہر علاج کروانے کے لیے جا چکے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ نے کوئی ایسی تحریک التوائے کار یا قرارداد اسمبلی میں دی ہے؟ چونکہ ایسی کوئی چیز میری نظروں سے نہیں گزری۔ اگر دی ہے تو اس کا انتظار کریں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ یہ قلیل المہلت سوال جناب ایس اے حمید صاحب کی طرف سے ہے۔

قلیل المہلت سوال (محکمہ تعلیم)

پنجاب میں نئی یونیورسٹیوں کا قیام

1695۔ **جناب ایس اے حمید:** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں نئی یونیورسٹیوں کے قیام پر غور ہو رہا ہے۔ یہ یونیورسٹیاں کس کس مقام پر قائم ہوں گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے گوجرانوالہ میں اپنے حالیہ دورے کے موقع پر اپریل ۱۹۹۵ء کے دوسرے ہفتے کے دوران اعلان کیا ہے کہ حکومت گوجرانوالہ میں بھی یونیورسٹی کے قیام پر سنجیدگی سے غور کرے گی؟

(ج) کیا حکومت نے اس سلسلے میں حتمی فیصلے کر لیے ہیں اور ان پر عمل درآمد کب شروع ہو گا؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! محترم ایس اے حمید صاحب نے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ آیا گوجرانوالہ

میں یونیورسٹی قائم کی جا رہی ہے یا نہیں۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ پنجاب میں پبلک سیکٹر میں نئی یونیورسٹیوں کا قیام زیر غور ہے اور یہ یونیورسٹیاں سرگودھا، فیصل آباد اور ساہیوال میں مرحلہ وار قائم کی جا رہی ہیں۔ دوسرا اس وقت ہمارے ہاں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ہے۔ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان میں ہے۔ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں ہے۔ اسی طرح ہمارے جہلم کی طرف تین یونیورسٹیاں ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری دو انجینئرنگ یونیورسٹیاں ہیں۔ ایک لاہور اور دوسری ٹیکسلا میں ہے۔ اسی طرح ایک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ہے۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر! وزیر موصوف صاحب تقریر فرما رہے ہیں۔ یا تو وہ جواب پڑھیں یا پھر آپ اسے taken as read لیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! جہاں تک ان کا یہ سوال ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے گوجرانوالہ کے دورے کے دوران یونیورسٹی کے قیام کے لیے کوئی اعلان کیا تھا تو ہمارے ریکارڈ میں ایسا کوئی اعلان نہیں پایا گیا۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ یا تو وزیر تعلیم سوال کا پورا جواب پڑھیں یا پھر آپ اسے taken as read قرار دیں۔ جبکہ وزیرتعلیم تو صرف جز (ج) کو لے کر شروع ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر تعلیم صاحب! آپ نے اپنا ایک جواب ہاؤس میں put کیا ہے آپ اسی کو پڑھ دیں۔ اب یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے لہذا آپ اسی کے مطابق چلیں۔

وزیرتعلیم، جناب! میں اسی کا جواب دے رہا ہوں۔ فرق یہ ہے کہ میں نے ذرا زبانی عرض کر دیا ہے۔ بہرحال میں اسی جواب کو پڑھ دیتا ہوں۔

سید سجاد حیدر کرمانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' شاہ صاحب!

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب والا! یہ اتنا طویل جواب ہے کہ Let it be taken as read اور ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم اس پر ضمنی سوالات کر سکیں۔ It is a very important question

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' شاہ صاحب! یہ اتنا لمبا جواب نہیں ہے۔ کوئی آٹھ دس سطریں ہیں ۔ جی وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم: جناب والا! میرے بھائی پہلے آپس میں مشورہ کر لیا کریں کیونکہ ایک فرماتے ہیں کہ پڑھیں اور دوسرے فرماتے ہیں کہ نہ پڑھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں آپ اسے پڑھ دیجیے ۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب میں پبلک سیکٹر میں نئی یونیورسٹیوں کے قیام پر غور ہو رہا ہے۔ یہ یونیورسٹیاں فی الوقت سرگودھا (جنرل یونیورسٹی)' فیصل آباد (سائنس یونیورسٹی) اور ساہیوال (جنرل یونیورسٹی) کے مقامات پر قائم کی جائیں گی۔

اس وقت لاہور میں پنجاب یونیورسٹی اور انجینئرنگ یونیورسٹی' ملتان میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی' بہاولپور میں اسلامیہ یونیورسٹی'فیصل آباد میں زرعی یونیورسٹی' راولپنڈی میں بارانی یونیورسٹی اور ٹیکسلا میں انجینئرنگ یونیورسٹی اور اس کے قریب ہی اسلام آباد میں قائد اعظم یونیورسٹی اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کام کر رہی ہیں۔

(ب) جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے متذکرہ دورہ گوجرانوالہ کے دوران کوئی ایسا اعلان نہ کیا ہے۔ البتہ حکومت پنجاب صوبہ بھر میں تمام ڈویژنوں کی سطح پر مرحلہ وار پروگرام کے تحت یونیورسٹیاں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ مزید یہ کہ گوجرانوالہ لاہور کے قریب ہونے کی وجہ سے پنجاب یونیورسٹی سے مستفید ہو رہا ہے۔ البتہ دوسرے مرحلہ میں گوجرانوالہ اور ڈیرہ غازی خان میں بھی یونیورسٹیوں کا قیام زیر غور ہے۔

(ج) مندرجہ بالا تینوں یونیورسٹیوں کے قیام کے سلسلہ میں پیش رفت اور پیپر ورک جاری ہے اور وفاقی حکومت سے فنڈز کی فراہمی کے لیے رجوع کیا جا رہا ہے تاکہ یونیورسٹی کا قیام جتنی جلد ممکن ہو' عمل میں لایا جاسکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' کوئی ضمنی سوال؟

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے فیصل آباد' سرگودھا اور ساہیوال میں یونیورسٹیاں قائم کرنے کے لیے کیا criteria مقرر کیا ہے؟ آیا آبادی کا criteria ہے' resources کا criteria ہے یا طلباء کا criteria ہے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! سائنس یونیورسٹی کے بارے میں ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ اسے پورے پنجاب کے سنٹر میں بنایا جائے اور فیصل آباد پنجاب کے تقریباً سنٹر میں ہے۔ دوسرا سرگودھا نارتھ پنجاب میں ہے اور یہاں یونیورسٹی قائم ہونے سے خاصا بڑا علاقہ cover ہو جائے گا۔ راولپنڈی کے علاقہ میں پہلے ہی ایک زرعی یونیورسٹی ہے' ایک انجینئرنگ یونیورسٹی ہے اور ساتھ ہی دو یونیورسٹیاں اسلام آباد میں ہیں۔ لہذا ان سے راولپنڈی ڈویژن کے لیے کافی سہولتیں موجود ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: ایس اے حمید صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آپ کے پاس یونیورسٹی کے قیام کے لیے کوئی ایسا تحریری طور پر criteria ہے؟ کوئی requirement یا کوئی ایسا فارمولا ہے یا ویسے اپنے خیال یا موقع کے مطابق سوچا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! اس میں یقینی طور پر ہم نے distance دیکھا ہے۔ یعنی لاہور سے ساہیوال ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جبکہ گوجرانوالہ صرف 45 میل کے فاصلے پر ہے۔ دوسرا اس میں آبادی کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ اس کے ارد گرد کتنے feeder ڈگری کالجز موجود ہیں جہاں سے طلباء آئیں گے۔ ظاہر ہے کہ ساہی وال کے ارد گرد پاکپتن' اوکاڑہ' بہاولنگر اور ٹوبہ ٹیک سنگھ تک کے طلباء آ سکتے ہیں۔ اسی طرح سرگودھا کا distance پنجاب یونیورسٹی سے بھی بہت زیادہ ہے اور اس کے گرد پانچ اضلاع ہیں۔ حتیٰ کہ راولپنڈی سے ملحقہ اضلاع جیسے چکوال ہے وہاں سے بھی طلباء اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے ابھی فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے گوجرانوالہ میں اپنے دورے کے دوران یونیورسٹی کے قیام کے بارے میں کوئی اعلان نہیں کیا۔ اگر انھوں نے اعلان کیا ہو کہ یونیورسٹی قائم کی جائے گی تو پھر وزیرتعلیم صاحب اسے قائم کروانے کے لیے اقدامات کریں گے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! محکمہ تعلیم کے ریکارڈ میں تو وزیراعلیٰ صاحب کی ایسی کوئی direction موجود نہیں ہے۔ اگر انھوں نے اعلان کیا ہے تو میرے دوست ایس۔ اے۔ حمید صاحب بہتر جانتے ہوں گے۔ ہم نے نہ تو کسی اخبار میں پڑھا ہے اور نہ ہی ہمارے محکمہ تعلیم کے ریکارڈ میں کوئی ایسی direction موجود ہے۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ایسی ہی کوئی تجویز ضلع رحیم یار خان سے متعلق بھی زیر غور ہے؟ کیونکہ انھوں نے distance کی بات کی ہے۔ میرے خیال میں مذکورہ تمام جگہوں سے زیادہ فاصلہ بہاولپور اور رحیم یار خان کا بنتا ہے جو کہ تقریباً ڈیڑھ سو میل ہے۔ کیا بہاولپور یا رحیم یار خان میں یونیورسٹی بنانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شوکت داؤد صاحب پوچھتے ہیں کہ اسی criteria کے تحت رحیم یار خان میں یونیورسٹی بنانے کے لیے کوئی تجویز زیر غور ہے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! رحیم یار خان میں پہلے ہی سلطان النہیان صاحب نے خاصی خدمات انجام دی ہیں۔ وہاں ایئرپورٹ بنوایا ہے' ہسپتال بنوایا ہے' مزید یہ کہ وہاں سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کافی قریب ہے۔ البتہ پانچویں یا چھٹے مرحلے پر رحیم یار خان کے بارے میں بھی غور کیا جا سکتا ہے۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! کیا وزیر تعلیم یہ فرمائیں گے کہ اس سے پہلے سابقہ حکومت نے پنجاب میں خواتین یونیورسٹی کے قیام کی منظوری دی تھی جس کا ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ایک کیمپس قائم ہونا تھا' اس سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے؟ کیونکہ اگر یہ یونیورسٹی قائم ہو جائے تو پورے پنجاب میں خواتین کی یونیورسٹیاں قائم ہو سکتی ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! جب محترم عثمان ابراہیم صاحب وزیر تعلیم تھے تو انھوں نے گوجرانوالہ میں اپنے حلقہ انتخاب میں خواتین یونیورسٹی کے قیام کے لیے کوئی تجویز مرتب کی تھی لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ ہم نے سوچا ہے کہ بجائے اس کے کہ گوجرانوالہ میں ہی ایک یونیورسٹی قائم کی جائے بلکہ ہمارے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں جتنے بھی طالبات کے کالجز ہیں' ان میں سے بہت سارے کالجز میں ہم نے ایم اے کلاسز کا اجراء کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ پورے پنجاب کی سب خواتین گوجرانوالہ میں آئیں یہ زیادہ بہتر ہے کہ اپنے اپنے ڈویژنل ہیڈکوارٹرز میں جو کہ ان کے گھروں کے قریب بھی ہوں گے' وہاں کے کالجز میں ایم اے کی کلاسز میں ان کو adjust کیا جائے اور وہاں

وہ تعلیم حاصل کریں۔ اس پر پہلے ہی عمل ہو رہا ہے۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! وزیر تعلیم کا جواب سن کر مجھے افسوس ہوا ہے کہ وہ اپنے محکمے سے اتنے بے خبر ہیں کہ انھیں اس بات کا علم نہیں کہ ہماری پنجاب حکومت نے باقاعدہ خواتین یونیورسٹی کا ایک کمیشن بنایا تھا جس نے دو سال کے اندر ایک رپورٹ دی تھی اور جسے وزیر اعلیٰ صاحب نے منظور کیا تھا۔ اس رپورٹ کے مطابق ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ایک فکلیٹی قائم ہونا تھی، اس یونیورسٹی کا ایک کیمپس قائم ہونا تھا اور وہ رپورٹ ہم نے باقاعدہ وزیراعظم کو بھیجنی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تو اپنے وقت کا جواب دینے لگ گئے۔ آپ نے تو ضمنی سوال کرنا تھا۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب والا! میں تو وزیر تعلیم کی نالائقی کی بات کر رہا ہوں کہ انہیں اس بات کا علم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی سید سجاد حیدر کرمانی صاحب! آپ بھی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! اگر آپ ذرا خاموشی کروا دیں تو مہربانی ہو گی۔

Mr. Deputy Speaker:- I call the House to order.

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! محترم وزیر تعلیم اپنے جواب جز (الف) میں رقم طراز ہیں۔ انھوں نے پوری تفصیل سے بتا دیا ہے کہ پنجاب میں کہاں کہاں یونیورسٹیاں ہیں حتیٰ کہ جو وفاقی حکومت کی یونیورسٹی ہے اسے بھی پنجاب کے اندر شامل کر دیا گیا ہے اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا ذکر کرنا بھول گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال ان سے یہ ہے کہ پنجاب کے پاس پبلک سیکٹر کے اندر جو موجودہ یونیورسٹیاں ہیں وہ مقروض ہیں۔ میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں اور آج حالت یہ ہے کہ ان یونیورسٹیوں کو جو سود ادا کرنا پڑ رہا ہے وہ بھی یہ یونیورسٹیاں ادا نہیں کر رہیں اور یونیورسٹی کے وائس چانسلرز اس معاملے میں چیخ و پکار کر رہے ہیں کہ We are storved of the funds میں یہاں پر ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کی فہم و فراست یہ کہہ رہی ہے کہ آئندہ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ایک ایک یونیورسٹی قائم کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ضمنی سوال کیجے۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو اپنے پرو گرام ترتیب دے رہے ہیں' پنجابی میں کہتے ہیں کہ "اگا دوڑ پچھا چوڑ " یونیورسٹیز قائم کرنا' میں اس کی قدر کرتا ہوں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا جو موجودہ یونیورسٹیز ہیں وہ ان کو مالی امداد فراہم کر رہے ہیں اورکر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے ؟ اور اُن کے اوپر جو قرض ہیں انہیں اس سے نجات مل چکی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم ، جناب والا! فاضل رکن جناب سجاد کرمانی صاحب خود وفاقی وزیر تعلیم رہے ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ ان کے دور میں پنجاب میں کوئی یونیورسٹی قائم نہیں ہوئی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ پنجاب میں چھ سات یونیورسٹیاں قائم کرتے۔ چونکہ یونیورسٹی قائم کرنا' یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کا کام ہے اور یہ federal subject ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری پبلک سیکٹر کی ساری یونیورسٹیاں خسارے میں جا رہی تھیں اور یہ کریڈٹ بھی ہماری منتخب حکومت کو جاتا ہے کہ ہم نے میرٹ کی سیٹیں disturb کیے بغیر پندرہ فی صد سیٹیں increase کر کے سیلف فنانس سکیم کے تحت وہاں پر داخلے کیے ہیں۔ مثلاً انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور تین کروڑ روپے کے over-draft پر چل رہی تھی اور ہم 19 فی صد کی شرح سے اس کا سود ادا کر رہے تھے لیکن پچھلے سال سیلف فنانس سکیم سے تین کروڑ روپیہ دے کر over draft nil ہو گیا۔ اس سال انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور نے چار کروڑ روپیہ کمایا ہے۔ ہم نے اس میں سے صرف ریسرچ کے لیے ایک کروڑ روپیہ مختص کیا ہے اور یہ پہلی دفعہ Research Oriented University بن کر سامنے آ رہی ہے' تو سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کی وجہ سے ہماری تقریباً تمام یونیورسٹیاں یا تو خسارے سے باہر آ چکی ہیں یا اس سال آ جائیں گی بلکہ اب ہماری ساری یونیورسٹیوں میں وافر فنڈز موجود ہیں' جس سے ہم وہاں پر equipment کو change کریں گے اور وہاں پر زیادہ facilities provide کریں گے' نئی کتابیں بھی دیں گے' لیبارٹیز میں نئے آلات آئیں گے' غریب طلباء کو سکالرشپ دیں گے۔ ان کو اور بھی بہت سی سہولتیں دیں گے اور ریسرچ کے لیے زیادہ پیسہ مختص کیا جا سکے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب ایس۔ اے۔ حمید صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چھ ضلعوں پر مشتمل ایک کروڑ 15 لاکھ آبادی کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر گوجرانوالہ کو جان بوجھ کر نظر

انداز کیا جا رہا ہے اور وزیر تعلیم صاحب دوسرا مرحلہ فرماتے ہیں۔ کیا یہ بتائیں گے کہ یہ کب اور کتنے سال بعد شروع ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم : جناب والا! ' کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں لیکن میں فاضل مقرر کی اس بات پر حیران ہوں کہ کم از کم دو اڑھائی سال تک وزیرتعلیم کا تعلق گوجرانوالہ سے رہا ہے' انھیں تو چاہیے تھا کہ اس وقت دو یا تین یونیورسٹیاں قائم کر دیتے لیکن اس وقت تو کسی نے بنائی نہیں۔ 1985ء سے لے کر 1992-93ء تک آٹھ سال تک' اس وقت ہماری اپوزیشن میں تین سابق وزرائے تعلیم بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی نے پورے پنجاب میں ایک بھی یونیورسٹی نہیں بنائی اور ہم نے ایک سال میں ٹیکسلا یونیورسٹی' اس کے ساتھ ساتھ انجینئرنگ کالج ملتان' اس کے ساتھ ساتھ ایگریکلچر کالج ملتان اور بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی' یہ وہ ہیں جن پر کافی حد تک کام بڑھ گیا ہے اور پبلک سیکٹر میں مزید تین یونیورسٹیاں۔ پھر ہم ساتھ ساتھ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی آگے لا رہے ہیں کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے ضمن میں آگے بڑھیں۔

میاں عثمان ابراہیم : جناب والا! میں Point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' عثمان ابراہیم صاحب!

میاں عثمان ابراہیم : جناب والا! میں وزیر تعلیم کا مشکور ہوں کہ وہ بار بار میرا حوالہ دے رہے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم نے جو منصوبے بنائے تھے کیا انھوں نے ان پر عمل در آمد کیا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ گوجرانوالہ میں -------

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں یہ تو آپ personal explanation کر رہے ہیں؟

میاں عثمان ابراہیم : جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' فرمائیے۔

میاں عثمان ابراہیم : کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ گوجرانوالہ کے لیے بجٹ میں کالج آف ہوم اکنامکس کی منظوری ہوئی۔ اس کے لیے 9 ایکڑ جگہ منظور کی گئی جو آج جوہڑ میں تبدیل ہو چکی ہے' جہاں ہوم اکنامکس کالج بننا تھا۔ یہ چار کروڑ کی سکیم تھی جسے وزیر تعلیم نے آتے ہی سب سے پہلے

ختم کر دیا۔ یہ آج الزام لگا رہے ہیں کہ سابقہ وزیر تعلیم نے گوجرانوالہ میں کیوں کچھ نہیں کیا؟ ابھی انھوں نے خود فرمایا ہے کہ سابقہ وزیر تعلیم گوجرانوالہ میں خواتین یونیورسٹی بنانا چاہتے تھے۔ جناب والا! ہم تو بنانا چاہتے تھے۔ ہم تو بنانے والے ہیں اور یہ توڑنے والے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔

میاں عثمان ابراہیم ، جناب والا! کیا وزیر تعلیم مجھے بتائیں گے کہ وہ جو 9 ایکڑ کا جوہڑ ہے وہاں یہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ کیا وہ 9 ایکڑ کسی جیالے کو الاٹ کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے کالج آف ہوم اکنامکس کے لیے 9۔ ایکڑ جگہ منظور کروائی تھی ۔ وہ بجٹ میں reflect ہوئی' سکیم منظور ہوئی' اس کے لیے فنڈز جاری کر دیے گئے لیکن وزیر تعلیم نے آتے ہی سب سے پہلے ہوم اکنامکس کالج کو ختم کر دیا۔ وہ ایک منظور شدہ سکیم تھی لیکن اسے بغیر کسی وجہ سے یک جنبش قلم ختم کر دیا گیا۔ تو یہ بتائیں کہ وہ جو 9۔ ایکڑ جگہ ہے' یہ وہاں کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔

وزیر تعلیم ، جناب والا! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، personal explanation پر debate نہیں ہوتی ۔

وزیر تعلیم ، جناب والا! میں صرف وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں' personal explanation پر صرف انھوں نے personal explanation دینی ہوتی ہے۔ باقی آگے debates نہیں۔

وزیر تعلیم ، نہیں' جناب والا! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں' یہ بری روایت پڑ جائے گی۔ مہربانی' جی۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ تعلیم)

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب ہم وقفہ سوالات لیتے ہیں۔ جی ملک مختار احمد صاحب ۔

ملک مختار احمد ، سوال نمبر 834 ۔

گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج جوہر آباد ضلع خوشاب میں سائنس لیکچرارز کی اسامیاں

*834- ملک مختار احمد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج جوہر آباد ضلع خوشاب کا واحد گرلز ڈگری کالج ہے اگر ہاں تو مذکورہ کالج میں سائنس لیکچرار کی کل کتنی اسامیاں ہیں اور ان میں سے کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان اسامیوں کو فوری طور پر پُر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست ہے۔ مذکورہ کالج میں سائنس لیکچرار کی چھ اسامیاں ہیں جن میں سے چار اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ب) حکومت ان اسامیوں کو پر کرنے کو تیار ہے۔ یہ اسامیاں پبلک سروس کمشن کی سفارش پر پُر کی جاتی ہیں۔ جونہی کمشن کی طرف سے سفارش آئے گی خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ضمنی سوال۔

ملک مختار احمد، جناب والا! کیا اس کے لیے پبلک سروس کمشن کو move کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو شروع سے ہی move کر دیتے ہیں۔ وہ تو move کیا ہوتا ہے کہ ہمیں اتنی چاہئیں۔ اب یہ ان کی طرف سے ہے۔ جی اگلا سوال ملک مختار احمد!

ملک مختار احمد، سوال نمبر 835۔

عمارت اور ہوسٹل مہیا کرنے کے لیے اقدامات

*835- ملک مختار احمد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج جوہر آباد کی اپنی عمارت نہیں ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع خوشاب کے اس واحد گرلز ڈگری کالج کو عمارت اور ہوسٹل مہیا کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ) ،

(الف) درست نہیں ہے۔

(ب) اس وقت وہاں پر عمارت زیر تعمیر ہے اور اس عمارت کی total administrative approval 31 لاکھ 19 ہزار روپے ہے اور پچھلے برس 95-1994ء کے مالی سال میں وہاں پر 15 لاکھ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے ۔ اور ADP 1995-96 کی سکیم نمبر 3882 کے تحت بقایا 16 لاکھ 19 ہزار روپیہ اس مالی سال کے بجٹ میں رکھ دیا گیا ہے تو اس سال 30 جون تک یہ کالج مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کوئی ضمنی سوال ہے---- نہیں۔

راجہ ریاض احمد ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' راجہ ریاض احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

راجہ ریاض احمد ، جناب والا! صحافی بھائی واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں؛ میری طرف بھی ان کی طرف سے ایک یادداشت آئی ہے۔ جی تابش الوری صاحب! آپ اس بارے میں کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

سید تابش الوری ، جناب والا! آپ کے پاس بھی پریس گیلری کی طرف سے یادداشت آئی ہے اور ہمیں بھی انھوں نے اس کی ایک کاپی بھیجی ہے۔ وہ اسمبلی کی کارروائی کا بائیکاٹ کر کے جا چکے ہیں اور ان کا احتجاجی نکتہ یہ ہے کہ Associated Press of Pakistan کے نئے ڈائریکٹر جنرل نے صحافیوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں شروع کر دی ہیں اور متعدد صحافیوں کو بلا جواز غیر قانونی طور پر برطرف کر کے اپنے پسندیدہ اور من مانے اور چہیتے لوگوں کو بھرتی کیا جا رہا ہے' جس پر سارے ملک کے صحافیوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے اور وہ ایک احتجاجی تحریک شروع کر چکے ہیں۔ قومی اسمبلی میں بھی انھوں نے اجلاس کا بائیکاٹ کیا اور حزب اختلاف نے ان کی حمایت میں احتجاجی واک آؤٹ کیا۔ ہم بھی حزب اختلاف کی جانب سے ان کی اس احتجاجی تحریک کی حمایت کرتے ہوئے احتجاجی علامتی واک آؤٹ کر رہے ہیں اور آپ سے یہ درخواست کر رہے ہیں کہ آپ حکومتی سطح پر اور ذاتی سطح پر اس سنگین معاملے کا نوٹس لیں اور اخبار نویسوں کو جو اس وقت واک آؤٹ کیے ہوئے ہیں' ایک کمیٹی بنا کر ان

کو یقین دہانی کرائی جائے کہ ان کے جائز معاملات میں ان کے ساتھ تعاون کیا جائے گا' ان کی حمایت کی جائے گی۔ انھوں نے کہا ہے کہ جب تک آپ کی طرف سے یہ یقین دہانی نہیں ہو گی وہ اپنا احتجاج اور واک آؤٹ ختم نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں قبل اس کے کہ آپ احتجاج کرتے ہوئے بائیکاٹ کریں اس سے پہلے ہم لاء منسٹر کی بات سن لیں۔ اگر آپ اس سے اتفاق نہ کریں تو پھر آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ آپ بائیکاٹ کریں۔ میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب کی بات سن لیجیے۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! یہ معاملہ وفاقی حکومت کے معاملات سے متعلقہ ہے اور وفاقی محکمہ اطلاعات ونشریات کا ایک ایگزیکٹو معاملہ ہے۔ اس میں پنجاب حکومت بے شک کوئی ایسے انتظامی اختیارات نہیں رکھتی کہ میں پنجاب حکومت کے حوالے سے یہ کہوں کہ ہم اس پر کوئی فیصلہ کر سکیں گے۔ پنجاب اسمبلی کی پریس گیلری کمیٹی نے اپنے احتجاج کا حق استعمال کیا ہے اور انہوں نے جائز طریقے سے اپنا یہ حق استعمال کیا ہے' آواز اٹھانا ان کا حق بنتا ہے۔ پنجاب حکومت ان کے اس مطالبے کا باقاعدہ طور پر نوٹس لے گی اور محکمہ اطلاعات پنجاب کی طرف سے اور میں ذاتی طور پر بھی وفاقی حکومت سے اس معاملے پر رابطہ کر کے انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی انشاء اللہ پوری کوشش کروں گا اور اس بارے میں ' میں ایوان کو بھی یقین دلاتا ہوں اور پریس گیلری کمیٹی کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے اور صحافیوں کو ان کے حقوق دلانے کے لیے ہم اپنی ذمہ داری پوری کریں گے۔ جناب سپیکر! صحافیوں نے اپنے احتجاج کا حق بھی استعمال کر لیا اور واک آؤٹ کر کے اور یہ یادداشت ایوان میں پیش کرکے حکومت کی توجہ بھی اس معاملے کی طرف مبذول کروا لی ہے۔ اس لیے میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میری اس یقین دہانی کے بعد وہ اس ایوان میں واپس تشریف لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ سید تابش الوری!

سید تابش الوری ، جناب والا! اس سلسلے میں وزیر قانون نے نہ تو کوئی کمیٹی بنائی ہے اور نہ ہی انہوں نے صحافیوں کو واپس لانے کے لیے آپ سے درخواست کی ہے۔ اس لیے ہم دو منٹ کے لیے علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے فاضل اراکین نے علامتی واک آؤٹ کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر ، دو منٹ کے بعد آپ واپس آ جائیں پھر ہم اس مسئلے پر ایک کمیٹی بناتے ہیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! جب ہمارے پاس ایک شعبہ اطلاعات بھی موجود ہے اور میں نے یہ بھی عرض کیا ہے کہ میں ذاتی طور پر بھی اس معاملے میں اپنی ذمہ داری پوری کروں گا' لہذا اس کے بعد کمیٹی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے' شکریہ۔ وزیر اطلاعات ہاؤس میں موجود نہیں ہیں؟

وزیر قانون ، جناب والا! وہ لابی میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر ان سے بھی بات کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، دو منٹ کا واک آؤٹ ہے۔ میں سید تابش الوری' چودھری محمد افضل سندھو' سعید احمد پڑھیار اور سید ظفر علی شاہ صاحب پر مشتمل چار فاضل اراکین کی ایک کمیٹی بناتا ہوں جو جا کر پریس والوں کو واپس گیلری میں لائے۔ اسمبلی کی کارروائی تو چلتی رہتی ہے لیکن ان کے بغیر میرے خیال میں وہ چیز نہیں ہوتی جو اسمبلی کی کارروائی کے لیے ہونی چاہیے۔ وزیر اطلاعات!

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب سپیکر ! جہاں تک اے پی پی کے معاملات کا تعلق ہے تو یہ معاملہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔ میرے فاضل بھائی نے بھی اس بارے میں یقین دہانی کروائی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے بس میں جو کچھ بھی ہوا ہم ان کی مدد کے لیے کام کریں گے اور میں اس سلسلے میں یہ وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ آج میرے پاس پی ایف یو جے کے پورے پاکستان سے اور آزادکشمیر سے delegate آئے تھے اور ان کے اعزاز میں' میں نے آج ظہرانہ دیا تھا اور اس وقت بھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا' میں نے وہاں بھی ان سے یہ بات کی کہ ہم آپ کے لیے آواز بلند کریں گے اور اس سلسلے میں فیڈرل گورنمنٹ سے اور وزیر اطلاعات سے دوسرے فورم پر جہاں پر بھی ممکن ہوا ہم اس مسئلے کو ٹیک اپ کریں گے اور پی ایف یو جے کے لوگ میری بات سے خاصے مطمئن تھے۔ طاہر صاحب ان کے صدر ہیں اور ان کا تعلق بھی اے پی پی سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بہرحال اس اسمبلی کی یہ روایت رہی ہے کہ جب بھی پریس گیلری کی طرف سے کوئی ایسا قدم اٹھایا گیا تو فاضل اراکین پر مشتمل ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دی گئی۔ انہوں نے احتجاج کیا اور اپنا حق ادا کیا۔ اب آپ اپنا حق ادا کریں تاکہ وہ گیلری میں تشریف لے آئیں اور ہم

احسن طریقے سے اسمبلی کی کارروائی کو چلا سکیں۔ میں سید تابش الوری اور سید ظفر علی شاہ سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ بھی پریس کے بھائیوں کے پاس جائیں اور ان کو واپس لے آئیں۔ میرے خیال میں دو منٹ ہو گئے ہیں۔ فاضل اراکین حزب اختلاف کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں تاکہ وقفہ سوالات کے باقی ماندہ سوالات پر کارروائی کرسکیں۔ سوال نمبر ۸۳۵ کا جواب دیا جا چکا ہے۔ اگلا سوال میاں شیخ محمد چوہان صاحب کا ہے۔ سوال نمبر ۸۵۲ کا جواب اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول نہیں ہوا' لہذا ہم اسے اگلے اجلاس تک کے لیے ملتوی کرتے ہیں۔ اگلا سوال بھی میاں شیخ محمد چوہان صاحب کا ہے۔

میاں شیخ محمد چوہان، سوال نمبر 978۔

مستعفی ہونے والے اساتذہ کی تعداد

*978۔ میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان میں اکتوبر ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۴ء تک تدریسی عملہ کے مستعفی ہونے والے ارکان کی تعداد' ان کے نام' تعلیمی قابلیت' عہدہ' مدت ملازمت اور ان کے استعفیٰ دینے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) اکتوبر ۱۹۹۱ء کے بعد بہاؤ الدین ز کریا یونیورسٹی ملتان کے تدریسی عملہ میں شامل کیے جانے والے ارکان کی تعداد بلحاظ شعبہ ان کے نام تعلیمی قابلیت گریڈ عہدہ تعلیمی میدان میں تجربہ' ڈومیسائل اور بورڈ جس سے انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا کی تفصیلات بتائی جائیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ) ،

(الف) بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان میں اکتوبر ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۴ء تک تدریسی عملہ کے مستعفی ہونے والے ارکان کی تعداد چار ہے جن کے مکمل کوائف اور استعفیٰ دینے کی وجوہات کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اکتوبر ۱۹۹۱ء کے بعد بہاؤ الدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کے تدریسی عملہ میں شامل کئے جانے والے ارکان کی تعداد بلحاظ شعبہ ان کے نام' تعلیمی قابلیت' گریڈ' عہدہ' تعلیمی میدان میں تجربہ' ڈومیسائل اور بورڈ جس سے انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا' کی تعداد ۳۰ ہے۔

تفصیل ضمیمہ "ب" پر لف ہے۔ ضمیمہ "الف" اور "ب" ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔۔۔ اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص!

راجہ محمد جاوید اخلاص : سوال نمبر 1032 -

گرلز سکول کو مڈل اور ہائی کا درجہ بڑھانے کے لیے اقدامات

*1032۔ **راجہ محمد جاوید اخلاص،** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ پی پی-۱۱ میں وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو کے تحت گرلز مڈل سکول موہڑہ نوری کو ہائی اور گرلز پرائمری سکول داتا بھٹ کو مڈل کا درجہ دیا گیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکولوں میں کب تک سٹاف مہیا کیا جائے گا اور کلاسوں کا اجراء کب ہو گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ) :

(الف) یہ درست ہے کہ ہر دو مدارس کا درجہ بڑھانے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ کی طرف سے ہدایات وصول ہوئی تھیں۔

(ب) نئی پالیسی کے تحت اب سیکنڈری سکول برائے جماعت IX تا XII کھولے جائیں گے جس کے لیے باقاعدہ ایک معیار مقرر ہے لیکن اس سکول کی زمین ۱۶ کنال کے مقابلے میں ۴ کنال ہے۔ لہذا گرلز مڈل سکول موہڑہ نوری اپ گریڈ / اجراء سیکنڈری سکول کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ اسی طرح موجودہ صورت حال میں داتا بھٹ گرلز پرائمری سکول بھی معیار پر پورا نہیں آتا کیونکہ تعداد طالبات ۲۰۰ سے کم ہے اور رقبہ صرف ایک کنال ہے۔ اس ضمن میں وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری ارسال کی جا رہی ہے کہ ہر دو مدارس درجہ بڑھائے جانے کے معیار پر پورا نہیں اترتے، لہذا ان کا درجہ نہ بڑھایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ جاوید اخلاص! ضمنی سوال۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس دفعہ ۹۶-۱۹۹۵ء کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، کیا اس میں دوبارہ مڈل سے ہائی سکول بنانے کی گنجائش رکھی گئی ہے یا نہیں؟

وزیر تعلیم، اس میں ہم نے گنجائش رکھی ہے۔ لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ criteria وہی ہو گا کہ ہائی

سکول کے لیے سولہ کنال زمین چاہیے جبکہ ان کی زمین چار کنال ہے۔ اگر یہ زمین سولہ کنال پوری کر دیں تو اس کے بارے میں دوبارہ غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی راجہ صاحب!

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! محکمے نے یہ جواب ہی غلط دیا ہے۔ ہائی سکول کے لیے محکمہ تعلیم کی جو ڈیمانڈ ہے وہ آٹھ کنال ہے اور آٹھ کنال رقبہ موزہ نوری سکول کا موجود ہے۔ اور پوری یونین کونسل میں کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ اور مڈل سکول کے لیے محکمہ تعلیم کی ڈیمانڈ چار کنال ہے۔ اور اس کا چار کنال رقبہ بھی موجود ہے۔ جبکہ یہاں محکمہ کے جواب میں ایک کنال لکھا گیا ہے۔ بنیادی طور پر اس سوال کا جواب ہی غلط ہے۔ دونوں سکول معیار پر پورے اترتے ہیں۔ اگر پورے اترتے ہوں اور رقبہ معیار کے مطابق دیا جائے تو کیا یہ up grade کرنے کے لیے تیار ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آٹھ کنال کہہ رہے ہیں اور وزیر موصوف سولہ کنال criteria کہہ رہے ہیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: یہ ہائر سیکنڈری کا کہہ رہے ہیں۔ لیکن میں تو مڈل سے ہائی سکول کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ایجوکیشن منسٹر! ہائی سکول کے لیے کتنا criteria ہے۔ ہائر سیکنڈری کے لیے وہ کہتے ہیں کہ سولہ کنال ہے۔

وزیر تعلیم: میرے علم میں تو سولہ کنال ہی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ آٹھ کنال ہے، تو پھر اس کو examine کیا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مقصد ان کے کہنے کا یہ ہے کہ اگر ان کی زمین criteria کے مطابق ہوئی تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ criteria کے مطابق اس پر جتنا بھی رقبہ بنتا ہے۔ اس میں نہ صرف زمین چاہیے بلکہ ایک سکول سے دوسرے سکول کا فاصلہ، تعداد طلباء وغیرہ۔ یہ تینوں چیزیں اگر criteria پر پوری اترتی ہیں تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے فاضل رکن اگرچہ معلومات فراہم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ راجہ صاحب! آپ محکمہ کو بتائیں کہ ہم criteria کو پورا کرتے ہیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: میں تو گارنٹی کے ساتھ بتا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ محکمے کو بتائیں کہ یہ criteria ہے۔ انہوں نے بھی کہا ہے کہ ہم غور کریں گے اور اگر criteria میں آتے ہیں تو اس کو ہم cover up کریں گے اور ان کو ہم up grade کریں گے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی راجہ محمد جاوید اخلاص کا ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ریاض ستی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب شاہد ریاض ستی: جناب سپیکر! میرے دو سوالات تھے۔ ایک نشان زدہ سوال نمبر ۱۵۰۲ اور دوسرا سوال نمبر ۱۶۹۷ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی ہم وہاں نہیں پہنچے۔

جناب شاہد ریاض ستی: میں تھوڑا سا کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں یہ روایت نہیں ہے۔ دیکھیں، اب دو تین منٹ تو اس کے آپ ہی کھا رہے ہیں۔ مجھے چلنے دیں۔ آپ تو ایک بری روایت ڈال رہے ہیں۔ ایسے تو پھر کوئی کسی کو چلنے ہی نہیں دے گا۔ پھر وہی بات ہے۔ وہاں آنے تو دیں۔ وقفہ تو ختم ہونے دیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

جی راجہ محمد جاوید اخلاص!

راجہ محمد جاوید اخلاص: سوال نمبر 1033۔

گرلز پرائمری سکول قطبال کا درجہ بڑھانا

*1033۔ راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ پی پی-۱۱ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کے گرلز پرائمری سکول قطبال کو مڈل کا درجہ دیا گیا تھا۔ جس کے لیے وزیر اعلیٰ کے سپیشل فنڈ سے رقم بھی مختص کی گئی تھی اور ٹینڈر بھی طلب کیے گئے تھے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول میں کلاسوں کا اجراء کب تک ہو گا اور سٹاف کب مہیا کیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب نے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول قطبال کو مڈل کا درجہ دینے اور اپنے سپیشل فنڈ سے پانچ لاکھ روپے مختص کرنے کا ڈائریکٹو جاری کیا تھا۔ لیکن مذکورہ سکول محکمہ تعلیم کی درجہ بڑھانے کی پالیسی پر پورا نہیں اترتا تھا۔

(ب) اس کا جواب بھی اثبات میں نہ ہے کیونکہ مذکورہ سکول کا درجہ نہیں بڑھایا گیا تھا موضع قطبال کی یونین کونسل کینٹ خلیل میں پہلے ہی تین مڈل سکول (۱) گرلز مڈل سکول ٹھک بدوال (۲) کینٹ خلیل اور سسرال موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ضمنی سوال۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سکول سابقہ دور میں چیف منسٹر غلام حیدر وائیں کے ڈائریکٹو سے up grade ہوا تھا۔ اس کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔ محکمہ تعلیم نے اسے نہ صرف feasible قرار دیا تھا بلکہ P.C-I بنا کر محکمہ تعلیم نے اس کی باقاعدہ منظوری دی۔ سکول کے باقاعدہ ٹینڈرز call کیے گئے۔ لیکن حکومت ختم ہونے کے بعد وہ کام شروع نہیں ہو سکا تو کیا حکومت تبدیل ہونے سے سکولوں کا criteria بھی بدل جاتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم! وہ کہتے ہیں کہ سارے مراحل پورے ہو گئے تھے۔ یہ فنڈز lapse ہو گئے یا اس کی کیا وجہ بنی؟

وزیر تعلیم: یہ ممکن ہے کہ فاضل رکن نے دباؤ سے کوئی ایسی رپورٹ بنوا لی ہو، جو حکومت بدلنے کے بعد افسران نے حقائق کے مطابق رپورٹ دوبارہ کر دی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ یہ criteria پر پورا نہیں اترتا۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! یہ criteria پر پورا اترتا ہے اور جو سکول وہاں پر mention کیے گئے ہیں ان کا بالترتیب فاصلہ پرائمری سکول سے آٹھ کلو میٹر، دس کلومیٹر اور بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر مڈل سکول موجود ہے۔ کیا آٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر پرائمری سے مڈل سکول کے لیے بچیاں جا سکتی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایسے کریں کہ آپ اپنا یہ criteria میرے چیمبر میں لائیں۔ میں اس کو دوبارہ take up کروں گا۔ آپ پہلے مجھے مطمئن کریں۔ مہربانی۔ سید عارف حسین شاہ بخاری!

سید محمد حسین عارف بخاری، سوال نمبر 1209 ۔

حافظ آباد میں گرلز ہائی سکولوں کی ناکافی تعداد

*1209۔ سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حافظ آباد شہر میں صرف دو گرلز ہائی سکول ہیں جو تعلیمی ضرورت کے لیے ناکافی ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا مذکورہ شہر میں نئے ہائی سکول کا اجراءحکومت کے زیر غور ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کا اجراء کب تک ممکن ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) نہیں۔ نئی پالیسی کے تحت اب سیکنڈری سکول جماعت نہم تا بارہ تک کھولے جائیں گے جو کہ مطلوبہ معیار پر پورے اترتے ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ضمنی سوال' سید محمد عارف حسین بخاری۔

سید محمد عارف حسین بخاری، میں نے کوئی چھ سات ماہ پیشتر یہ سوال گزارش کیا تھا۔ اس دوران میں مجھے حیرت ہے کہ فاضل وزیرتعلیم کی اپنے محکمے پر گرفت نہیں اور ان کے باخبر ہونے پر کہ اس دوران وہ سکول نہ صرف منظور ہوچکا ہے بلکہ وہاں حافظ آباد میں سکول پر کام بھی شروع ہوچکا ہے اور وزیر موصوف فرمارہے ہیں کہ ہم وہاں سکول نہیں بنارہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا کام ہو گیا۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جی' میں عرض کر رہا ہوں کہ صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم وہاں سکول کا اجرانہیں کر رہے اور حافظ آباد میں وہ تمام مراحل طے کرکے وہ سکول شروع بھی ہو چکا ہے۔ یہ ان کی باخبری کا عالم ہے۔ یہ اپنے محکمے پر گرفت ڈالیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، I call the House to Order یہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔ وزیر تعلیم فرماتے ہیں

کہ نئی پالیسی کے تحت وہاں سکول کھولے جائیں گے جو کہ مطلوبہ معیار پر پورے اترتے ہوں گے۔ تو شاہ صاحب کہتے ہیں کہ وہاں پر تو سکول بھی چل گیا ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، اگر یہ تعمیر پروگرام ہی پڑھ دیتے تو اس میں سے بھی ان کو رہنمائی مل جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنے محکمے کا نوٹس لیں۔ ان کو categorically بتانا چاہیے کہ وہاں پر یہ ہوا۔

وزیر تعلیم، دراصل یہ جواب ہم نے سات ماہ پہلے بھجوا دیا تھا۔ اس کے بعد بجٹ آیا۔ ماشاء اللہ ہمارے یہ رکن بہت دانا اور شریف آدمی ہیں۔ ہم نے وہاں سکول بنا دیا ہوگا۔ اب facts درست کر لیے جائیں گے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ شریف آدمی۔ تو کیا باقی یہاں بدمعاش بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال، جناب عبدالرؤف مغل!

جناب عبدالرؤف مغل، سوال نمبر 1320۔

جناح میموریل ہائی سکول گوجرانوالہ کی زمین کی واگزاری

*1320۔ جناب عبدالرؤف مغل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ جناح میموریل ہائی سکول گوجرانوالہ کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا تھا مگر اس کے پرائمری حصہ کو قومی ملکیت میں نہ لیا گیا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ دور حکومت میں متذکرہ سکول کے اساتذہ کی تحریک پر اس کے پرائمری حصہ کو بھی قومی ملکیت میں لینے کا فیصلہ کیا گیا تھا جس کی منظوری محکمہ خزانہ نے بھی دے دی تھی مگر ابھی تک متذکرہ پرائمری سکول کو قومی ملکیت میں نہیں لیا گیا۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ پرائمری سکول جس قطعہ زمین پر واقع ہے وہ کروڑوں روپے مالیت کی ہے اور اب اس زمین پر چند با اثر لوگ ناجائز قبضہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ پرائمری سکول کو قومی ملکیت میں نہ لینے اور

اس کی زمین پر ناجائز قابضین سے زمین واگزار نہ کرانے کی وجوہات کیا ہیں؛ نیز ان ناجائز قابضین کے نام ایوان میں پیش کیے جائیں۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ) :

(الف) اس حد تک درست ہے کہ جناح میموریل ہائی سکول گوجرانوالہ کو قومی ملکیت میں لیا گیا تھا یہ سکول ششم سے دہم تک جماعتوں پر مشتمل تھا۔ پرائمری حصہ کا کوئی وجود نہ تھا' لہذا اسے قومی ملکیت میں لینے کا سوال ہی غیر متعلقہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ سکول اساتذہ کی طرف سے کوئی تحریک نہ کی گئی اور نہ ہی کسی فیصلہ کا علم ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ یہ عمارت اور زمین بہت قیمتی ہے کیونکہ شہر کے وسط میں واقع ہیں۔ محکمہ اس زمین کا دعوے دار ہے اس لیے اس پر ناجائز قابضین کے خلاف سول کورٹ اور سیشن کورٹ گوجرانوالہ میں کیس زیر سماعت ہے۔

(د) جیسا کہ جزو ہائے بالا میں مذکور ہے پرائمری حصہ کا کوئی وجود نہ تھا لہذا قومی ملکیت میں لینے کا سوال ہی غیر متعلقہ ہے یہ عمارت ہائی سکول کے نام الاٹ تھی اور ہائی سکول اس پر قابض ہے البتہ عمارت کے کچھ حصہ پر میاں ایم آئی شمیم سابق ہیڈ ماسٹر بوقت ہائی سکول کو قومی ملکیت میں لیے جانے کی تاریخ سے ناجائز قابض ہے۔ زمین کی واگزاری کے لئے محکمہ پوری کوشش کر رہا ہے جیسا کہ جز (ج) میں مذکور ہے۔

ناجائز قابضین کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ میاں ایم آئی شمیم سابقہ ہیڈ ماسٹر جناح میموریل مسلم ہائی سکول گوجرانوالہ

۲۔ عزیز الرحمان وغیرہ ساکن گلی جواہر سنگھ' گوجرانوالہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' عثمان ابراہیم صاحب! ضمنی سوال۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ پوچھوں گا۔ انہوں نے جزو (ب) میں جواب دیا ہے کہ سکول کے اساتذہ کی تحریک پر اس کے پرائمری حصہ کو بھی قومی ملکیت میں لینے کی کوئی تحریک نہ کی گئی تھی۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ محکمہ میں جو اتنی بڑی اور موٹی فائل بنی ہوئی ہے جس پر میں نے اس وقت بطور وزیر تعلیم یہ آرڈر کیے تھے وہ فائل اس وقت

کہاں ہے؟ کیونکہ مجھے سکول کے اساتذہ کی طرف سے ایک تحریک وصول ہوئی تھی میں نے اس پر باقاعدہ ایک آرڈر کیا تھا کہ اس کو نیشنلائز کر لیا جائے اور اس کی approval کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ کو وہ فائل بھیج دی تھی تو میں وزیر تعلیم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ فائل اس وقت کہاں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاید وہ آپ کے وقت سے کہیں پیچھے چلی گئی ہو گی۔ تو اس کا وزیر تعلیم! آپ کوئی جواب دینا چاہتے ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! فاضل رکن تین سال تک تو وہ مسئلہ حل نہیں کر سکے۔ ہمیں تو ابھی دو سال بھی نہیں ہوئے۔ انشاء اللہ' اگر ان کے علم میں کوئی بات ہے تو وہ ضرور فرمائیں' اس پر ہم غور کرنے کو تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سید محمد عارف حسین بخاری!

سید محمد عارف حسین بخاری: سوال نمبر *1406*۔

اضافی فنڈز کی فراہمی

*1406۔ سید محمد عارف حسین بخاری: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حافظ آباد شہر کے جو پرائمری سکول مقامی میونسپل کمیٹی کے زیر انتظام ہیں ان کے تمام تر اخراجات میونسپل کمیٹی برداشت کرتی ہے جب کہ میونسپل کمیٹی مذکور کی مالی حالت اس قابل نہ ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بالا سکولوں کو اپنی تحویل میں لینے یا اس مد میں میونسپل کمیٹی کو مزید گرانٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو دو سطریں ہی ہیں۔ جواب پڑھ دیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جواب کو پڑھا گیا تصور کر لیں۔ میں اس میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ان کا وقت بچ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سید محمد عارف حسین بخاری: جی ہاں۔ جواب کو پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' ان کو جواب پڑھ لینے دیں تاکہ دوسروں کو بھی پتا چل جائے اور مجھے بھی

پتا چل جائے کہ بات کیا ہے۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ میونسپل کمیٹی کے زیر اہتمام سکولوں کے اخراجات میونسپل کمیٹی خود برداشت کرتی ہے۔

(ب) حکومت متذکرہ سکولوں کو اپنی تحویل میں لینے اور گرانٹ دینے کا ارادہ نہیں رکھتی - میونسپل حدود میں تعلیمی اداروں کا جاری رکھنا میونسپل کمیٹی کی ذمہ داری ہے۔ میونسپل کمیٹی اس ضمن میں خود اپنے وسائل میں اضافہ کے ذرائع تلاش کرے۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا! حافظ آباد کی میونسپلٹی کے پاس ڈویلپمنٹ کے لیے پچھلے سال ٹوٹل ایک لاکھ چودہ ہزار روپیہ تھا۔ ہمارے تمام تر کمیٹی کے بجٹ کو تعلیمی اخراجات کھا جاتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ اگر وہ سکول محکمہ تعلیم لے لے تو حافظ آباد کی سڑکیں جو جوہڑ کا منظر پیش کر رہی ہیں، کم از کم وہاں کوئی ڈویلپمنٹ کا کام ہو سکے۔ اگر اس پر انسانی ہمدردی کے تحت بطور سپیشل کیس محکمہ تعلیم غور کرے تو شاید ہماری کوئی بہتری ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ چاہتے ہیں کہ میونسپلٹی سے پنجاب حکومت اپنی تحویل میں لے لے۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا! میونسپلٹی کے سکولوں کو محکمہ تعلیم اپنی تحویل میں لے لے تاکہ جو خرچ تعلیم کے ملازمین کے اُوپر اٹھتا ہے، وہ حافظ آباد کی ڈویلپمنٹ کے لیے ہم خرچ کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میونسپل اداروں کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو صحت اور تعلیم کی سہولتیں بھی فراہم کریں اور یہ سوال تو ویسے بھی relevant نہیں ہے۔ یہ سوال تو انھیں محکمہ بلدیات سے کرنا چاہیے تھا۔ لیکن یہ کہ حکومت پنجاب کی اس وقت تک ایسی کوئی پالیسی نہیں ہے کہ ہم بلدیاتی اداروں کے زیر تحویل اداروں کو provincialize کر کے وزارت تعلیم کے دائرۂ کار میں لے آئیں۔ کیونکہ پہلے ہی ہمارے پاس اتنا بڑا شعبہ ہے اور اس میں نان ڈویلپمنٹ سائیڈ میں اتنے اخراجات ہو رہے ہیں۔ تو مزید تنخواہوں کا بوجھ محکمہ تعلیم برداشت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال جناب عبدالرؤف مغل!

جناب عبدالرؤف مغل: سوال نمبر **1418**۔

پرچوں کی تبدیلی کے سکینڈل کی تحقیقات

*1418۔**جناب عبدالرؤف مغل**: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سکینڈری ایجوکیشن گوجرانوالہ نے ایف ایس سی کے امتحانات ماہ اپریل ۱۹۹۴ء میں منعقد کرائے تھے۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ متذکرہ منعقدہ امتحان میں فزکس کے پرچہ "بی" کی تبدیلی کے جرم میں چند لڑکوں پر الزام لگایا گیا اور ان کے نتائج روک دیے گئے اگر ایسا ہے تو ان لڑکوں کے نام اور رول نمبر کیا ہیں۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ کے اپنے نامزدکردہ ممتحن صاحبان خود ہی پرچوں کی تبدیلی میں ملوث پائے گئے ہیں۔

(د) اگرجز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس سکینڈل کے بارے میں کوئی تحقیقات کرائی گئی تھیں اگر کرائی گئی تھیں تو ان کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) لڑکوں کے رول نمبر اور نام درج ذیل ہیں

۱۔	۶۵۱	کامران رفیق
۲۔	۶۶۴	عمران اظہار
۳۔	۶۶۷	محمد قیوم
۴۔	۶۷۷	افتخار احمد بٹ
۵۔	۶۷۸	محمد شہباز
۶۔	۶۷۹	شفیق احمد خان

7۔ ۶۸۱ سمیع اللہ خان

8۔ ۲۲۲۲ سید نعیم حسین زیدی

(ج) درست ہے۔

(د) مذکورہ امتحان کے سلسلہ میں امتحانی مرکز واقع گورنمنٹ عطاء محمد اسلامیہ ہائی سکول نمبر ۲ گوجرانوالہ کے ناظم نے شکایت کی کہ اس سنٹر کے دو نگران محمد یوسف ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول پیر تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ اور لیاقت علی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول نظام آباد تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ امیدواران کو جوابی کاپیوں کی تبدیلی میں مدد دے رہے ہیں۔شکایت موصول ہونے پر فوری طور پر مشکوک امیدواران کے خلاف امتحان میں ناجائز ذرائع استعمال کے کیسز تیار کیے گئے جس کی تحقیقات بورڈ مذکورہ ڈسپلن کمیٹی نے کی جرم ثابت ہونے پر ڈسپلن کمیٹی کی سفارشات پر متذکرہ بالا دونوں نگرانوں کو بورڈ کی ہرقسم کی ڈیوٹی سے ہمیشہ کے لیے نااہل قرار دیے جانے کے ساتھ ان کے خلاف محکمانہ انضباطی کارروائی کے لئے ناظم تعلیمات (ایس ای) سکولز گوجرانوالہ کو لکھا گیا جس نے ان کو شوکاز جاری کرنے کے ساتھ اپنے حکمنامہ ۶۷۵۲ / ایس ای مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۹۴ء کے ڈیوٹی سےمعطل کر دیا ہے (کاپی نشان الف ب) مزید کارروائی جاری ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں اساتذہ کے خلاف تھانہ میں باقاعدہ ایف آئی آر بھی درج کروائی جاچکی ہے (نشان ج) مزید یہ کہ دو امیدواران رول نمبر ۶۶۳۔ عمران اعجاز اور ۶۶۷ ۔ افتخار احمد بٹ کو چار چار امتحانات کے لئے نااہل قرار دیا گیا ہے (نشان س ش) جب کہ بقیہ چھ امیدواران کو جرم ثابت نہ ہونے پر بری الذمہ قرار دیا گیا۔

نوٹ۔ منسلکات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال' جناب احمد خان ہرل!

جناب احمد خان ہرل: سوال نمبر 1422 -

تعمیراتی کام کی تکمیل

*1422- **جناب احمد خان ہرل:** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز انٹر کالج پھلروان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کا تعمیراتی

کام ۱۹۹۰ء میں شروع ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج کی ابھی تک چار دیواری نہیں بنائی گئی جس کی وجہ سے بچیوں کے لیے پردہ کا انتظام نہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج کی مین بلڈنگ کے گرد ابھی تک مٹی بھی نہیں ڈالی گئی جس کی وجہ سے مین بلڈنگ کے گرنے کا اندیشہ ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کا تعمیراتی کام فوراً مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛ اگر ہاں تو یہ کام کب تک مکمل ہوجائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ کالج کی چار دیواری تعمیر ہوئی تھی۔۱۹۹۲ء کے سیلاب کی وجہ سے اس کا مشرقی حصہ گر گیا تھا۔

(ج) سکیم کی منظوری میں کالج کی مین بلڈنگ کے گرد مٹی ڈلوانے کا ذکر نہ ہے۔ تاہم مٹی ڈلوانے کی کی منظوری لے کر کام مکمل کرایا۔

(د) کالج کی مین بلڈنگ کا تعمیراتی کام بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔ فرشوں کی رگڑائی جاری ہے کام تیزی سے ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، کوئی ضمنی؟

جناب احمد خان ہرل، جناب سپیکر! جواب کے جز "ب" میں وزیر صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ سیلاب ۱۹۹۲ء کے دوران مشرقی حصہ گر گیا تھا۔ میں یہ سوال جناب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ مشرقی حصہ جو سیلاب میں گر گیا تھا مرمت کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جو حصہ گر گیا ہے اس کو بنانے کا پوچھ رہے ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! مرحلہ وار پروگرام کے تحت سیلاب زدہ سکولوں اور کالجوں کی ہم مرمت کر رہے ہیں۔ وسائل کی کمی ہے۔ جیسے جیسے وسائل دستیاب ہو رہے ہیں سکولوں اور کالجوں کی عمارات کو بھی مرمت کروا رہے ہیں۔

جناب احمد خان بھرل، جواب کے جز (ج) میں ہے "سکیم کی منظوری میں کالج کی مین بلڈنگ کے گرد مٹی ڈلوانے کا ذکر نہ ہے۔ تاہم مٹی ڈلوانے کی الگ منظوری لے کر کام مکمل کرایا"۔ اس سے آگے کچھ نہیں لکھا۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کام کب تک مکمل ہونا ہے یا مکمل کروایا جا چکا ہے؟

وزیر تعلیم، انشاء اللہ تعالیٰ مناسب وقت پر کام مکمل ہو جائے گا۔ وہ بے فکر رہیں۔

جناب احمد خان بھرل، کب تک مکمل ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، مناسب وقت تک انھوں نے کہا ہے۔

جناب احمد خان بھرل، تاریخ کا کوئی تعین کر دیں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ پوچھ رہے ہیں کہ کوئی تاریخ آپ بتا سکتے ہیں۔ آپ کے ذہن میں کوئی تاریخ ہے یا اسی مالی سال کے دوران؟

وزیر تعلیم، نہیں جناب۔ کوئی خاص تاریخ تو ذہن میں نہیں ہے۔ انشاء اللہ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے سارے ترقیاتی منصوبے تیزی کے ساتھ مکمل ہو جائیں۔ اور ابھی جو اے ڈی پی میں ہماری سکیمیں ہیں تقریباً سب کے پی سی ا ہم نے ۳۱۔ جولائی تک مکمل کر لیے ہیں اور پوری سنجیدگی سے ہم چاہ رہے ہیں کہ ہمارے ڈویلپمنٹ کے پراجیکٹ اپنے ٹائم کے اندر مکمل ہو جائیں۔

جناب احمد خان بھرل، ضمنی سوال۔ جز (د) میں لکھا ہوا ہے کہ "کالج کی مین بلڈنگ کا تعمیراتی کام بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔ فرشوں کی رگڑائی جاری ہے۔ کام تیزی سے ہو رہا ہے"۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کام کب تک مکمل ہو گا؟ کیا مجھے یقین دہانی کرا سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے تو گنجائش نہیں چھوڑی۔ وہ کہتے ہیں کہ رگڑائی جاری ہے۔ کام تیزی سے ہو رہا ہے۔ اب اس میں کیا بتائیں؟

جناب احمد خان بھرل، جناب سپیکر! لکھا ہوا ہے "بہت جلد کام مکمل ہو جائے گا"۔ میں یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کب مکمل ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آگے انھوں نے تشریح کر دی ہے کہ "مکمل ہو جائے گا" فرشوں کی رگڑائی جاری ہے۔ کام تیزی سے ہو رہا ہے"۔

جناب احمد خان بھرل، جناب سپیکر! میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کام ہو رہا ہے تو کب تک مکمل

ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ منسٹر تاریخ نہیں بتا سکتا کہ کب تک۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عباس کھوکھر صاحب۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف نے ہر بات میں یہی بات کہی ہے اور آخر میں رگڑائی تک بات کو ختم کیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سکول کی رگڑائی ہو رہی ہے یا پبلک کی رگڑائی ہو رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ جی، چودھری احمد یار گوندل!

چودھری احمد یار گوندل: سوال نمبر 1439۔

گرلز پرائمری سکولز کی منظوری

*1439۔ **چودھری احمد یار گوندل:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی چٹھی نمبر ایس او (آئی ایم آئی) ۱-۱/۹۲ گرلز مورخہ ۴ جنوری ۱۹۹۲ء اور اے ڈی پی ۹۳-۱۹۹۲ء کی سکیم نمبر ۱۳۱/۲۷۶۷ کے تحت، گرلز پرائمری سکولز کی منظوری دی گئی تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وہ سکول مکمل ہو چکے ہیں اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) سات گرلز پرائمری سکولوں میں سے دو کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں جن میں بھچر اور کھمب کلاں شامل ہیں۔ محکمہ تعلیم ان کا قبضہ کر چکا ہے۔

پانچ گرلز پرائمری سکولوں کی عمارات پر تعمیر کا کام شروع نہ ہو سکا اور حکومتی فیصلہ کے مطابق جن سکیموں پر ۲۰ نومبر تک تعمیراتی خرچ نہ ہوا تھا ان سے متعلق یہ تصور کرتے ہوئے کہ منصوبہ قابل عمل نہ ہیں ان کے فنڈز روک لئے گئے تھے اس وجہ سے ۱۔ گوہڑی ۲۔

ڈیرہ عطر کا داخل نین رانجھا ۳۔ ممعرانہ کالونی داخلی عمدانہ ۴۔راکھ ۵ لاکھ کے مقامات پر عمارات تعمیر نہ ہو سکیں۔

چودھری احمد یار گوندل: ضمنی سوال۔ جز (ب) میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ بھچر اور کھمب کلاں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ کیا یہ فرمائیں گے کہ کتنے سال سے قبضہ ہو چکا ہے' اور آج تک وہاں تک سٹاف بھی بھیجا گیا ہے یا نہیں بھیجا گیا؟ اگر نہیں بھیجا گیا تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ کیونکہ وہاں بلڈنگ موجود ہے۔ لیکن چار سال سے وہاں پر سٹاف نہیں گیا۔ تو قبضہ لے کر انھوں نے وہاں پر مویشی باندھے ہوئے ہیں یا کوئی اور کام لے رہے ہیں؟ کیونکہ سٹاف موجود نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر تعلیم، جناب والا! ہم نے تقریباً تین ہزار سے زائد تعلیمی اداروں کی ایس این ای فنانس ڈیپارٹمنٹ سے منظور کروا لی ہے۔ اور بہت جلد وہاں پر سٹاف مہیا کر کے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ اسی تعلیمی سال سے 'ستمبر سے ہی وہاں کلاسوں کا اجراء ہو جائے۔ اس کی کوشش کی جائے گی۔

چودھری احمد یار گوندل ،جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ پانچ سکول نہیں بنائے جا سکے اور ۳۰ نومبر تک پیسہ خرچ نہیں ہوا تو ان لوگوں کا کیا قصور ہے جنھوں نے محکمہ تعلیم کے نام زمین منتقل کردی' پیسہ گورنمنٹ نے خرچ کرنا تھا یا کہ پبلک نے خرچ کرنا تھا۔ اگر پیسہ گورنمنٹ نے خرچ کرنا تھا تو اس میں پبلک کا کیا قصور ہے؟ کیا آپ اس کو دوبارہ سکول دینے کو تیار ہیں؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں یا پھر وہ رقبہ اس آدمی کو واپس کریں گے جس نے ان کے نام منتقل کیا تھا؟

وزیر تعلیم : جناب والا! جیسے ہی ہمیں وسائل دستیاب ہوتے ہیں ان سکولوں کی تعمیر کے لیے دوبارہ غور کیا جا سکتا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل ،جناب والا! یہ مسائل اور وسائل کی بات کی جا رہی ہے۔ یہ مسئلہ تو کافی دیر کا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ یہ ۹۳-۱۹۹۲ء کی بات ہے اور اب ۹۵-۱۹۹۴ء شروع ہے تو کیا اس سال میں یا اگلے سال میں یہ پانچوں سکول بنوائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ ایک پرانا مسئلہ ہے۔ کیا آپ اس کو اس سال یا اگلے سال بنانا چاہتے ہیں؟

وزیر تعلیم : جناب والا! محکمہ تعلیم کے پاس اس سال فنڈز ان سکولوں کے لیے دستیاب نہیں ہیں۔ اگر فاضل رکن اپنی ترقیاتی گرانٹ جو سات لاکھ روپے انھیں دی جا رہی ہے اس میں سے فنڈ مختص کر

دیں تو ہم اسی سال یہ عمارات مکمل کر دیں گے۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا! پھر اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر کوئی چیز گورنمنٹ نہیں کرنا چاہتی تو وہ اپنے ترقیاتی فنڈ سے دے۔ پہلے تو میں اپنے ترقیاتی فنڈز کا بندوبست کہاں سے کر سکتا ہوں کیونکہ مجھے تو اس سال گرانٹ ملے گی نہیں تو ان کے لیے میں نے فنڈز کا کیا بندوبست کرنا ہے۔ کیا اس پبلک سے اکٹھے کروں گا یا گورنمنٹ مجھے دے گی یا نہیں دے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کو پچھلے سال کے ترقیاتی فنڈز نہیں ملے؟

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا ! پچھلے سال نہیں بلکہ اس سال کی جو سکیمیں جاری ہیں ان میں سے ابھی تک کوئی مکمل نہیں ہوئی۔ اگر میں نے وہ سکول ہی بنانے ہیں تو پھر وہ ترقیاتی کام تو ختم ہو گئے اور وزیر تعلیم صاحب کے کھاتے میں چلے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ان کا مقصد یہ ہے کہ سوشل ایکشن پروگرام ایم پی اے کو ایک پیکج ملتا ہے۔ تو کیا آپ اس میں سے بنا دیں گے ؛ ترقیاتی فنڈز سے نہیں بلکہ سوشل ایکشن پروگرام سے بنا دیں۔

وزیر تعلیم ، جناب والا! اس سال کی سکیمیں تو finalise ہو چکی ہیں اور ہم ورلڈ بنک کو اس کی فہرست بھی بھجوا چکے ہیں۔ اس میں تو ہم لا نہیں سکتے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ فاضل رکن اپنی گرانٹ میں سے دے دیں یا اگر یہ مناسب سمجھیں تو میں ان کی وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات arrange کر دیتا ہوں اور یہ ان سے گزارش کرلیں وہ انھیں اپنی صوابدیدی گرانٹ دے سکتے ہیں۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا! کیا وزیر اعلیٰ صاحب کو کوئی حرج تو نہیں اس ہاؤس میں آ کر مجھے مل لیں اور جواب بھی دے دیں یا اس پروگرام کے لیے انھوں نے کوئی خاص جگہ رکھی ہوئی ہے جہاں پر یہ پرائمری سکول عطا کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں اب ہم آگے چلیں۔ آپ نے اپنا مقصد تو پورا کر لیا ہے۔ اگلا سوال جناب معظم احمد قریشی کا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا! اگر مقصد کا پتا چل جائے تو پھر پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ بتا دیا جائے کہ اس سلسلے میں کیا طریقہ کار اپنایا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ میرے پاس تشریف لے آئیں میں آپ کو بتا دوں گا یا وزیر تعلیم صاحب

بتا دیں گے۔

چودھری احمد یار گوندل : جناب والا! یہاں بتا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہاں نہیں بتایا جا سکتا۔ اگلا سوال' جناب مظہر احمد قریشی!

جناب مظہر احمد قریشی : سوال نمبر 1444۔

اے۔ٹی اساتذہ کا اندراج

*1444۔ جناب مظہر احمد قریشی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے چٹھی نمبر ایس او (این۔جی۔آئی) ۱ - ۹۲ - ۸۹ (پی۔۱) مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۹۹۳ء کے تحت حکم صادر فرمایا کہ حاضر سروس پی ٹی سی - سی ٹی - او۔ ٹی۔ آرٹس اینڈ کرافٹ اور غیر تربیت یافتہ اساتذہ جو ۱۹۹۳ء میں امتحان دے چکے ہیں کی ملازمت جاری رہنے دی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا چٹھی میں عربی اساتذہ (اے ٹی) کے لفظ کا اندراج نہ ہونے کی وجہ سے اے ٹی اساتذہ ان مراعات سے محروم ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیگر کیٹیگریوں کی طرح اے ٹی اساتذہ کے اندراج کے لئے ترمیمی نوٹیفکیشن جاری کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ) :

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ عربی اساتذہ کی تقرری (قبل ازیں وضع کردہ سروس رولز) مختلف مدرسہ جات کی جانب سے جاری کردہ "دینی اسناد" کی بنیاد پر عمل میں لائی جاتی ہے۔ اب عربی اساتذہ کے وضع کردہ سروس رولز مورخہ ۹۲۔۷۔۳۰ کے مطابق ایف اے مع عربی (اختیاری مضمون) اور اے ٹی سی (عربی ٹیچر ٹریننگ کورس) پاس کردہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ہے۔ مزید یہ کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی حکومت پاکستان یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد کے زیرنگرانی ہے نہ کہ حکومت پنجاب۔ اس لیے تعلیمی بورڈ اس کورس کا امتحان منعقد کروانے کا مجاز نہ ہے۔

(ج) درج بالا حقائق کی روشنی میں پی ٹی سی، سی ٹی، او ٹی آرٹس اینڈ کرافٹ چونکہ اضافی اور پروفیشنل کوالیفکیشن ہیں جن کا امتحان پہلے محکمہ تعلیم منعقد کرواتا تھا جو کہ اب ہر ڈویژن کے تعلیمی بورڈ منعقد کرواتے ہیں جب کہ اسے ٹی ٹی سی کا امتحان علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد منعقد کرتی ہے۔ لہذا عربی اساتذہ کا اندراج حکومت کے جاری کردہ نوٹیفکیشن میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

جناب والا! اس کے ساتھ میں اضافی طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے محسوس کیا تھا کہ عربی اساتذہ کی تعداد ہمارے سکولوں میں کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے برس ہم نے ایلیمنٹری ٹیچرز ٹریننگ کالجز میں پی ٹی سی اور سی ٹی کورس بند کردیے کیونکہ ہمارے پاس پی ٹی سی اور سی ٹی اساتذہ surplus تھے۔ تو demand اور supply کے درمیان توازن قائم کرنے کے لیے ہم نے یعنی پنجاب حکومت نے پہلی مرتبہ گزشتہ برس بھی اور اس برس بھی ڈرائنگ ٹیچر اور عربی ٹیچر کے لیے کورسز کا اجراء کیا۔ اور اس سے کافی بڑی تعداد پچھلے سال اور آئندہ سال جب تربیت حاصل کرکے باہر آئے گی تو یقیناً ان کا امتحان بھی بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے میں ایک observation دینا چاہتا ہوں۔ محکمہ تعلیم نے آج تقریباً گیارہ بارہ سوالات کے بارے میں لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ آئندہ ایسی بات نہیں ہونی چاہیے کیونکہ یہ سوالات بڑے عرصے کے بعد آتے ہیں۔ جن سوالات کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ان کو میں پھر revise کرتا ہوں تاکہ اگلے اجلاس میں یہ سوالات پھر آئیں۔

وزیر تعلیم : جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ای ایس ٹی ٹیچر کا تبادلہ

*1461۔ سید تابش الوری : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسماۃ زاہدہ پروین دختر محمد زاہد بی اے سی ٹی کے حکمنامہ نمبر ۲/۲-۹۳/۵۲۷ / ای-۲ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۳ء کے تحت بحیثیت ای ایس ٹی تقرری کی گئی تھی اور

اسے گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک ڈی این پی /۱۰۶ میں تعینات کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ تقرر نامے کے نوٹ نمبر ۵ میں واضح طور پر تحریر تھا کہ امیدوار اپنے تعیناتی کے مقام پر تین سال کام کرے گی اور تین سال گزرنے سے پہلے امیدوار کی تبادلے کی درخواست محکمہ میں قبول نہیں کی جائے گی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ حکم کے ایک سال بعد ہی اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) ایلیمنٹری بہاولپور کے حکم مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۹۴ء کے ذریعہ متذکرہ زاہدہ پروین کو چک ۱۰۶ سے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ملتانی گیٹ بہاولپور تبدیل کر دیا گیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تبدیلی کا متذکرہ حکم حکومت کی جانب سے تبادلوں پر پابندی کے باوجود اور تقرر نامے کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے جاری کیا گیا۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو متذکرہ معاملے میں احکامات کی خلاف ورزی کیوں کی گئی اور کیا حکومت متعلقہ افسر کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) جزوی طور پر درست ہے تبادلہ پابندی سے پہلے کیا گیا تھا۔

(ہ) احکامات کی خلاف ورزی نہیں کی گئی تبادلہ پابندی سے پہلے کیا گیا تھا۔ تبادلہ کے احکامات جناب ناظم ایلیمنٹری ایجوکیشن بہاولپور ڈویژن نے بروئے نمبری ۱۲۸۶-۸۸ / ای-۲ مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۹۵ء منسوخ کر دیے ہیں۔

کمرشل کالج وہاڑی کی بلڈنگ کی تعمیر

*1484- میاں محمد ثاقب خورشید: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) وہاڑی شہر میں گورنمنٹ کمرشل کالج کی نئی بلڈنگ کی تعمیر کس مرحلہ پر ہے اور نئی بلڈنگ

میں طلباء کی کلاسوں کے اجراء کی اجازت کیوں نہیں دی جا رہی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پرانی بلڈنگ جس میں فی الحال کالج قائم ہے وہ موجودہ تعلیمی ضروریات کے مطابق ناکافی ہے۔

(ج) اگرجز(ب) کاجواب اثبات میں ہے تو نئی بلڈنگ میں طلباء کی کلاسز شروع کرنے کی اجازت کب دی جا رہی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ) :

(الف) گورنمنٹ کمرشل کالج وہاڑی کی اپنی بلڈنگ کی تعمیر مکمل طور پر پوری نہ ہوئی اس سال حکومت پنجاب نے نامکمل امور کی تکمیل کے لئے مبلغ ۸۰۲۹ لاکھ روپے فراہم کئے ہیں جو کہ رواں مالی سال کے اختتام سے پہلے خرچ ہو جائیں گے اور ادارہ اپنی تعمیر شدہ نئی عمارت میں منتقل ہو جائے گا۔

(ب) جی ہاں' ناکافی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) میں درج ہے کہ جون ۱۹۹۵ء کے اختتام سے پہلے ادارہ کی عمارت مکمل ہو جائے گی اور نئے مالی سال ۹۶-۱۹۹۵ء سے ادارہ کی نئی تعمیر شدہ عمارت میں کلاسز کا اجراء کر دیا جائے گا۔

وہاڑی میں گرلز کالج کی تعمیر

*1486-میاں محمد ثاقب خورشید، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

وہاڑی شہر میں گرلز کالج کی نئی بلڈنگ کی تعمیر کس مرحلہ پر ہے اس کی تعمیر کس سال شروع کی گئی تھی اور مذکورہ بلڈنگ کو کب تک مکمل کرلیا جائے گا اور اس میں کلاسز کا اجراء کب تک متوقع ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ) :

ساخت مکمل ہو چکی ہے ' بناوٹ کا کام باقی ہے۔منصوبہ پر کام کا آغاز مورخہ ۹ جون ۱۹۸۸ء کو ہوا اور کام کے مکمل ہونے کی متوقع تاریخ ۲۰ جون ۱۹۹۵ء ہے کالج میں سٹاف' آلات اورفرنیچر پہلے سے موجود ہے مزید سامان اور فرنیچر کی اگرضرورت محسوس کی گئی تو آئندہ مالی سال میں

فراہم کردیا جائے گا۔ ایف اے 'ایف ایس سی' بی اے اور بی ایس سی کی کلاسیں پہلے ہی سے عمارت کے اندر جاری ہیں۔

خواتین کے کالجوں میں مرد اساتذہ کی تعیناتی

*1497۔ چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین حافظ آباد میں خواتین اساتذہ کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنی اساتذہ کام کر رہی ہیں اور کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت مذکورہ کالج میں مرد اساتذہ بطور اعزازی لیکچرار پڑھا رہے ہیں جو کہ رولز اور اسلامی معاشرہ کی نظر میں بہت غلط اور نامناسب ہے۔

(ج) ان اعزازی مرد اساتذہ کو کس نے کس کے حکم سے اور کب اور کس ضرورت کے تحت مقرر کیا ہے اس کی وجہ کیا ہے اور کیا حکومت ان غلط تقرریوں کے خلاف متعلقہ افسر کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ) :

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین حافظ آباد میں خواتین اساتذہ کی منظور شدہ تعداد وغیرہ حسب ذیل ہے۔

نام اسامی	تعداد	ورکنگ	خالی اسامیاں	مضمون تاریخ
اسسٹنٹ پروفیسر	۷	۴	۲	جغرافیہ ۲۰-۱۱-۸۵
				ہسٹری ۔ایضاً۔
				فلاسفی ۲۸-۲-۷۴
لیکچرار	۱۱	۷	۴	انگریزی ۳۰-۱-۹۴
				۔ایضاً۔ ۶-۱-۹۴
				۔ایضاً۔ ۱۶-۱۰-۹۴
				ہسٹری ۳-۱-۹۴
لائبریرین	۱	۔	۱	۳۰-۱-۸۹ ۔

ڈی پی ای | - | ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن

۱۵-۱۰-۹۴

(ب) کالج میں اساتذہ کی کمی کے پیش نظر اپنی مدد آپ کے تحت اعزازی اساتذہ کا انتظام کیا گیا ہسٹری اور کیمسٹری مضمون کی مقامی خواتین مل گئیں لیکن انگریزی اور فزیکل ایجوکیشن میں خواتین نہ ہونے کی وجہ سے طالبات اور والدین کی رضامندی سے مرد اساتذہ کا انتظام کیا گیا۔

(ج) اساتذہ کے اعزازیہ کی ادائیگی جناب ڈی سی صاحب حافظ آباد نے اپنے صوابدیدی فنڈ سے کی' کوئی تقرری نہیں کی گئی صرف اشد وقتی ضرورت کے تحت اعزازی اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں جو کہ والدین کی رضامندی سے کی گئیں تاہم مرد اساتذہ کو فارغ کر دیا گیا ہے۔

ڈی ای او کی تعیناتی

*1498۔ چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مراسلہ نمبر ایس او ایس ای۔۱-۴۹ /۹۱ مورخہ ۷ مئی ۱۹۹۲ء کے ذریعے میاں محمد شریف ایم اے۔ ایم ایڈ کو سنیارٹی لسٹ میں نمبر ۹۱ پر رکھا تھا جب کہ مذکورہ فرد کو بطور ڈی ای او لگانے کے بجائے سنیارٹی نمبر ۱۲۲۱ پر آنے والے منظور احمد کو ڈی ای او تعینات کر دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس خلاف ورزی کی کیا وجوہات ہیں اور اس کا کون ذمہ دار ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) ضلعی تعلیمی آفیسر کی اسامی انتظامی امور سے متعلقہ ہے جس پر تعیناتی کرتے وقت آفیسر کی سنیارٹی کے ساتھ ساتھ اس کی موزونیت کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں آفیسران کی تعیناتی کم سے کم فاصلے پر حکومت کی پالیسی کے تحت کی جاتی ہے تاہم مسٹر منظور احمد کو ضلعی آفیسر (ایلیمنٹری ایجوکیشن) سیالکوٹ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) جز (الف) کے جواب کی روشنی میں غیر ضروری ہے۔

ہیڈ مسٹریس کے خلاف انکوائری کی تفصیل

*1507۔ حاجی احمد خان بھرل، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ رفاہ عامہ گرلز ہائی سکول مزنگ لاہور میں ہیڈ مسٹریس کے بھانجے کی دسویں کلاس کی طالبات کو سکول ٹائم کے دوران ٹیوشن پڑھانے کی انکوائری ہو رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مس فرخندہ لطیف ہیڈ مسٹریس کا انیس نامی بھانجا میٹرک کی تقریباً ۹۰ طالبات سے مبلغ ۵۰ روپے ماہانہ فی طالبہ وصول کر کے آدھی رقم مذکورہ ہیڈ مسٹریس کو دیتا تھا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ہیڈ مسٹریس کے خلاف انکوائری کس مرحلہ پر ہے اور کیا حکومت اس کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) ہیڈ مسٹریس کے خلاف اس الزام کے تحت انکوائری ہوئی تھی اور یہ انکوائری مکمل ہو چکی ہے جس میں ہیڈ مسٹریس کو Minor Penalty Censure کیا جا چکا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مس فرخندہ لطیف ہیڈ مسٹریس کا انیس نامی بھانجا میٹرک کی طالبات کو پڑھاتا تھا اور مبلغ -/۵۰ روپے ماہانہ وصول کرکے آدھی رقم ہیڈ مسٹریس کو دیتا تھا انکوائری سے بھی ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہوتی۔

(ج) ہیڈ مسٹریس مذکورہ کے خلاف انکوائری مکمل ہو چکی ہے اور ڈی پی آئی پنجاب لاہور کے حکم نمبر ۲۸۷۹۲/۹۴-۴/۷' ایڈمن II-(ایس) مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۹۴ء کے تحت ہیڈ مسٹریس کو Censure کیا جا چکا ہے مزید براں ہیڈ مسٹریس کو سزا کے طور پر لاہور شہر سے باہر ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

رجسٹرار اور کنٹرولر کی تقرری

*1536۔ سید تابش الوری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر خواجہ امتیاز علی کا تقرر بطور وائس چانسلر بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی

ملتان یکم جون ۱۹۹۰ء کو ہوا تھا جن کی چار سالہ میعاد عہدہ ۳۱ مئی ۱۹۹۴ء کو ختم ہو گئی تھی مگر وہ اس مدت میں توسیع نہ ہونے کے باوجود بدستور بحیثیت وائس چانسلر کام کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس یونیورسٹی کے رجسٹرار بھی قائم مقام ہیں کنٹرولر عارضی ہیں، سلیکشن بورڈ کی مدت ختم ہو چکی ہے، سنڈیکیٹ اور اکیڈمک کونسل کے اجلاس گزشتہ ایک سال سے نہیں ہوئے اور سینٹ کا اجلاس بھی دو برس سے نہیں ہوا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت اس غیر یقینی صورت حال کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز نئے وائس چانسلر رجسٹرار اور کنٹرولر کی مستقل تقرریاں کب تک کر دی جائیں گی؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) ڈاکٹر خواجہ امتیاز علی سابق وائس چانسلر بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کی مدت ملازمت یکم جون ۱۹۹۰ء سے شروع ہوئی اور چار سال کی میعاد ملازمت پوری کرنے کے بعد ۳۱ مئی ۱۹۹۴ء کو اختتام پذیر ہوئی جناب گورنر پنجاب و چانسلر بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان نے ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو یونیورسٹی کے سینئر ترین استاد پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق اختر کو یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کر دیا تھا۔

(ب) ریگولر رجسٹرار اور کنٹرولر امتحانات ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کے ایکٹ ۱۹۷۵ء میں مہیا کردہ قوانین کی روشنی میں سلیکشن بورڈ، سنڈیکیٹ اور اکیڈمک کونسل کی تشکیل نو کی جارہی ہے اور محکمہ تعلیم نے گورنر / چانسلر کو منظوری کے لئے نامزد حضرات کی سمریاں بھی ارسال کر دی ہیں۔ سنڈیکیٹ کے لئے ملک محمد اسحاق بچہ ایم پی اے کی نامزدگی جناب سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب کر چکے ہیں اس طرح جناب چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے ہائی کورٹ کے جسٹس منیر اے شیخ کی تقرری بطور سنڈیکیٹ رکن کر دی ہے یونیورسٹی نے اکیڈمک کونسل کے انتخابات بھی مکمل کر لئے ہیں اور اکیڈمک کونسل کے ممبرز کی نامزدگی کا نوٹیفکیشن بھی مورخہ ۶ مارچ ۱۹۹۵ء کو جاری کر دیا ہے سنڈیکیٹ کے گزشتہ اجلاس ۲۳، ۲۴ جون ۱۹۹۳ء کو بلائے گئے تھے۔ اسی طرح اکیڈمک کونسل کا اجلاس ۲ مئی ۱۹۹۳ء کو اور سینٹ کا اجلاس ۱۹ جولائی ۱۹۹۲ء کو منعقد ہوئے۔

(ج) وائس چانسلر، رجسٹرار اور کنٹرولر امتحانات کی تقرریاں ہر لحاظ سے عمل میں آ چکی ہیں۔

ماسٹر داؤد کی تعیناتی

*1589۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مسٹر داؤد ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول موضع گل والا تحصیل وضلع سرگودھا میں کب سے تعینات ہے مذکورہ ماسٹر کی کس حیثیت سے تعیناتی ہوئی تھی اور اس وقت اس کی تعلیمی قابلیت کیا تھی۔نیز مطلوبہ عہدہ کے لئے تعلیمی قابلیت کیا ہونی چاہیے تھی۔

(ب) مذکورہ ماسٹر کی ۱۹۸۵ء سے لے کر آج تک تعیناتی اور سالانہ کارکردگی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) اگر مذکورہ ماسٹر کی کارکردگی تسلی بخش نہیں تو حکومت اس کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) مسٹر محمد داؤد خان گورنمنٹ مڈل سکول چک ۴۲ شمالی گل والا میں بطور EST تعینات ہے۔ مذکورہ مدرس کی تقرری ۱۹-۱۰-۷۱ کو بطور جے وی مدرس ہوئی۔ اس وقت مدرس کی قابلیت ایف اے،سی ٹی تھی جبکہ جے وی مدرس کے لیے مجوزہ قابلیت میٹرک جے وی ہے۔

(ب) مدرس گورنمنٹ مڈل سکول چک ۴۲ شمالی گل والا میں ۱۹۸۷ء میں تبدیل ہو کر آیا تھا۔ ۱۹۸۷ء تا ۱۹۹۴ء کی اے سی آرز کے بموجب رپورٹ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول چک ۴۲ شمالی گل والا مدرس کی کارکردگی اور نتائج بہت اچھے ہیں۔

(ج) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ) سرگودھا کے مطابق مدرس کی کارکردگی بہت اچھی ہے۔

ہیڈ ماسٹر بلال احمد قمر کے خلاف کارروائی

*1590۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ٹاؤن شپ برائے طلباء کے ہیڈ ماسٹر بلال احمد قمر کے خلاف مختلف اوقات میں اخبارات کے ذریعہ معززین، والدین اور سماجی تنظیموں کی طرف سے درخواستوں کے ذریعہ ہیڈ ماسٹر مذکورہ کی بدعنوانیوں کے متعلق حکومت اور محکمہ کو مطلع کیا

جاتا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ماسٹر مذکور طلباء کے فنڈز اور بہبود فنڈ سے جعلی اور فرضی رسیدیں لگا کر لاکھوں روپے ذاتی طور پر ہڑپ کر چکا ہے اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہیڈ ماسٹر ہر سال سائنس لیبارٹری کے لیے ہزاروں روپے کے سامان کی جعلی خریداری کی رسیدیں لگا کر رقم خود کھا جاتا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہیڈ ماسٹر ہر سال سکاؤٹس کو مری بھیجنے کے لئے طلباء سے مبلغ تین سو روپے وصول کرتا ہے اور اس سال کوئٹہ بھیجنے کے لئے ہر سکاؤٹ سے مبلغ آٹھ سو روپے وصول کئے گئے اور پھر اخراجات فنڈ سے بھی رقم نکلوا کر ہڑپ کر گیا۔

(ہ) اپنے گھر کے ٹیلیفون کا بل طلباء کے فنڈ سے ادا کرتا ہے جس کا ثبوت مورخہ ۶۔اپریل ۱۹۹۲ء کا ادا کئے گئے بل کی رسید سے جو کہ محمد منشاء ایل اے کے ذریعہ بل ادا کیا گیا ظاہر ہے۔

(و) کیا یہ درست کہ ڈائرکٹر تعلیمات سیکنڈری تعلیم نے ایک انکوائری آفیسر مذکورہ سکول میں بھیجا۔لیکن ہیڈ ماسٹر مذکورہ کے دباؤ اور دھمکیوں کے تحت وہ سکول سے بھاگ گیا البتہ اس نے جو بیان دیا ڈائریکٹر تعلیمات سیکنڈری تعلیم نے اس کی روشنی میں ہیڈ ماسٹر مذکورہ کے فوری تبادلہ کے لئے ڈی پی آئی کو تحریر کر دیا۔

(ز) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ماسٹر مذکورہ کے خلاف کیا کارروائی کی گئی اگر نہیں کی گئی تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ) :

(الف) جی ہاں۔

(ب) بہبود فنڈ ہیڈ ماسٹر نے کیش ٹیچر کے ذریعے اپنی ذاتی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا۔

(ج) اصل میں سائنس کا سامان خریدا نہیں جاتا تھا بلکہ فرضی رسیدیں اور بل لے کر سٹاک رجسٹر میں درج کر دیا جاتا تھا جو کچھ دنوں بعد خارج کر دیا جاتا تھا۔

(د) والدین کی مرضی سے مری اور کوئٹہ میں سکاؤٹس لے جانے کے لئے فنڈ اکٹھا ہوتا رہا ہے جو بچوں کے کھانے اور رہائش کے لئے استعمال ہوا۔ فنڈ سے رقم نکلوانے کا کوئی ثبوت نہیں

ملا۔

(ہ) انکوائری رپورٹ کے مطابق ثابت نہیں ہو سکا۔

(و) انکوائری رپورٹ کی روشنی میں اس کا ثبوت نہیں ملا۔ البتہ ڈائریکٹر تعلیمات سیکنڈری نے ہیڈ ماسٹر اور ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کے تبادلے کے لئے محکمہ کو رپورٹ کر دی تھی اور ان کے تبادلہ جات کے احکامات صادر ہو چکے ہیں۔

(ز) ہیڈ ماسٹر کا تبادلہ ہو چکا ہے۔ حکم کی کاپی لف ہذا ہے۔

GOVERNMENT OF THE PUNJAB

EDUCATION DEPARTMENT

O_R_D_E_R

No:SO(SE-1)2-51/94 , Mr . Bilal Ahmad Qamar , Senior Headmaster , Government High School, Ist shift Township, Lahore and Mr. Abdur Rauf Naz, Deputy Headmaster, Government High School, Ist shift Township, Lahore are hereby transferred with immediate effect and their services are placed at the disposal of Director of Education(SE), Lahore Division Lahore for their further posting.

Dated, Lahore, the **EDUCATION SECRETARY**

26 Febrŭray, 95.

داخلہ فارموں کی تصدیق کا طریق کار

*1630- میاں عمران مسعود، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) انٹرمیڈیٹ کے داخلہ فارموں کی تصدیق کا کیا طریق کار ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مروجہ طریق کار کے تحت انٹرمیڈیٹ کے داخلہ فارموں کی تصدیق صرف گورنمنٹ سکولوں، کالجوں کے ہیڈ ماسٹر، ہیڈ ماسٹریس اور پرنسپل ہی کر سکتے ہیں۔

(ج) پرائیویٹ طالب علموں کے لئے مروجہ طریقہ کار کے تحت داخلہ فارموں کی تصدیق کے لئے

کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور ان کے لئے مروجہ طریق کار سے پیدا شدہ مشکلات کا ازالہ کس طرح کیا گیا ہے۔

(د) کیا مروجہ طریق کار کے تحت کلاس ون سرکاری افسران کی تصدیق کو تسلیم کیا جاتا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) موجودہ طریق کار کے مطابق انٹرمیڈیٹ کے امتحان کے داخلہ فارم تعلیمی بورڈ کے ساتھ الحاق شدہ سکولوں اور کالجوں کے سربراہ تصدیق کرسکتے ہیں نیز تصدیق کرنے والا سربراہ ادارہ بھی وہ ہو گا جو اس علاقے میں واقع ہو گا جہاں کا امید وار رہنے والا ہو گا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے گورنمنٹ سکولوں و کالجوں کے علاوہ کارپوریشن ہائی سکولوں کے سربراہ اور ایسے پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں کے سربراہان بھی داخلہ فارم تصدیق کر سکتے ہیں جن کا بورڈ کے ساتھ الحاق ہو۔

(ج) ریگولر امیدواروں کے داخلہ فارم تو ان کے اپنے سربراہان ادارہ ہی تصدیق کرکے بورڈ کو بھیج دیتے ہیں جب کہ پرائیویٹ طالب علموں کے فارم داخلہ گورنمنٹ سکولوں، کالجوں کے علاوہ کارپوریشن ہائی سکولوں کے سربراہان اور ایسے پرائیویٹ تعلیمی ادارہ جات جو تعلیمی بورڈوں سے الحاق شدہ ہوں، کے سربراہان بھی تصدیق کر سکتے ہیں۔ یہ طریق کار امتحان میں بے قاعدگیوں کی روک تھام کے لیے رائج ہے اور خصوصی امتحانی مراکز میں تلبیس شخصی (Impersonation) کی بڑھتی ہوئی وبا کو روکنے کے لئے ۱۹۸۷ء میں منظور کیا گیا تھا جو آج تک بطریق احسن چل رہا ہے اور کسی نے بھی کبھی کسی مشکل کا اظہار یا شکایت نہیں کی۔

(د) مروجہ طریق کار کے تحت کلاس ون سرکاری افسران کی تصدیق کو تسلیم نہیں کیا جاتا اس کی وجہ یہ ہے کہ امتحانی مراکز میں اصل امیدوار کی بجائے دیگر افراد امتحان میں شرکت کرتے تھے اور اس مقصد کے لئے اصل امیدوار کی بجائے فارم داخلہ پر تصویر بھی جعلی امیدوار (Impersonator) ہی کی چسپاں کرکے کسی کلاس ون آفیسر کی جعلی تصدیق ثبت کر لیتے تھے تمام کلاس ون آفسران کے تصدیقی دستخط بورڈ کے پاس چھان بین ہونا ممکن نہیں تھا۔ لہذا اس تلبیس شخصی (Impersonation) کی وبا کو روکنے کے لئے مروجہ طریق کار اختیار

کرنا پڑا۔

ہیڈ مسٹریس مسرت روز کے خلاف کارروائی

*1663۔ **ملک غلام شبیر جوئیہ:** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرلز پرائمری سکول وڑچھا سالٹ مائز ضلع خوشاب میں قائم ہے اور اس کی ہیڈ مسٹریس مسرت روز نے سکول کے نصف حصہ میں اپنا ذاتی مکان تعمیر کیا ہوا ہے جس میں وہ مع اپنے نوجوان لڑکوں کے رہائش پذیر ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہیڈ مسٹریس کے اس غیر قانونی اور غیر اخلاقی اقدام کے خلاف گاؤں کے لوگوں نے ڈائرکٹر تعلیم کو شکایت کی تھی جس پر ڈائرکٹر ریاض حسین شاہ نے انکوائری کی اور ہیڈ مسٹریس کو قصور وار قرار دیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کا سالانہ نتیجہ صفر ہے اور لڑکیوں کو بالکل نہیں پڑھایا جاتا جس سے ان کی تعلیم کا ہرج ہو رہا ہے اور اس کی ذمہ دار سکول کی ہیڈ مسٹریس مسرت روز ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہیڈ مسٹریس کی مذکورہ سکول سے ناجائز رہائش ختم کروانے اور اس کا وہاں سے تبادلہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) جزوی طور پر درست ہے ریکارڈ کے مطابق گرلز پرائمری سکول وڑچھا ۱۹۶۵ء میں قائم ہوا۔ سکول کی عمارت اور رقبہ محکمہ PMDC نے مہیا کیا۔ سکول کے قائم ہونے کے وقت سے اس کے دو حصے تھے ایک میں سکول کام کر رہا ہے جب کہ دوسرے میں مسرت روز رہائش پذیر ہے۔ مذکورہ ہیڈ مسٹریس نے اس مکان میں رہائش اپنے خاوند کی محکمہ PMDC میں ملازمت کی وجہ سے رکھی تھی اور اب شوہر کی ریٹائرمنٹ کے بعد بھی رہائش پذیر ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے۔ گاؤں کے لوگوں کی شکایت پر ڈائرکٹر تعلیم نے بذریعہ ملک محمد حسین ضلعی آفیسر تعلیم (مردانہ) خوشاب، انکوائری کروائی۔ انکوائری رپورٹ معلمہ کے حق میں

ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ سکول کے سابقہ نتائج درج ذیل ہیں:۔

۱۹۹۱ء	۹۴ فیصد	۱۹۹۴ء	۱۰۰ فیصد
۱۹۹۲ء	۱۰۰ فیصد	۱۹۹۵ء	۱۰۰ فیصد
۱۹۹۳ء	۱۰۰ فیصد		

(د) چونکہ مذکورہ سکول کی عمارت اور ہیڈ مسٹریس کی رہائش گاہ دونوں کا تعلق PMDC سے ہے لہذا رہائش ختم کرانے کا مجاز متعلقہ محکمہ ہے اس سلسلہ میں کہ ہیڈ مسٹریس سکول کے حصے میں ناجائز طور پر قابض ہے' PMDC کو مطلع کیا جا چکا ہے مزید کارروائی PMDC سے جواب کے آنے پر کی جائے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کو فراڈ کیس میں نقصان

675۔ **جناب امان اللہ خان بابر:** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسز نسیم حبیب(حال ڈائریکٹر سی آر ڈی سی)۱۹۹۱-۹۲ء تک پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی رجسٹریشن کمیٹی کی کنوینر تھیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ رجسٹریشن کمیٹی کی کنوینر نے اپنے بھتیجے آصف کامران کو' آصف کامران پبلیکیشنز کے نام سے جعلی فرم رجسٹر کروا دی جس کی لاکھوں روپے کی بنک گارنٹی بھی بنک والوں نے جعلی قرار دے دی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آفیسر نے اپنے بھتیجے کی فرم کی جعلی بنک گارنٹیاں اپنے سٹاف کو منظور کرنے پر مجبور کیا جس کے خلاف محکمانہ انکوائری کمیٹی مقرر کی گئی جس کے انکوائری آفیسر بھی بدلتے رہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ انکوائری کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ نیز اس فراڈ سے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کو کتنا مالی نقصان پہنچایا گیا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) مسز نسیم حبیب صاحب زادہ صرف ۱۹۹۲ء میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ رجسٹریشن کمیٹی کی کنوینر تھیں۔

(ب) وضاحت / حقائق اس طرح سے ہیں کہ مسٹر آصف کامران جو مسز نسیم حبیب کا بھتیجا ہے کے ادارہ آصف کامران پبلشرز کی رجسٹریشن بطور ناشر' متعلقہ رجسٹریشن کمیٹی کی سفارشات پر اس وقت کے چیئرمین (ریاض احمد خان) کی منظوری سے ہوئی تھی اور اس وقت مسز نسیم حبیب رجسٹریشن کمیٹی کی سربراہ نہ تھیں جہاں تک جعلی بنک گارنٹیوں کا تعلق ہے اس بارے میں وضاحت ہے کہ سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں آصف کامران پبلشرز کی صرف ایک بنک گارنٹی بابت رائلٹی کتاب' معاشرتی علوم سوئم مبلغ۔ /۲۰۵۰۸ روپے جعلی پائی گئی لیکن بعد ازاں مذکورہ ادارے نے اس بنک گارنٹی کے عوض مطلوبہ رقم بورڈ کے کھاتہ میں جمع کروا دی تھی۔

(ج) جس طرح تحریر کیا گیا ہے درست نہ ہے حقیقت یہ ہے کہ جب تمام فرموں کے کاغذات کی چھان بین کی گئی تو آصف کامران پبلشرز کے علاوہ دیگر دو اداروں کی بنک گارنٹیاں میسرز رضوان پبلشرز مبلغ۔ /۵۶۵۰۱ روپے اور میسرز زمان آرٹ پریس مبلغ۔ /۲۵۱۹۷ روپے بھی جعلی پائی گئیں اور مذکورہ تینوں جعلی بنک گارنٹیوں کو قبول کرنے اور بعد ازاں اپنے تبادلہ پر اپنے ساتھ لے جانے اور بورڈ کو واپس نہ کرنے کے الزامات میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی شکایت بذریعہ چٹھی نمبری PTXB/Secy Misc/93 مورخہ ۸ نومبر ۱۹۹۳ء کی بناء پر مسز نسیم حبیب کے خلاف انکوائری کے لئے مسٹر جاوید محمود ایڈیشنل سیکرٹری (پلاننگ) محکمہ تعلیم بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۹۳ء کو انکوائری آفیسر مقرر ہوئے جنہوں نے بورڈ سے مورخہ ۸۔ دسمبر ۱۹۹۳ء کو مطلوبہ ریکارڈ حاصل کرکے فریقین کو سننے کے بعد اپنی انکوائری مکمل کر لی تھی جس میں مسز نسیم حبیب کے خلاف الزامات ثابت نہیں ہوسکے' لہذا انکوائری داخل دفتر کر دی گئی اس کے علاوہ کسی اور انکوائری آفیسر کے مقرر ہونے کے بارے میں علم نہیں ہے۔

(د) مذکورہ بالا تفصیل کے پیش نظر زیر بحث تینوں بنک گارنٹیوں کے عوض رقم بورڈ کے کھاتہ میں مسز نسیم حبیب صاحب زادہ کے دور میں ہی جمع ہو گئی تھیں۔

سکولوں کی عمارات کی تعمیر

676۔ راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوشل ایکشن پروگرام برائے سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں شیلٹر لیس سکیم کے تحت موہڑہ ماڑی بھاوے کلاں اور کوٹ سیداں کے پرائمری سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے سفارش کی گئی تھی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ان سفارشات پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے اور کب تک کام شروع ہوجائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) شیلٹر لیس پرائمری سکول بھاوے کلاں اور کوٹ سیداں کی سکیم منظور ہو چکی ہے اور ان پر تعمیراتی کام جاری ہے جب کہ پرائمری سکول موہڑہ ماڑی کی سکیم زمین نہ ہونے کی وجہ سے منظور نہ ہو سکی۔

اسامیاں پُر کرنے کے اقدامات

686۔ چودھری محمد منیر ازہر: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

گورنمنٹ کریسنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چیچہ وطنی گورنمنٹ ہائی سکول چک ۵۳/ ۱۲ ایل اور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ۱۱۱/ ایل-۱۲ تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں بالترتیب لیکچرارز اور ٹیچرز کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں نیز حکومت ان اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

گورنمنٹ کریسنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چیچہ وطنی میں اس وقت درج ذیل اسامیاں خالی ہیں۔

نام اسامی	مضمون	تعداد	تاریخ جب سے خالی ہے۔
پرنسپل گریڈ ۱۹	-----	۱	۱-۹-۸۹

اسسٹنٹ پروفیسر گریڈ ۱۸	کیمسٹری	۱	۱۵-۱۰-۹۴
لیکچرار گریڈ ۱۷	انگریزی	۲	۱۴-۱۲-۹۳
لیکچرار گریڈ ۱۷	انگریزی	-	۲-۱-۹۵
لیکچرار گریڈ ۱۷	ایجوکیشن	۳	۷-۱۱-۹۰
لیکچرار گریڈ ۱۷	ایضاً	-	۱-۱۱-۹۰
لیکچرار گریڈ ۱۷	ایضاً	-	۱-۱۰-۹۲
لیکچرار گریڈ ۱۷	جغرافیہ	۱	۱۹-۸-۹۴
لیکچرار گریڈ ۱۷	فزکس	۱	۱۴-۱۱-۹۴
لیکچرار گریڈ ۱۷	عربی	۱	۱۷-۱۲-۹۳

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے سفارشات موصول ہونے پر خالی اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

تفصیل خالی اسامیاں درج ذیل ہیں۔

گورنمنٹ ہائی سکول ۵۳ /۱۲ - ایل

نام اسامی	تعداد خالی اسامیاں	جس تاریخ سے خالی ہے
ایس وی		۱۸-۱۰-۹۴

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ۱۱۱ /۱۲ - ایل

صدر معلمہ	۱	۲۲-۱۱-۹۴
ایس ایس ٹی (بیالوجی)	۱	۲۳-۱۲-۹۳
ایس ایس ٹی (جنرل)	۱	۸-۵-۹۴
ایس ایس ٹی (سائنس)	۱	۱۴-۸-۹۴
عربی ٹیچر	۱	۱۵-۹-۹۴

ناظم تعلیمات (سکینڈری ایجوکیشن) ملتان ڈویژن کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ ان خالی اسامیوں کو قواعد و پالیسی کے مطابق پر کریں۔

کلاسوں کے اجراء کے اقدامات

689۔نواب زادہ سید شمس حیدر، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیر چک تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں گونگوں بہروں کے لئے جو سکول تعمیر کیا گیا ہے اس کی عمارت کافی عرصے سے مکمل ہو چکی ہے لیکن اس میں آج تک کلاسوں کا اجراء نہیں کیا گیا۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول میں کلاسوں کا اجراء کب تک کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف سپیشل ایجوکیشن پنجاب نے پیر چک تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں گونگے بہرے بچوں کے لئے کوئی سکول تعمیر نہیں کیا اور نہ ہی کوئی منصوبہ زیر غور ہے۔ حکومت پنجاب کے ماتحت ایک گونگے بہرے بچوں کا مڈل کی سطح تک سکول بلال ٹاؤن جہلم میں واقع ہے جس میں ۹۔اساتذہ ۸۷ گونگے بہرے بچوں کو تعلیم سے منور کر رہے ہیں جبکہ نان ٹیچنگ سٹاف کی تعداد ۱۰ہے۔ سکول کی اپنی عمارت موجود ہے اور سکول میں ہوسٹل کی سہولت بھی موجود ہے جو ضلع جہلم کے تمام گونگے بہرے بچوں کو تعلیمی سہولت میسر کرتا ہے۔ یہ سکول ۱۹۷۲ء کو نیشنلائزڈ ہوا تھا۔

(ب) جز(الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

سائنس ٹیچرز کی تعیناتی

694۔نواب زادہ سید شمس حیدر، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ البیرونی ڈگری کالج پنڈ دادنخان میں سائنس ٹیچرز کو کافی عرصہ سے تعینات نہیں کیا گیا

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور مذکورہ کالج میں سائنس ٹیچرز کو کب تک تعینات کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست نہ ہے اس لئے کہ متذکرہ کالج میں اس وقت ایک ٹیچر حساب میں، ایک کیمسٹری میں، ایک فزکس میں اور ایک بیالوجی میں کام کر رہے ہیں۔ فزکس اورحساب میں ایک ایک اسامی خالی ہے۔

(ب) جز(الف) کاجواب اثبات میں نہ ہے تاہم خالی اسامیوں پر ایڈہاک سلیکشن کمیٹی یا پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات کے بعد تعیناتی کر دی جائے گی۔

حیات محمد اعوان اور چودھری محمد اکرم کی برطرفی کی وجوہ

707۔سید تابش الوری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کے وائس چانسلر نے مورخہ ۹ اور ۱۰۔ اپریل ۱۹۹۵ء کو گریڈ ۲۰ کے چودھری محمد اکرم ڈین آف اسلامیات اور حیات محمد اعوان ڈین آف کامرس و بزنس ایڈمنسٹریشن کو نوٹس یا صفائی کا موقع دیے بغیر برطرف کر دیا اور حکم میں برطرفی کی کوئی وجہ بھی نہیں بتائی گئی۔

(ب) اگرجز(الف) کاجواب اثبات میں ہو تو اس برطرفی کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) ڈاکٹر محمد حیات اعوان پروفیسر آف اپریشن ریسرچ اور ڈاکٹر محمد اکرم چودھری پروفیسر عربی کو پروبیشن پیریڈ کے دوران مورخہ ۹۔ اپریل ۱۹۹۵ء کو برطرف کیا گیا جس پر ان دو حضرات نے لاہور ہائی کورٹ ملتان بنچ میں احکامات کے خلاف رٹ دائر کی۔ فاضل عدالت عالیہ نے ان کی تمام رٹ پٹیشن کو مورخہ ۲۵ جون ۱۹۹۵ء کو مسترد کر دیا۔ ان دونوں صاحبان نے عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ میں اپیلیں دائر کی ہیں جن کا نمبر ۹۵ /۶۸۔ ICA اور ۹۵ /۶۹۔ ICA ہے جن کی سماعت مورخہ ۴ جولائی ۱۹۹۵ء کو ہوئی اور ڈویژن بنچ نے سنگل بنچ ہائی کورٹ ملتان کے فیصلے کو برقرار رکھا بعد ازاں سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی۔ سپریم کورٹ نے مورخہ ۹۔ اگست ۱۹۹۵ء کو وائس چانسلر بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کے حکم نامہ مورخہ ۹۔اپریل ۱۹۹۵ء کو معطل کر دیا ہے۔ کیونکہ معاملہ عدالت عظمیٰ کے ابھی زیر کارروائی ہے، لہذا اس بارے میں

مزید کارروائی نہیں ہو سکتی۔

(ب) ڈاکٹر محمد حیات اعوان اور ڈاکٹر محمد اکرم چودھری کو وائس چانسلر نے ان کے غیر تسلی بخش کام اور رویہ کی بناء پر ملازمت سے برطرف کیا تھا۔

گورنمنٹ تعلیم النساء مڈل سکول گوجرانوالہ میں عملہ کی تفصیلات

713۔ **جناب ارشد عمران سلہری:** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

گورنمنٹ تعلیم النساء مڈل سکول گوجرانوالہ میں متعین ہیڈ مسٹریس اور استانیوں کے نام، ولدیت، تاریخ پیدائش، تاریخ آغاز ملازمت، موجودہ تنخواہ / سکیل اور موجودہ سکول میں عرصہ تعیناتی کے علاوہ ان کے گوجرانوالہ شہر کے دوسرے سکولوں میں عرصہ ملازمت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

گورنمنٹ تعلیم النساء مڈل سکول گوجرانوالہ میں متعین ہیڈ مسٹریس اور استانیوں کے کوائف کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

ایس ایس ٹی /ہیڈ مسٹریس	ای ایس ٹی	پی ٹی سی
1	2	8

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اراکین صوبائی اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت لی جاتی ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

رانا نور الحسن

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا نورالحسن کی طرف سے بذریعہ جناب احسان الدین قریشی رکن صوبائی اسمبلی موصول ہوئی ہے۔

"I have been informed by Rana Noor-ul-Hassan, Member, Provincial Assembly of the Punjab, to inform you that he has to undergo heart operation and therefore cannot attend the Assembly Session. Please grant him leave of absence from the Session of the Punjab Assembly being held

from 20-08-1995."

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری پرویز الہیٰ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست چودھری پرویز الہیٰ کی طرف سے بذریعہ میاں عمران مسعود رکن صوبائی اسمبلی موصول ہوئی ہے:

"Ch. Pervaiz Elahi, MPA, Acting Leader of Opposition, Provincial Assembly of the Punjab, who is at London has informed me that being at London, he cannot attend the Session. He therefore may please be granted leave of absence from the House from 20-08-1995 onwards."

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد شہباز شریف

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد شہباز شریف قائد حزب اختلاف کی طرف سے بذریعہ میاں معراج دین رکن صوبائی اسمبلی موصول ہوئی ہے۔

I have been informed by Mian Muhammad Shehbaz Sharif, MPA, Leader of the Opposition, Provincial Assembly of the Punjab, to inform and request you that due to pain in his backbone, he is at London for medical treatment. Though he is feeling some relief yet he is still not able to attend the Assembly Session. Please grant him leave of absence from the session of the Punjab Assembly being held from 20-08-1995 onwards.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ اشفاق سرور خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست راجہ اشفاق سرور رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے بذریعہ بادشاہ میر خان آفریدی رکن صوبائی اسمبلی موصول ہوئی ہے۔

I have been informed by Raja Ashfaq Sarwar, Member, Provincial Assembly of the Punjab, to inform and request you that he is at U.S.A. for medical treatment and therefore cannot attend the Assembly Session. Please grant him leave of absence from the Session of the Punjab Assembly being held from 20-08-1995 onwards.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں معراج دین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔ ارشد عمران سلہری صاحب کو پہلے اجازت دیں یا میاں معراج دین صاحب کو؟ آپ دونوں آپس میں فیصلہ کر لیں۔ (قطع کلامیاں) جی، ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میں اس بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ وزیر تعلیم صاحب یہاں موجود ہیں۔ میرے پاس ایک لیٹر ہے جو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مین) ایلیمنٹری ایجوکیشن لاہور کینٹ کا ہے۔ جنھوں نے یہ تحریر کیا ہے کہ ۹۵-۷-۲۰ کو الحمرا ہال نمبر ۱ میں ایک سو بیس مرد

اساتذہ کو لے کر پہنچنا ہے۔ وہاں وزیر اعلیٰ خطاب فرمائیں گے۔ انھوں نے آگے AEO 1 اور AEO II کو یہ آرڈر بھیجے ہیں کہ آج وہاں پر سیرت کانفرنس ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں اس کی کاپی آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے پیڈ کے اوپر یہ آرڈر ہے۔ یہ سیرت کانفرنس جو ہے یہ تو محکمہ اوقاف کروا رہا ہے۔ غالباً انھوں نے بھی اپنے اہلکاروں کو یہ آرڈر دیے ہوں گے کہ وہ بھی وہاں پر پہنچیں۔ تو صورتحال یہ ہے کہ صوبہ کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ ان کا اگر کہیں بھی کوئی پروگرام ہو تو عوام کو خود وہاں پر پہنچنا چاہیے۔ پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ عوام نے ان کے اوپر عدم اعتماد کا اظہار کر دیا ہے۔ عوام ان کے کسی پروگرام میں نہیں پہنچ رہے اور زبردستی محکموں کے ملازمین کو اور خصوصی طور پر محکمہ ایجوکیشن کے افسران کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے سکولوں سے 120 کے قریب مرد اساتذہ وہاں پر پہنچائیں۔ جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس بات کی انکوائری کی جائے۔ یہ میں ان کا لیٹر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی میاں معراج دین صاحب! یہی مسئلہ تھا یا آپ کا کوئی اور پوائنٹ آف آرڈر تھا؟

میاں معراج دین ، جناب سپیکر! آپ نے جو سوالوں کے بارے میں فرمایا تھا میرا اس پر پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف ، جناب سپیکر! وہ دیکھیں وزیر تعلیم صاحب کیا کر رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، وہاں پر مچھلی منڈی کھلی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایوان میں نظم و ضبط برقرار رکھا جائے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! مجھے نہیں پتا کہ اس ایوان کے باہر آپ کے اور فتیانہ صاحب کے تعلقات کا کیا رخ ہے؟ یہ مجھے قطعاً نہیں پتا۔ لیکن اتنا ضرور پتا ہے کہ جب بھی آپ سپیکر کی سیٹ پر بیٹھے ہوتے ہیں تو فتیانہ صاحب کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ آپ ناکام ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اچھا۔ کوئی بات نہیں۔ بیٹھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، وہاں پر مچھلی منڈی کھلی ہے۔ دستخطوں پہ دستخط ہو رہے ہیں۔ بولیاں

لگ رہی ہیں اور آپ پرواہ ہی نہیں کر رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تشریف رکھیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ تھا جو کہ آپ کی وساطت سے میں نے ایوان کے سامنے رکھا ہے۔ وزیر تعلیم اس بات کو سنتے ہوئے بھی جان بوجھ کر ہاؤس کو چھوڑ کر باہر چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! اس کے اوپر میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس مرحلہ پر یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔ I rule it out ۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ زیادتی نہیں ہے۔ آپ نے مجھ سے رولنگ چاہی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! آپ حکومت کے ملازمین کو ذاتی طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ میں نے اس کی نشاندہی کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھیں۔ میری بات سنیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ایک فوٹو سٹیٹ ہے جو کہ قانون میں کسی جگہ پر قابل قبول ہی نہیں ہوتی۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! میں نے ایک اہم معاملے کی نشاندہی کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ میری بات سنیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کبھی کبھی ایسا آتا ہے جس طرح سید عارف حسین بخاری صاحب نے اٹھایا۔ جس طرح کہ ایک بات ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ باہر کوئی بات ہو، آپ کسی سے مل کر آ کر اسمبلی میں کھڑے ہو جائیں اور کہیں کہ جی یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اس پر آپ اپنا فیصلہ دیں۔ ایک طریق کار ہے۔ ایک ضابطہ ہے جس کے مطابق پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جاتا ہے۔ تو یہ جو آپ نے مجھے تحریر بھجوائی ہے یہ کسی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر نے دی ہے۔ یہ فوٹو سٹیٹ ہے۔ کوئی کسی کی authenticated copy نہیں ہے۔ کوئی اس پر کسی کا لکھا نہیں گیا ہے۔ I rule it out ۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! میں written بھی بھجوا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں اس کو rule out کرتا ہوں۔

میاں معراج دین ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی پوائنٹ آف آرڈر پہ معراج دین صاحب۔

میاں معراج دین ، جناب سپیکر! یہ جو محکمہ تعلیم کی طرف سے سوال آئے تھے۔ میرے آگے دو سوال ہیں جن کے اوپر لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ تو اس میں میری یہ گزارش ہے کہ یہ اگلی باری پر رکھ لیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ جن کے جواب موصول نہیں ہوئے وہ پھر اگلے اجلاس میں آئیں گے۔

میاں معراج دین ، شکریہ جناب۔

جناب محمود حیات خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی محمود حیات خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمود حیات خان ، جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک استحقاق وزیر تعلیم کے خلاف دی تھی۔ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کر کے مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

معزز ممبران حزب اختلاف ، (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے یہ فائل دیکھی ہے۔ اس میں آپ کی تحریک استحقاق نہیں ہے۔

جناب محمود حیات خان ، جناب! یہ مجھے out of turn پیش کرنے دیں ناں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک منٹ۔ میری بات تو سنیں۔

جناب محمود حیات خان ، جناب! وہ تو پھر کل آ ہی نہیں سکتی۔

معزز ممبران حزب اختلاف ، ہم اجازت دیتے ہیں۔ اسے آج ہی لے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایوان میں نظم و ضبط کو قائم رکھیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہاؤس میں یا میرے پاس جو تحاریک استحقاق آئی ہیں ان میں یہ نہیں ہے۔

جناب محمود حیات خان ، جناب! اسے out of turn لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : ضبط و تحمل سے کام لیں۔ جی، محمود حیات صاحب کیا فرماتے ہیں؟ محمود حیات صاحب کی بات سنیں۔

جناب محمود حیات خان : جناب ! آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ کوئی حکومتی رکن عام حالات میں اپنے حکومتی وزیر کے خلاف اس وقت تک تحریک استحقاق پیش نہیں کرتا جب تک کہ وہ مجبور نہ ہو جائے۔ جو سلوک وزیرتعلیم نے مجھ سے کیا ہے میں نے مجبور ہو کر یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : محمود صاحب! آپ ایک منٹ اگر مجھے اجازت دیں تو میں آپ سے کچھ بات کروں۔

جناب محمود حیات خان : جناب! میں ایک منٹ عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں سپیکر ہوں۔ میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب محمود حیات خان : جی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : مسئلہ یہ ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق چیمبر میں محمد حنیف رامے صاحب کے پاس آئی۔ انھوں نے آپ کو اور وزیر تعلیم کو اپنے چیمبر میں کل کے لیے بلایا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف : کیوں؟ کیوں بلایا ہے؟ (شور و غل)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے جناب ڈپٹی سپیکر کی طرف کاغذات پھینکے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : نظم و ضبط کا خیال رکھیں۔ یہ آپ جلتی پہ بڑا تیل ڈال رہے ہیں۔ تیل ڈالنے کا انداز یہ ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : ہم پٹرول ڈالیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں، نہیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں۔ میں فاضل رکن سے مخاطب ہوں۔ ابھی یہاں ہاؤس میں وہ تحریک استحقاق آئی نہیں ہے۔ یہاں وہ حصہ نہیں ہے۔ میرے سامنے نہیں ہے۔ آپ یہ فائل دیکھ سکتے ہیں۔ اگر اس میں ہو تو پھر تو میں بات کروں۔ (قطع کلامیاں) جی، محمود حیات! آپ بتائیے۔

جناب محمود حیات خان : جناب! آپ میری ایک بات تو سنیں ناں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی۔

جناب محمود حیات خان ، آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں آپ سے بات کر رہا ہوں۔

جناب محمود حیات خان ، جی' جی۔ میں آپ کی بات کا جواب دے رہا ہوں۔ جناب ! آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ اگر آپ ہی ہمارے ساتھ تفریق پیدا کریں گے کہ یہ رویہ جو وزیر تعلیم نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔ جب ہم یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ جناب صرف میرا ہی نہیں بلکہ پورے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس کا کیا مطلب ہوا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ہماری تحریک کو منظور فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ میری بات کا جواب دیجیے۔

جناب محمود حیات خان، آپ میری تحریک منظور کریں' پھر میں آپ کی بات کا جواب دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میری بات تو سنیں۔ میرے پاس تو آپ کی تحریک استحقاق ہے ہی نہیں۔

جناب محمود حیات خان ، تو کل پر رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے پاس نہیں ہے۔

معزز ممبران حزب اقتدار ، کل پر رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ہاں' میں نے یہی اجازت مانگی ہے۔

چودھری محمود اختر گھمن ، جناب والا! یہ رولز آف پروسیجر ہے اور اس کے مطابق سپیکر نے کام کرنا ہوتا ہے۔ جب کوئی تحریک رول 54 کے تحت پیش ہوتی ہے تو سپیکر نے وہ رولز آف پروسیجر follow کرنے ہوتے ہیں۔ اس کی admissibility کے رولز ہیں جن کو دیکھنا ہوتا ہے۔ یہ تو نہیں کہ آپ کسی کو چیمبر میں بھیج دیں۔ سپیکر نے اوتھ لیا ہوتا ہے کہ وہ ان رولز آف پروسیجر کو follow کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے یہی گزارش کی ہے۔

جناب محمود حیات خان ، پوائنٹ آف آرڈر----

جناب ڈپٹی سپیکر ، میری بات سنیں۔ ایک منٹ' میری بات سنیں۔

جناب محمود حیات خان ، جناب! میں ذرا تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میری بات تو سن لیں نوچی خان صاحب!

جناب محمود حیات خان : جی سنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے آپ سے یہی پوچھا ہے کہ صورتحال یہ ہے۔ اگر آپ اجازت نہیں دیتے تو میں رولز کے مطابق چلوں گا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا!

جو چپ رہے گی زبان خنجر
لہو پکارے گا آستیں کا

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ) ، کل تک کے لیے ملتوی کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں - وہ بولیں ناں۔ آپ بول نہیں سکتے۔ آپ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں چیمہ صاحب! (قطع کلامیاں) کیا آپ کل تک کے لیے اسے ملتوی کرتے ہیں؟

جناب محمود حیات خان ، ٹھیک ہے۔ لیکن جناب والا! بات یہ ہے کہ سپیکر صاحب نے کہا ہے کہ میں نے advise کی ہے کہ وزیرتعلیم صاحب کو ساتھ لے کر آؤں مگر میں اس کا پابند تو نہیں ہوں۔ اگر آپ کل سب سے پہلے میری تحریک لیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا کل تک کے لیے اسے pending کر دیں؟

جناب محمود حیات خان ، لیکن کل سب سے پہلے میری تحریک لیں گے اور میں اپنے دوستوں سے یہ کہوں گا کہ وہ مجھے اس بات پر مجبور نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب آپ بتائیں کہ کیا اسے کل تک کے لیے ملتوی کر دیں؟

جناب محمود حیات خان ، ٹھیک ہے' کل پر رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا کل تک کے لیے pending کرنے کی اجازت ہے؟

جناب محمود حیات خان ، ٹھیک ہے۔ لیکن کل سب سے پہلے میری یہ تحریک لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کل تک کے لیے یہ pending کی جاتی ہے---مہربانی' شکریہ۔ جناب شاہد ریاض ستی! آپ کی ایک تحریک pending چلی آ رہی ہے اور اسے آپ نے پڑھ تو لیا تھا۔

جناب شاہد ریاض ستی ، جناب والا! اس پر سپیکر صاحب نے اپنی رولنگ دی تھی کہ اس کو اس

وقت تک pending رکھا جائے جب تک متعلقہ وزیر صاحب اس کا جواب نہیں دیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تو وزیر بلدیات اب بھی باہر ہیں' اس لیے اس کو ہم pending رکھتے ہیں۔

جناب شاہد ریاض ستی : شکریہ جناب۔

میاں عبدالستار : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آج کارروائی کے دوران آپ نے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فائل کو اٹھا کر زمین پر پٹخا ہے' اگر اس طرح ایوان کا کوئی معزز ممبر کاغذات اٹھا کر پھینکتا ہے تو آپ اس کا نوٹس لیتے ہیں۔ لیکن اگر سپیکر نے فائل اٹھا کر زمین پر پھینکی ہے تو کیا اس ایوان کا تقدس مجروح ہوا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے یہ فائل ان کی طرف صرف اس لیے بھیجی تھی۔۔۔

آوازیں : نہیں' یہ پھینکی گئی ہے۔

میاں عبدالستار : نہیں' جناب! یہ پھینکی گئی ہے اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کا تقدس مجروح ہوا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کیا نہیں کر رہے ہیں۔

میاں عبدالستار : ہم کچھ نہیں کر رہے۔ ہم ایوان کو چلا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس سے ایوان کا تقدس مجروح نہیں ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر : میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو reject کرتا ہوں۔ I rule it out

میاں عبدالستار : جناب سپیکر! اس سے ایوان کا تقدس مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب انعام اللہ خاں نیازی!

جناب انعام اللہ خان نیازی : شکریہ جناب سپیکر۔۔۔ جناب والا! آج افسوس اس بات کا ہو رہا ہے کہ جس محکمے کے اہلکار کے خلاف میں تحریک استحقاق پیش کرنے جا رہا ہوں اس محکمے کا کوئی بندہ ایوان میں موجود نہیں ہے۔۔۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے معزز بھائی انعام اللہ صاحب ایک انتہائی اہم مسئلے پر تحریک استحقاق پیش کر رہے ہیں اور وہاں پر دیکھیے جمعہ بازار لگا ہوا ہے۔ وہ ایک ممبر کو مار رہے ہیں۔ کیا یہ ہاؤس کا تقدس ہے؟ آپ ادھر دیکھیے ذرا۔ آپ اس طرف نگاہ کیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' انعام اللہ نیازی صاحب!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب! ذرا اس طرف تو دیکھیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- جی۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) میں آپ کی بار بار کی مداخلت کو برداشت نہیں کرتا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! آپ کو اس کا نوٹس لینا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نیازی صاحب! آپ اپنی بات کریں۔ (قطع کلامیاں) I call the House to order. میں فاضل اراکین کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟--- آپ کیا کرتے ہیں؟ --- آپ کیا کرتے ہیں؟--- خدا کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات سے ڈرو۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! آپ اس کا نوٹس کیوں نہیں لیتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مجھے dictate کرتے ہیں' مجھے کہتے ہیں کہ یہ کرو۔ وہ کرو۔ کیا میں آپ کو follow کروں؟ جی' انعام اللہ نیازی!

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! میں نے آپ کی توجہ آفیسرز گیلری کی طرف دلائی کہ میں اتنے اہم نوعیت کے مسئلے پر تحریک استحقاق پیش کرنے جا رہا ہوں اور ان پولیس افسروں اور بیورو کریسی کی نظروں میں اس ایوان کی جو عزت نظر آ رہی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ آپ اپنی short statement میں کہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر---

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ میری بات تو سنیں۔ روایت یہ ہے کہ آپ پہلے اس کو پڑھیں اور اس پر جب آپ اپنی short statement دیں تو اس وقت یہ کہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں مورخہ ۹ جولائی ۱۹۹۵ء کو حلقہ پی پی ۴۷ کے ضمنی انتخاب کے سلسلہ میں اپنی--- جناب سپیکر! میں ایسے تو پیش نہیں کر سکوں گا۔ یہاں پر مچھلی منڈی کھلی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب یہ ہاؤس کی مرضی ہے۔ میں نے۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، آپ ان کو حکم تو دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے دو مرتبہ ان کو حکم دیا ہے۔ اب آپ کا یہ مقصد نہیں ہے کہ جب آپ بولیں تو۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پھر میں کیسے پیش کروں گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے تو صرف کہنا ہے۔ میں اس ہتھوڑے کو بھی پیٹتا ہوں۔ اگر کوئی بات نہیں مانتا، جب آپ بھی نہیں مانتے، جب آپ اپنی سیٹ پر شور ڈالتے رہتے ہیں تو اس وقت میرے پاس کیا ہتھیار ہے؟

ڈی ایس پی کا اراکین اسمبلی سے نامناسب رویہ

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ میں مورخہ ۹ جولائی ۱۹۹۵ء کو حلقہ پی پی ۴۲ کے ضمنی انتخاب کے سلسلہ میں اپنی پارٹی کے امیدوار سردارمسعود خان گاڈی کے نمائندہ کی حیثیت سے جناب جاوید ہاشمی ایم۔این۔اے اور محمد اقبال خان خاکوانی ایم۔پی۔اے کے ہمراہ ریٹرننگ آفیسر حلقہ نمبر ۴۲ کی عدالت کے باہرموجود تھا کہ الطاف شاہ ڈی۔ ایس۔ پی نے پولیس گارڈ کے ہمراہ آ کرمیرے اور جاوید ہاشمی کے ساتھ بدتمیزی شروع کر دی اور ہمیں وہاں سے ہٹانا شروع کر دیا ۔ ہم نے اس سے کہا کہ ہم اپنے امیدوار کے بااختیار نمائندہ کی حیثیت سے یہاں کھڑے ہیں۔ آپ ہمیں یہاں سے نہیں ہٹا سکتے۔ اس پر وہ یخ پا ہو گیا اور ہمیں دھکے دینے شروع کر دیے۔ میں نے اسے کہا کہ بدتمیزی مت کرو میں ایم۔ پی۔ اے ہوں اور میرے ہمراہ جاوید ہاشمی ایم۔ این۔ اے ہیں، تہذیب سے بات کرو۔ اس پر وہ مزید یخ پا ہو گیا اور کہا کہ میں نے بہت ایم۔ پی۔ ایز اور ایم۔ این ایز دیکھے ہیں۔ آپ لوگ فوراً یہاں سےنکل جائیں ورنہ میں شوٹ کر دوں گا ۔ یہ کہتے ہوئے اس نے میرے سینہ پر لوڈڈ کلاشنکوف رکھ دی اور اول فول بکنا شروع کر دیا اور اراکین اسمبلی کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اس موقعہ پر محمد اقبال خان خاکوانی ایم ۔ پی۔ اے، چوہدری صفدر رحمٰن اور دیگر افراد کی طرف سے مداخلت کرنے پر ڈی۔ ایس۔ پی الطاف شاہ گالیاں بکتا ہوا چلا گیا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ نشہ میں تھا۔ اس کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ جی، Short statement

جناب انعام اللہ خان نیازی ، شکریہ جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر! تحریک پر بات کرنے سے پہلے میں آپ کی توجہ جس امر کی طرف دلانا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ پولیس کا محکمہ ایک بے لگام گھوڑی کی طرح جس انداز میں صوبے اور صوبے کی عوام اور عوام کے نمائندوں کو روندتا چلا جا رہا ہے، اس موقع پر تحریک استحقاق پیش کرتے ہوئے افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ اس آفیسرز گیلری کے اندر ان کا کوئی نمائندہ موجود نہیں ہے۔ یہ بات اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ ان کو بے لگام کرنے میں موجودہ سیاسی سسٹم جو قبضہ گروپ نے ہمارے سروں پر لاد رکھا ہے، جس انداز میں سیاسی بے چینی بڑھانے کے لیے عوام کے خیالات کو اس حد تک پستی میں دھکیلنے کے لیے اس پولیس کے گھناؤنے عزائم پورے کرنے میں حکومت مددگار ثابت ہو رہی ہے۔ یہ مسئلہ کسی اپوزیشن بنچز کے ایم این اے، ایم پی اے کی بات نہیں ہے۔ یہ مسئلہ ایوان کے اس استحقاق کی بات ہے۔ میں یہ ایم پی ایز اور ایم این ایز کے استحقاق کی بات کر رہا ہوں۔ اگر آپ اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھ کر ایک الطاف شاہ جیسے بدمعاش اور خونی شخص کو اتنی جرأت دیں گے کہ وہ کسی ایم پی اے، ایم این اے کو سر عام کھڑے ہو کر گالیاں دے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ اپنی عزت محفوظ نہ سمجھیں۔ آپ لوگ یہ بات دل سے نکال دیں کہ یہ بے عزتی کسی ایک ایم پی اے یا کسی ایک ایم این اے کی ہو رہی ہے، یہ بے عزتی پورے پارلیمانی سسٹم کی ہو رہی ہے۔ آج وہ ڈی ایس پی تحریک استحقاق پیش ہونے سے پہلے ایوان کے بہت سے لوگوں کو اپنی ذات کے لیے استعمال کرتے ہوئے یہ influence کر سکتا ہے کہ اس ڈی ایس پی کے خلاف تحریک استحقاق اس ایوان میں منظور نہ ہو لیکن اگر اس طرح اس ایوان کی بے عزتی کرانے میں آپ لوگ مددگار ہوئے، اس طرح ممبران کو ذلیل کرنے میں آپ لوگوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی تو کل کا وقت اس بات کی گواہی دے گا کہ آپ کے سیاہ دور نے پارلیمانی نظام کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جناب سپیکر! میں اس شخص کی بات کر رہا ہوں، اس ڈی ایس پی کی بات کر رہا ہوں جو میانوالی میں کسی قتل کے کیس میں بھی ملوث رہا ہے۔ میں اس ڈی ایس پی کی بات کر رہا ہوں جس کی بے باکی دیکھ کر، جس کی جرأت دیکھ کر مجھے تھوڑی دیر کے لیے احساس ہونے لگا تھا کہ شاید یہ خبیث انسان مجھے سچ مچ گولی نہ مار دے، جو اس کے انداز بتاتے تھے۔ جناب سپیکر! آج جس انداز میں اس ڈی ایس پی کو یہ

جرأت عطا کی گئی، جو الیکشن کے موقع پر پورے حلقے کا نظام چند لوگوں کی مٹھی میں دے دیا گیا اور وہاں پہ ایک بہت بڑے خان صاحب پورے حلقے کی باگ ڈور سنبھالے استغفے کی دھمکیاں دینے کی خاطر اپنے آپ کو شاید وہ کسی قبیلے کا سپہ سالار بنانے کے لیے وہاں پر موجود تھے لیکن میں سمجھ سکتا ہوں کہ میاں نواز شریف کی مقبولیت اور اس کے ووٹ بنک کو ان بڑے خان صاحب کی دھاندلیاں اور manoeuvring تبدیل نہ کر سکیں۔ میں حیران ہوں کہ اس وقت اس دن کو جس دن ضلع کی پوری مشینری نے رات کے ساڑھے بارہ بجے تک مختلف قسم کی حرکات، مختلف قسم کی دھاندلیاں کرتے ہوئے پورے کے پورے رزلٹ کو تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ اس ڈی ایس پی کو ہمارے خلاف اس لیے استعمال کیا جا رہا تھا کہ شاید جاوید ہاشمی، اقبال خاکوانی اور انعام اللہ نیازی ان کے سامنے بہت بڑی رکاوٹ نظر آ رہے تھے۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے خالد خان کھرل کو ڈی سی کے کمرے میں گھس کے پوری رزلٹ شیٹوں کو اپنے سامنے پھیلائے ان کا مطالعہ کرتے دیکھا ہے۔ ہم نے ڈی سی فاروق خان کے گھر پہ چھاپہ مار کر خالد خان کو وہاں سے بھگایا۔ ہمارے سامنے خالد خاں پجارو میں بیٹھ کر بھاگا۔ جناب سپیکر! وہاں کے حالات، جو الیکشن دھاندلی کے منصوبے ہیں، میں ان کی طرف نہیں جاتا۔ میں تو صرف اس ایوان کے اور اس پارلیمانی نظام کے استحقاق کی بات کر رہا ہوں۔ آج آپ اقتدار میں ہیں۔ ایک ڈی ایس پی کو اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنے کی آپ اجازت دیتے ہیں۔ کل کو یاد رکھیں، آپ نے انشاء اللہ تعالیٰ اپوزیشن بنچز پہ بیٹھنا ہے لیکن ہم کسی ڈی ایس پی کسی پالتو کتے کو اجازت نہیں دیں گے کہ کسی پارلیمنٹرین کی طرف غلط آنکھ اٹھا کر دیکھے۔ جناب سپیکر! میری استدعا ہے اور میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ میں الطاف شاہ کو اس سے پہلے نہیں جانتا تھا۔ الطاف شاہ کو میں نے اس دن سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مجھے بڑے دوستوں نے کہا کہ اس کے خلاف تحریک استحقاق واپس لے لیں۔ میں نے کہا نہیں، یہ تحریک استحقاق میری نہیں ہے۔ یہ پارلیمانی سسٹم کی، اس ایوان کے ان اراکین کے استحقاق کی بات ہے کہ ایک ڈی ایس پی اور ایس پی کو کس طرح جرأت ہو سکتی ہے۔ کبھی کوئی ایس پی بیٹھا میانوالی میں مجھے قتل کی دھمکیاں دیتا ہے۔ ایک ڈی ایس پی میرے سینے پہ کلاشنکوف رکھ کر مجھے شوٹ کرنے کی بات کرتا ہے۔ ان کو کون جرأت دیتا ہے؟ آج حیرانی اس بات کی ہے۔ اس حرکت کے بعد بھی اگر یہ اقتدار والے اس کا دفاع کرنے کی بات کرتے ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس نظام کو تو پہلے ہی تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں، مزید ایسے لوگوں کو

جرأت نہ دو کہ جو کل کو تمہارے لیے بھی جوتیوں کا ہار لیے تمہارے دروازوں پر کھڑے ہوں۔

حاجی عبدالرزاق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اس سلسلہ میں بات کرنا چاہتا ہوں جس سلسلہ میں انعام اللہ خاں نیازی صاحب نے ابھی بات کی ہے۔ میں وہاں موجود تھا۔ میں وہاں پولنگ دیکھنے کے لیے گیا تھا۔ پچاس آدمی کلاشنکوفوں سے فائرنگ کر رہے تھے۔ میں نے اس پر تحریک استحقاق دی تھی۔ میری وہ تحریک استحقاق kill کر دی گئی۔ کتنی شرم کی بات ہے۔ ایک حبیب بینک کا منیجر وہاں مختار کل بنا ہوا تھا اور فائرنگ کروا رہا تھا۔ یہ پارلیمانی نظام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جو واقعہ انعام اللہ خان نیازی صاحب نے بیان کیا ہے' رات یہ واقعہ پیش آیا' صبح ہم ایک پولنگ سٹیشن پر پہنچے۔وہاں فائرنگ کی گئی اور اس پر میں نے تحریک استحقاق جمع کروائی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں' یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا کیونکہ انھوں نے ایک بات کی ہے۔ آپ اس واقعے کو بیان کر رہے ہیں کہ اس روز یہ بھی ہوا' وہ بھی ہوا۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں محض کسی ایک پولیس افسر یا ڈی ایس پی کا دفاع نہیں کرنا چاہتا۔ رولز روایات کے مطابق یقیناً آپ کو محرک کی بات سننے کے بعد اور میرے موقف کو سننے کے بعد فیصلہ کرنا ہے۔ جناب سپیکر! کسی محکمے کے سرکاری ملازمین بے شک حکومت سے تنخواہ وصول کرتے ہیں۔ کردار کے لحاظ سے اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کے معاملے میں ان سے کوتاہی ہوسکتی ہے اور اس کوتاہی پر انہیں سزا بھی ملنی چاہیے۔ ان کا احتساب بھی کیا جانا چاہیے۔ وہ بدتمیزی کریں تو مورد الزام ٹھہریں اور ہم اس مقدس اور عظیم ایوان کے اندر بیٹھ کر ان کی بدتمیزی کا نوٹس لیں۔ یقیناً ہمارا یہ حق ہے۔ ہم اسے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! یہ معزز ایوان معزز پارلیمنٹیرینز کی وجہ سے ہے۔ اراکین اسمبلی کے عمل کی بنیاد پر اور اراکین اسمبلی کو لاکھوں ووٹرز جس طرح منتخب کر کے بھیجتے ہیں' اس کی وجہ سے اس ایوان کا احترام بنا ہے' جس کی بنیاد پر اسے مقدس ایوان کہا جاتا ہے۔ ڈی ایس پی سے تو ہم تمیز کی توقع رکھتے ہیں' قانون کے دائرے میں رہ کر بات کرنے اور اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی توقع کرتے ہیں لیکن اس ایوان کے اندر ایک منتخب معزز' محترم ممبر اسمبلی سرکاری ملازم کے بارے میں کہے کہ "ہم ایک ایسے پالتو کتے کو اجازت نہیں دیں گے"۔ کیا ایک سرکاری ملازم

کے بارے میں' انسان کے بارے میں پالتو کتے کا لفظ ادا کرنا پارلیمانی زبان ہے؟ ----

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ نیازی صاحب! میرے خیال میں آپ نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی ،جی' آپ نکتہ ذاتی وضاحت ہی سمجھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،جی' فرمائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک ڈی ایس پی کی حمایت میں اتنا آگے نہ جائیں کہ حالات ان کے کنٹرول میں بھی نہ رہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن کے بارے میں ان کو تکلیف ہو رہی ہے کہ میں نے انھیں پالتو کتا کہا ہے تو پالتو کتے کا عہدہ ان کو دینے والے یہ خود ہیں۔ انھوں نے خود ان کو اس قابل بنایا ہے' اس راستے پر چلایا ہے کہ ان کو میں اپنی زبان سے یہاں پر کھڑا ہو کر پالتو کتے کا لقب دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ شکریہ ۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں نے تو آغاز میں ہی یہ کہہ دیا تھا کہ میں ڈی ایس پی کا دفاع نہیں کرنا چاہتا' کیونکہ کسی ایک ڈی ایس پی یا چند ڈی ایس پی حضرات کی بنیاد پر یہ حکومت قائم نہیں ہے اور نہ ہی ڈی ایس پیز اس حکومت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ میں دوبارہ یہ عرض کروں گا کہ اگر اس شخص کا کوئی قصور ہو گا تو ہم اسے استحقاق کمیٹی میں لائیں گے' لانا چاہتے ہیں لیکن میں فاضل رکن اسمبلی کی اس پارلیمانی زبان سے اتفاق نہیں کرتا۔ وہ شخص سید الطاف شاہ ہے یا جو کوئی بھی ہے میں نے آج تک نہ اسے دیکھا ہے' نہ ملا ہوں اور نہ ہی میں اسے جانتا ہوں لیکن ایک سید زادے کو' ایک مسلمان کو پالتو کتا کہنا' میں سمجھتا ہوں کہ اس کی شرعاً بھی اجازت نہیں۔ پھر انھوں نے یہ بات کہی۔۔۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آفریدی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی،جناب والا! میں وزیر قانون صاحب کے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ انھیں بڑا دکھ پہنچا کہ ایک پولیس والے کو پالتو کتا کہا گیا۔ کیا انھوں نے کبھی تھانوں میں جا کر دیکھا ہے کہ پولیس والے عام انسانوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ انھیں کیا کہتے ہیں؟ کبھی ان کے

دکھوں کا ان کو احساس ہوا کہ ایک عام آدمی کو حوالات میں لے جا کر اسے کس کس نام سے' کون کون سی گالی دی جاتی ہے؟ یہ محاسبہ کرنا بھی آپ کا کام ہے۔ آپ ہمارا محاسبہ تو کر رہے ہیں لیکن ان کا محاسبہ بھی کریں۔

وزیر قانون ، بادشاہ میر خان آفریدی صاحب! آپ کی بات درست ہے۔ آفریدی صاحب نے جو کچھ کہا ہے بالکل درست کہا ہے۔ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نیازی صاحب اور وزیر قانون صاحب' ایک منٹ کے لیے پہلے مجھے بات کرنے دیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ فاضل رکن انعام اللہ خان نیازی صاحب نے اپنی تحریک استحقاق میں ایک لفظ استعمال کیا۔ وزیر قانون نے اس لفظ کے بارے میں کہا کہ یہ اچھا لفظ نہیں ہے ۔ یہ پارلیمانی روایات کے خلاف ہے۔ اب اگر کسی دوست کو اس سے اختلاف ہے تو یہ نہیں ہے کہ اس پر پوائنٹ آف آرڈر کرتے چلے جائیں' جیسے کہ آفریدی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو گئے اور اب پھر انعام اللہ نیازی صاحب دوبارہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نے پہلے نیازی صاحب کو لقمہ بھی دیا کہ نکتہ ذاتی وضاحت پر' تو اس پر بات ہوسکتی ہے' پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں۔ یعنی پوائنٹ آف آرڈر پر یہ قطعاً بات نہیں بنتی کہ آپ اگر کسی فاضل رکن سے اختلاف کرتے ہوں' اس کی تقریر سے اتفاق نہ کرتے ہوں' آپ کے محترم جذبات کچھ اور کہتے ہوں تو آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جائیں اور اس پر دس بارہ جملے کہہ جائیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اب ہم کافی پرانے ہو گئے ہیں۔ تقریباً اس ہاؤس کو دو سال چلتے ہوتے ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں خواہ مخواہ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ ایسے ذہین پارلیمنٹیرین جن کی contribution ہے۔ انعام اللہ نیازی صاحب کی بھی contribution ہے' بادشاہ میر خان آفریدی صاحب کی بھی contribution ہے۔ یہ ہاؤس میں contribute کرتے ہیں' یہ وقت دیتے ہیں' یہ بولتے ہیں۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ آپ ذرا پوائنٹ آف آرڈر کو غیر ضروری استعمال نہ کریں۔ آپ کو اپنی بات کرنے کے اور بھی بڑے موقعے ملتے ہیں۔ بس میری یہی استدعا ہے۔

جناب محمود اختر گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محمود اختر گھمن صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب والا! جیسے ابھی میرے بھائی انعام اللہ نیازی صاحب نے پالتو کتا کہا ہے۔ کسی شخص کو کتا کہنا میرے خیال میں پارلیمانی روایات کے مطابق نہیں ہے۔ میری درخواست ہو گی ا گر جناب مناسب خیال کریں تو اس کو حذف کر دیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا ! مجھے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ ان کے پیٹ میں درد کیوں اٹھ رہا ہے؟ اس ڈی ایس پی کے خلاف بات سننے میں ان کے پیٹ میں درد کیوں ہوتا ہے؟ جناب موبل صاحب! آپ وہ دن یاد کریں۔ یہی وزیر قانون صاحب جب ایم پی اے تھے تو غالباً انھوں نے سرائے عالمگیر کے ڈی ایس پی کے خلاف بڑا احتجاج کیا تھا۔ تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ اس وقت ڈی ایس پی کی بات ان کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ آپ وزیر قانون صاحب سے کہیں کہ تقریر کم کریں اور فیصلہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نیازی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ابھی فیصلہ بھی کر دیتے ہیں۔ آپ وزیر قانون صاحب کو بات مکمل تو کرنے دیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون : جناب سپیکر! مجھے شوق نہیں کہ تحریک استحقاق کے جواب میں، میں لمبی گفتگو کروں لیکن اس ایوان کے آداب اور احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ باتیں دہرا رہا ہوں۔ میں اس پر اعتراض اس لیے نہیں کر رہا کہ یہ الفاظ ایک ڈی ایس پی کے بارے میں کہے گئے ہیں بلکہ میں یہ اس لیے کر رہا ہوں کہ ایک رکن اسمبلی کی زبان سے یہ باتیں زیب نہیں دیتیں---

جناب انعام اللہ خان نیازی: یہ میری زبان کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تحریک استحقاق کا مسئلہ ہے اور آپ تحریک استحقاق کا فیصلہ دیں۔ آپ میری زبان کی درستی کی بات نہ کریں---

جناب ڈپٹی سپیکر، انعام اللہ نیازی صاحب! آپ ایسا نہ کریں۔ جب آپ نے تقریر کی ہے بات کی ہے تو کسی نے مداخلت نہیں کی۔ اب آپ وزیر موصوف کی بات کو بھی سنیں۔ ان کو جواب دینے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ مصیبت یہی ہے کہ جب آپ خود بولتے ہیں تو کسی دوسرے کو اس وقت اپنی سیٹ پر بھی بات کرتا ہوا برداشت نہیں کرتے۔ اس وقت آپ کہتے ہیں کہ ہاؤس کو order میں

کریں' ہاؤس کو خاموش کروائیں' آپ کہتے ہیں کہ ہاؤس میں pin drop silence ہو ۔ آپ نے جو بھی کہا ہے' کسی نے کوئی مداخلت نہیں کی۔ اب اگر وزیر قانون ایک لفظ کہہ رہے ہیں تو آپ بار بار اس میں مداخلت کر رہے ہیں۔ آپ ان کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے دیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! تحریک استحقاق کے متن کے یہ الفاظ ہیں کہ " فلاں ڈی ایس پی گالیاں بکتا ہوا چلا گیا"۔ جب ہم خود۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا! کیا میں یہ کہوں کہ وہ گالیاں ارشاد کرتا ہوا چلا گیا' گالیاں فرماتا ہوا چلا گیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : انعام اللہ خان نیازی صاحب! آپ ذرا صبر سے کام لیں اور ایسا مظاہرہ نہ کریں۔

وزیر قانون : جناب والا! اگر معزز رکن کی شان میں اس بات سے اضافہ ہوتا ہے کہ وہ دوسرے افسر' کسی ملازم' کسی ماتحت یا کسی عام آدمی کے بارے میں یہ لفظ کہے کہ وہ بک رہا ہے اور اس بکنے کے کہنے سے ان کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے جو کہ میں نہیں سمجھتا کہ اضافہ ہوتا ہے' لیکن اگر وہ ایسا سمجھتے ہیں تو اسے دوبارہ دہرا لیں اور پھر جناب والا! short statement دیتے ہوئے فاضل رکن اسمبلی کہتے ہیں کہ مجھے اس کے رویے سے یہ شک گزرا کہ یہ خبیث انسان کہیں مجھے گولی نہ مار دے۔ یہ خبیث انسان کہہ کر کیا ہم ایم پی ایز اپنے استحقاق اور احترام میں اضافے کا باعث بنیں گے؟

(اس مرحلے پر حزب اقتدار کی طرف سے شیم شیم کے نعرے لگائے گئے)

جناب سپیکر! اگر ڈی ایس پی نے غلط رویہ اختیار کیا ہے تو اس کو سزا دیجیے' اس کا ہمیں احتساب کرنا چاہیے۔ بادشاہ میر خان آفریدی نے درست کہا۔ میں ان کی بات کو endorse کرتا ہوں کہ ہمیں تھانوں میں ہونے والے واقعات اور غریب عوام کے ساتھ ان سرکاری ملازموں کی طرف سے کیے جانے والے سلوک کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے' ان کا احتساب کرنا چاہیے اور بے شک یہ آواز اپوزیشن بنچز سے اٹھے یا حکومتی بنچز سے اٹھے ہمیں ایسے معاملات کا نوٹس لینا چاہیے ۔ حکومت نوٹس لیتی بھی ہے اور اراکین اسمبلی کی طرف سے ایسے معاملے کو اٹھانے پر ہم خوش آمدید کہیں گے۔ حکومت قطعی طور پر نہیں ہچکچائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن عرض اس لیے کیا کہ جہاں ہم چند الفاظ پڑھے ہوئے ' چند جماعتیں پڑھے ہوئے سرکاری ملازمین سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ ایم پی ایز کے احترام کو محسوس کریں' انھیں عظیم لوگ تصور کریں' انھیں قوم کے محترم لوگ تصور کریں تو ہمیں اپنی زبان

کو بھی دوسروں کے لیے احترام کے قابل بنانا ہو گا۔ اپنے وقار کو اس احترام کے قابل بنانا ہو گا۔ جب میں کسی کو خبیث کہوں گا ' جب میں کسی کو کتا کہوں گا تو اس کے جواب میں میں یہ توقع کروں کہ وہ میری عزت کرے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی ، ***************************

جناب ڈپٹی سپیکر ، نیازی صاحب! میں نے آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ لہذا میں نیازی صاحب کے ان الفاظ کو حذف کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) نیازی صاحب! آپ کو میں نے اجازت نہیں دی۔ آپ ایک پارلیمنٹیرین کا رویہ اپنائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ دیکھیں اس طرح کی بات نہیں چلتی۔ نیازی صاحب! آپ بار بار مداخلت کرتے ہیں جبکہ آپ کی تقریر میں کسی نے مداخلت نہیں کی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! وزیر موصوف غلط تقریر کیے جا رہے ہیں۔ آپ میری تحریک استحقاق پر فیصلہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نیازی صاحب! ہاؤس کا کسٹوڈین میں ہوں۔ آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ ہاؤس کو میں نے چلانا ہے۔ یہ آپ کی jurisdiction نہیں ہے کہ آپ فیصلہ کریں کہ وہ غلط کہہ رہے ہیں یا صحیح کہہ رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! وہ میری زبان کی درستی کر رہے ہیں۔ وہ میری درستی نہ کریں بلکہ اس پر فیصلہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ میں فیصلہ کروں گا۔ آپ کا فیصلہ انشاء اللہ تعالیٰ قریب ہے۔ یہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم آپ کے حق میں فیصلہ کریں گے۔ لیکن آپ کو کچھ نہ کچھ سننا تو چاہیے۔ جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! جس ضمنی الیکشن کے حوالے سے یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی اور یہاں شارٹ سٹیٹمنٹ دیتے ہوئے کہا گیا کہ حکومت نے دھاندلی کی اور الیکشن جیت لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

پی ڈی ایف کی اس جمہوری حکومت کی جمہوریت پسندی کی یہ الیکشن ایک مثال اور دلیل ہے کہ اس حکومت نے غیر جانبداری سے الیکشن کرایا ہے۔ وہاں پر اگر اپوزیشن کے حق میں ووٹنگ ہوئی تو اپوزیشن کے ممبر اکثریت سے ووٹ لینے پر جیت گئے۔ جناب والا! اگر حکومت نے دھاندلی کرنا ہوتی تو دھاندلی کے جواب میں حکومت کے مقابلے میں اپوزیشن جماعت سے تعلق رکھنے والا امیدوار الیکشن نہ جیتتا۔ آج یہ اپنے موقف میں جو بھی کہیں لیکن حکومت نے انصاف کا ثبوت دیا۔ حکومت نے جمہوریت پسندی کا ثبوت دیا اور یہ الیکشن جیتے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، ہم نے زور بازو سے الیکشن جیتا۔ خالد کھرل کا حشر دیکھنے والا تھا۔ خالد خان کھرل میزوں کے نیچے چھپتا پھر تا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتا۔ فاضل رکن جناب انعام اللہ نیازی آپ ایسے نہ کریں۔ دیکھیں آپ کو پورا حق دیا گیا ہے۔ آپ نے بڑی لمبی تقریر کی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، ***********************

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب نیازی صاحب! ایسے نہ کیجیے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، ************************

جناب ڈپٹی سپیکر ، انعام اللہ نیازی صاحب جو بول رہے ہیں میں یہ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

حاجی محمد اسماعیل سیلا ، جناب والا! نیازی صاحب کو کسی ہسپتال میں چیک کرائیں۔ ان کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے۔ یہ پاگل ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی' آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد اسماعیل سیلا ، ان کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے۔ ان کو تقریریں کرنے کا بہت شوق ہے۔ آئیں کہیں میدان میں میدان لگائیں۔ یہ اسمبلی میں برا بھلا کہنے سے بڑے ہیرو بن رہے ہیں۔ انھیں ایوان میں بات کرنے کا پتا بھی نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی، تم تو وزیروں اور وزیر اعلیٰ سے بھیک مانگتے پھرتے ہو۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، حاجی اسماعیل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی' لاء منسٹر صاحب! ذرا مختصر کیجیے۔

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

I call the House to order جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون : جناب سپیکر! جہاں تک کسی ڈی ایس پی کا ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے خواہ وہ انتخابات کے دوران یہ واقعہ پیش آیا' میں اس متن کے حوالے سے یہ سمجھتا تھا کہ مجھے اس تحریک کو support کرنا چاہیے اور کسی ڈی ایس پی کو یا کسی سرکاری ملازم کو اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ کسی رکن اسمبلی بلکہ عام شخص بھی اور پھر جب اسے یہ بھی معلوم ہو کہ یہ رکن اسمبلی ہے' وہ اس کے سینے پر کلاشنکوف رکھ کر اپنی ذمہ داریاں ادا کرے۔ اگر کوئی سرکاری ملازم' پولیس کا ملازم کلاشنکوف سینے پر رکھ کر اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کا یہ فعل حکومت کی نظر میں بھی مناسب نہیں ہے۔ اس معاملے کی انکوائری کے لیے اگر اس تحریک استحقاق کو منظور کر لیا جائے تو میرے ذہن میں بھی یہی تھا کہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے۔ البتہ اس کے خلاف مجھے جو باتیں کہنی پڑیں وہ میں نے کہیں۔ میں اب بھی ان باتوں پر اس لیے قائم ہوں کہ اس گیلری میں متعلقہ محکمے کے لوگ بھی بیٹھے ہیں۔ اگر فاضل رکن اسمبلی نہیں پہچانتے تو ان کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ بھی نہیں بیٹھے تو یہ تو ہمارا استحقاق ہے۔ جب ایک آدمی موجود ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ موجود نہیں ہے۔ پھر مجھے جواب دینا ہے اور میں بھی موجود ہوں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ متعلقہ آدمی موجود نہیں ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ اس وقت میرے پاس ہے۔ اسمبلی میں اس کا میں نے جواب دینا ہے۔ میں موجود ہوں' اسی طرح ہوم ڈیپارٹمنٹ کے افراد موجود ہیں ۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ موجود ہیں اور یہ کہیں کہ وہ موجود نہیں تب بھی استحقاق برقرار۔ پھر "پالتو کتے" اور "خبیث انسان" والی جو باتیں ہوئیں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم یہ باتیں کرنے کے بعد دوسرے شخص کو اس کی بد تمیزی پر استحقاق کمیٹی میں نہیں بھیج سکتے۔ ہمیں بھی اپنا احترام کروانے کے لیے پارلیمانی آداب کے مطابق اس مقدس ایوان کے اندر احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بات کرنی ہو گی۔ پھر اس صورت میں ہم دوسروں سے توقع رکھ سکتے ہیں۔ اگر ہم خود اس معاشرے کے لیے ایک مثال کی حیثیت بنیں گے تو معاشرے کو مثال بنانے کی توقع کرنی چاہیے۔ البتہ آیا ان کے سینے پر کلاشنکوف رکھی گئی ہے یا نہیں؟ اس معاملے کی تحقیق کی حد تک اگر یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے تو مجھے اس معاملے میں کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ رولز اور قوانین کے مطابق اس کے لیے بھی فورم موجود ہے اور اس فورم میں جانا چاہیے۔ لیکن یہ دکھ مجھے اس لیے ہوا کہ ایک رکن اسمبلی کی زبان سے نکلی ہوئی یہ باتیں تمام اراکین اسمبلی سے منسوب کی جائیں گی کہ ہم

سرکاری ملازمین کے بارے میں ایسی گفتگو کرتے ہیں۔ شاید میری باتوں سے انعام اللہ نیازی صاحب کی دل شکنی ہوئی ہو لیکن میں ان کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتا۔ کاش کہ ہم دوسرے ملازمین کو بھی انسان سمجھیں۔ اگر ہم انسان کی عزت نہیں کر سکتے، اس کو انسان نہیں سمجھتے اور اسے کتا اور دوسرے جانور بنائیں، اگر پھر بھی ہمارا استحقاق قائم ہے تو کم از کم میں اس استحقاق کی حمایت نہیں کر سکتا۔ شکریہ، مہربانی۔

وزیر زراعت (طارق بشیر چیمہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی طارق بشیر چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ یہ تحریک استحقاق اس لیے بھی منظور کرلیں کہ شاید اس تحریک استحقاق کی قبولیت سے انعام اللہ نیازی صاحب کو کچھ احساس ہو کہ دوسروں کا استحقاق کس طرح مجروح ہوتا ہے۔ نیازی صاحب جن گالیوں کا ذکر کر رہے ہیں اور انھوں نے جس طریقے سے فرمایا ہے کہ اس نے مجھے گالیاں دی ہیں اور جس طریقے سے یہ دوسروں کا ذکر مبارک کرتے ہیں شاید یہ کسی وقت ٹھنڈے دل سے اس کا موازنہ کریں تو ان کو احساس ہو کہ دوسروں کا استحقاق بھی ان کو عزیز ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) بات یہ نہیں کہ وہ ڈی ایس پی ہے یا پولیس انسپکٹر ہے یا انھوں نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں کہ حکومت کی دلالی کر رہے ہیں چودہ پندرہ سال ان کے پاس اقتدار رہا ہے۔ پتا نہیں کون کس کی دلالی کرتا رہا ہے لیکن میں ان سے یہ گزارش ضرور کروں گا کہ بد قسمتی یا خوش قسمتی سے اب یہ اس معزز ایوان کے رکن ہیں یہ تھوڑا سا اپنا استحقاق پہچانیں۔ اگر ان کو نہیں پتا تو آپ سے یا کسی ذمہ دار شخص سے محسوس کریں کہ ان کے استحقاق میں کون کون سی بات آتی ہے تو میں ان کا شکر گزار ہوں گا۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انعام اللہ خان نیازی صاحب ذاتی وضاحت پر ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! جس خوبصورت انداز سے باتوں کو لپیٹ لپٹا کر دودھ بھی دیا گیا اور مینگنیں بھی بیچ میں ڈال دی گئیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اس چیز کی بات کر رہے ہیں کہ میں نے اس کو گالیاں بکنا کیوں کہا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک آدمی کسی کو گالی دے دیتا ہے تو اس کے بعد گالی فرمانا کبھی کوئی نہیں کہتا یا آپ نے گالی ارشاد کی بلکہ گالی بکنا ہی

ہوتا ہے۔ گالی چیز ہی ایسی ہے جس کو بکنا تو کہہ سکتے ہیں لیکن آپ فرمانا نہیں کہہ سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گالی دی تو کہہ سکتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! گالی ایک ایسی غلیظ چیز ہے ۔ شاید اس نے مجھے اتنی گالی نہ دی ہو جتنی اس نے ایم پی ایز اور ایم این ایز کو اجتماعی طور پر دی ہیں۔ مجھ اکیلے کی بات نہیں۔ میں نے پہلے بات کی ہے کہ اس نے سرکاری اور غیرسرکاری سب بیچ میں ملائے ہیں۔ موہل صاحب! آپ بھی بیچ میں ہیں۔ بات صرف اتنی ہے اور میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی فاضل رکن اور وزیر موصوف جناب سردار طارق بشیر چیمہ صاحب ' سردار اس لیے میں نے لگایا ہے کہ آج انہوں نے اپنی سرداری کا جھنڈا منوانے کی کوشش کی ہے ۔ جناب سپیکر بات صرف اتنی ہے کہ طارق بشیر چیمہ اور میں ایک دوسرے کو 74-1973ء سے جانتے ہیں۔ ہم کالج فیلو اور پرانے دوست اور بھائی ہیں نہ یہ مجھے جتائیں کہ استحقاق کیا ہوتا ہے اور نہ میں ان کو بتاتا ہوں کہ استحقاق کا احساس کیسے ہوتا ہے اور استحقاق کا خیال کیسے ہوتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں اب آپ اپنی بات جلدی ختم کریں۔

وزیر زراعت ، جناب والا! میرا ان سے پرانا تعلق ضرور ہے لیکن خدا کے لیے مجھے ان کے ساتھ نہ ملائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! آپ کے جسم کے ارد گرد china ware کا خول نہیں لگا ہوا کہ آپ کو جب کوئی بات کہی جائے تو آپ نازک ہو جائیں اور اپوزیشن بنچز کے کسی ممبر کے ساتھ جب بدتمیزی یا الزام تراشی کی جائے آپ بات ہی نہ سنیں ۔ ہم کوئی گئے گزرے لوگ نہیں ہیں۔ ہم اپنا استحقاق بھی جانتے ہیں اور ہم آپ لوگوں کا استحقاق بھی جانتے ہیں۔ میں آج جو بات کر رہا ہوں اس میں میرے قول و فعل میں تضاد نظر نہیں آئے گا۔ کل اگر میرے سامنے کسی سے زیادتی ہوئی تو میں نے اس کی بھی مخالفت کی ہے۔ میرے دوست جانتے ہیں۔ اگر کل پھر کوئی وقت آیا تو اسی جگہ پر کھڑا میں بتا دوں گا کہ میرا قول و فعل کیا ہے اور میرا عمل کیا ہے۔ جناب سپیکر! بات بڑی سیدھی سی ہے ۔ ایک ڈی ایس پی کی بات میں نے اس لیے کی چاہے وہ سید ہے' چاہے وہ پٹھان ہے' چاہے وہ قریشی ہے' چاہے بھٹی ہے' چاہے چیمہ ہے یا موہل ہے' بات اس کی نہیں ہے۔ بات اس کی ہو رہی ہے کہ ایک شخص نے وردی کے اندر ایک رکن اسمبلی کی بات کی ہے ' ایک رکن اسمبلی

کی بے عزتی کی ہے۔ انصاف میں آپ پر چھوڑتا ہوں' باقی جب آپ استحقاق کمیٹی کی بات کرتے ہیں۔ استحقاق کمیٹی کا جتنا اس وقت وقار ہے اس کے بارے میں بھی میں وزیر قانون کو بتاتا چلوں۔ استحقاق کمیٹی نے میرے تحفظ کے لیے میری تحریک استحقاق کے سلسلے میں مجھے پولیس کی سکیورٹی مہیا کرنے کی بات کی ' جس استحقاق کمیٹی کی آپ بات کر رہے ہیں اس کی عزت دیکھیں اس کا بھی استحقاق دیکھ لیں کہ ڈی ایس پی اور ایس پی نے اس آرڈر کو چٹکی سے اٹھا کر باہر پھینک دیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نیازی صاحب! آپ میری بات سنیں۔ ذاتی وضاحت صرف اس نکتے پر ہوتی ہے جوزیر بحث آتا ہے۔ وزیر قانون کی سٹیٹمنٹ کے بعد اور ہاؤس کی sense حاصل کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق جو جناب انعام اللہ خان نیازی نے پیش کی ہے اس کو متعلقہ استحقاق کمیٹی کو سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ دو ماہ کے اندر اس ہاؤس میں پیش کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین) وقفۂ تحریک استحقاق ختم ہوتا ہے۔ میں وقفہ نماز کے لیے اجلاس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

(اجلاس کی کارروائی وقفہ نماز کے لیے ملتوی ہوئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر ۷۔۲۰ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار میاں عثمان ابراہیم اور جناب عبدالرؤف مغل کی طرف سے ہے۔ وہ حاضر نہیں ہیں۔ اس لیے یہ ڈسپوز آف تصور ہو گی۔ نمبر 2 جناب ایس۔ اے۔ حمید صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید ، جناب سپیکر! میری تین چار تحاریک التوائے کار ہیں۔ اب اجلاس چونکہ صرف دو دن کا ہے' اس لیے میں ایک دوسری تحریک التوائے کار لینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کون سی؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید ، تحریک التوائے کار نمبر 7۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تحریک التوائے کار نمبر 7 لاء اینڈ آرڈر کے متعلق تو نہیں ہے؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید ، نہیں جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اچھا۔ یہ ساری آپ کی ہیں؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید : جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب پھر آپ ان کو not press کرتے جائیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید : ان میں سے ایک آدھ کل آجائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ان میں سے آپ ایک بچالیں۔ نمبر ۲ کو بچالیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید : نہیں۔ بچ ہی جائیں گی ساری۔ ایک آدھی کل آجائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ وہ out of turn تو میں نہیں ناں جاتا۔ آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 2 not pressed؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید : جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اچھا۔ نمبر 3 بھی not pressed؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید : نہیں۔ نمبر 3 کو رکھنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی۔ نمبر 3 کو رکھ لیا۔ نمبر 4 not pressed؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید : نمبر 4 کل کے لیے رکھ لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تو اب آجائیں نمبر 5 پر۔ اس میں سردار امجد حمید خان دستی صاحب ہیں۔ یہ بھی رکھ لیتے ہیں کیونکہ وہ بھی اس میں ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید : جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آگے عثمان ابراہیم صاحب ہیں۔ تو نمبر 7 کو اب لے لیتے ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید : جی ہاں۔ نمبر 7 کو لے لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس میں جناب ارشد عمران سلہری ہیں۔ جناب ایس۔ اے۔ حمید ہیں اور جناب عبداللہ شیخ ہیں۔ تو آپ میں سے کون اسے پڑھے گا؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید : جناب سپیکر! میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی پڑھیے۔

پریشر ہارن کا غیر قانونی استعمال

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے اپنی درآمدی پالیسی پر پریشر ہارن کی درآمد پر مکمل پابندی عائد کر دی ہے۔ اس سے پہلے بھی پریشر ہارن کے استعمال پر کئی مرتبہ پابندیاں لگیں مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد پھر سے بسوں اور ٹرکوں سے پریشر ہارن گونجنے شروع ہو جاتے ہیں جس سے نہ صرف آبادیوں کے مکینوں بلکہ بسوں میں سوار مسافروں کے علاوہ کم سن بچے اور عورتیں بھی نفسیاتی اور ذہنی طور پر غیر نارمل ہو جاتے ہیں اور بلڈ پریشر تیز ہو جاتا ہے۔ اس غیر قانونی طور پر پریشر ہارن استعمال ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس کے انسداد کے لیے متعلقہ محکمے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ٹرانسپورٹروں سے باقاعدگی کے ساتھ "منتھلی" وصول کرتے ہیں جس کی وجہ سے ٹرانسپورٹر اپنی من مانیاں کرتے رہتے ہیں۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں سخت بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاءمنسٹر صاحب اب تشریف لائے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لیے بتا رہا ہوں کہ ان کی پہلی تحریک التوائے کار چونکہ وہ غیر حاضر تھے اس لیے ڈسپوز آف ہو گئی۔ آگے انھوں نے press نہیں کی ہیں۔ ایک کل کے لیے رکھ لی ہے۔ اب وہ نمبر۷ پر ہیں۔ یہ انھوں نے پڑھ دی ہے۔ اس پر آپ کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی نے پریشر ہارن کے استعمال کے حوالے سے یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ میں ان کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ پریشر ہارن یقیناً آبادیوں میں رہنے والے مکینوں کے لیے ذہنی بیماریوں کا باعث بھی بنتے ہیں اور نقصان دہ ہیں۔ جہاں تک ٹریفک رولز کا تعلق ہے ان کی خلاف ورزی پر ٹریفک پولیس اور متعلقہ عملہ مختلف اوقات میں کارروائی کرتا رہتا ہے۔ یکم جنوری ۱۹۹۴ء سے ۱۹۹۵ء تک اس سلسلے میں متعلقہ ادارے کی جو کارکردگی ہے اس کے حوالے سے میں آپ کے سامنے اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پریشر ہارن استعمال کرنے پر 21 ہزار 968 چالان مختلف گاڑیوں کے کیے گئے۔ جبکہ دیگر آلات نصب کرنے کی صورت میں مختلف گاڑیوں کے ڈرائیوروں کو جو کہ مختلف طریقوں سے شور وغیرہ مچانے کے لیے ایسے آلات استعمال کرتے ہیں ان کے

خلاف 15 ہزار 672 چالان کیے گئے۔ دھواں دینے والی گاڑیوں کے خلاف 49 ہزار 410 چالان کیے گئے اور ان مختلف جرائم کے سلسلے میں جو جرمانہ کیا گیا اور حکومت نے اس کارروائی کے نتیجے میں جو جرمانہ وصول کیا وہ 11 کروڑ 53 لاکھ 37 ہزار 755 روپے ہے۔ پھر مختلف ٹریفک رولز کے حوالے سے دیگر جو کل چالان کیے گئے وہ 14 لاکھ' 10ہزار 7 ہیں۔ البتہ جہاں تک انھوں نے اس میں کرپشن وغیرہ کا ذکر کیا ہے اس کے حوالے سے جہاں انھوں نے یہ فرمایا کہ ٹرانسپورٹر اپنی من مانیاں کرتے ہیں اور قانون نافذ کرنے والے ادارے منتھلی وصول کرتے ہیں تو یہ ایک مبہم سی بات ہے۔ البتہ جہاں کہیں بدعنوانی یا کرپشن کی شکایت موصول ہوتی ہے' قانون اور دیے گئے ضابطے کے تحت ایسے افسران کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور کی جا سکتی ہے۔

جناب والا! فاضل رکن اسمبلی کا یہ مؤقف کہ پریشر ہارن گاڑیوں میں استعمال نہیں ہونے چاہییں' اس بات اور اس موقف کی میں بھی حمایت کرتا ہوں اور حکومت قطعی طور پر کسی ضابطے کے ذریعے ایسی اجازت نہیں دینا چاہتی جس کے تحت ٹرانسپورٹرز اپنی گاڑیوں کے اندر پریشر ہارن استعمال کریں۔ حکومت پریشر ہارن کے استعمال کو ناجائز تصور کرتی ہے اور اسے قانون کی خلاف ورزی سمجھتی ہے اور ایسے معاملات پر حکومت ایکشن لیتی ہے۔ البتہ موٹر وہیکلز آرڈیننس کو مزید مؤثر بنائے جانے کی ضرورت ہے اور متعلقہ محکمہ کو ہم نے ہدایات بھی دی ہیں کہ وہ اس سلسلہ میں نئی پالیسی اور نیا ضابطہ تیار کریں جس کے نتیجے میں اس کے استعمال پر پابندی کو مزید مؤثر بنایا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں ان معروضات کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب حکومت پریشر ہارن کے استعمال کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے اپنی کوششیں اور اپنی انتظامیہ کو میدان عمل میں لاتی ہے تو اس صورت حال کی وجہ سے اس تحریک التوائے کار کے لیے ایوان کی کارروائی معطل کیے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ recent occurrence کا معاملہ بھی نہیں ہے۔ اس لیے رول 67 کے تحت یہ قابل پذیرائی نہیں ہے۔ بہرحال میں فاضل رکن سے گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک التوائے کار پر زور نہ دیں اور اس پریشر ہارن کے استعمال کے سلسلے میں اگر ذاتی طور پر کوئی مثبت تجاویز دینا چاہیں تو حکومت ان پر ضرور غور کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ایس۔ اے۔ حمید صاحب!

جناب ایس۔ اے۔ حمید : جناب سپیکر! آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ پریشر ہارن کے بارے میں

یہاں پر ایک ریزلیوشن پیش کیا گیا تھا اور اس ریزولیوشن پر واضح طور پر وزیر قانون صاحب نے یہ کہا تھا کہ ہم اس کی پابندی کروائیں گے۔ میں نے اس ریزولیوشن میں درآمد کی بھی بات کی تھی کہ اس کی درآمد بھی ban کی جائے۔ وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر! فیڈرل گورنمنٹ نے اس کی درآمد بند کر دی ہے۔ جو نئی تجارتی پالیسی آئی ہے اس کے تحت وفاقی حکومت نے پریشر ہارن کی درآمد بند کر دی ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ پنجاب کی جو حکومت ہے وہ نیم دلی سے پریشر ہارن کو ختم کرنے کے لیے کام کرتی ہے۔ ایک روز آپریشن کرتے ہیں اس کے بعد چھوڑ دیتے ہیں۔ آج پورے پنجاب میں جو ٹرکس ہیں جو گاڑیاں ہیں جو بسیں ہیں جو فلائنگ کوچز ہیں جو منی بسیں ہیں ان تمام پر پریشر ہارن لگے ہوئے ہیں ان کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں یہاں پر یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر وزیر قانون اس بات کا سختی سے نوٹس لیں اور انتظامیہ کو ڈائریکٹیو issue کریں کہ وہ پریشر ہارن کو ختم کریں تو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر راوی سے جتنی گاڑیاں گزرتی ہیں چاہے وہ آنے والی ہوں یا جانے والی ہوں ان کے پریشر ہارن ختم کیے جا سکتے ہیں ۔ اگر وزیر قانون صاحب اس بات کی یقین دہانی کراتے ہیں کہ وہ اس معاملے میں باضابطہ قانون سازی بھی کروائیں گے اور وہ اس بارے میں انتظامیہ کو بھی alert کریں گے تو میں اس پر پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی کی بات بالکل درست ہے۔۔۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر قانون صاحب نے اپنے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ ہم نے اتنے ہزار گاڑیوں کے چالان کئے اتنی دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے چالان کیے تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب گورنمنٹ اس پر صدق دل سے پابندی چاہتی ہے تو کیا یہ بتائیں گے کہ انہوں نے کتنے پریشر ہارن ضبط کئے؟ یہ بھی گورنمنٹ کے اختیار میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ یہ مسئلہ پوائنٹ آف آرڈر کا نہیں بنتا۔ یہ مسئلہ پوچھنے کا نہیں۔ یہ کوئی question hour نہیں۔ جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں جناب ایس ۔ اے حمید صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور جہاں تک

انہوں نے یہ بات کہی ہے کہ حکومت اس سلسلے میں نوٹس لیتے ہوئے متعلقہ اتھارٹیز کو directions دے تو میں آپ کے ذریعے اس ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ دو روز کے اندر صوبہ بھر کے اندر متعلقہ تمام اتھارٹیز کو یہ ڈائریکشنز دے دی جائیں گی کہ پریشر ہارن کے استعمال کو موثر طریقے سے روکنے کے لیے متعلقہ ادارے اور اہلکاروں کو مطلع کیا جائے اور اس کے استعمال کو روکنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

جناب والا! جہاں تک فاضل رکن اسمبلی نے قرارداد کی بات کی ہے وہ ایسا issue ہے جو گزر چکا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس معاملے کو مزید الجھانے کے لیے مجھے کوئی جواب دینا چاہیے۔ اس قرارداد کی اپنی ایک نوعیت تھی اور اس سے اختلاف کرنا technically ایک الگ معاملہ تھا۔ اس تحریک التوائے کار کے لحاظ سے جو فاضل رکن کا نقطہ نظر ہے وہ یہ ہے کہ عوام الناس کو پریشر ہارن کے ناجائز استعمال سے بچانے کے لیے حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی کوشش کرے گی اور زور نہ دینے پر میں فاضل رکن اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ایس۔ اے حمید: شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی' ایس۔ اے حمید صاحب!

اب ہم تحریک التوائے کار نمبر ۳ لیتے ہیں۔ جی ایس۔ اے۔ حمید صاحب!

ترقیاتی سکیموں کے فنڈز کی خورد برد

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے مختلف محکموں جن میں لوکل گورنمنٹ پبلک ہیلتھ بلڈنگ ایجوکیشن (بلڈنگ) وغیرہ شامل ہیں نے صوبہ بھر میں تعمیراتی سکیموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ذمہ داری سنبھال رکھی ہے جس کی باقاعدہ نگرانی محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کرتا ہے۔ یہ بات انتہائی قابل تشویش ہے کہ یہ تمام محکمے ۲۰ تا ۳۰ فی صد تک کمیشن وصول کرتے ہیں۔ دوسرے معنوں میں موقعہ پر کام منصوبہ کی لاگت کے لحاظ سے بہت کم ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ برس ہا برس سے جاری ہے لیکن آج تک اس لعنت کو ختم کرنے کے لیے کوئی موثر اقدام نہیں اٹھائے گئے جس کے نتیجہ میں پنجاب بھر میں تعمیر و ترقی کے کام بری طرح متاثر ہو رہے ہیں اور عوام کو اس کے ثمرات پہنچ نہیں پاتے۔ اس کے

ساتھ ساتھ رشوت کمیشن کی صورت میں متذکرہ محکمہ جات کے اہلکاروں کا قانونی حق بن کر رہ گئی ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر سال تین ارب روپے رشوت کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں سخت بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، وزیر مواصلات!

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب سپیکر۔ جیسا کہ میرے دوست نے تحریک پیش کی ہے اس میں پہلے تو انہوں نے کافی محکموں کا ذکر کیا ہے اس میں لوکل گورنمنٹ، پبلک ہیلتھ، بلڈنگ ایجوکیشن اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا بھی ذکر آیا۔

جناب والا! اگر اس تحریک کو پڑھا جائے تو اس میں کوئی خاص واقعہ ہے ہی نہیں۔ اس میں ایک جنرل سی بات کی گئی ہے کہ کرپشن ہے اور اس سے لوگ بڑے پریشان ہیں۔ جناب والا! اس میں کوئی خاص واقعہ ہے نہیں۔ لیکن میں اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اس معاشرے میں رشوت کا جو کینسر ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن اس میں مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ کون سا واقعہ کس کام میں اس طرح کا ہوا ہے۔ یہ تو ایسے ہے کہ کوئی آدمی کہے کہ لاہور میں بہت چوریاں ہو رہی ہیں اور وہ کسی تھانے میں چلا جائے کہ ایف آئی آر کاٹی جائے کیونکہ چوریاں بہت ہو رہی ہیں تو جناب اس طرح کی کوئی ایف آئی آر نہیں کاٹے گا جب تک کوئی particular واقعہ quote نہیں کرے گا کہ فلاں ٹھیکہ تھا اور اس میں کام خراب ہوا اور اس میں کمیشن لے لی گئی اور اسے زیر بحث لایا جائے اور اس پر کوئی ایکشن لیا جائے۔ تو میری سمجھ کے مطابق اور میری اس تحریک کو پڑھنے اور اس کی تمام باتوں کو ڈسکس کرنے کے بعد میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ چونکہ یہ کسی particular واقعہ سے متعلق تحریک نہیں ہے اس لیے یہ تحریک التوائے کار بنتی نہیں ہے لہذا اسے rule out کیا جائے۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اگرچہ اس تحریک کو technically knock out کرنے کی کوشش کی ہے لیکن جناب والا! میں نے حقیقت حال بیان کی ہے کہ پنجاب میں تعمیر و ترقی کے اس وقت جتنے بھی کام ہیں ان پر on grounds ۴۰ فیصد سے زیادہ پیسے استعمال نہیں ہوتے تو کیا ہم اس بیماری اس کرپشن سے نجات حاصل کرنے کے لیے کوئی اقدامات

نہیں کر سکتے جو ہمارے پورے ملک کی جڑوں کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے اور جس سے ہمارے پورے تعمیراتی کام متاثر ہو رہے ہیں۔ ہر دفعہ اگر ایسی کوئی تحریک آتی ہے اور اسے technical greounds پر knock out کر دیا جائے۔ کیا اس کا کوئی حل نہ سوچا جائے۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے۔ وزیر موصوف اس بات کو سمجھتے ہیں کہ تمام محکموں میں اوورسیئر سے لے کر ان کے اوپر اسسٹنٹ ڈائرکٹر، ڈائرکٹر پھر ان کا اکاؤنٹس کا عملہ، پھر ان کی payment کرنے والے بندے، پھر ان کے تمام انجینئرنگ سٹاف کی کمیشن ہے۔ کسی کی ایک فیصد ہے۔ کسی کی پانچ فیصد ہے۔ کسی کی چار فیصد ہے۔ کیا ان کا یہ حق بن چکا ہے کہ وہ رشوت کو بطور کمیشن اپنا حق بنا لیں۔ پھر وہ تنخواہ دار ملازم ہیں۔ ان کی اچھی خاصی salaries ہیں۔ ان حالات میں ہم نے ان کو یہ فری ہینڈ دے دیا ہے کہ جتنی مرضی لوٹ مچاؤ تمیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ ٹیکنیکل بنیاد پر تحریک التوائے کار نہیں بنتی تو وہ سمجھے جائیں کہ کس بنیاد پر اس کرپشن کو ختم کیا جا سکتا ہے؟ میں چاہوں گا کہ آپ کی سرکردگی میں کوئی ایسا سلسلہ بن جائے۔ آپ اس کو admit کریں۔ ٹیکنیکل بنیاد کو چھوڑ دیں کیونکہ یہ مفاد عامہ کی بات ہے۔ یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر! یہاں کے جتنے بھی اہلکار ہیں جتنے انجینئر ٹائپ لوگ ہیں اور جتنا ان کا سٹاف ہے، جتنی ان کی برانچز ہیں، یہ تمام تین ارب روپے کے قریب بطور کمیشن کھا جاتے ہیں اور اگر یہ تین ارب روپیہ پنجاب کے تعمیراتی کاموں پر استعمال ہو تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس طور پر پنجاب کی حالت بدل سکتی ہے۔ میری آپ سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اس بات کو کسی نہ کسی منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے کوئی لائحہ عمل اپنائیں۔ شکریہ

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب سپیکر! جہاں تک رشوت کا تعلق ہے ہم تمام دوست اس لعنت سے آگاہ ہیں اور ہر پاکستانی کو اس بات کی تشویش ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ کینسر کی طرح پھیل گئی ہے۔ ہماری حکومت پوری کوشش کر رہی ہے اور میں نے اپنے محکمے میں پوری کوشش کی ہے۔ اگر ہم اس کو ختم نہیں کر سکتے تو ہم اس کو روک سکتے ہیں اس کو کم کر سکتے ہیں اس بات سے مجھے انکار نہیں ہے اور ہم اس کے لیے کوشاں ہیں کہ اللہ کرے اور اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے کہ اس لعنت سے ہماری جان بخشی ہو ۔ لیکن میں نے ٹیکنیکل بات یہ کی ہے کہ اس تحریک کا کسی particular واقعہ پر انحصار نہیں ہے یہ ایک جنرل بات ہے اور اس جنرل بات کو آپ کیسے cover

کریں گے کس رول کے تحت آپ اس کو take up کریں گے اور آپ اس کو ڈسکشن کے لیے allow کریں گے۔

جناب والا! جناب ایس۔ اے۔ حمید صاحب نے جو باتیں کی ہیں ہمیں بحیثیت پاکستانی اور بحیثیت رکن اسمبلی اس کا احترام ہے اور اس کے لیے ان کے ساتھ ہیں اور ہم سارے مل کر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طریقے سے اس رشوت کی لعنت سے اس صوبے کو اس ملک کو بچایا جائے تاکہ جو بھی ڈویلپمنٹ کی رقم ہے وہ انہی ڈویلپمنٹ کے کاموں پر لگے جس کے لیے وہ مختص کی جاتی ہے۔ شکریہ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر! میں چاہتا ہوں کہ کرپشن کے مسئلے پر جناب غلام عباس خان کو سنا جائے اور ان کی تجاویز کو سنا جائے ، سمجھا جائے اور اگر ہو سکے تو ان پر عمل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : چونکہ یہ ایک تحریک التوائے کار فاضل رکن جناب ایس اے حمید نے دی۔ اور فاضل وزیر نے اس کا جواب دیا۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ جو کرپشن ہے یہ واقعی ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح بلکہ اس سے بھی کوئی آگے چیز ہے تو اس کی طرح یہ چاٹ رہی ہے۔ لیکن جس طرح فاضل منسٹر نے کہا ہے ۔ چونکہ رول 67-B میرے راستے میں حائل ہے ۔ اگر نہ ہوتا تو ہم اس پر بحث کرتے ۔ چونکہ میرے فاضل رکن کا جو نقطہ نظر تھا وہ ایوان کے سامنے آ گیا۔ منسٹر نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ کینسر کی طرح ہمارے معاشرے میں پھیل چکا ہے ۔ لہذا میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں ۔ کیونکہ یہ اس زمرے میں نہیں آتی ۔ اس لیے ہم آگے چلتے ہیں۔

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! میں ایک ذاتی مسئلہ آپ کی توجہ کی نظر کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ چھ سات ماہ سے مجھے اور میرے خاندان کو ہراساں کیا جا رہا ہے۔ پہلے رات کے دو بجے میری گاڑی کو روکا گیا۔ کراس فائرنگ ہوئی ، اخبارات میں چھپی۔ ہم نے سمجھا کہ شاید ڈاکوؤں نے گاڑی روکی ہے۔ اس بات کی اطلاع میں نے وزیر اعلیٰ کو دی کہ میں اس کو سیاسی مسئلہ نہیں بنانا چاہتا کہ یہ کسی بندے کی طرف سے ہوا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ممکن ہو یہ ڈاکو ہوں ۔ مگر وہ ملزم نہیں پکڑے گئے ۔ اس کے بعد مئی کے مہینے میں میرے بھتیجے کو جو کہ آٹھویں جماعت کا طالبعلم ہے اس کو سکول سے اغوا کیا گیا اور اس میں ایک برانڈ نیو ٹیوٹا ہائی ایس استعمال ہوئی ۔ اور اس کو مارنے پیٹنے کے بعد یہ کہا گیا کہ

تم جا کے غلام عباس کو کہہ دو کہ وہ انسان بن جائے اور اپنی حرکتوں سے باز آجائے۔ اس کے بعد پھر اس کی ہم نے اطلاع کی، پولیس کو رپورٹ درج کروائی۔ پرچہ درج ہوا۔ پرچہ درج دوسرے دن ہوا۔ پہلے دن پرچہ درج کرنے سے بھی پولیس انکاری رہی۔ مگر آئی جی صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب اور ہوم سیکرٹری صاحب کی مداخلت پر پرچہ درج ہوا۔ اس کے بعد دوبارہ سکول کے اندر سے بچے کو اٹھانے کی کوشش کی گئی۔ بچے نے گھر پر اطلاع دی کہ وہ لوگ پھر آئے ہوئے ہیں۔ میرے گھر سے میرے بھائی اور دوسرے ملازم وہاں پہنچے تو وہ escape کر گئے۔ اس کے بعد میرے ٹیلی فون کے اوپر ہماری گھریلو خواتین کو مسلسل گالی گلوچ اور دھمکیوں کا سلسلہ پچھلے چار مہینے سے جاری ہے۔ میں نے اس کی اطلاع بھی پولیس سے کی، ٹیلی فون پر آبزرویشن لگائی گئی۔ ٹیلی فون ٹیپ ہوئے اور پہلے ایک دو دفعہ ڈپٹی کمشنر نے یہ کہا کہ ہم فون ریکارڈ نہیں کروا سکے۔ یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ پھر میں نے نوریز شکور صاحب کی خدمات حاصل کیں۔ انھوں نے ٹیلی فون ڈیپارٹمنٹ کو کہا۔ ٹیلی فون ٹیپ ہوا تو وہ پی سی او اور ٹیلیفون بوتھ کے نمبر نکلے۔ پھر جناب والا! 15 اگست سے پہلے میرا چھوٹا بھائی رات کو گاؤں سے واپس آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ واپڈا کی جیپ تھی۔ فائرنگ ہوئی اور فائر واپڈا کی جیپ کو لگے۔ واپڈا کے ایس ڈی او نے تحریری طور پر رپورٹ پولیس کو کی کہ ہماری گاڑی کو فائر لگے ہیں۔ میں نے اس کی اطلاع معزز ڈی آئی جی اور ایس ایس پی کو کی کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ مگر جناب والا! کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ 15 اگست کو میرے بھتیجے کو دوبارہ اغوا کیا گیا۔ وہ کلب جا رہا تھا۔ آٹھویں جماعت کا طالبعلم ہے۔ نئی پجارو گاڑی، نئی ٹیوٹا کرولا نو مسلح افراد اس کو اٹھا کر لے گئے۔ اس کو انھوں نے اپنی حراست میں رکھا۔ اس کو تشدد کا نشانہ بنایااور یہ کہا کہ اپنے تائے کو بولو کہ وہ انسان بنے۔ وہ اپنی سیاسی activities پر نظر ثانی کرے۔ جناب والا! اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ میں ایک رکن اسمبلی ہوں اور میری activities کیا ہیں۔ 1968ء کی تحریک میں ایوب خان نے مجھے جیل میں رکھا۔ اس لیے کہ میں جمہوریت کی بحالی کی بات کرتا ہوں۔ مجھے 1970ء میں یحییٰ خان نے جیل میں رکھا کہ میں جمہوریت کی بات کرتا تھا۔ مجھے ضیاء الحق نے جیل میں رکھا کہ میں جمہوریت کی بات کرتا تھا۔ اگر آج میں اپنے ملک کے غریب عوام کے حقوق کی بات کرتا ہوں تو اس کے لیے اگر میرے بچوں کو اغوا کیا جاتا ہے اور ان کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے، زیادتی کی جاتی ہے اور جب پولیس سے بات کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہاں کی انتظامیہ بے بس ہے کیونکہ افراد با اثر ہیں۔ تو باہر سے کوئی

ٹیم بھیج دی جائے۔ جناب والا! وجہ یہ ہے کہ ضلع سیالکوٹ کی تمام انتظامیہ چپراسی سے لے کر اوپر تک تمام کو یہ ہدایات ہیں کہ غلام عباس اور اس کی فیملی کو کرش کیا جائے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ جلد از جلد ہمارے ملزمان گرفتار کروائے۔ میں تو عوام کے حقوق کی جنگ نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کے لیے میں پھانسی کے پھردوں میں بھی رہا ہوں' پھانسی کے پھندوں میں بھی رہا ہوں ' میں نے کوڑے بھی کھائے ہیں اور تشدد گاہوں میں بھی رہا ہوں۔ عوام کے حقوق کی جنگ کو میں ضرور جاری رکھوں گا۔ میرے بچوں کے لیے خدا کے لیے بندوبست کریں کہ پاکستان سے باہر انھیں کہیں محفوظ مقام پر پہنچا دوں۔ بہت مہربانی بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : لاء منسٹر صاحب ' چونکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا تھا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ایک فاضل رکن اسمبلی جو کہ وزیر اعلیٰ کے مشیر بھی ہیں ۔ ان کی طرف سے اسمبلی کے اندر اور ایوان کے اندر ایسی بات واقعی ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے ۔ تو لاء منسٹر صاحب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی ہمارے دوست ہیں ساتھی ہیں اور حکومت کے اہم رکن ہیں۔ اور یقیناً ان کے بچوں کی اور ان کی فیملی کے ممبران کا تحفظ حکومت کی بھی ذمہ داری ہے۔ میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے فاضل رکن اسمبلی سے بات کی ہے اور میں نے انھیں یقین دلایا ہے اور آج اجلاس کے بعد آپ کی ہدایات کی روشنی میں بھی اور فاضل رکن اسمبلی نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے' اس کی روشنی میں میں متعلقہ انتظامیہ کو سختی سے ہدایات بھی جاری کروں گا اور ملزمان کی گرفتاری کے لیے اور ان کو trace کرنے کے سلسلہ میں بھی انتظامیہ کو ہدایات جاری کی جائیں گی کہ ان ملزموں کو برآمد کیا جائے جہاں کہیں بھی وہ موجود ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! فاضل ممبر نے series of incidents بتائے ہیں۔ ابھی تک پولیس نے ایک بھی ملزم locate نہیں کیا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ وزیر قانون کو ہدایات جاری کریں کہ دن مقرر کریں کہ میں اتنے دنوں میں اس کا رزلٹ ایوان میں پیش کروں گا۔ چاہے یہ تحریک ہے یا نہیں لیکن جناب کی اجازت سے بات کی گئی اور جناب والا! نے اس کا نوٹس لیا۔ اور یہ بڑا serious مسئلہ ہے۔ اس پہ time limit مقرر کی جائے۔ اور وہ اسمبلی سیشن میں رپورٹ پیش کریں کہ اس پر یہ ایکشن ہوا ہے۔ یہ کوئی اتنے اچنبھے کی بات نہیں ہے ۔ ایک گاڑی ہے اور بچہ ملزمان کو پہچانتا ہے اور ملزمان repeat ہوتے ہیں۔ حلیے دیے ہوتے ہیں اور وہ وہیں کے ہیں۔

دندناتے بھی پھرتے ہیں۔ اگر ان کو نہیں پکڑا جا رہا تو یہ یہاں یقین دہانی کرائیں کہ اتنے دنوں میں' پندرہ دن' بیس دن' ایک مہینے میں وہ پکڑے جائیں گے۔ انھوں نے کہا ہے کہ میں انتظامیہ کو کہہ دوں گا۔ غلام عباس صاحب تو ان سے بڑی authorities کو بھی بڑی دفعہ کہہ چکے ہیں۔ بااختیار authorities نے بھی بڑی دفعہ کہا ہے۔ یہ ان کا مبہم جواب ہے۔ particular , specific answer لیا جائے کہ کب تک؟ یہ ہماری گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ میں اس وقت سپیکر کے منصب پر بیٹھا ہوں۔ اور میرے خیال میں' میری اطلاع کے مطابق ابھی تک یہ اجلاس کل تک ہے تو میں اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ پرسوں جناب سپیکر محمد حنیف رامے صاحب کے چیمبر میں وزیر قانون صاحب' جناب سپیکر صاحب اور غلام عباس صاحب بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے جلد از جلد اس کا کوئی حل ڈھونڈیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ جلد از جلد سے کام نہیں چلے گا۔ انتظامیہ بہت بڑی ہے' بہت بڑی مشینری ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے کہا ہے کہ حنیف رامے صاحب کی موجودگی میں اس کا فیصلہ کیا جائے گا بلکہ وہ خود اس کا فیصلہ کریں گے---

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میری ایک اور عرض ہے۔ وہ یہ کہ جتنی بڑی مشینری ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے پولیس اگر چاہے اور دیگر ایجنسیاں بھی ساتھ مل جائیں تو یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ آدمی گرفتار یا locate نہ ہوں۔ آپ انھیں ہدایت کریں کہ پندرہ یا بیس دن میں ملزمان گرفتار کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے تو پرسوں کا وقت مقرر کر دیا ہے۔ زیادہ دیر نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: کیا آپ نے ملزمان کی گرفتاری کے لیے پرسوں کا وقت مقرر کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' وہاں سپیکر صاحب کے چیمبر میں بیٹھ کر جس طرح بھی ہمارے فاضل رکن مطمئن ہوں گے ویسے ہی کیا جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: یہ تو ہو گیا لیکن اگر ہاؤس میں یہ بات آ جائے کہ جی اتنے دن میں ہم ملزمان گرفتار کر لیں گے تو اس میں کیا حرج ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بھی پرسوں طے کر لیا جائے گا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے عرض کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسئلہ اتنا سنجیدہ ہے' پیچیدہ تو ہے ہی کیونکہ اس کی نوعیت ہمیں اخبارات سےمعلوم ہو گئی تھی۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اب آپ بھی realise کریں گے کہ حزب اختلاف کیوں ریکوزیشن دیتی ہے؟ اور اس میں امن و امان کا مسئلہ سرفہرست ہوتا ہے۔ اگر وزیر اور مشیر جو کہ قومی جھنڈا enjoy کرتا ہے' قومی جھنڈے کی protection میں رہتا ہے' جو میرے جیسے عام غریب لوگوں کی protection کا خود ذمہ دار ہے۔ اگر اس کے بچے اور بھتیجے کا' اس کی security کا' اس کی جان کا' اس کے مال کا اور اس کی عزت کا یہ عالم ہے تو عام آدمی بے چارے کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہو گا؟ میں غلام عباس صاحب اور وصی ظفر صاحب کی مکمل تائید کرتا ہوں۔ اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ اس کے لیے specific time کا تعین کیا جائے ورنہ پنجاب کا ایک عام آدمی اپنے آپ کو غیرمحفوظ محسوس کرے گا۔ اس معاملے کو آپ ذاتی طور پر اور پورے ہاؤس کی sense لیتے ہوئے take up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں نے اس پر فیصلہ کر دیا ہے کہ پرسوں سپیکر چیمبر میں غلام عباس صاحب کی حسب منشاء وزیر قانون کی موجودگی میں فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے ایک بات عرض کروں گا۔ گزارش ہے کہ یہ 9 آدمی ہیں۔ یہ کوئی criminal گروپ نہیں ہے۔ یہ organized force کے آدمی ہیں یا organized political wing ہے جو یہ حرکت کر رہا ہے۔ نئی پجیرو گاڑیاں استعمال ہوئی ہیں' نئی کرولا گاڑیاں استعمال ہوئی ہیں۔ یہ عام کوئی چھوٹا موٹا' کن ٹٹا بدمعاش نہیں ہے کہ جو نئی گاڑیاں استعمال میں لائے گا اور جو ان گاڑیوں کے اوپر نمبر لگے ہوئے تھے تو ہم نے اس سلسلے میں محکمہ ایکسائز سے رابطہ کیا کہ آپ ہمیں بتائیں کہ یہ کن کے نمبرز ہیں؛ تو محکمہ ایکسائز نے یہ بتانے سے انکار کیا کہ ہم نہیں بتائیں گے' ہم آپ کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی باتیں آپ سپیکر صاحب کے چیمبر میں کر لیجیے گا۔

جناب غلام عباس، جناب والا! جب میں نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے کہا کہ جناب یہ کچھ ہو رہا ہے تو مجھے ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ اغواء تو لاڑکانہ میں بھی ہوتے ہیں۔ میں نے کہا پھر لاڑکانہ ' کراچی میں ہم نے نصیر اللہ بابر صاحب کو بھیجا ہے کیا میں بھی سیالکوٹ میں نصیر اللہ بابر کو لے جاؤں کہ وہ ان

بدمعاشوں کو لگام ڈالے۔ جناب والا! یہ معاملہ اتنا چھوٹا معاملہ نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا معاملہ ہے۔ اس لیے آپ اس کے لیے وقت کا تعین کریں۔ مجھے تین دن کے اندر اندر میرے ملزم چاہییں ورنہ میں حق بجانب ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے تو تین دن کی بجائے دوسرا دن مقرر کیا ہے۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! میں بھی اس سلسلے میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' یہ مسئلہ تو اب ختم ہو گیا۔ فیصلہ ہو گیا ہے۔ اب تحریک استحقاق کا مسئلہ ختم ہوتا ہے۔ اب ہم سیلاب کی بحث پر چلتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! سپیکر چیمبر میں کیا ہو گا؟ کچھ بھی نہیں ہو گا۔ آپ بے شک ہاؤس کی رائے لے لیں اور اس بارے میں کسی تاریخ کا تعین کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب! اب میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔ ہاؤس کی رائے بھی میری consent سے لی جائے گی اور میں consent نہیں دے رہا۔ اب ہم سیلاب کی صورت حال اور اس کی تباہ کاریوں پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میرے پاس جو فاضل اراکین ہیں ان کے نام میں پڑھ دیتا ہوں تاکہ سب کو علم ہو سکے لیکن اس سے پہلے کچھ فاضل اراکین جو کہ کمیٹیز کے رکن ہیں انھوں نے extention لینی ہے۔ پہلے وہ extention لے لیں۔

مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت مصدرہ 1995ء قانون نمبر 2 بابت سال 1995ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' شاہ صاحب فرمائیے!

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! یہ ایک قانونی مسودہ ہے اور اس پر کافی کام ہونا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

بجائے 30 ستمبر کے 31 دسمبر تک اس کی اجازت دی جائے تاکہ اس پر کام مکمل ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ محرک نے 30 ستمبر 1995ء تک کے لیے extention مانگی ہے اور آپ دسمبر تک کے لیے کہہ رہے ہیں۔ لہذا اب میں ہاؤس کی sense لیتا ہوں کہ ہاؤس کیا چاہتا ہے؟

یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

"مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت مصدرہ 1995ء قانون نمبر 2 بابت سال 1995ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 دسمبر 1995ء تک توسیع کر دی جائے؟"

(31 دسمبر تک توسیع کر دی گئی)

خواجہ ریاض محمود : جناب سپیکر! میں اس کمیٹی کا رکن ہوں اور میں اس بارے میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! یہ مسئلہ تو طے ہو گیا۔ اب تو 31 دسمبر تک توسیع کر دی گئی ہے۔

تحریک التوائے کار نمبر 20 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید محمد عارف حسین بخاری : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"تحریک التوائے کار نمبر 20 پیش کردہ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم' ایم-پی-اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"تحریک التوائے کار نمبر 20 پیش کردہ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم' ایم-پی-اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(30 ستمبر 1995ء تک توسیع کی گئی)

سیلاب کی صورت حال پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم سیلاب کی صورت حال اور تباہ کاریوں پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ سب سے پہلے سپیکر امان اللہ خان بابر صاحب ہیں۔ میں باقی حضرات کے ناموں کا اعلان بھی کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان کو علم ہو سکے کہ کس ترتیب سے انھوں نے تقاریر کرنی ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے نمبر 2 پر رانا محمد اقبال خان، نمبر 3 چودھری غلام احمد خان، نمبر 4 سید تابش الوری، نمبر 5 میاں عثمان ابراہیم، نمبر 6 میاں معراج دین، نمبر 7 چودھری تنویر خان، نمبر 8 بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) چودھری ذوالفقار علی ڈھلوں، نمبر 9 جناب عبیداللہ شیخ، نمبر 10 حاجی مقصود احمد بٹ اور نمبر 11 پر خواجہ ریاض محمود صاحب ہیں۔ اب امان اللہ خان بابر اس بحث کا آغاز فرمائیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں نے پہلے ایک اجلاس میں ایک پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا جو کہ pending ہو گیا اور پھر ہر اجلاس میں وہ pending ہوتا چلا گیا۔ اس پر سپیکر چیمبر میں بھی بات ہوئی۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ یہ جو بار بار اجلاس ریکوزیشن کیا جاتا ہے تو لفظ ریکوزیشن جو کہ constitution میں استعمال ہوا ہے اس کی interpretation کر کے کہ آیا یہ arbitrarily بلایا جا سکتا ہے یا اس کی کچھ وجوہات یا ضرورت ہونی چاہیے؟ وہ پوائنٹ آف آرڈر pending کا pending پڑا ہے اور جس دن یہ اجلاس ریکوزیشن ہوا ہے اسی دن میں نے بھی لکھ کر دے دیا کہ میرا پوائنٹ آف آرڈر جو pending پڑا ہے اس کا فیصلہ کیا جائے لیکن مجھے اس کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ پچھلے اجلاس کے وقت ایڈووکیٹ جنرل کو بھی بلوایا گیا، وقت مقرر کیا گیا لیکن وہ نہ آسکے اور پھر رامے صاحب نے فرمایا کہ اس کو اس دفعہ ملتوی کر دیں۔ پھر جس دن اجلاس طلب ہو گیا تو میں نے point of order raise کیا تو پھر انھوں نے فرمایا کہ اس اجلاس میں آپ اس کو pending رہنے دیں اور next time پر اس کو decide کر دیں گے لیکن وہ ابھی تک undecided پڑا ہوا ہے اور اس پر میری hearing بھی نہیں ہوئی ہے، میرے points بھی نہیں لیے گئے۔ ایڈووکیٹ جنرل کو سپیکر صاحب نے ادھر ہاؤس میں طلب فرمانے کے لیے کہا تھا۔ اس کو بھی نہیں بلوایا گیا۔ اپوزیشن کے کچھ فاضل اراکین کو بلوانا تھا، انھیں بھی نہیں بلوایا گیا۔ یعنی اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے چونکہ سپیکر صاحب نے اس کی jurisdiction assume کی ہوئی ہے۔ وہ آج تشریف فرما نہیں ہیں اور اس وقت میں یہاں پر سپیکر کے فرائض سر انجام دے رہا ہوں۔ چونکہ مسئلہ ان کے زیرغور ہے انھوں نے ہی اس پر فیصلہ دینا ہے اور یہ pending ہے آپ کل تک انتظار کر لیں۔ میں بھی ان کو کہوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! اس پر پھر میری ایک اور گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! جب تک میرا پوائنٹ آف آرڈر pending ہے تو یہ اجلاس ویسے غیر قانونی ہے۔ This is also my new point of order

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تو پھر سپیکر صاحب نے بلا لیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! جب تک میرا raise کیا ہوا پوائنٹ آف آرڈر un-decided رہتا ہے تو یہ اجلاس غیر قانونی ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میری بات سنیں۔ یہ تو پھر سپیکر صاحب نے بلا لیا ہے ناں۔ اب تو یہ قانونی ہے۔ اس کے بعد ہو گا کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، اس کی pendency کے دوران بھی بلانا غیر قانونی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ بھی وہی فیصلہ کریں گے۔ ایک ہی بات ہے۔ جی' امان اللہ خان بابر صاحب سیلاب کی صورت حال پر بحث کا آغاز کریں۔

جناب امان اللہ خان بابر ، بسم اللہ الرحمن الرحیم O جناب والا! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے سیلاب کی تباہ کاریوں کے سلسلے میں یہاں بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! دریائے روای جب ہندوستان سے پاکستان میں داخل ہوتا ہے تو سب سے پہلے میرے حلقہ پی پی 113 نارووال' شکر گڑھ میں داخل ہوتا ہے۔حکومت پنجاب نے وہاں پر بند باندھنے کے لیے کچھ رقم رکھی تھی جس کے بارے میں اخبار کا ایک تراشہ میرے پاس ہے۔ اس پر خبر ہے کہ "حفاظتی بند کا ٹھیکہ مٹی لگی نہ پتھر محکمے نے لاکھوں کی ادائیگی کر دی۔ انٹی کرپشن کے چھاپے پر ایس ڈی او اور ایکسین ریکارڈ سمیت غائب ہو گئے"۔ جناب والا! ان لوگوں کو کن لوگوں کی پشت پناہی حاصل ہے؟ صرف اور صرف گورنمنٹ کی

اس کے چہیتے وزیروں اور مشیروں کی پشت پناہی حاصل ہے اور یہی لوگ ہماری تباہی کا باعث ہیں۔ جناب والا! جہاں ہمارے علاقے میں دریا داخل ہوتا ہے تو اپنے ساتھ لاکھوں مسائل اور مصیبتیں لے کر داخل ہوتا ہے۔ یہ میرے پاس 31-7-95 کا اخبار ہے جس میں سب سے بڑی خبر ہے کہ شکر گڑھ کا ڈیرہ افغاناں صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں گزارش کروں گا کہ چونکہ اپوزیشن کی طرف سے اس وقت لسٹ پر 12 سپیکر ہیں شاید ادھر سے بھی کوئی دوست بولنا چاہے گا۔ لیکن ایک گھنٹہ رہتا ہے تو اگر ذرا time limit لگا دیں تو میرے خیال میں مناسب ہو گا۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا! اگر رات بارہ بجے تک بھی اسمبلی چلے تو اس میں کیا حرج ہے؟ سب کو پندرہ پندرہ منٹ آدھا آدھا گھنٹہ بولنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرا مطلب ہے کہ فیصلہ کر لیں کہ کتنی دیر تک بیٹھنا چاہتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا! گیارہ بجے تک کر لیں بارہ بجے تک کر لیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! دس بجے تک کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے دس بجے تک کر لیتے ہیں لیکن ٹائم کتنا دیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : دس دس منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی دس منٹ کافی ہیں۔ آپ نے دس منٹ کو ذہن میں رکھنا ہے۔

جناب امان اللہ خان بابر : جناب والا! opening کے لیے تو پندرہ منٹ ہونے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں دس منٹ کافی ہیں۔

جناب امان اللہ خان بابر : جناب سپیکر! یہ 31 جولائی کا اخبار جس میں مین خبر کہ "شکر گڑھ کا ڈیرہ افغاناں صفحہ ہستی سے مٹ گیا" یہ میرا آبائی گاؤں ہے۔ میں ڈیرہ افغاناں کے پرائمری سکول میں پڑھا ہوں۔ وہاں پر ہی میری زمینیں ہیں جس کا مجھے افسوس ہے۔ اس کے علاوہ وہ تمام لوگ جو اس مصیبت کی وجہ سے پریشان ہوئے جن کی زمینیں دریا برد ہوئیں جن کے مویشی بہہ گئے جن کے گھر کے افراد لقمہ اجل بن گئے مجھے ان کا بھی افسوس ہے۔ جناب والا! یہ توجہ طلب مسئلہ ہے کہ شکر گڑھ میں یہ گاؤں صفحہ ہستی سے مٹ گیا اور دوسرے دریا کے کٹاؤ کی زد میں ہیں۔ غیر ملکی سفیروں

کا ایک وفد دو ہیلی کاپٹروں پر بیٹھ کر وہاں کے لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے وہاں پر پہنچا۔ انھوں نے فرداً فرداً وہاں کے لوگوں سے ان کی تکالیف کے بارے میں دریافت کیا اور ان کے حل کے لیے انھوں نے اپنی اپنی حکومت کی طرف سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ ہم ضرور آپ کی مدد کریں گے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ غیر ملکی سفیروں کو تو ہمارا دکھ محسوس ہوا انھوں نے تو ہماری تکالیف کو محسوس کیا لیکن گورنمنٹ کے کسی وزیر یا وزیر اعلیٰ نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہاں کے لوگوں کا حال احوال پوچھے جو دریا برد ہو چکے ہیں جو سڑکوں پر ٹینٹ لگائے بیٹھے ہیں جو انتظار کرتے رہے کہ گورنمنٹ کا کوئی نمائندہ آئے گا اور ہمارا حال احوال پوچھے گا۔

جناب والا! پچھلے سال جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو بدوملہی تشریف لے گئے اور انھوں نے ایک جلسہ عام میں اعلان کیا کہ آئندہ بدوملہی اور اس کے گرد و نواح کے دیہات نہیں ڈوبیں گے۔ ان کے لیے معقول بند کا بندوبست کیا جائے گا۔ ان کے لیے ایک سیم نالے کا بندوبست کیا جائے گا ان کے لیے نالہ ڈیک پر ایک بند تعمیر کیا جائے گا۔ لیکن اب وہ شرم کے مارے اس دفعہ نارووال شکر گڑھ نہیں جا رہے کہ وہ لوگوں کو کیا منہ دکھائیں گے۔ میں تو کہتا ہوں کہ:

بولتے ہیں جھوٹ اور بنے ہیں وزیر اعلیٰ یہ خدا کی قدرت ہے
اگر عزت سے چلے جائیں تو یہ ان کی قسمت ہے

جناب سپیکر! دریا کے زد میں آنے والے بہت سے دیہات صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہیں۔ جن میں خاص کر ڈیرہ افغاناں، کوبیاں، گوجر طور، پرانے والا، پیڑے وال، عادہ اور سجن پور میں بیشتر گاؤں بے چراغ ہو چکے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ان لوگوں کے لیے آج تک گورنمنٹ نے کچھ نہیں کیا نہ تو ان کو متبادل زمینیں دیں اور نہ ہی ان کو رہنے کے لیے پلاٹ دیے۔ وہ آج بھی جنگلوں میں مویشیوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جناب والا، میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ شاید آپ کے دل میں میری کوئی بات اتر جائے اور آپ گورنمنٹ کے ان کارندوں کو وزیروں کو وزیر اعلیٰ کو بتا سکیں کہ آپ کے صوبے میں اور آپ کے علاقے میں کیا ہو رہا ہے۔ جناب والا، بہت سے دیہات تو صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو صفحہ ہستی سے مٹنے والے ہیں۔ اگر ان کے لیے کچھ نہ کیا گیا تو یقیناً وہ بھی دس بیس دنوں میں صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ میں آج ہاؤس میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ان میں دو دیہات تو ایسے ہیں کہ اگر ان کے لیے کچھ نہ کیا گیا تو صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے ان میں

ایک گاؤں کوٹ بچنا ہے اور دوسرا مد گول ہے - یہ وہ دیہات ہیں جو دریائے روای کے بالکل کنارے پر ہیں اور دریائے راوی دن بدن کٹاؤ کرتا ہوا ان کے نزدیک آ چکا ہے - جناب والا' آپ سے اور ارباب اقتدار سے میری گزارش ہے کہ ضلع نارووال کو اس بات کی سزا نہ دی جائے کہ وہاں پیپلز پارٹی کا ایک بھی ایم پی اے یا ایم این اے منتخب نہیں ہو سکا - اس لیے موجودہ حکومت ہم سے انتقام لے رہی ہے اسی لیے ہمیں دریا روای اور نالہ ڈیک کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے- ہمارے وہ لوگ جن کی زمینیں دریا برد ہو گئی ہیں جن کے مکان دریا برد ہو گئے آج وہ جگہ جگہ ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے-

جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اس لیے میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے یہ بتانے والا ہوں کہ ہمارے ساتھ جو ڈرامہ کھیلا گیا- جناب والا' اگر آپ یہاں پر توجہ نہیں دیتے تو گورنمنٹ یہاں پر بیٹھ کر وہاں توجہ کیسے دی گی - جناب والا' جس دن پندرہ ملکوں کے سفیروں نے وہاں کے علاقے کا دورہ کرنا تھا تو گورنمنٹ پنجاب بھی حرکت میں آ گئی - راتوں رات 62 ٹینٹ سڑک پر لگا دیے گئے لوگوں کو کھینچ کر اور گھسیٹ کر ان ٹینٹوں میں بٹھا دیا گیا - ان کے لیے سڑکوں پر دو تین دیگیں چاول بھی پکوا دی گئیں اور بڑی پھرتی سے غیر ملکی سفیروں کو دکھانے کے لیے کہ گورنمنٹ ان لوگوں کا بہت خیال رکھ رہی ہے - یقین جانیے کہ جب وہ سفیر چلے گئے اور انتظامیہ نے موقع دیکھا کہ سفیر چلے گئے ہیں تو وہاں دس منٹ کے بعد نہ تو کوئی دیگ تھی نہ کوئی ٹینٹ تھا اور نہ ہی وہاں پر ٹینٹوں کی کوئی بستی آباد تھی- پھر وہی لوگ تھے اور کھلا آسمان تھا اور دس منٹ کے لیے وہاں پر فری ڈسپنسری بھی لگ گئی- وہاں پر راشن کے کیمپ بھی لگ گئے- وہاں پر راشن پکنا بھی شروع ہو گیا - اور اس کے بعد پھر چراغوں میں روشنی نہ رہی- خدا حافظ -

جناب ڈپٹی سپیکر ، رانا محمد اقبال خان !

رانا محمد اقبال خان : بسم اللہ الرحمن الرحیم- جناب سپیکر ! اس میں شک نہیں کہ پنجاب میں اکثر مقامات پر دریاؤں کے سیلاب کی وجہ سے جانی و مالی نقصانات ہوئے ہیں- میرا حلقہ پی پی ۱۳۹ دریائے راوی کے کنارے دیہاتوں پر مشتمل ہے اور ان دیہاتوں کے تقریباً تمام رقبہ کو سیلاب نے تباہ کیا وہاں کے کاشت کاروں کی اب یہ حالت ہے کہ ان کے جو ٹیوب ویل تھے وہ تو سیلاب کی نذر ہو گئے لیکن اب خدشہ یہ ہے کہ انہیں ایک طرف تو سیلاب نے مارا اور دوسری طرف بجلی کے بل بھی اسی

حساب سے لیے جائیں گے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ کاشت کاروں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ میں ان دیہاتوں کے نام آپ کی وساطت سے یہاں لینا چاہتا ہوں اور کچھ ایسے دیہات بھی ہیں جو کہ بارش کی وجہ سے چاروں طرف سے پانی میں گھرے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر میرے حلقے کا ایک گاؤں بوئے آصل ہے۔ اس کی حالت بڑی عجیب قسم کی ہے یعنی اس کے چاروں طرف ابھی تک پانی کھڑا ہوا ہے ان کی فصلات بھی تباہ ہو چکی ہیں لوگوں کے مکانات بھی گر گئے ہیں اور ان لوگوں کو اس قدر پریشانی ہے جس کا اندازہ یہاں بیٹھ کر نہیں ہو سکتا لیکن میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ وہاں کی انتظامیہ کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے اور ان کاشت کاروں کو جن کے رقبے اور فصلات کو نقصان پہنچا ہے ان علاقوں کو آفت زدہ قرار دیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر! میرے حلقے کے یہ گاؤں جن کا میں نام لے رہا ہوں تتھے جاگیر، تتھے خالصہ، لکھن کے، بھنگور، گلہ سرانے، کاسونگل، میگہ، لمبے جاگیر، جھگیاں ارائیاں، جھگیاں مرائی، گوہڑ گلاب سنگھ، بجہ گلاں، تاوریاں، اتنی کے، گرو کے، اوجلہ، بنگی لالو، اپہ وغیرہ۔ بارش کی وجہ سے بھوئے آصل کو روہی نالہ نے گھیرا ہوا ہے اور لوگوں کی فصلات ختم ہو چکی ہے اور مکانات گر چکے ہیں۔ ان تمام گاؤں کا رقبہ زیر آب آ چکا ہے۔ ان کے ٹیوب ویل جو ہتھاڑ میں تھے ان میں پانی بھر چکا ہے ان کی موٹریں بھی خراب ہو چکی ہیں لیکن اس کے باوجود مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ کہیں محکمہ واپڈا ان بیچاروں کو بل ہی نہ ڈال دے۔ اس کے لیے بھی میری آپ سے گزارش ہے اور دوسرا ان علاقوں کو آفت زدہ قرار دے کر مالیہ اور دوسرے جو سرکاری واجبات ہیں اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ زرعی ترقیاتی بنک جن سے انہوں نے قرضے لیے ہوئے ہیں ان کی میعاد میں بھی مزید توسیع کرنی چاہیے تاکہ کاشت کار سکھ کا سانس لے سکیں۔

جناب سپیکر! انہی چند الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں اور ابھی ابھی پتا چلا ہے کہ ہمارے ضلع قصور کو ہندوستان کی طرف سے آنے والے پانی سے بھی خطرہ ہے۔ گنڈا سنگھ والا اور دوسرے علاقے اس وقت سیلاب کی زد میں ہیں ان کے لیے بھی اسی طرح کی مراعات کا اعلان فرما دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری غلام احمد خان!

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین میاں ریاض حشمت جنجوعہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری غلام احمد خان ، جناب سپیکر ! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے سیلاب کی صورت حال کے متعلق اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! جس حلقے سے میں منتخب ہوا ہوں وہ نالہ ڈیک کے دونوں کناروں پر واقع ہے۔ جس میں سیالکوٹ اور نارروال ضلع کا علاقہ بھی واقع ہے۔ ۱۹۵۳ء میں بھی نالہ ڈیک کے متعلق تجویز پیش ہوئی تھی اور اس وقت کے وزیر آب پاشی جو موجودہ صدر کے والد تھے اس علاقے میں گئے انہوں نے دیکھا کہ ڈیم بنانا قابل عمل نہیں ہے ۔ اس کے بعد واپڈا نے ایک سکیم شروع کی لیکن ایک سال بعد وہ بھی ختم کر دی گئی کیونکہ آپ غیر آب پاشی علاقے میں fall کرتے ہیں اس لیے واپڈا غیر آب پاشی علاقے میں کوئی سکیم لینے کے لیے تیار نہیں ہے ۔

رانا محمد اقبال خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم پنجاب کی بات کر رہے ہیں سیلاب کی بات کر رہے ہیں اور آپ دیکھ لیجیے کہ وزیر آب پاشی تو خیر سے موجود ہی نہیں ہیں اور باقی وزراء صاحبان میں سے بھی کوئی تشریف فرما ہی نہیں ہیں ۔ پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود نہیں ہیں ۔

جناب چیئرمین ، معزز رکن نے جس طرف نشاندہی کی ہے ' میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ نکتہ اعتراض جائز ہے لیکن انہوں نے صرف سرکاری بنچوں کی طرف اشارہ کر کے ان کی بے حسی پر اظہار افسوس کیا ہے' حالانکہ انہیں اس طرف بھی دیکھنا چاہیے کہ اپوزیشن بنچوں پر بھی اس وقت بہت کم اراکین تشریف فرما ہیں ۔ دونوں طرف کی بے حسی پر مجھے ذاتی طور پر بے حد افسوس ہے ۔

چودھری غلام احمد خان ، پھر جناب والا! ورلڈ بنک اور ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے چکر میں ایک سکیم آ گئی ۹۲-۱۹۹۱ء میں اس وقت کی حکومت نے پی اینڈ ڈی سے اس سکیم کا تخمینہ لگوایا جو ۲ ارب ۲۸ کروڑ اور کچھ لاکھ روپے پر مشتمل تھا۔ ابھی پچھلے دنوں وزیراعظم صاحبہ وانڈو میں گئیں انہوں نے ۲ ارب روپے کی گرانٹ کا بھی اعلان کیا جس کی تفصیلات تو وزیر موصوف کو معلوم ہوں گی یا جب اس پر عمل درآمد ہو گا تو اس کا پتا چلے گا ۔ اس ضمن میں میری یہ گزارش ہے کہ نالہ ڈیک سے جو تباہی ہوتی ہے وہ سیالکوٹ کے دریاؤں سے زیادہ ہوتی ہے لیکن نالوں کی زد سے جو زمین برد ہو جاتی ہے اس کو river action میں نہیں لیا جاتا اور نہ ہی اس کے لیے کوئی compensation دی جاتی ہے۔ ایک آدمی اگر بخار سے مر جاتا ہے اور دوسرا گولی سے مر جاتا ہے لواحقین کے لیے تو اس کی موت واقع ہوگئی اور مسائل اور مصائب پیدا ہو گئے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ریونیو ریکارڈ کو دیکھا جائے تو

جس دریا یا ندی نالے سے زیادہ زمین برد ہوتی ہے اس کی compensation بھی دریا بردی کے برابر ہونی چاہیے۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ جب کبھی سیلاب آتا ہے ہماری پالیسی اور منصوبہ بندی یہ ہوتی ہے کہ وقت گزارو۔ مثلاً اب سیلاب آئے ہیں جیسا کہ بابر خان صاحب نے اپنے حلقے کے متعلق نشاندہی کی ہے کہ فوری طور پر ٹینٹ بھی لگ گئے اور عارضی ڈسپنسری بھی بن گئی، ان باتوں سے لوگوں کو نہ تو کوئی مستقل ریلیف ملتا ہے اور نہ ہی ان کو اس سے کوئی سہولت پہنچتی ہے۔ اس لیے اس ضمن میں میری تجویز یہ ہے کہ feasibility report بھی بن گئی ہے، اسے ڈی پی بھی آ گیا ہے۔ اور ۶۵ کروڑ روپے کے فنڈز بھی مہیا ہو چکے ہیں۔ ڈیک میں کہتے ہیں کہ اس کے دو تین سائفن ہیں جن کی capacity کی remodelling ہو گی۔ وہ بات جائز ہے لیکن remodelling تو اس کے سپرد کر دی جائے جن کے وزیر یعنی آبپاشی کے وزیر باہر علاج کے لیے چلے گئے ہیں۔ تو remodelling اس محکمے کے سپرد کر دی جائے۔ لیکن جہاں تک اس کے بند بنانے اور اس کو گہرا کرنے کا تعلق ہے وہ خدارا آرمی انجینئرنگ کے سپرد کر دیں۔ کام بھی بہتر ہوگا اور لاگت بھی کم آئے گی۔ اگر کسی کو دقت ہو تو اس ضمن میں آرمی والوں سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ ان کے پاس مشینری بھی ہے مین پاور بھی ہے اور شاید ان میں اس کام کو کرنے کی صلاحیت بھی بہتر ہو۔ ابھی پچھلے سال کا ذکر ہوا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بدوملہی میں تشریف لے گئے تھے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ان کے جلسے کے لیے بھی ریلوے اسٹیشن کے سوا کوئی اور جگہ نہ تھی جہاں پر وہ کھڑے ہو کر اپنا اظہار خیال فرما سکتے۔ کیونکہ وزیر اعلیٰ اب اس پر حسب وعدہ کوئی پیش رفت کر نہیں سکے یا کروا نہیں سکے۔ اس سال انہوں نے غنیمت جانا کہ وہاں تشریف نہ لے جائیں۔ ابھی میں جو خدشہ محسوس کر رہا ہوں کہ جس کسی کا بھی کسی ایڈمنسٹریٹو ہیڈ سے تعلق ہے وہ اس جگہ کیمپ لگوا دیتے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ نالہ ڈیک کے جو پہلے دس بارہ میل ہیں جو دونوں اضلاع میں پھیلتے ہوئے آتے ہیں وہاں زمین کا ruin ہوتا ہے۔ وہاں زیادہ نقصان ہوتا ہے کیونکہ ڈیک مختلف حصوں میں spill over کرتی ہے اب اس کے کئی حصے الگ ہو چکے ہیں۔ جب پانی جنوب کی طرف چالیس میل تک بدوملہی اور دیگر علاقوں میں پہنچتا ہے جس میں واہنڈو بھی شامل ہے، کچھ نارنگ کا علاقہ بھی ہے کیونکہ وہاں نہریں قائم ہیں اور پانی رک جاتا ہے تو وہ ایک سمندر کی کیفیت نظر آتی ہے۔ اگر اس کا کوئی کام کرنا ہی ہے تو مستقل منصوبہ بندی کے تحت کیا جائے۔ اور بیک وقت شروع کیا جائے۔ کیونکہ اس میں خدشہ یہ ہے کہ اگر اوپر سے

کریں گے تو نیچے والے تباہ ہو جائیں گے۔ اگر نیچے سے کریں گے تو اوپر والے ہندوستان کے ساتھ مل جائیں گے۔ چونکہ یہ سیلاب کا معاملہ ہے حکمران جماعت یہ سمجھتی ہے کہ گھی کے ڈبے جن پر فوٹو لگا دیا ہے شاید ان سے لوگوں کا پیٹ بھر جائے گا۔ اور لوگوں کو ریلیف مل جائے گا۔ قطعاً یہ بات نہیں ہے۔ اس کو منصوبہ بندی اور مستقل خطوط پر جب تک حل کرنے کے لیے ٹھوس عملی اقدامات نہ کیے گئے تو قوم اور لوگ ہمیں معاف نہیں کریں گے۔ وقت آتے ہیں گزر جاتے ہیں، حکومتیں آتی ہیں گزر جاتی ہیں لیکن لوگ ان لوگوں کو یاد رکھتے ہیں جو کوئی پائیدار کام کرکے چلے جاتے ہیں۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ اگر مسلم لیگ والے سیلاب کی زد میں آئیں گے تو دوسرے بھی آئیں گے کیونکہ ہر علاقے میں آبادی مخلوط ہے۔ یہ نہیں ہے کہ وہ ۱۱۱ میں جائیں گے ۱۱۲ میں جائیں گے اور ۱۱۳ میں جائیں گے۔ جب سیلاب کی زد میں آئیں گے تو تمام لوگ ہی آئیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین (میاں ریاض حشمت جنجوعہ) : شکریہ چودھری صاحب۔ سید تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری : جناب والا! سیلاب پر اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے مجھے شاعرانہ زبان میں کہنا ہے کہ :

ہماری ملت کا قافلہ کس جگہ پہ اترا
کہ رحمتوں کی جگہ مسلسل عذاب اترے
زمین انصاف کو جو ترسی تو آگ برسی
گناہ ابھرے تو پانیوں کے عذاب اترے

جناب سپیکر! قدرت جب کسی قوم سے ناراض ہوتی ہے تو آسمان سے عذاب اترتے ہیں اور زمین سے سیلاب ابھرتے ہیں۔ پاکستانی قوم شاید اس وقت بد ترین عتاب قدرت میں مبتلا ہے۔ ایک طرف تاریخ کے سب سے بدعنوان اور نا اہل حکمران قوم پر مسلط اور دوسری طرف ارض و سماوی عذابوں نے قوم کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ مہنگائی کا سیلاب ' بے روزگاری کا سیلاب ' بدامنی کا سیلاب ' اور رشوت کا سیلاب کیا کم تھا کہ اب دریاؤں کے سیلاب نے پنجاب کی معیشت و معاشرت اور زراعت و صنعت کو تہہ و بالا کر دیا ہے۔ اور دریائی سیلاب پورے ملک کے لیے لیکن بالخصوص پنجاب کے لیے ایک مستقل عذاب بن گئے ہیں۔ اور شہر و دیہات کی ہولناک تباہی ایک مستقل فیچر کی صورت اختیار کر گئی۔ جناب والا! ہمارے ملک کی تاریخ میں قیام پاکستان کے بعد آنے والے سیلابوں سے اب تک ڈیڑھ سو

ارب روپے کا نقصان ہوچکا ہے۔ ان سیلابوں میں شدید ترین سیلاب سن ۱۹۵۵ء، ۱۹۵۹ء، ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۶ء، ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۲ء میں آئے ہیں جن میں ہزاروں قیمتی جانیں ضائع، لاکھوں کی فصلیں برباد، گھر تباہ اور اربوں کے مالی نقصانات ہوئے ہیں۔ موجودہ سیلاب ملکی کی تاریخ کا غالباً اکیسواں سیلاب ہے۔ جس کی تباہ کاریاں اگرچہ گزشتہ سالوں کی نسبت کم ہیں تاہم مؤثر اور معتبر اطلاعات کے مطابق اس وقت تک پنجاب کے اکتیس اضلاع سیلاب کی زد میں آئے۔ تقریباً ۲۸۸۲ دیہات متاثر ہوئے۔ ۲۱ لاکھ ایکڑ زمین زیر آب آئی ہے۔ ۱۴ لاکھ افراد مجموعی طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ ۸ لاکھ ایکڑ زمین پر فصلیں بری طرح سے تباہ ہوئی ہیں۔ ۲۲ ہزار کچے گھروں اور ۲۳ سو پکے گھروں کو نقصان پہنچا ہے۔ ساڑھے چار ہزار کے قریب کچے گھر اور ایک ہزار کے قریب پکے گھر منہدم ہوگئے ہیں۔ اور درجنوں بستیاں صفحہ ہستی سے مٹ گئی ہیں۔ اس سیلاب کے ابتدائی سروے کے مطابق اب تک ۵۷ افراد سیلاب کی نذر ہوچکے ہیں وہ جاں بحق ہوئے۔ جس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ نسبتاً کم ہونے کے باوجود اس سیلاب کے اثرات کتنے وسیع ہیں، صوبے بھر کے مالی نقصانات کا بھی تفصیلی اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ کروڑوں پر محیط ہے زمینی سیلاب کے ساتھ آسمانی سیلاب نے بھی اس مرتبہ پنجاب بھر کو متاثر کیا ہے۔ دریائی پانی نے زیادہ تر دیہات کا رخ کیا ہے۔ لیکن بارشوں کے پانی نے بہت سے شہروں کو ڈبوئے رکھا ہے۔ پورے صوبے میں سیوریج کا نظام ناکارہ اور ناکام نظر آتا ہے۔ جو کہ آسمان سے پانی برسا اور زمین سے گٹر ابلے جس سے پنجاب کے اکثر چھوٹے بڑے شہر اور ان کے بیشتر علاقے جوہڑوں، تالابوں اور جھیلوں میں تبدیل ہو گئے۔ خود دار الخلافہ لاہور میں بہت سے مقامات زیر آب رہے۔ بہاول پور شہر کا منظر ناقابل بیان تھا۔ اور شہریوں کی حالت نادیدنی اور ناگفتنی۔ میونسپل کارپوریشن بہاول پور دیوالیہ۔ وسائل ختم۔ سیوریج برباد۔ واٹر سپلائی مفلوج۔ سڑکیں کھنڈرات۔ اور شہری بے بسی اور بے بضاعتی کے ساتھ حکومت کی طرف دیکھتے رہے۔ لیکن کوئی ہیلی کاپٹر وہاں نہ پہنچا۔ جناب والا! بہاول پور کے اجڑے دیار کے لیے وٹو صاحب نے اپنے دورے میں چھبیس کروڑ روپے کے پیکج کا اعلان فرمایا تھا۔ تصنع، دکھاوے اور منافقت کی سیاست کے ڈراموں کو ختم کیا جانا چاہیے۔ جناب سپیکر! پچھلے دنوں نمائشی کارکردگی کے ڈھول کا پول اس وقت صاف طور پر نظر آیا جب گورنر خود متاثرہ علاقے میں گئے۔ صحافیوں کی ٹیمیں پہنچیں تو نہ شامیانے تھے، نہ سر چھپانے کی جگہ تھی، نہ کھانے کا انتظام تھا، نہ بے در، بے گھر لوگوں کی منتقلی کا کوئی اقدام۔ متاثرین نے گورنر سے رو رو کر فریاد کی کہ وزرائے کرام،

مشیران عظام، حکام بالا تشریف لاتے ہیں، تصویریں کھنچواتے ہیں اور وعدے کر کے پھر واپس نہیں آتے۔ جناب والا! آپ نے خود بھی دیکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ لاہور کے دورے پر نکلے تو بپھرے ہوئے شہریوں نے اپنے مسائل سے تنگ آ کر ان کے سامنے شکایتوں کے جو انبار لگائے اور افسران کی نااہلی کی جو شکایتیں بیان کیں تو وہ گھبرا کر اپنا دورہ مختصر کر کے واپس تشریف لے گئے۔ تاہم انھوں نے اعلان کیا کہ اس سلسلے میں جو افسران ذمہ دار پائے گئے ان کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ ابھی تک کسی ایک چڑیا کا ایک پر بھی نہیں کترا گیا۔ اور وہ اعلان اسی طرح سے طاق نسیاں کی زینت بنا ہوا ہے۔ کسی محکمے اور کسی افسر سے یہ باز پرس نہیں کی گئی کہ پچھلے سالوں میں جو حفاظتی پشتے اور بند کروڑوں روپوں کے خرچے سے مضبوط کیے گئے تھے وہ اچانک کیسے ٹوٹ گئے۔ کسی سے یہ نہیں پوچھا گیا کہ قبل از وقت سیلاب کے آنے کی اطلاع کیوں نہیں دی جا سکی۔ کسی سے یہ نہیں پوچھا گیا کہ لوگوں کو حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کے لیے پہلے سے کیوں تیار نہیں کیا گیا۔ پچھلی غلطیوں کو کیوں دہرایا گیا۔ اور سیلاب کی روک تھام کی پچھلی سفارشات پر اب تک عمل کیوں نہیں کیا گیا۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے اس اہم مسئلے پر خود آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب الوری صاحب! اختصار سے کام لیجیے۔ آپ کے بہت سے ساتھیوں نے ابھی خطاب کرنا ہے۔

سید تابش الوری: جناب والا! ہمارے دوست انفرادی مسئلے پر بات کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اجتماعی مسئلے پر آپ کی خصوصی التفات سے چند منٹ لوں گا جس میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔ پنجاب ڈوب چکا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے صرف ڈیڑھ کروڑ روپے کی گرانٹ کا اعلان فرمایا ہے اور وفاقی حکومت کی طرف سے یقین دہانیوں کے باوجود غالباً ابھی تک پنجاب کو ایک پیسے کی گرانٹ بھی نہیں دی گئی ہے۔ وفاقی حکومت ابھی پوچھ رہی ہے کہ آپ کو کیا چاہیے۔

تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود

جناب والا! وفاق نے ابھی سیلاب کے لیے امدادی فنڈ قائم کیا ہے۔ درآمدی اشیاء پر ایک فی صد سرچارج لگا دیا ہے۔

صراحی آئے گی، مے آئے گی، پھر جام آئے گا

ابھی فنڈز اکٹھے ہوں گے۔ پھر ان کی تقسیم کا فیصلہ ہو گا۔ اس وقت تک ڈوبنے والے ڈوب چکے ہوں

گے۔ ابھرنے والے ابھر چکے ہوں گے۔ گھروں میں جانے والے گھروں کو جا چکے ہوں گے۔ تو ان تمام طفل تسلیوں کا کسی کو فائدہ پہنچے گا؟ جناب والا! زندہ قومیں قومی مسائل قومی بنیاد پر حل کیا کرتی ہیں۔ چین میں دنیا کے بدترین سیلاب آتے تھے۔ لیکن چینی قوم نے اپنے ولولے اور عزم سے دریاؤں کو زنجیر کر دیا۔ اور بپھرے ہوئے دھاروں کے رخ بدل کر اپنے ویرانے آباد کر لیے۔ لیکن ایک ہم ہیں کہ اپنے گلستانوں کو ویرانے بنا رہے ہیں۔ اپنے شہروں کو برباد کر رہے ہیں۔

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنھیں تصویر بنا آتی ہے

جناب چیئرمین، شکریہ تابش صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آخری فقرہ کہہ رہا ہوں۔ میں صوبائی حکومت پر فرد جرم عائد کرتا ہوں کہ اس نے متاثرین کے لیے زبانی جمع خرچ کے سوا کچھ نہیں کیا۔ اور مؤثر اقدامات میں مکمل ناکام رہی ہے۔ اور وفاق کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرنے میں بھی ناکام ثابت ہوئی ہے۔ میں فرد جرم عائد کرتا ہوں کہ پنجاب کا بیشتر حصہ سیلاب میں ڈوبا ہوا ہے اور متعلقہ وزیر آب پاشی امریکہ جا چکے ہیں۔ اور جناب وزیر اعلیٰ امریکہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ غالباً وہ یہ پیغام عوام کو دے کر جا رہے ہیں کہ تم سیلاب کے خلاف ڈٹے رہو، ہم امریکہ جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، اسی خوب صورت جملے پر اپنی تقریر ختم کر دیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! یہ صورت حال ہماری قومی زندگی کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ اب حکومت کو مستقل بنیادوں پر ایک جامع حکمت عملی مرتب کر کے آئندہ سیلابوں کے انسداد کے لیے اقدامات کرنے ہوں گے۔ ایک ماسٹر پلان بنانا ہو گا اور اس عذاب کا مستقل انتظام کرنے کے لیے تمام ترجیحی بنیاد پر اپنے وسائل لگا کر شہر و دیہات کو محفوظ کرنا ہو گا۔ کیونکہ ہر سال اگر پنجاب کی معیشت و زراعت برباد ہوتی رہے تو پنجاب کی اجتماعی معیشت کبھی پنپ نہیں سکتی۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ مختصر المیعاد اور طویل المیعاد منصوبے بنا کر انسداد سیلاب کے لیے ہمہ گیر اقدامات کرے تا کہ اس صوبے کو ترقی و خوش حالی کی اس منزل پر پہنچایا جا سکے جو ہم سب کا خواب ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، جناب الوری صاحب! شکریہ۔ اب میں سید ظفر علی شاہ صاحب کو دعوت خطاب دیتا

ہوں۔

سید ظفر علی شاہ ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے پنجاب میں سیلاب کی تباہ کاریوں اور حزب اختلاف کی طرف سے یہ جو ریکوزیشن اجلاس ہے،جس میں سیلاب سر فہرست تھا، پر دعوت خطاب دی۔

جناب چیئرمین! 48 سال کے عرصے میں نو بڑے سیلاب آ چکے ہیں۔ ابھی جناب تابش الوری صاحب کچھ فگرز بتا رہے تھے۔ لیکن میں وہ فگرز آپ کی خدمت میں عرض کروں گا جو پاکستان کے بڑے پرانے بیورو کریٹس اور اس متعلقہ وفاقی وزارت کے سیکرٹری سلیمان فاروقی صاحب نے بتائے۔ 48 سال کے عرصے میں نو بڑے سیلاب آ چکے ہیں جس میں ۱۹۸۸ء، ۱۹۹۲ء اور ۱۹۹۵ء کے شدید ترین سیلاب ہیں۔ ان نو سیلابوں میں دوسو چالیس بلین، یہ فگر میں وہ بتا رہا ہوں جو کہ آج کی موجودہ وزارت کا وفاقی سیکرٹری بتا رہا ہے کہ پاکستان کا دو سو چالیس بلین کا نقصان ہوا ہے اور دوسو چالیس بلین کی یہ وہ مقدار ہے جو کہ تربیلا ڈیم کے پراجیکٹ کا بارہ گنا ہے۔ آج اگر یہ قوم روتی ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اس قوم کے مقدر میں یہ رونا دھونا ہی رہ گیا ہے۔ پھر ابھی یہ بات ہوئی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اور وفاق کی طرف سے کوئی مدد کے اعلانات نہیں ہوئے۔ اعلانات تو ہم نے پڑھے ہیں۔ ابھی کل پرسوں کی بات ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب صاحب کی ۹۰ کروڑ ۳۵ لاکھ روپیہ پنجاب کے ۳۱ اضلاع کے لیے announcement آپ نے پڑھی ہے۔ ابھی انھوں نے release کیا ہے اور وہ تقسیم کب ہو گا؟ کیسے ہو گا؟ اسی طرح ہو گا جس طرح Flood forecasting Centre کام کرتا ہے ۔ جس طرح Flood Relief کمشنر صاحب اور یہ متعلقہ محکمے جن کی coordination جو alarming ہے، جو قوم کو alarm کرتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سندھ طاس معاہدے کے بعد forecasting کی صورتحال پنجاب میں اور پاکستان میں اور ان دریاؤں کے بارے میں کیا ہے؟ forecasting کا سنٹر اور اس کا طریق کار سیلاب کے آنے کے بارے میں، forecast کرنے کے بارے میں اور عام لوگوں کو بتانے تک اگر ہر متعلقہ آدمی سے اور اس سنٹر سے جاکر پوچھا جائے تو وہ اپنی ذمہ داری shift کرتا جائے گا۔ اور وہ ایک ایسا mechanism بتائے گا جو بذات خود اس بات کی دلیل ہو گی کہ یہ forecast کرنے والے سنٹر سے جب اطلاع چلتی ہے تو وہ کس طرح ریلیف کمشنر کے پاس پہنچتی ہے۔ کمشنر صاحب کیسے ڈپٹی کمشنر صاحب تک پہنچاتے ہیں ۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کیسے اسسٹنٹ کمشنر صاحب تک پہنچاتے ہیں۔

اسسٹنٹ کمشنر صاحب کیسے اپنے اسسٹنٹ کو جاتے ہیں اور کس طرح بات چلتی چلتی پٹواری تک جاتی ہے اور پٹواری صاحب شراب کے نشے میں بدمست اپنے حلقے میں سوئے ہوتے ہیں اور تب تک سیلاب تباہ کاریاں کرتا ہوا چلا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک آسمانی آفت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا ایک عذاب ہے۔ مگر آسمانی آفتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے عذاب کو روکنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ساتھ ذہن بھی دیے ہیں۔ منصوبہ بندی بھی دی ہے اور آج کے انسان نے تو دریاؤں کو کوزوں میں بند کر لیا ہے۔ اگر آج بھی اس ترقی یافتہ دور میں ہم ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ forecast کیسے کریں گے۔ متعلقہ لوگوں کو کیسے بتائیں گے تو شاید ہم ہر سال اور یہ غریب لوگ اس کا سامنا کرتے رہیں گے۔ بے شمار وجوہات ہیں۔ آسمانی آفت تو ہے ہی لیکن سیلاب جن کا تعلق پہاڑوں سے اور درختوں سے بھی ہے۔ پنجاب کے بہت سارے دریا جن کا origin وہ hills ہیں اور وہاں پر آج کے ٹمبر مافیا نے ان کی صورت حال کیا کر دی ہے۔ اس پر رپورٹیں پڑھنے والی ہیں یا وہ پہاڑ اور ملک کے خوبصورت ترین علاقے دیکھنے والے ہیں اور وہ قیمتی درخت کہ جن کو آج بااثر ٹمبر مافیا لوٹ کر کھا گیا ہے اور پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ چونکہ یہ پہلی بار ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس دو سال کے عرصہ میں جب سے میں ممبر ہوا ہوں requisitioned اجلاس آخری dead-date پر بلایا جاتا تھا۔ چودھویں دن پر، تیرھویں دن پر۔ یہ ہماری requisition کے بعد دو دن کے اندر اجلاس بلا لیا گیا۔ چونکہ یہ خبر تھی کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب امریکہ تشریف لے جا رہے ہیں تو میں یہ سمجھ رہا تھا کہ شاید یہ چیف منسٹر صاحب نے فوری طور پر ۲۰ تاریخ کو اس لیے اجلاس بلا لیا کہ وہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کو اس معزز ایوان کو، اس معزز ایوان کی وساطت سے صوبہ پنجاب کے لوگوں کو یہ بتائیں گے کہ پنجاب کے پانچ دریاؤں نے پنجاب میں آنے والے سیلاب نے کتنی تباہ کاریاں کی ہیں۔ کیونکہ facts and figures جتنے ان کے پاس ہیں شاید حزب اختلاف کے پاس نہیں ہیں۔ مگر میں یہ توقع کر رہا تھا کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب آج کے دن یا شاید کل کے دن آ کر ہمیں اس پر بتائیں گے اور ہمارے رونے دھونے میں شامل ہوں گے، relief measures سے ادا کریں گے کہ انھوں نے صوبہ پنجاب کے لوگوں کے لیے، میں دریائے سندھ کی یا صوبہ سندھ کے علاقے میں تباہ کاریوں کی بات نہیں کر رہا، سرحد کی بات نہیں کر رہا۔ میں اپنے صوبہ پنجاب کی بات کر رہا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کیے ہیں۔ وہ کیا طریق کار ہے؟ لیکن افسوس کہ پتا یہ چلا کہ اجلاس اس لیے بلایا جا

رہا ہے کہ انھوں نے جلدی میں جانا تھا اس لیے وہ صرف اپنی موجودگی صوبے میں رکھنی چاہتے تھے۔ کاش کہ ان کی موجودگی اس اسمبلی میں ہوتی اور اسمبلی کی وساطت سے وہ ہمیں یہ بات بتاتے کہ ان کی حکومت نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کیے ہیں ۔اور وزیر بھی جیسا کہ یہ خبر ہے کہ وہ بھی بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے ۔ لیکن یہ ذمہ دار لوگ ہیں۔ ہمارے پاس اور کوئی فورم نہیں ہے کہ ہم ان سے یہ پوچھیں۔ صرف ایک یہ فورم رہ گیا ہے مگر افسوس کہ وہ اپنے اقتدار کے نشے میں' اپنے جھنڈے کے نشے میں لگے ہوئے ہیں۔ انھیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ انھوں نے اس صوبے میں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں وقت دیا۔ ہمارے جو مرکزی وزیر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بین الاقوامی امداد ملنی چاہیے۔ اب بین الاقوامی امداد لینا بھی مرکزی حکومت کا کام ہے کہ انھوں نے امداد کہاں سے لینی ہے اور کیسے لینی ہے اور جو ماحولیاتی امداد آتی ہے' ابھی یہاں پر راجہ صاحب فرما رہے تھے' ہم یہاں پر مطالبہ کرتے ہیں' اس کی execution کیا ہوتی ہے اور کیا نہیں ہوتی؛ اور کچھ نہیں تو وہ باہر کی امداد آتی رہے گی اور جناب مصطفےٰ کھر صاحب لیں گے تو یہاں پر پہنچے گی اور تقسیم ہو گی۔ لیکن ایک بات آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ جہاں پر یہ سیلاب بہت سارے لوگوں کے لیے ایک مصیبت بن کر آتا ہے' وہاں پر بہت سارے محکموں کے لیے یہ ایک عید بن کر بھی آتا ہے۔ آج تک اربوں' کروڑوں روپے تقسیم کیے جاتے ہیں اور تقسیم بھی پتا نہیں کب؛ ابھی تابش صاحب فرما رہے تھے کہ وہ کب تقسیم ہوں گے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ کہتے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ نے 90 کروڑ 35 لاکھ روپیہ دیا ہے۔ ابھی ریلیز ہوا ہے۔ اس کی تقسیم کیسے ہو گی؛ کہاں کہاں وہ کھایا جائے گا؟ کیسے کیسے embezzle ہو گا اور جس کو آج ضرورت ہے یا سیلاب کے وقت آٹے ' کپڑے یا ادویات کی ضرورت تھی تو اس کو اگر دو تین مہینے کے بعد تحصیلدار کے ذریعے سے جب اسے دس' پچاس یا بیس روپے ملیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ریلیف نہیں ہے۔میں آپ کا شکر گزار ہوں کیونکہ آپ نے دوسری مرتبہ گھنٹی بجا دی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین (میاں ریاض حشمت جنجوعہ) : شکریہ جناب شاہ صاحب! اب میں جناب میاں معراج دین صاحب کو زحمت خطاب دیتا ہوں۔

میاں معراج دین ، شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھ سے پیشتر میرے مقرر دوستوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے سیلاب کی تباہ کاریوں کے متعلق فرمایا۔ میں بالخصوص لاہور کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ یہ

جو حالیہ بارشیں ہوئی ہیں ان میں لاہور کا جو محکمہ ایل۔ ڈی۔ اے 'واسا یا لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے انھوں نے اتنی بے حسی کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایڈمنسٹریشن نے یہ خود کروایا ہے تاکہ لاہور والوں کو یہ احساس ہو کہ انھوں نے میاں محمد نواز شریف کے نامزد امیدواروں کو اکثریت سے کامیاب کیا ہے۔ میں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ شاہدرہ کا علاقہ دیکھ لیں۔ شاد باد کا علاقہ دیکھ لیں اور بالخصوص شمالی لاہور سارا دیکھ لیں۔ بارشوں کے پانی کا نکاس آج تک نہیں رکا تھا لیکن آج بھی میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں اور ثبوت پیش کرتا ہوں کہ کوئی صاحب میرے ساتھ چلیں اور جا کر دیکھیں کہ شمالی لاہور اب بھی ڈوبا ہوا ہے۔ اس لیے کہ جو ڈسپوزل پمپ تھے ان کو چلایا ہی نہیں جا رہا۔ یہاں تک کہ بعض سڑکوں کے اوپر ترقیاتی کاموں کے منصوبے کے لیے روڑے کے ٹرک unload کیے ہوئے ہیں اور بالخصوص گلیوں کے سامنے تاکہ لوگ نہ جا سکیں اور نہ آ سکیں۔ میں نے اس سلسلے میں بارہا متعلقہ افسروں کو ٹیلیفون کیا اور افسران مجھے یہی کہتے رہے کہ جی ہم انتظام کر رہے ہیں لیکن انتظام یہ ہوا کہ آج تک ادھر کسی کو جانے کی جرأت ہی نہیں ہوئی' حوصلہ ہی نہیں ہوا۔ اس لیے کہ وہاں کے لوگ بہت پریشان ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے شمالی لاہور کی طرف جانے کے لیے ایک دورہ رکھا۔ تو ہماری خوش قسمتی کہ وہ ایک دن ادھر تشریف لے گئے لیکن وہاں کے لوگوں نے اس قدر احتجاج کیا کہ ان کا دورہ تھا اور انھوں نے شمالی لاہور کا دورہ کرنا تھا لیکن وہ دورہ نہیں کر سکے۔ ایک ہی جگہ پر جا کر وہاں سے واپس چلے گئے۔ اس لیے کہ وہ لوگوں کو face نہیں کر سکے۔ وہاں جو نعرے لگے ان نعروں کا میں تو جواب نہیں دیتا شاید اخبارات میں آ گیا ہو گا۔ لیکن لوگوں نے احتجاج کر کے بتایا کہ آپ لوگ وعدے کرتے ہیں لیکن کام نہیں کرتے۔ اسی طرح اگر وہاں کوئی موت واقعہ ہو جائے یا اگر کسی مریض کو ہسپتال جانا پڑ جائے تو میں یہ بات وثوق سے 'دعوے سے اور باخدا کہتا ہوں کہ لوگ اتنے پریشان ہیں کہ وہ ہسپتالوں میں نہیں جا سکتے کہ لوگوں کے گھروں کے سامنے پانی اس قدر کھڑا ہے۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ خدارا لاہور والوں کو یہ سزا نہ دیں لیکن لاہور والے انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان مسلم لیگ کا ساتھ دیں گے۔ لاہور پاکستان مسلم لیگ کا قلعہ ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں کہ ایک اور مثال دوں۔ جیسے تابش الوری صاحب نے کہا ہے کہ پنجاب کے لیے ڈیڑھ کروڑ روپے کا اعلان کیا ہے۔ تو ان کو یہ یاد نہیں آیا کہ ڈیڑھ کروڑ صرف

پنجاب کے لیے اعلان کیا ہے جب ان کے بیٹے کی شادی تھی تو پونے تین کروڑ انھوں نے اپنی کوٹھی کی renovation پر خرچ کیا تھا۔ یعنی پنجاب کا معاملہ ہو تو ڈیڑھ کروڑ اور ان کی اپنی کوٹھی کی renovation کے لیے پونے تین کروڑ۔ تو یہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر بے نیازی ہے۔ یہ لوگ بے تاج بادشاہ ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ لاہور کی عوام کے لیے جو سیوریج چارج ہے اس کا بل وصول کیا جاتا ہے۔ حالانکہ بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں کہ سیوریج ہے ہی نہیں۔ بچھایا ہی نہیں لیکن سیوریج کا چارج کر رہے ہیں۔ تو یہ لاہور والوں کے ساتھ کس قدر زیادتی ہے۔ اس میں جانی پورہ سکیم لے لیں۔ کوٹ خواجہ سعید کا علاقہ لے لیں۔ گھوڑے شاہ روڈ لے لیں۔ اس طرف اکثر جگہوں پر سیوریج نہیں بچھایا ہوا لیکن پانی کے بلوں کے ساتھ سیوریج چارج کیا جاتا ہے۔ ایک اور عرض کروں کہ میرا خیال تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب آج اس سیلاب کے متعلق ضرور کچھ فرمائیں گے۔ بہرحال کل انشاء اللہ تعالیٰ ان سے ملاقات ہو گی۔ ہمارے توجہ دلاؤ نوٹس کا معاملہ ہے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ان سے ملاقات ہو گی۔ ان سے سوال کریں گے۔ گو سپیکر صاحب نے سیلاب کے متعلق سوال کرنے کی اجازت نہیں دینی۔ لیکن ہم کوشش کریں گے کہ ان سے یہ وضاحت چاہیں کہ لاہور والوں کو یہ سزا کیوں دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں کہ بادشاہ سلامت جب ادھر تشریف لے جاتے ہیں تو وہ شمالی لاہور کے لیے اعلان کرتے ہیں۔ ایک انھوں نے 33 کروڑ روپے کا اعلان کیا اور پتا نہیں کہ وہ 33 کروڑ روپیہ کہاں خرچ ہوا ہے؟ کن لوگوں کو ٹھیکہ دیا ہے؟ بعض ایسی سڑکیں ہیں جو کہ پہلے بنی ہوئی ہیں لیکن ان کے اوپر پھر نئے سرے سے روڑی بچھا کر اونچا کیا جاتا ہے اور لاہور کے عوام ذوب رہے ہیں اور یہ اسپنے ٹینڈر لگا کر اپنی رقم کو اس طرح پورا کر رہے ہیں۔ اب جو ادھر گئے ہیں اور انھوں نے 23 کروڑ روپے کا اعلان کیا ہے تو پتا نہیں وہ 23 کروڑ پہلا 33 کروڑ ہے یا 23 کروڑ کو اب 33 کروڑ کر دیا گیا ہے۔ اس کے متعلق بھی میں یہ عرض کروں گا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! آخر میں، میں آپ کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ لاہور میں آپ مال روڈ دیکھ لیں۔ کوئی سڑک دیکھ لیں۔ بارشوں کے دنوں میں اخبارات میں تصویریں بھی چھپی ہیں کہ لاہور میں پانی کے نکاس کا بہت ناقص انتظام ہے۔ تو خدارا لاہور کو بالکل کھنڈر نہ بنائیں۔ لاہور ایک وہ لاہور ہے۔ جو

یہ کہتے ہیں کہ جس نے لاہور نہیں دیکھا اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ تو اب لاہور والے اتنے پریشان ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اور موجودہ حکومت کو دعا دے رہے ہیں۔ خدا حافظ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں خواجہ صاحب۔ جی خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر! آپ نے جو لسٹ پڑھ کر سنائی تھی میرا خیال ہے کہ اس میں میرا گیارھواں نمبر ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید اس کے لیے وقت نہ بچے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ میں وقت بڑھاؤں گا۔ آپ سے تقریر کروائیں گے۔

خواجہ ریاض محمود ، مجھے تو نیند آ رہی ہے۔ اس لیے مجھے پہلے نمبر دے دیا جائے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' چودھری تنویر خان! ---- موجود نہیں ہیں۔ آگے ہیں بادشاہ میر خان آفریدی!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ ہر سال جب موسم برسات شروع ہوتا ہے تو پورے پنجاب اور پنجاب سے لے کر سندھ تک وہ علاقے جو دریاؤں کے کنارے آباد ہیں ایک اندیشے کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان غریب لوگوں کا مال و متاع جو کسمپرسی کی حالت میں انھوں نے جمع کیا ہوتا ہے حکومت کی نااہلی اور غفلت کی نذر ہو جاتا ہے۔ اس سال بھی محکمہ موسمیات نے وقت سے پہلے باخبر کر دیا تھا کہ اس سال بارشیں معمول سے زیادہ ہوں گی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ممکنہ بارشوں کی شدت کے پیش نظر حفاظتی تدابیر اختیار کی جاتیں لیکن بدقسمتی کے ساتھ حکومت پنجاب اور مرکزی حکومت کے وہ تمام محکمے جن کے ذمے لوگوں کی ریلیف کا کام تھا عین سیلاب کے وقت تک وہ غفلت کی نیند سوئے رہے اور ہمیں شکریہ ادا کرنا چاہیے پاک فوج کا کہ جنھوں نے سیلابی علاقوں میں بروقت کارروائی کر کے ایک بھاری جانی و مالی نقصان سے لوگوں کو محفوظ کیا۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے فاضل مقرر جناب بابر خان صاحب اپنی تقریر میں فرما رہے تھے کہ شکر گڑھ میں ایک بستی افغاناں تھی جو پوری کی پوری دریا برد ہو گئی۔

جناب والا! چونکہ میرا تعلق راولپنڈی سے ہے اور راولپنڈی شہر میں کوئی بڑا دریا تو نہیں لیکن

ایک چھوٹا سا نالہ ' نالہ لئی گزرتا ہے جس میں اسلام آباد کی وادی کا تمام پانی گزرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب 9-00 بجنے والے ہیں۔ میں وقت کو 10-00 بجے تک کے لیے بڑھاتا ہوں۔

سید تابش الوری ، جناب والا! اب تو مقرر بھی بہت کم ہیں' لہذا آپ تھوڑا وقت بڑھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ وزیر قانون صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔ اس لیے میں نے وقت دس بجے تک بڑھایا ہے۔ اگر پہلے ختم ہو جائے تو کوئی قدغن تو نہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب سپیکر! اس بدقسمت شہر میں جو نالہ لئی بہتا ہے اس کی پورے شہر میں ایک مرکزی حیثیت ہے اور وہ تقریباً راولپنڈی کے تمام علاقوں کو کاٹتا ہوا دریائے سواں میں جا گرتا ہے۔ ہر سال لاکھوں کروڑوں کا نقصان ہوتا ہے انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے اور ہر سال حکومت کے خوش آئند نعرے ہوتے ہیں اور ہر سال وی۔ وی۔ آئی۔ پی شخصیات وہاں آ کر مگرمچھ کے آنسو بہاتی ہیں لیکن حقیقت میں اس مسئلے کا آج تک کوئی حل نہیں سوچا گیا ۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے راولپنڈی شہر کے میئر نے سیلاب سے بچاؤ کی ایک ترکیب اس وقت دریافت کی تھی اور جناب والا پورا عالم گواہ ہے کہ اس ترکیب پر عمل کر کے اس وقت کے سستے زمانے میں تقریباً ساٹھ ستر لاکھ روپیہ خورد برد کر لیا۔ آج جب پورے ملک میں واویلا ہے کہ عوامی حکومت آ گئی ہے آج جبکہ گھی کے ڈبوں پر بھی پرائم منسٹر کی تصویریں چھپ رہی ہیں آج جبکہ ایک نام نہاد ترقی کا واویلا کیا جا رہا ہے۔ اس دور میں راولپنڈی شہر کے ساتھ جو ظلم ہوا میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کو اس سے لازمی آگاہ کیا جائے۔

جناب والا نالہ لئی کو سیلاب سے بچانے کے لیے ایک پراجیکٹ کا آغاز کیا گیا جس کے لیے تین کروڑ اور تیس لاکھ مختص کئے گئے ۔ نو کلو میٹر لمبے نالہ لئی کے لئے تین کروڑ تیس لاکھ روپے مختص کیے گئے کہ اس رقم سے نالہ لئی کو گہرا کیا جائے گا ۔ اور گہرا کرنے کے بعد شاید سیلابی پانی کی سطح کو کم کیا جا سکے۔ ہم نے اخبارات کے ذریعے بر وقت حکومت کو آگاہ کیا۔ پریس کانفرنس کی اور لوگوں کو آگاہ کیا کہ آپ جس سکیم پر عمل کر رہے ہیں اس سکیم سے آپ سیلاب کو روکنے کا کوئی بندوبست تو نہیں کر سکتے لیکن اگر آپ نے اس سکیم پر عمل کیا تو ان لوگوں کے ہزاروں مکانات جو نالہ لئی پر آباد ہیں ان کو دریابرد ہونے کا خطرہ ہے۔ آپ اس سکیم پر عمل مت کیجیے لیکن انہوں نے تہیہ کیا ہوا تھا کہ یہ تین کروڑ اور تیس لاکھ روپیہ ان جیالوں نے آپس میں بانٹنے ہیں۔ یہ وزیر اعظم

کے پیکیج کا وہ حصہ تھا جس میں وزیر اعظم نے دعوٰی کیا تھا کہ میں چھ ارب کی لاگت سے راولپنڈی کے تمام مسائل کو حل کر دوں گی۔ تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ میونسپل کارپوریشن راولپنڈی کو دیا گیا۔ جناب والا! یہ میری بات نہیں یہ اس اسمبلی کی بات نہیں آپ راولپنڈی شہر کے بچے بچے سے پوچھیں کہ اس وقت آپ کی حکومت نے جو ایڈمنسٹریٹر وہاں لگا رکھا ہے وہ انتہائی بدعنوان اور کرپٹ ایڈمنسٹریٹر ہے جو پانچ پیسے کی رشوت بھی نہیں چھوڑتا۔ ہم نے ان سے کہا کہ آپ کے منصوبہ سازوں نے عوام کے ٹیکسوں کی کمائی کو لئی برد کرنے کا منصوبہ بنا لیا ہے یہ منصوبہ ناقابل عمل ہے۔ ایم۔ای۔ایس یعنی آرمی کے انجینئرز نے اپنی رپورٹ دی کہ یہ جو نیسپاک نے آپ کو منصوبہ بنا کر دیا ہے یہ feasible نہیں ہے اس سے آپ کو نقصان ہو گا اور راولپنڈی کے وہ تمام پل جو نالہ لئی پر واقع ہیں اس منصوبے کے تکمیل پانے سے ان تمام پلوں کی بنیادیں کمزور ہو جائیں گی لہذا اس منصوبے پر عملدر آمد ناممکن ہے اور اس پر عمل نہ کیا جائے لیکن جناب والا عین ان دنوں کہ جب مون سون کا موسم شروع ہونے والا تھا ۱۵ یا ۱۴ جون کو اس پراجیکٹ پر کام شروع کر دیا گیا اور جناب والا عالم گواہ ہے پورا راولپنڈی شہر گواہ ہے میں اس بات کی شہادت نہیں دیتا آپ کسی بھی پیپلز پارٹی کے ورکر سے پوچھ لیں آپ کسی مسلم لیگ (ج) کے ورکر سے پوچھ لیں کہ سب لوگوں نے وہ تماشہ دیکھا جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک بلڈوزر کو نالہ لئی کے بیڈ پر اتارا گیا اور چار پانچ جمپر سائڈ پر کھڑے کر دیئے گئے ۔ بلڈوزر نے کام کیا مٹی چھیل کر وہاں ہی کنارے پر ڈھیر کر دی اور اسے کنارے پر ڈھیر کرنے کے بعد بلڈوزر چلا گیا اور وہاں پر ایک بھی جمپر استعمال نہیں ہوا اور جب بورڈ پڑھا تو اس پر لکھا ہوا تھا کہ وزیر اعظم کے ترقیاتی پیکیج کے تین کروڑ اورتیس لاکھ روپے کا پہلا حصہ ۔ اس منصوبے کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا۔اصل منصوبہ یہ تھا کہ نالہ لئی کو گہرا کیا جائے تاکہ گہرا ہونے سے اس کے آس پاس آبادیاں اس کی تباہ کاریوں سے بچ سکیں لیکن حقیقت میں ہوا کیا کہ پلوں کے پاس وہ مصروف جگہیں جہاں سے لوگ ان بلڈوزروں کو کام کرتا دیکھ سکیں وہاں پر تو پلوں کے اردگرد کام شروع کیا گیا اور وہاں جو آبادیاں تھیں ان کے مکانوں کی بنیادوں کو ننگا کر دیا گیا اور پلوں کی بنیادوں کو ننگا کر دیا گیا۔ سات پوائنٹس پر کام ہوا نو کلو میٹر لمبی لئی پر صرف آدھا کلو میٹر کھدائی کی گئی اور ظاہر یہ کیا گیا کہ جناب کام مکمل ہو گیا کمشنر راولپنڈی جو حکومت پنجاب کا تابع ہے جو حکومت پنجاب کے تحت کام کرتا ہے اس نے اپنے بیان میں کہا اور

جناب والا! یہ اخباری بیانات ہیں اس کا آج بھی ریکارڈ موجود ہے کہ لئی کا ستر فیصد کام مکمل ہو گیا ۔ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ نے کہا کہ لئی کا اسی فیصد کام مکمل ہو گیا پیپلز پارٹی کی مقامی قیادت نے کہا کہ لئی کا ۷۵ فیصد کام مکمل ہو گیا۔میں آج بھی کہتا ہوں کہ کام مکمل ہو گیا لیکن ان لوگوں کا کام مکمل ہو گیا جو لوٹ مار کرنا چاہتے تھے اور نالہ لئی پر رہنے والوں کا جو اصل مسئلہ تھا وہ آج بھی حل طلب ہے اور راولپنڈی میں پہلی ہی شدید بارش سے ان کے ڈھول کا پول کھل گیا پانی پہلے سے بھی زیادہ آیا جناب والا! تین پلوں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں جو کسی وقت بھی گر سکتے ہیں اور ہزاروں اور لاکھوں مکانات جو نالہ لئی کے کنارے پر آباد ہیں ان کی بنیادیں یا تو ننگی ہو چکی ہیں یا وہ گر چکے ہیں یا پھر وہ گرنے کے منتظر ہیں۔ یہ وزیر اعظم کے عوامی پراجیکٹ کا پہلا حصہ تھا جو لئی میں بہہ کر دریائے سواں میں چلا گیا اور سواں سے دریائے سندھ میں چلا گیا جہاں کی مٹی تھی وہاں پر لگ گئی۔

جناب والا! اگر آپ صحیح معنوں میں کام چاہتے ہیں۔ اگر آپ سیلاب سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے آپ کو طویل المدت منصوبہ بندی کرنی ہو گی جیسا کہ شاہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ آپ اس ٹمبر مافیا کے خلاف جدو جہد کیجیے' جو ٹمبر مافیا آپ کے پہاڑوں کو ننگا کر رہا ہے اور پہاڑوں کی خوبصورتی کو ختم کر رہا ہے وہاں سے درختوں کو ختم کر رہا ہے جب تک آپ اس ٹمبر مافیا کے خلاف کام شروع نہیں کرتے اور جب تک آپ ٹھوس منصوبہ بندی نہیں کرتے اس وقت تک آپ سیلاب کی روک تھام نہیں کر سکتے۔

جناب والا! نالہ لئی ہر سال تباہیاں مچاتا ہے اور آپ کی حکومت کی کار کردگی دیکھیے کہ راولپنڈی شہر میں کوئی بھی ریلیف کیمپ نہیں لگایا گیا۔ راولپنڈی کے غیور شہریوں کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ان کو اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا کہ موسم کی سختی کو یہ برداشت کریں لیکن ان کے لیے کوئی ریلیف نہیں ہو گا۔ کیا راولپنڈی شہر کے شہری اس پنجاب کے باسی نہیں؟ کیا وہ پاکستان کے غیرت مند شہری نہیں؟ لیکن ان سے انتقام لیا جا رہا ہے۔یہاں کہا جا رہا ہے کہ لاہور سے پانی اس لیے نہیں نکالا گیا کہ لاہور والوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیا تھا۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ راولپنڈی کے شہریوں کی نہ صرف یہ کہ مدد ہی نہیں کی گئی بلکہ ان کے مکانوں کی بنیادوں کو ننگا کر دیا گیا تاکہ ان کو نواز شریف کو ووٹ دینے کی سزا دی جا سکے۔

حضور والا! ہم تمام لوگ خواہ ان کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے خواہ مسلم لیگ سے ہے خواہ

ج - ن - د - گ جو بھی آپ کہہ لیں سب اپنی اپنی جگہ پر ایک حقیقت ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم تمام اس وطن عزیز کے شہری ہیں اور اس وطن عزیز پر ہم تمام کا اتنا ہی حق ہے جتنا اس طرف بیٹھنے والوں کا حق ہے۔ اس طرف والے اگر کوئی بات نہیں تو آپ بھی کہہ دیتے ہیں کہ سویرے چیمبر میں آ جانا آپ سے بات کرلیں اور ہم یہاں سے بات شروع کریں تو ہماری بات کو آدھے راستے میں اچک لیتے ہیں آپ ہمیں بات کرنے کا بھی حق نہیں دیتے۔ بات نہ کرنے دیں لیکن آپ کو ہمیں جینے کا حق دینا پڑے گا اس لیے کہ ہم اس پاکستان کے ٹیکس گزار شہری ہیں راولپنڈی کے شہریوں کو آپ انتقام کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتے۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ جتنے مرضی پیکیج لے آئیں۔ یہ جو مرضی کریں۔ جب تک اس میں عوامی نمائندوں کی رائے شامل نہ ہو گی یہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا سکتے۔ ہم عوام میں رہنے والے لوگ ہیں وہ ہمارے ووٹر ہیں ہم ان کے منتخب نمائندے ہیں لیکن آپ یقین کیجیے کروڑوں روپے عیاشیوں میں اڑائے جا رہے ہیں کروڑوں روپے کے ٹھیکے دیے جا رہے ہیں۔ اگر نالہ لئی کے منصوبے کو execute کرنا تھا تو یہ ٹھیکہ کسی نیشنل فرم کو دیا جاتا۔ یہ ٹھیکہ کسی ایسی فرم کو دیا جاتا جس کی ملکی سطح پر اچھی شہرت ہوتی۔ لیکن اس کو سات ٹکڑوں میں بانٹ کر چالیس لاکھ سے لیکر ۴۵ لاکھ روپے کے حصوں میں تقسیم کیا گیا تاکہ اس سے چھوٹے چھوٹے ٹھیکیداروں کو oblige کیا جا سکے اور اس کے تین پورشن راولپنڈی کے ایک بدنام زمانہ نے ٹھیکہ پر لیے اور میں اس ہاؤس میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر یہ موقع پر تیس لاکھ روپے کا کام ثابت کر دیں کہ اس پیکیج میں سے تیس لاکھ روپے کا بھی کام ہوا ہے تو میں اس اسمبلی کی سیٹ چھوڑنے کو تیار ہوں کیونکہ ویسے بھی اب یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں رہا زبان ہماری بند کی جا رہی ہے ہمارے حقوق سلب کیے جا رہے ہیں ہمیں تو پاکستان کا شہری ہونے کا حق بھی نہیں دیا جا رہا۔ حضور میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قوم کے ساتھ بچوں والا مذاق مت کیجیے اگر حکومت نے اپنے کارکنوں کی جیبیں بھرنی ہیں تو بہت سے اور بھی ذرائع ہیں لیکن سیلاب کے نام پر عوام کو لوٹنے کی کوشش مت کریں آپ غریب عوام کا مذاق مت اڑائیں آج اگر گھی دیا جا رہا ہے تو ان ڈبوں پر پرائم منسٹر کی تصویر لگا کر دیا جا رہا ہے کل کو یہ سگریٹ کی ڈبیوں پر بھی پرائم منسٹر کی تصویر لگا دیں گے۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ سینماؤں کے بورڈز لگے ہیں۔ ان پر بھی شرط عائد کر دیں کہ اس وقت تک بورڈ نہیں لگنے دیا جائے گا جب تک ان پر پرائم منسٹر کی تصویر نہ ہو گی۔ کیونکہ وہ اس ملک کی وزیر اعظم ہیں۔

کرنا ہے عملی طور پر کام کیجیے تاکہ لوگوں کو فلاح کا راستہ مل سکے۔ میں آج یہاں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ لوگ کسی کے بھی نہیں ہوتے۔ یہ اسی کے ہوتے ہیں جو ان کی فلاح کے کام کرتا ہے۔ ہم نے اپنے دور حکومت میں لوگوں کی فلاح کے لیے کام کیا تھا۔ آج وہ لوگ ہمیں اپنے ووٹوں سے نواز رہے ہیں۔ آپ کے لیے مشورہ ہے کہ آپ بھی اپنی پالیسیاں صحیح بنائیں، لوگوں کی فلاح کے لیے کام کریں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر آپ سچے دل سے لوگوں کی خدمت کریں گے تو یہ لوگ آپ کے ہو جائیں گے کیونکہ لوگوں کو اپنے مسائل کا حل چاہیے' انہیں سیلاب سے بچاؤ چاہیے۔ خدا ہمارا حامی و ناصر ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ جناب عبیداللہ شیخ!

جناب عبیداللہ شیخ : جناب سپیکر! آپ کا شکریہ' آپ نے مجھے موقع دیا کہ سیلاب کی تباہ کاریوں اور بارشوں سے پیدا ہونے والے مسائل کے حوالے سے آج گفتگو ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر' برسات کا موسم ہمارے ملک میں کوئی پہلی دفعہ نہیں آیا بلکہ ان بارشوں سے پہلے ہنگامی بنیادوں پر تمام انتظامات پہلے سے کر لیے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں یہ ہو رہا ہے کہ آج جبکہ دریا واپس ہو چکے ہیں۔ بارشیں رک چکی ہیں اور وہ محکمے جنہوں نے پہلے سے اپنی کارکردگیاں دکھائی تھیں وہ آج تیشی اور کاغذی اٹھا کے عوام کے سامنے آ گئے ہیں کہ ہم آپ کے مسائل کو حل کریں گے۔ جناب سپیکر' ابھی تابش الوری صاحب نے' خاں صاحب نے اور میاں معراج دین صاحب نے لاہور کے حوالے سے بھی بات کی کہ لاہور کے لوگوں کو کس بات کی سزا دی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر' ذرا تھوڑا سا اس بات پر غور کریں کہ لاہور میں اس وقت چار محکمے جو ترقیاتی حوالے سے صفائی سیوریج کے حوالے سے' سڑکوں کے حوالے سے کام کر رہے ہیں۔ نیپا' ایل ڈی اے' واسا اور کارپوریشن۔ جناب سپیکر' یقین کیجیے کہ ان بارشوں کے دنوں میں ان چاروں محکموں میں سے ایک فرد بھی کسی گلی محلے میں نظر نہیں آیا۔ جناب وزیر اعلیٰ کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ جب ہم طالبعلم ہوا کرتے تھے۔ چھوٹے ہوتے تھے تو جب کسی چیف ایگزیکٹو نے کسی علاقے کا دورہ کرنا ہوتا تھا تو پورے محکموں کو مصیبت پڑی ہوتی تھی۔ میں حلفاً یہ بات کہنے کے لیے تیار ہوں کہ آج منظور وٹو صاحب یہاں ہوتے تو میں ان سے پوچھتا کہ آپ کہاں کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ جب آپ مصری شاہ کے علاقے میں گئے' جب آپ شمالی لاہور کے دورے پر گئے تھے تو کیونکر وہاں سے گندگی کے ڈھیر نہیں اٹھائے گئے تھے۔ وہاں جو گٹروں کا ابلتا ہوا گندا

پانی لوگوں کے گھروں میں داخل تھا وہاں لوگوں کے گھروں میں کیڑے پھر رہے تھے اس وقت وہ محکمے کہاں تھے ۔ آپ نے کیو نکر ان کو نہیں پوچھا ۔ جناب سپیکر ' جب شمالی لاہور جو کہ میرا حلقہ ہے اور یہاں تین دفعہ اس کا ذکر ہوا ۔اس حوالے سے اس لیے میں بات کر رہا ہوں کہ شمالی لاہور جب بارش کے پانی سے ڈوب رہا تھا تو ایک اخبار کے ایڈیٹر ضیاء شاہد کو جوش آیا اور انھوں نے اس حلقے کا دورہ کیا اور اس کی تصویر اور آئینہ ان محکموں کو دکھایا ۔ وزیر اعلیٰ کو دکھایا ۔ جناب سپیکر ' اس وقت ہمارے وزیر موصوف محترم ملک مشتاق اعوان صاحب نے اس علاقے کا دورہ کیا اور ان کی گاڑی مصری شاہ کے علاقے میں پانی کی وجہ سے بند ہو جاتی ہے ۔ اور اخبارات کی خبروں کے حوالے سے وہ اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ یہ وہ علاقہ ہے کہ جس نے کبھی بھی پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں دیے ۔ جناب سپیکر ' ابھی میرے محترم دوست غلام عباس صاحب یہ خطاب فرما رہے تھے کہ انھوں نے جمہوریت کی خاطر بڑی قربانیاں دیں ۔ جب جمہوریت آتی ہے تو جمہوریت کو اس انداز سے استعمال کیا جاتا ہے کہ لوگوں کو مصیبتوں میں ڈال کر ان سے ووٹ حاصل کیے جائیں ۔ لوگوں کو جیلوں میں بند کر کے ' لوگوں کو سزائیں دے کر کہ ہم نے مارشل لاء سے کیوں نجات حاصل کی ۔ اس لیے کی کہ جمہوریت آئے ۔ لیکن جمہوریت نے عوام کے لیے مسائل پیدا کیے ۔ جناب سپیکر ' محترم وزیر اعلیٰ منظور وٹو دسمبر 1994ء میں شمالی لاہور کا دورہ کرتے ہیں ۔ اور شمالی لاہور کے حالات و واقعات کو دیکھتے ہوئے 33 کروڑ کے پیکج کا ایک خوبصورت نام دیا گیا ہے ۔ جناب سپیکر ' پیکج کے نام سے عوام کو لوٹا جا رہا ہے ۔ شمالی لاہور کے حوالے سے 33 کروڑ کے پیکج کا اعلان کیا جاتا ہے ۔ یہ جو چار محکمے جب کام کر رہے ہیں تو کون سے انجینئرز ہیں اور کون سے ٹیکنیکل لوگ ہیں کہ جب برسات کا موسم شروع ہوتا ہے تو وہ کھدائیاں شروع کر دیتے ہیں ' وہ اکھاڑ پچھاڑ شروع کر دیتے ہیں ۔ وہ سیوریج کا کام کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔ میں نے اس وقت بھی بجٹ کے موقع پر یہ کہا تھا کہ وہ موت کے کنویں کھود رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ' آج میں یہ حلفاً بات کہنے کے لیے تیار ہوں کہ ضمنی انتخاب کے موقع سے لے کر آج تک جو اکھاڑ پچھاڑ کی گئی ہے اس کو آج تک پُر نہیں کیا گیا ۔ آج بھی اگر آپ میرے حلقے میں جا کر دورہ کریں تو آپ کو نظر آئے گا ۔ اور میں حلفاً یہ بات کہنے کے لیے تیار ہوں کہ آپ بھی اپنے کانوں کو ہاتھ لگائیں گے کہ یہ شہری کس طرح زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ' لاہور کا وہ علاقہ ہو جہاں وزیر اعلیٰ ایک دفعہ جائیں تو 33 کروڑ روپے کے پیکج کا اعلان کریں ۔ پھر

جائیں تو 23 کروڑ روپے کے پیکیج کا اعلان کریں پھر جائیں تو 17 کروڑ روپے کے پیکیج کا اعلان کریں۔ جناب سپیکر ' مجھے سمجھ نہیں آتی کہ 80 کروڑ شمالی لاہور کے نام پر لیے گئے ہیں۔ میں تو یہ کہوں گا کہ لوٹے گئے ہیں۔ آج شمالی لاہور میں ایک بھی سڑک نہیں بنی۔ ایک بھی گلی میں سیوریج نہیں ڈالا گیا۔ ایک بھی گلی کی صفائی نہیں کی گئی ۔ جناب سپیکر ' ہمارے یہاں جو اہلکار کام کر رہے ہیں کہ جن کو ہنگامی بنیادوں پر وہاں کام کرنے چاہییں تھے۔ میں آپ کو اس حوالے سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج مہنگائی کے اس عالم میں سیوریج کا یہ حال ہے کہ واسا والے 40 فیصد ان سے بل کے ساتھ وصول کرتے ہیں۔ اور صرف میں ایک حلقے کی ایک وارڈ میں 660 گلیاں ہیں اور ان 660 گلیوں میں قطعاً سیوریج کا کہیں کوئی انتظام نہیں ہے ۔ جناب سپیکر ' یہ بات میں اس لیے آپ کے سامنے کر رہا ہوں ۔ پاکستان کا تیسرا بڑا فورم ہے کہ جہاں ہمیں عوام کے مسائل کی بات کرنے کا موقع ملتا ہے ۔ جناب سپیکر ' آج کی مہنگائی کے اس دور میں بھی وہ 40 فیصد واسا کو دے رہے ہیں۔ لیکن واسا والے ٹس سے مس نہیں ہو رہے ۔ کہیں ایک بھی سیوریج کا انتظام نہیں کیا جا رہا ۔ جناب سپیکر ' یہ چند گزارشات آپ کے سامنے رکھنا تھیں۔ اور یہی درخواست کرنا تھی کہ اس کی تحقیقات کی جائے کہ جو کروڑوں کے پیکیج منظور وٹو صاحب شمالی لاہور کے نام سے اعلان کر کے آئے ہیں وہ کہاں گئے اور ان کو کہاں لگایا گیا۔ اور کہاں شمالی لاہور کے مسائل حل کیے گئے ہیں۔ خدا را ہمارے ان مسائل کی طرف توجہ دی جائے اور تحقیقات کروائی جائے کہ آج جو یہ کروڑوں کی رقم کہاں جا رہی ہے اور کن مسائل کے حل کے لیے وہ لگائی جا رہی ہے ۔ میں بے حد شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ ! جناب حاجی مقصود احمد بٹ (ایوان میں تشریف نہیں رکھتے) خواجہ ریاض محمود (تشریف نہیں رکھتے) جناب ارشد عمران سلہری!

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ فاضل اراکین نے سیلاب کے حوالے سے بات کی ہے۔ ان کی بات کو آگے بڑھاؤں گا۔ پاکستان کی تاریخ میں اس ملک کے اندر غالباً اکیسواں سیلاب ہے اور خدا کے فضل و کرم سے جو خدشات تھے کہ اس سے بہت سے نقصانات ہوں گے۔ اس سیلاب سے وہ نقصانات نہیں ہوئے۔ لیکن اس کے باوجود صوبہ پنجاب کی لاکھوں ایکڑ اراضی کھڑی فصلیں' جانیں ضائع ہوئیں اور اس سے صوبہ پنجاب کا اربوں روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ جناب سپیکر! ہم مانتے ہیں کہ سیلاب قدرتی آفت ہے عوام نے 1955 ، 1973، 1988، 1992، کے خوفناک سیلابوں کو

صبر اور حوصلے سے برداشت کیا۔ان سیلابوں سے پورے پاکستان کی اربوں روپے کی معیشت کو نقصان پہنچا اور جن میں ہمارے ملک کی اہم تنصیبات بھی تھیں۔ جناب سپیکر! سوچنے کی بات یہ ہے کہ عوام کو بار بار پیش آنے والی اس غیر معمولی آفت جس کی وجہ سے ہر سال انسانی جانوں ' مال مویشی کی اموات کے علاوہ جائیداد ' فصلوں اور قومی تنصیبات کی تباہی سے اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے ۔ اس کے سدباب کے لیے حکومتیں کیا تدابیر اختیار کرتی ہیں؟ سیلاب کی تباہ کاریوں کو کم کرنے کے لیے مؤثر منصوبہ بندی ہونی چاہیے۔ کم اور لمبی مدت کے منصوبے اور انتظامات سیلاب آنے سے قبل کیے جانے چاہییں۔ جنگ کی تیاری کے لیے امن کے دنوں میں اس کے انتظامات اور تیاری کی جاتی ہے لیکن یہاں الٹی گنگا بہتی ہے کہ جب سیلاب کے دن نہیں ہوتے اس وقت ہمارے یہ افسران ' یہ بیوروکریسی اپنے دفاتر کے اندر موجود رہتی ہے اور اپنے official status کو enjoy کرتی ہے لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتی ۔ جناب والا ! افسوس کی بات ہے کہ سیلاب کے اوپر بات ہو رہی ہے لیکن نہ تو یہاں سیکرٹری irrigation موجود ہیں اور نہ ہی ہمارے وزیر آبپاشی موجود ہیں ۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ گزشتہ گیارہ ماہ میں سیکرٹری irrigation یا دوسرے محکمہ جات کے جو ذمہ دار افسران ہیں ' جو سیلاب کے ساتھ منسلک ہیں انھوں نے آج تک صوبہ پنجاب کے کسی بند کی ' کسی ڈیم کی کوئی انسپکشن کی ؟ ان کا کوئی انسپکشن نوٹ یا ان کی کوئی رپورٹ حکومت پنجاب کے پاس پہنچی کہ سیلاب سے پہلے ہمارے بندز کی یہ پوزیشن ہے ' ہمیں یہ یہ خدشات ہیں ۔ اگر اس سلسلے میں کوئی رپورٹ ہے تو وہ ایوان میں پیش کی جائے۔ جناب سپیکر! سیلاب کی تباہ کاریاں سب سے زیادہ ہمارے برساتی نالوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ یہ انتظامیہ کا کام ہے کہ سیلاب سے پہلے ان کے beds کو نیچا کیا جائے اور ان کے کناروں کو پختہ کیا جائے۔ نہروں کی پٹریوں کے اوپر مٹی ڈالی جائے۔ میں یہاں یہ کہوں گا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ نہریں ہماری ہیں' بنی بنائی پنجاب کو مل گئیں لیکن ان پر ہماری اپنی زمینوں سے جو مٹی ڈالی جاتی ہے وہ بھی فارن لیڈ سے ڈالی جاتی ہے۔ یہ بہت ہی افسوس ناک بات ہے۔ جناب سپیکر ! نالہ پلخو ' نالہ ایک ' نالہ ڈیک نے گوجرانوالہ ضلع میں تباہی مچائی ۔ حکومت نے سیلاب سے پہلے ان نالوں کی طرف کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی ۔ میں یہاں غازی گھاٹ کا ذکر کروں گا کہ ہمارے کام اتنے غیر معیاری ہوتے ہیں کہ غازی گھاٹ ایک زندہ مثال ہے کہ جسے کچھ عرصہ ہی ہوا ہے اور سیلاب آنے سے پہلے اخبارات کے ذریعے بھی یہ بات سامنے آئی کہ غازی گھاٹ ٹوٹ گیا ہے

لیکن اس کے باوجود اس ٹھیکے دار کا کوئی احتساب نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس پل کو دوبارہ مرمت یا تعمیر کیا گیا۔ جناب سپیکر ! ہوتا یہ ہے کہ جہاں بھی ہمارے یہ بڑے بڑے کام ہوتے ہیں وہاں پر سیکرٹری صاحبان ' ایگزیکٹو انجینئرز کے افسران کو موقع پر جانا چاہیے لیکن ہوتا یہ ہے کہ وہاں پر صرف ٹھیکے دار کا سپروائزر موجود ہوتا ہے اور جو وہاں کام کی supervision کرتا ہے۔ بندز کی stone pitching proper نہیں ہوتی ۔ اور مٹی کے بندز کی proper compaction بھی نہیں ہوتی۔ even rat holes کو بھی پر نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے جب بارش کا ریلا آتا ہے تو وہ بند وہاں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ جناب سپیکر ! میں آپ کی توجہ FPSP کی طرف دلانا چاہتا ہے۔ یہ flood protection sector project ہے یہ ہمارے ملک کا ایک white elephant ہے۔ ADP میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے 1994ء میں کروڑوں روپے کی پاکستان کو flood protection کے لیے گرانٹ دی۔ جناب والا ! میں پنجاب کا باسی ہونے کی حیثیت سے ' یہاں کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب ایوان کو بتائے کہ اس گرانٹ میں سے صوبہ پنجاب کو کتنی رقم ملی؟ اور وہ کہاں کہاں خرچ کی گئی ہے؟ جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ ADP, 1994ء کی یہ تمام allocation صوبہ سندھ کے اندر استعمال ہوئی ہے۔ وہاں پر لاڑکانہ کو بچانے کے لیے نصرت بند' نصرت loop بند' ایف پی بند' کے کے بند وغیرہ وڈیروں کی زمینوں کو بچانے کے لیے آج بھی وہاں پر 21 کروڑ روپے کے کام FWO اور محکمہ irrigation وہاں پر کر رہے ہیں۔ سیلاب کے متاثرین کے ساتھ حکومت کا طرز عمل بھی امتیازی رہا۔ وزیراعظم صاحبہ کی پنجاب میں سب سے زیادہ دلچسپی لوٹا لیگ کے صدر جناب حامد ناصر چٹھہ کے حلقہ میں نظر آئی ۔ یہی صورت حال جناب وزیراعلیٰ پنجاب کی تھی۔ انتظامیہ اور حکومت پنجاب سیلاب کے دوران اپنے دفاتر کے اندر موجود رہی یا پھر وہ پروٹوکول کی ڈیوٹیاں بھگتاتی رہی کیونکہ حکومت کو یہ بخوبی علم ہے کہ ان کا مختصر دور اقتدار اسلام آباد کی خوشنودی کے ساتھ ہی قائم رہ سکتا ہے۔ سیلاب کے متاثرین کی امداد کے لیے پورے پاکستان کے ملازمین سے گریڈ ایک سے 16 تک کے ملازمین سے ایک دن کی تنخواہ ' گریڈ 17 سے 19 تک کے افسران کی دو دن کی تنخواہ اور گریڈ 20/21/22 کے افسران کی تین دن کی تنخواہ کاٹی گئی ۔ اس طرح سے یہ اربوں روپے بنتے ہیں ۔ ہم یہ پوچھنا چاہیں گے کہ اس اربوں روپے کی utilization کس طرح ہو گی؟ اور اس میں سے صوبہ پنجاب کو کتنا حصہ ملے گا؟ دریاؤں کے beds تجاوزات سے بند ہو

چکے ہیں۔ خاص طور پر میں دریائے راوی کا ذکر کروں گا کہ یہاں پر دریا کے bed کے اندر مکانات اور دکانیں تعمیر ہوئی ہیں یہاں تک کہ وہاں ایک مرلے زمین کی قیمت پچاس ہزار تک ہے۔ جب دریا کے beds کے اندر آپ رکاوٹیں پیدا کریں گے اور پھر جب سیلاب کا ریلا آئے گا تو اس سے erosion زیادہ ہوگی' اس کی سپیڈ زیادہ ہوگی اور اس سے تباہ کاریاں زیادہ ہوں گی۔ جناب سپیکر! یہاں دوست جنگلات اور درختوں کا ذکر کر رہے ۔ ہمارے دریاؤں کے کناروں کے اوپر جو جنگلات تھے وہ ختم کر دیے گئے ہیں۔ ایک درخت یا جنگل پانی کی سپیڈ کے لیے سپیڈ بریکر کا کام کرتا ہے۔ لہذا ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ جہاں جہاں ہمارے دریاؤں کے کنارے ہیں وہاں پرہمیں جنگلات اور درختوں کو لگانا چاہیے۔ اسی طرح ہمیں پہاڑوں سے آنے والے پانی کے بارے میں سکیمیں بنانی چاہیے اور وہاں سے جو درخت کاٹے جا رہے ہیں اس کے لیے سختی سے منع کرنا چاہیے کہ وہاں سے درخت نہ کاٹے جائیں۔ دریاؤں کے اوپر جہاں ضرورت ہے وہاں پر نئے سپر بنانے چاہییں اور نئے بند اور spil way تعمیر کیے جانے چاہییں۔ دریائے سندھ کے سیلاب نے جو تباہی مچائی ہے' میں یہاں پر اس کی بات کرنا چاہوں گا کہ دریا سندھ کے سیلاب نے ہر ایک پر یہ واضح کر دیا ہے کہ اس وقت کالا باغ ڈیم کی تعمیر انتہائی ضروری ہے۔ اس ڈیم کی تعمیر ایک حکم کے ساتھ شروع ہوسکتی ہے حکومت اور خاص طور پر صوبائی اسمبلی کو اس کے لیے بھر پور زور دینا چاہیے ۔ میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ ہم پاکستانی ہیں صوبہ سندھ نے سندھ اسمبلی نے کالاباغ ڈیم کے خلاف تین مرتبہ قرار داد پاس کی اور اسی طرح صوبہ سرحد کی اسمبلی نے بھی کالا باغ ڈیم کے خلاف دو مرتبہ قرار داد پاس کی ہے۔

جناب والا! اس وقت نیسپاک نے ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے تحت دریاؤں کے سیلاب کی سٹڈی شروع کی ہے۔ اس کی رپورٹ بھی صوبہ پنجاب کے نمائندوں کے سامنے پیش کی جانی چاہیے کہ صوبہ پنجاب کے بندوں کی صورت حال کیا ہے؟ جناب کا بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی۔ جناب چودھری محمد حنیف صاحب!

چودھری محمد حنیف خان ، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم O اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم O بسم اللہ الرحمن الرحیم O انسان کی کامیابی صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ چیزوں کے بنانے والے صرف اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ ان کے بنانے اور بگاڑنے میں وہ کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ صمد ذات ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامیابی اپنے حکموں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پہ

کرنے میں رکھی ہے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے احکام ٹوٹیں گے تو تباہی و بربادی ضرور ہو گی۔ یہ حقیقت ہے اور تلخ حقیقت ہے میں کسی اور موقع پر اس پر بات کروں گا کیونکہ بات لمبی ہو جائے گی اور اس وقت میں نے صرف موجودہ سیلاب کی تباہ کاریوں پہ بات کرنی ہے۔ جناب والا! میرا تعلق ضلع قصور کے پی پی 147 سے ہے۔ یہ حلقہ نہایت پسماندہ اور آفت زدہ ہے۔ میں اس کو آفت زدہ یوں کہوں گا کہ سیلاب تو پاکستان کے مختلف اضلاع اور مختلف مقامات پر آیا ہے لیکن میرا علاقہ ہر سال ہر وقت ہر دن اور ہر لمحہ آفت زدہ رہتا ہے۔ ہم لوگ مہاجر ہیں میرا تعلق میؤ راجپوت خاندان سے ہے۔ میرے دادا چودھری مہتاب خان 1946ء میں اسمبلی کے ممبر تھے اور پاکستان بنانے میں میرے خاندان کا بھی حصہ ہے۔ جب ہم یہاں آ کر آباد ہوئے تو اس کے بعد سے جتنی بھی جنگیں لڑی جاتی رہی ہیں ہمیں آفت کا شکار ہونا پڑا ہے چاہے وہ فضائی آفات ہوں چاہے وہ توپ خانے کی ہوں زمینی ہوں جب بھی ایسے حالات ہوں تو ہمارے کھیت اور فصلیں ہر وقت برباد ہوتی رہتی ہیں۔ چونکہ ہمارا سارا علاقہ سرحدی ہے وہاں پر جو درخت لگائے گئے ہیں ان کے بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے اجازت نہیں ہے کہ ہم وہ کاٹ سکیں صرف لگا سکتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں وہاں پر ایک سڑک کی کشادگی ہو رہی تھی تو وہاں پر لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت درخواست کی۔ لوگوں نے اپنی زمین بھی دی اور اس میں جو درخت آ رہے تھے محکمہ باؤے وے نے ان کے بارے میں کہا کہ ان کو کاٹ لیا جائے۔ جب وہ کاٹ لیے گئے تو وہاں پر رینجرز نے ان کا پرچہ دے دیا اور وہ لوگ اس کو بھگت رہے ہیں۔ یہ تو صرف ایک مثال پیش کی ہے لیکن جہاں تک سیلاب کی تباہ کاری کی بات ہے۔ پورے پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریاں اپنی جگہ لیکن میں اخبارات والوں کو، اسمبلی کے معزز ممبران کو یہاں کے وزیر اعلیٰ اور وزراء کو دعوت دوں گا کہ وہ میرے حلقے میں سے چند دیہات کو دیکھ لیں اور خود محسوس کریں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے لوگوں کے راہ و رسل بند ہو گئے ہیں۔ مصطفیٰ آباد اور راجن کے جتنے دیہات ہیں یونین کونسل ابراہیم آباد، چٹھیاں والا، سرحالی کلاں، دستو، میر محمد ستو کی، یونین کونسل کے دیہات راؤ خان والا یونین کونسل کے دیہات اس طرح میرے حلقے کی پانچ چھ یونین کونسلیں آفت زدہ ہو چکی ہیں جن کے تمام راستے بند ہو گئے ہیں۔ وہاں کی حالت یہ ہے کہ مکانات گر رہے ہیں جو گر چکے ہیں وہ بھی اور جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی ملیا میٹ ہو رہے ہیں۔ چاروں طرف پانی کھڑا ہے اس کی گزر گاہ نہیں ہے۔ انڈیا سے آنے والا پانی تو علیحدہ رہا لیکن بارش کا پانی بھی نہیں گزر سکتا۔ اس کی وجہ ناقص

منصوبہ بندی اور خاص ڈریج کی صفائی کا نہ ہونا ہے۔ ڈریج موجود ہے' سکارپ والوں نے پیسہ لگایا لیکن ٹیوب ویل بے کار پڑے ہیں۔ مصطفیٰ آباد ڈرین' راجہ جنگ ڈرین' لدھے کی ڈرین' چٹھیاں والی ڈرین' ابراہیم آباد ڈرین راۓ ونڈ اور دیگر ڈرینیں موجود ہیں لیکن وہ صرف نام کی ڈرینیں ہیں وہاں ڈرین کی کھدائی نہ ہونے کی وجہ سے پانی گزر نہیں سکتا۔ میں اس سلسلے میں سیکرٹری اریگیشن کو ملا اور ان سے درخواست کی کہ جناب ہماری اس ڈرین کی کھدائی فوری طور پر کرا دیں اگر یہ کھدائی نہ ہوئی تو اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ لیکن مجبوری یہ ہے کہ میں حکومت میں نہیں ہوں اس کا میرے پاس علاج نہیں ہے اور نہ ہی ہمیں رونا آتا ہے کیونکہ اگر روئیں تو کس کے سامنے روئیں۔ اپنے ہوں تو روئیں لیکن یہاں تو انڈیا اور پاکستان کا معاملہ ہے۔ ہم پاکستان میں آ گئے لیکن پھر بھی انڈیا میں موجود ہیں ہماری سننے والا کوئی نہیں ہے۔ جناب والا' میں درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے کا خصوصی سروے کیا جائے اور وہاں کی ڈرینوں کی کھدائی کا انتظام کیا جائے۔ جو لوگ بے گھر ہو گئے ہیں جو بیوہ ہیں غریب ہیں مسکین ہیں جن کے گھر گر گئے ہیں اور یہ گھر کم از کم چھ سات ہزار کے قریب ہیں۔ براہ کرم ان گھروں کی انکوائری کر لی جائے اور ان کو مالی امداد دی جائے تاکہ وہ لوگ اپنے گھروں میں بس سکیں۔ جناب والا' اسی طرح پنجاب کے ریلیف کمشنر صاحب نے اس سلسلے میں آج تک کوئی اعلان نہیں کیا حتیٰ کہ موقع دیکھنے بھی کوئی نہیں گیا۔ جو ہماری انتظامیہ ہے ان کا سوائے لوگوں کے گھروں کو لوٹنے کے اور کوئی کام نہیں ہے۔ کسی نے بھی کوئی گی قدم نہیں اٹھایا وہاں پر کوئی ریلیف کیمپ نہیں لگا اور نہ ہی وہاں پر کوئی دیکھنے کے لیے گیا ہے۔ کسی بھی ذمہ دار افسر کو وہاں جانے کے لیے نہیں کہا گیا اگر حکومت والے ہوں تو کہیں۔ میں بار بار اس لیے کہتا ہوں کہ یہ مجبوری ہے شکایت نہیں یہ حقیقت ہے۔ میں کسی کے خلاف نہیں بول رہا بلکہ حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ اگر میں فنڈز مانگوں تو مجھے نہ دیں۔ میں پلاٹ مانگوں تو نہ دیں مجھے کوئی چیز نہیں چاہیے سڑکیں نہ بنیں تو گزارا ہو جائے گا لیکن جو یہ آفت آئی ہے لوگوں کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں گھر تباہ ہو گئے ہیں۔ لوگ کیسے آبیانہ دیں گے؟ ٹیکس کیسے دیں گے؟ ان تمام چیزوں کی معافی ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ کوآپریٹو سوسائٹی کے قرضے زرعی بنک کے قرضے اجناس اور کھادوں کے قرضے یہ سارے معاف کیے جائیں اور اگر حکومت ان قرضوں کو معاف نہیں کر سکتی تو کم از کم ان کو pending کیا جائے۔ ابھی تک ہمارے علاقے میں حکومت کی طرف سے کسی بھی مالی امداد کا اعلان

نہیں ہوا میری گزارش ہے کہ اس طرف خصوصی توجہ دی جائے اور لوگوں کی امداد کی جائے ۔ اس کے علاوہ سیلاب کی وجہ سے پورے حلقے میں بیماری پھیل گئی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف انسان بلکہ مویشی بھی مر رہے ہیں۔ آپ اپنی ایجنسیوں سے بھی پتا کروائیں اور حکومت کے کان کسی طرح سے کھولیں ۔ اگر نہیں تو پھر ان کے پاس جھنڈا ہے ہمارے پاس ڈنڈا ہے ۔ اگر ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں ہوگا تو پھر ہم ڈنڈا ہاتھ میں لے لیں گے کیونکہ جو بندا برباد ہو جائے اس کے پاس پھر کوئی دوسرا راستہ نہیں رہتا۔ جناب والا! اگر کہیں پر نہر کا پانی کھڑا ہوا ہے اور بند کاٹا جاتا ہے تو پرچے کر دیے جاتے ہیں ۔ حالت یہ ہے کہ ہمارے ساتھ پاکستان میں رہتے ہوئے بھی انڈین مسلمانوں کا سا سلوک ہو رہا ہے ۔ جناب والا! ہمارے ساتھ زیادتی نہ کی جائے اور ہمارے مسئلے کا حل نکالا جائے ۔ بس میں اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ ۔ اب چودھری فاروق وزیر قانون و پارلیمانی امور اس بحث کو wind up کریں گے۔ میرے خیال میں بیس منٹ کافی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! بہت زیادہ ہیں۔ میں اس سے کم وقت لوں گا۔ جناب والا! شکریہ آپ نے مجھے بحث سمیٹنے کا موقع فراہم کیا۔ اگر ایوان کی صورت حال مناسب ہوتی تو میں تفصیل سے بات کرتا اور شاید بیس منٹ سے بھی زیادہ وقت لیتا لیکن ایسا لگتا ہے کہ اپوزیشن کے فاضل اراکین نے ایوان کی اس وقت جو صورت حال پیدا کر دی ہے اس پر تین اراکین جو اس وقت اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں اور ایک رکن جو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں میں ان اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : پیچھے جناب غلام احمد گادی صاحب بھی بیٹھے ہیں ان پر آپ کی نظر نہیں پڑی۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور : جناب سپیکر! یہ کورم کی گنتی نہیں ہے البتہ میں پانچوں اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کم از کم اپنی ذمہ داری کو محسوس کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اور پانچ ہی گورنمنٹ کی طرف سے اراکین تشریف فرما ہیں' اور یہ مقابلہ ابھی جاری ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور : جناب سپیکر! بات کرنے کا مطلب یہ تھا کہ یہ اجلاس اپوزیشن کی طرف سے ریکوزیشن کیا گیا ہے اور میرا یہ خیال تھا کہ اپوزیشن کے اراکین سیلاب کے معاملے پر حکومت کی

کار کردگی کے معاملے میں شاید بہت زیادہ اشتعال میں ہوں گے لیکن بات کرنے والوں نے اپنا فرض پورا کیا اور چلے گئے اور وہ فرض بھی کچھ اس انداز میں کہ جس پر اب میں زیادہ تنقید نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے تو یہی سمجھ آئی ہے کہ اپوزیشن نے حکومتی کار کردگی پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔۔۔

رانا محمد اقبال خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ حکومت پر اطمینان کااظہار کیا ہے ۔ ہماری طرف سے کس فاضل رکن نے حکومت کی کارکردگی کو سراہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! آپ تو پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ آپ ان کی بات سے اتفاق نہ کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ جو بات کہہ رہے ہیں آپ سب اسے قبول کرتے ہیں ۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور : جناب سپیکر! اس سال سیلاب سے کل ۲۲ اضلاع متاثر ہوئے ہیں۔ ۲۸۸۲ دیہاتوں کو نقصان پہنچا اس وقت تک کی رپورٹ کے مطابق ۱۸۴ افراد اس سیلاب کی وجہ سے جاں بحق ہوئے ہیں ۔ ریلیف کے ضمن میں حکومت نے اب تک اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی کوشش کی اور متاثرہ لوگوں کی امداد کے لیے تقریباً ۲۷۲ کیمپ مختلف مقامات پر قائم کیے گئے تھے اور حکومت کی طرف سے تقریباً ایک کروڑ ۶۵ لاکھ روپے کے فنڈز سیلاب کے دنوں میں مقامی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر مقامی انتظامیہ کے حوالے کیے گئے تاکہ فوری طور پر سیلاب کے متاثرین کو رہائش فراہم کی جائے اور ان کی خوراک وغیرہ کا بندوبست کیا جائے ۔ حکومت کے علاوہ غیر سرکاری تنظیمیں بھی فلڈ ریلیف کے سلسلے میں اپنا کام کر رہی ہیں۔ اس وقت جناب سپیکر! سیلاب کے بعد سروے کا کام بھی جاری ہے۔ تقریباً ساٹھ ستر فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور اس وقت مرکزی حکومت نے وزیر اعظم کے ریلیف فنڈ سے پچاس لاکھ اور زکواۃ فنڈ سے بھی پچاس لاکھ روپے صوبائی حکومت کو فراہم کیے ہیں اور صوبائی حکومت نے اس کے علاوہ ایک کروڑ ۴۷ لاکھ اور ۵۰ ہزار کے فنڈز بھی متاثرین کی امداد کے لیے اس مد میں مختص کیے ہیں۔ جناب سپیکر! مختلف علاقوں میں ہونے والے حادثات اور نقصانات کے حوالے سے عوام کی امداد کے لیے جامع پالیسی کے تحت اور ہنگامی بنیادوں پر مقامی انتظامیہ کو اس سلسلے میں امداد دینے کے لیے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ موجودہ پالیسی کے تحت حکومت نے یہ طے کیا ہے اس سیلاب کے دوران صاحب خانہ کی اگر اس دوران موت واقع ہوئی ہے تو سابقہ پالیسی کے تحت ۲۵ ہزار روپے دیے جاتے تھے اب اسے بڑھا کر پچاس ہزار روپے کیے گئے ہیں ۔ اور افراد خانہ کے سلسلے میں پہلے ۲۰ ہزار روپے دیے جاتے تھے اب اسے بھی بڑھا کر ۳۰ ہزار روپے کر دیا گیا ہے ۔ میں یہ سمجھتا

ہوں کے سیلاب سے ہونے والے جو نقصانات ہیں کسی حکومت کے بس میں نہیں ہے کہ وہ اسے پورا کر سکے اور یہ سیلاب کوئی حکومتی نا اہلی کی وجہ سے نہیں آتا یہ ایک آسمانی آفت ہے' بارش کو کوئی حکومت نہیں روک سکتی اور نہ ہی دنیا کی کوئی طاقت بارش کے نتیجے میں آنے والے سیلاب کو روک سکتی ہے ۔ البتہ لوگوں کو بچانے کے لیے' عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے' نہری نظام کو بچانے کے لیے' شہروں اور آبادیوں کو بچانے کے لیے اور انسانی جانوں کو تباہی سے بچانے کے لیے ہر حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نہری اور دریائی نظام کو بہتر کرے اور حفاظتی بندوں کو مضبوط بنائے۔ جناب سپیکر' ۱۹۹۲ء کے سیلاب کے مقابلے میں اگر دیکھا جائے تو موجودہ سیلاب کی صورت حال بھی اس سیلاب سے کوئی کم نہیں تھی لیکن نقصانات اس سیلاب کے مقابلے میں انتہائی کم ہوئے۔ کیونکہ اس سال بارشوں کے موسم سے پہلے ہی محکمہ آب پاشی اور دیگر محکمہ جات نے مل کر ہنگامی طور پر حکومت کی ہدایات کے تحت ٹیمیں تشکیل دیں ۔ جنہوں نے مختلف مقامات پر حفاظتی بندوں کا جائزہ بھی لیا اور جناب سپیکر' جو کمزور بند تھے انہیں مضبوط بنانے کے لیے کام بھی کیا ۔ جناب سپیکر' اس کے نتیجے میں انتہائی زیادہ بارشوں کے باوجود نقصانات کم ہوئے ہیں ۔ سیلابی ریلے کی پوزیشن اس حد تک تھی کہ دریائے چناب میں پانی کی سطح ساڑھے ۲ لاکھ کیوسک سے بھی بڑھ گئی ۔ جب کہ دریائے راوی میں پانی کا اخراج ایک لاکھ ۷۵ ہزار کیوسک تک جا پہنچا۔ اگر دریائے جہلم کی صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو پانی کی سطح تقریباً ۳ لاکھ کیوسک تک جا پہنچی تھی اور دریائے سندھ میں پانی کا اخراج سوا چھ لاکھ کیوسک کے قریب چلا گیا۔ لیکن اس ساری صورت حال کے باوجود جناب سپیکر' حکومت کی انتظامیہ کی اور متعلقہ محکموں کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے ۹۳-۱۹۹۲ء کے مقابلے میں نقصان انتہائی کم ہوا ہے۔ دیگر تفصیلات کے بارے میں بھی میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ میں ہر ضلع کی تفصیل بھی بتانا چاہتا تھا کہ کہاں کیا نقصان ہوا کتنی امداد کی گئی اور کتنے افراد کو نقصان پہنچا لیکن میں انہی معروضات پر اکتفا کروں گا کہ موجودہ حکومت نے اپنی بساط کے مطابق اور انسانی بساط کے مطابق حکومت کے وسائل کے مطابق اپنی ذمہ داریاں متعلقہ محکموں اور حکومت نے بطریق احسن انجام دیں۔ جہاں کہیں کوئی کمی رہ گئی اس کا نوٹس بھی لیا گیا ہے اور اسے دور کرنے کی کوشش بھی کی جائے گی اور حکومت ان حفاظتی بندوں کو بھی پہلے سے زیادہ مضبوط بنانے کی کوشش کرے گی۔ بے شک سابق وزیراعظم اور اپوزیشن لیڈر میاں نواز شریف نے مختلف سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک

سیاست دان ہونے کی حیثیت سے اور اپوزیشن لیڈر ہونے کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کیا ان کی بھی ذمہ داری بنتی تھی اور انہوں نے اپنی یہ ذمہ داری ادا کی۔ اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے لیکن جناب سپیکر! حکومتی عہدے داران نے بھی اپنی پوری ذمہ داری ادا کی اور وزیراعظم پاکستان نے۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود اور دیگر سرکاری معاملات کے باوجود اس نازک موقع پر عوام کو تنہا نہیں چھوڑا! وزیر اعظم پاکستان نے بھی سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا وزیراعلیٰ پنجاب نے بھی دورہ کیا اور تمام متعلقہ محکموں کے افسران کو باقی تمام معاملات کو چھوڑ کر صرف سیلاب سے متاثرین کے لیے اور ان کے ریلیف کے لیے ہنگامی بنیادوں پر انہیں فیلڈ میں نکالا جس کے نتیجے میں یہ ساری صورت حال آپ کے سامنے ہے جس کے بارے میں ' میں ذکر کر رہا ہوں کہ حالات قدرے بہتر رہے ہیں۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا محمد اقبال خان!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد رانا صاحب نے جو کچھ کہنا ہے وہ کہہ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کو شاید آپ کی کوئی بات پسند نہیں ہے۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! لاء منسٹر صاحب ماشاء اللہ بڑی اچھی تقریر فرما رہے ہیں۔ میں تو آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہاں پر ۲۱ دیہات کا ذکر کیا ہے۔ کہ میرے حلقے کے ۲۱ دیہات زیر آب آئے ہیں اور وہاں کے لوگ سیلاب زدہ ہیں ان کی فصلیں تباہ ہوچکی ہیں۔ اس سے سروکار نہیں کہ ان کے افسران نے کیا کیا ہے ۔ لیکن حکومت اس معاملے میں کاشتکاروں کے لیے ان کے ٹیوب ویلوں کے لیے جو کہ خراب ہوگئے ہیں پانی پڑ گیا' ان کی موٹریں جل چکی ہیں اس سلسلے میں کوئی اقدام کرے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کیا مسئلہ ہوا؟ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔ تو آپ ان سے سوال پوچھ رہے ہیں۔

رانا محمد اقبال خان، میں نے تو آپ کی وساطت سے بات کی ہے ۔ میں نے کوئی براہ راست تو بات

نہیں کی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is no point of order.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی سیلاب سے متاثرین کی ہمدردی اور ان کی ریلیف کے لیے کہ انہوں نے بہت سارے ایسے علاقوں کا دورہ کیا کہ جہاں پر سیلاب آیا اور ان کے علاوہ صدر پاکستان جناب فاروق احمد لغاری صاحب نے ذاتی طور پر اس ساری صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے انہوں نے خود سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کو اس سلسلے میں ہدایات بھی دیں اور انہوں نے مقامی سطح پر سیلاب سے متاثرہ علاقے کا دورہ کرنے کے بعد جس طرح محسوس کیا اس کے نتیجے میں حکومت کی بہتر حکمت عملی بنانے کے لیے ہدایات دیں۔ پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت نے ان کی ہدایات کا نوٹس لیتے ہوئے متاثرین کی امداد کے لیے اپنے اقدامات پہلے سے تیز تر کردیے۔ جہاں تک نقصانات کا تعلق ہے کچے اور پکے مکانات کے حوالے سے بھی اور سیلاب کے نتیجے میں عوام الناس کے دیگر نقصانات ہوئے ہیں اس کی امداد کے لیے بھی حکومت نے ایک پیمانہ مقرر کیا ہے۔ اور اس پالیسی کے مطابق تمام رپورٹس پہنچنے پر اور سروے مکمل ہونے پر ایسے افراد کو مناسب مالی امداد پالیسی کے مطابق فراہم کردی جائے گی۔ البتہ میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ سیلاب چونکہ ایک آسمانی آفت ہے اس میں اگر کہیں انسانی سطح پر کوئی کوتاہی رہ جائے تو وہ رہ سکتی ہے لیکن پنجاب کی حکومت اور وفاقی حکومت جو عوامی حکومت ہے، جمہوری حکومت ہے، ہم عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے اپنی تمام تر ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے اپنی صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے۔ سیلاب صرف ہمارے جیسے ملک کے لوگوں کو ہی متاثر نہیں کرتا بلکہ امیر ترین اور ترقی پذیر ممالک میں بھی جب سیلاب آتا ہے تو ان حکومتوں کے بے پناہ وسائل بھی اس سیلاب کو نہیں روک سکتے۔ البتہ آج اپوزیشن کا اس ایوان کے اندر سیلاب کے معاملے پر سنجیدگی سے بحث کے لیے موجود نہ رہنا حکومت کی کارکردگی کو خراج تحسین پیش کرنے کے مترادف ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہی الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کرتا ہوں۔ لیکن آخر میں ارشد عمران سلہری صاحب کے حوالے سے ایک بات ضرور کہنا چاہتا ہوں۔ یہ انتہائی سلجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر کے دوران ایک فقرہ ایسا کہا جو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ظرف کے مطابق نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ کوئی ایسی بات کہیں بھی اور اس کے باوجود یہ

انعام اللہ نیازی بننے کی کوشش کریں تو میں سمجھتا ہوں یہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ میں ان کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی صورت حال نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ارشد عمران سلہری صاحب! personal explanation

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! یہ "لوٹا" کا لفظ کہ میں نے یہ کہا تھا کہ لوٹا لیگ کے صدر حامد ناصر چٹھہ صاحب ان کے علاقے کی طرف وزیر اعظم صاحبہ کی خصوصی توجہ رہی۔ اور ان کے حلقے کو آفت زدہ قرار دے دیا ہے۔ یہ بات میں نے کہی تھی۔ جناب والا! جہاں تک یہ لوٹے کے لفظ کا تعلق ہے تو یہ یہاں پر خود تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ پارلیمانی لفظ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ایک لمبی کہانی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جی ہاں۔ جناب والا! اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ایک پارلیمانی لفظ اس ایوان نے ہی تسلیم کیا ہے۔ میں نے کوئی غلط نہیں کہا۔

وزیر قانون: میں نے جناب والا! یہ کہا ہے کہ یہ انعام اللہ نیازی بننا چاہتے ہیں۔ لیکن اتنا سلجھا ہوا پارلیمنٹیرین نہیں بن سکتا۔

جناب ارشد عمران سلہری: وہ ہمارے بھائی ہیں ' ہمارے دوست ہیں وہ اپنے انداز سے ایک بات کرتے ہیں میں اپنے انداز سے اپنی بات کرتا ہوں۔ شکریہ جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے پہلے کہ میں ہاؤس کو ملتوی کروں۔ جو حضرات لابی میں دونوں طرف تشریف رکھتے ہیں وہ ہاؤس کے اندر آجائیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو فاضل اراکین آج اس وقت ہاؤس میں موجود ہیں پریس والے مہربان چوکھٹے میں ان کا نام شائع کریں کہ یہ ارکان آخر وقت تک ہاؤس میں موجود رہے۔ اور اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ میں ان کے نام پڑھتا ہوں۔

۱۔ سید تابش الوری۔

۲۔ سید محمد عارف حسین بخاری۔

۳۔ غلام احمد گادھی۔

۴۔ ارشد عمران سلہری۔

۵۔ چودھری محمد حنیف۔

۶۔ اور رانا محمد اقبال خان۔

اور ادھر سے ہیں،

۱۔ رئیس مشتاق احمد۔

۲۔ وزیر قانون چودھری محمد فاروق۔

۳۔ میاں افضل حیات۔

۴۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

۵۔ اور چودھری غلام عباس۔

تو پانچ ارکان اس طرف سے ہیں اور چھ ارکان اس طرف سے ہیں۔ جو لوگ آپ کو یہاں بھیجتے ہیں ان کو پتا چلے کہ کون ہاؤس میں بیٹھتا ہے اور کون ہے جو ہاؤس میں عدم دلچسپی کا شکار ہوتا ہے۔ میں اب ہاؤس کو کل دس بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ہاؤس کو کل مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۹۵ء صبح دس بجے تک ملتوی کر دیا گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بائیسواں اجلاس)

پیر 21- اگست 1995ء

(دو شنبہ 23- ربیع الاول 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾

سورۃ الفجر آیات 24 تا 30

کہے گا کاش! میں نے اپنی جاودانی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح کا کسی کو عذاب دے گا اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا۔ اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ تو میرے ممتاز بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔

وما علینا الا البلاغ ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ آب پاشی و قوت برقی)

جناب سپیکر: محکمہ آبپاشی و قوت برقی کے سوالات ہیں۔ وقفہ سوالات کا آغاز کیا جاتا ہے۔ چودھری احمد یار گوندل صاحب کا سوال ہے۔

چودھری احمد یار گوندل: ۵۳۰

مائنرز کی پختگی

*530۔ **چودھری احمد یار گوندل:** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع منڈی بہاؤ الدین کی حدود میں نہر جہلم سسٹم میں سال 93-1992ء میں کتنے مائنرز پکے کیے گئے اور سال 94-1993ء میں کتنے پکے کرنے کا پروگرام ہے۔ ان مائنرز کے نام کیا ہیں۔ نیز جو مائنرز پکے کیے جاتے ہیں انہیں مکمل طور پر پکا نہ کرنے کی وجہ کیا ہیں؟

جناب سپیکر: کون صاحب جواب دے رہے ہیں--- آپ بسم اللہ۔

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی (جناب محمد شریف ڈوگر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مالیسال 93-1992ء میں اپر جہلم سسٹم کے کل بارہ مائنروں کو پکا کیا گیا ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ واسو مائنر از برجی ۳۰۰۰ تا ۱۵۵۰۰

۲۔ دھنی مائنر از برجی ۱۶۰۰۰ تا ۲۲۵۰۰

۳۔ کوٹ اسلام ڈسٹری از برجی صفر تا ۸۴۸۰

۴۔ میلہ گوندل مائنر از برجی صفر تا ۱۴۲۸۰

۵۔ ساندہ مائنر از برجی صفر تا ۶۲۰۰

۶۔ اکی مائنر از برجی ۵۱۳۰۰ تا ۵۸۹۵

۷۔ رکن مائنر از برجی ۴۵۰۰ تا ۶۴۳۵۲

۸۔ چیلانوالہ مائنر از برجی ۹۷۰۰ تا ۱۰۵۳۰۸

۹۔ آلا مائنر از برجی صفر تا ۹۵۰۰

۱۰۔ موجیاں والا مائنر از برجی ۳۲۰۰ تا ۴۱۹۰۰

۱۱۔ متیار سب مائنر از برجی ۵۹۲۲ تا ۱۱۴۸۰

۱۲۔ انہال سنگھ والا مائنر از برجی ۲۸۰۰۰ تا ۳۰۴۵۰

مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء کے دوران ایک نہر بھلوال ڈسٹی بیوٹری از برجی ۴۰۰۰۰ تا ۱۲۲۰۹۰ کو پکا کرنے کا پروگرام ہے۔

جن مائنرز کی ٹیل پر کسی قسم کی فنی خرابی کی بناء پر پانی نہ پہنچ پائے تو بعد از تحقیق اس بات کا پتہ لگایا جاتا ہے کہ مائنر کے کون سے حصے کو پختہ کرنا چاہیئے تاکہ پانی ٹیل تک پہنچ جائے اور متعلقہ حصے کو پختہ کردیا جاتا ہے جبکہ مائنر کے باقی حصے کو فنڈز کی کمی کے باعث پختہ نہیں کیا جاتا۔

MR SPEAEKR: Any supplementary question?

چودھری احمد یار گوندل: پہلے تو میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں؟ کیونکہ وزیر صاحب تو یہاں پر موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جناب محمد شریف ڈوگر صاحب محکمہ آبپاشی کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔

چودھری احمد یار گوندل: مہربانی جی۔ تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ وضاحت فرمائیں گے کہ جن مائنرز کو صفر برجی سے آخر تک پکا کیا گیا ہے لیکن آج تک اس میں پانی کی بوند نہیں گئی۔ تو پانی نہ ہونے کی وجہ سے پبلک کو جو نقصان ہو رہا ہے اور مائنر پکا کرنے کے اوپر جو خرچ آیا ہے وہ متعلقہ افسران اور ٹھیکیداران سے recover کرنے کو تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جی ڈوگر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی: یہ سوال متعلقہ نہیں ہے۔ مائنر کو پکا اس لیے کیا جاتا ہے کہ ٹیلوں پر پانی پہنچایا جائے۔ اگر پھر بھی پانی نہیں پہنچتا تو ہمیں بتائیں۔ ہم موقع دیکھیں گے۔

چودھری احمد یار گوندل: موقع دیکھنے کے لیے کوئی افسر جائے گا یا آپ اپنے ہاؤس سے آدمی بھیجیں گے، کیونکہ بے شمار ایسے مائنر ہیں جن کو پکا کیا گیا لیکن پانی کی بوند تک ان میں نہیں جا رہی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! جیسے انھوں نے کہا ہے، ان کی نشان دہی کر دی جائے تو محکمے کے لوگ اس کا معائنہ کر لیں گے۔

چودھری احمد یار گوندل: جناب سپیکر! یہ سوال سیکرٹریٹ سے ۲۶-۱-۹۴ کو مجھے واپس ملا تھا۔ آج

۹۵-۸-۲۱ ہو گیا ہے۔ ڈیڑھ سال کے بعد جب جواب ملا ہے تو اب مزید اس پہ سوچ لیں گے' دیکھ لیں گے! تو کیا یہ پھر اتنی دیر چلے گا کہ مائنر ملاحظہ اور اس کے خلاف کارروائی تک دس سال ضائع ہو جائیں؟ اگر یہ اس کے متعلق کام کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی فیصلہ کریں۔ میں کل ہی ان کو موقع پر دکھاتا ہوں کہ یہ مائنر ہے۔ جتنی رقم انھوں نے لگائی ان کے پاس ریکارڈ ہو۔ اور پانی کا ایک قطرہ مجھے دکھا دیں کہ اس میں پانی دو سال سے گیا ہے جب سے پکا بنا ہے۔ بلکہ وہ silt up ہو چکا ہے جو لوگوں نے پانی نہ آنے کی وجہ سے بند کر دیے ہیں۔ پہلے اس کے متعلق جواب دیں تو پھر آگے بات بنتی ہے۔ اگر اس کا جواب کوئی نہیں تو پھر سوال کا کوئی فائدہ نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی، آپ کی نشان دہی پر ہم متعلقہ حکام سے کہیں گے کہ وہ موقع دیکھیں اور اسی مسئلے کا حل نکالیں۔ آپ اریگیشن آفس میں تشریف لائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر جناب والا۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ بتایا جائے کہ جو ان کے پاس یو ایس ایڈ پہنچی بیٹھی ہے' کیا یہ جائز ہے کہ ایک پارلیمانی سیکرٹری کی مدد کے لیے جناب ظہیر صاحب یہاں سے اٹھے ہیں اور ان کی مدد کو پہنچ گئے ہیں؟ حالانکہ ظہیر صاحب خود مستعفی ہو چکے ہیں۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ اور ان کی مدد کو پہنچ گئے ہیں! اگر ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بے چارے ہی ہیں تو میرے خیال میں یہ کسی اور کے حوالے کر دیا جائے۔ انھوں نے جو بندر بانٹ کی ہے' پارلیمانی سیکرٹری شپ بانٹی ہیں تو میرا مطلب ہے اس میں سے بندے ہی چن لیتے ناں جی۔ فلاں کو یہ دے دیں' فلاں کو یہ دے دیں۔ ظہیر صاحب ویسے مستعفی ہو چکے ہیں' ان کو بولنے کا حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' وہ بول نہیں رہے وہ مدد کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ تمام ریٹائرڈ لوگ' مستعفی لوگ' میری طرح کے پرانے لوگ نوآموزوں کی مدد کیا کرتے ہیں۔ تو پرانے لوگوں کے تجربے سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔جی۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، چونکہ میرا نام لیا گیا ہے' اس لیے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ کس رول کے تحت ـــــ

جناب انعام اللہ خان نیازی، یہ کس پوائنٹ پر کھڑے ہیں؟

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میں Point of Personal Explanation پر ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ فرمایئے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، نیازی صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا ہوں۔ ہاؤس میں بولنے کے لیے اپنی سیٹ پر رہنے کی پابندی ہے۔

جناب سپیکر، بالکل بجا ہے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، لیکن کسی جگہ بیٹھنے کی تو کوئی پابندی نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، کوئی پابندی نہیں۔ تشریف رکھیں۔ جناب ڈوگر صاحب! جو بات گوندل صاحب نے کہی ہے حقیقتاً وہ توجہ کے لائق ہے۔ جب سوال آتا ہے تو اس کی ایک اہمیت ہوتی ہے۔ محکمے میں جب سوال آتا ہے تو حقیقتاً اسی وقت محکمے کو چوکنا ہو جانا چاہیے اور تمام معاملات جو اس سوال سے تعلق رکھتے ہیں ان کے متعلق اس کو چاہیے کہ وہ آنکھیں کھول کے دیکھ لے کہ ان میں جہاں جہاں غلطی یا گھپلا ہے اس کو ٹھیک کر لیا جائے تاکہ وزیر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب جب اسمبلی میں کھڑے ہو کر جواب دیں تو وہ embarrassed نہ ہوں اور جو وہ assurance دیں وہ ہاؤس کے فلور پر دی ہوئی assurance کے طور پر درست ثابت ہو۔ ایک تو سوالوں کے جواب بڑی دیر سے آتے ہیں جس کا ہم تدارک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور میں نے کئی دفعہ instruct کیا ہے کہ سوالوں کے جواب اتنی دیر سے نہ دیے جائیں اور جب سوال کا جواب بالآخر دیا جائے تو از راہ کرم جو latest پوزیشن ہے وہ بھی بیان کی جائے۔ اس لیے ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہاؤس کے تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے وزیر صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان جب سوالوں کے جواب دیں گے تو وہ تیاری اس حد تک کر کے آئیں گے کہ جو آج کی پوزیشن ہے اس کے بارے میں بھی وہ ہمیں بتا سکیں گے۔ تو جو بات وہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے ہی اتنی دیر سے سوال کا جواب آیا ہے۔ اب آپ کہتے ہیں کہ بھئی، ہمیں بتائیں۔ نہیں کب آپ بتائیں گے کہ جو کچھ انھوں نے عرض کیا اس کا کیا جواب آیا۔ تو میں یہ ایک جنرل بات کر رہا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں انھوں نے ایک اچھا نکتہ اٹھایا ہے۔ از راہ کرم جن معاملات پر وہ توجہ دلا رہے ہیں آپ اپنے محکمے کو ہدایات دیں اور آج کل تو پانی کا قطرہ بہانا بہت ہی آسان ہے۔ کیونکہ آسمان چھاجوں پانی بہا رہا ہے۔ یہ ویسے ہی کہہ رہے ہیں، تلمیحاً، کہ پانی کا قطرہ نہیں۔ میرا خیال ہے کہ پانی تو اس میں بھی بہہ ہی رہا ہو گا۔ تو آپ کے لیے آسانی ہے ان دنوں پانی بہا دینے کی۔ تو کچھ پانی بہا

دیجیے اس علاقے میں بھی جہاں پانی نہیں جاتا۔ مہربانی۔جی،اب آپ سوال کیجیے۔ کچھ کہنا ہے تو۔
چودھری احمد یار گوندل: بالکل،میں تو کہنے کے لیے کھڑا ہوں گھنٹے سے۔
جناب سپیکر: بسم اللہ۔
چودھری احمد یار گوندل: تو یہ انتظار کر رہا تھا کہ آپ کہیں گے کہ اگلا سوال۔ بہرحال آپ نے مہربانی کی ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ یہ میرے دو سوال ہیں۔ ان دونوں سوالوں کو اگلے سیشن پر کر دیں۔ اور متعلقہ وزیر خود جواب دیں۔ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ایک جواب انھوں نے مجھے سوال نمبر ۲۰۸ کے جواب میں دیا تھا کہ یہ ۳۰۔ دسمبر ۱۹۹۵ء تک کام مکمل ہو گا۔ ابھی تک شروع بھی نہیں ہوا۔ ایک دوسرا جواب ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو انھوں نے دیا تھا کہ یہ دسمبر ۱۹۹۴ء تک مکمل ہو جائے گا۔ وہ بھی کام شروع نہیں ہوا۔ تو یہ پھر کسی کو کہیں گے،وہ پھر آگے کہے گا۔ تو میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ اتنا لمبا پروسیجر جو ہے،اگلے tenure کی مجھے کوئی یقین دہانی نہیں،شاید کسی کو ہو۔ تو ان سوالوں کا جواب دینے کے لیے متعلقہ وزیر تک آپ اگلے سیشن میں ان کو رکھ بھی لیں اور جواب بھی وہی دیں۔ کیونکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس پوزیشن میں نہیں ہیں۔ وہ جواب نہیں دے سکے۔
جناب سپیکر: گوندل صاحب! بات یہ ہے کہ جو جواب وزیر صاحب نے آپ کو دے دیا وہ تو ریکارڈ پر ہے کہ انھوں نے یہ جواب دیا۔
چودھری احمد یار گوندل: ہے جی۔
جناب سپیکر: اگر اس پر عمل نہیں ہوا،جب کہ انھوں نے واضح طور پر یہ کہا تھا کہ فلاں تاریخ تک عمل ہو جائے گا۔ آپ ایسا کیجیے کہ اس کارروائی کا حوالہ دے کر،کہ فلاں تاریخ کو انھوں نے یہ جواب دیا تھا اور یہ تاریخ دی تھی،آپ مجھے ایک چٹھی ڈال دیجیے۔ ایک خط لکھ دیجیے۔ اپنی طرف سے مجھے ایک میمورنڈم دے دیجیے۔ میں آپ کی ان باتوں کو Assurance Committee کے حوالے کر دوں گا۔
چودھری احمد یار گوندل: یہ assurance letter بھی میرے پاس ہے جی۔ جو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے گیا تھا۔ وہ بھی میرے پاس ہے۔
جناب سپیکر: آپ اسی کا حوالہ دے کر مجھے وہ بھیج دیجیے۔ میں اس کو Assurance Committee کے سپرد کروں گا۔ چلیے،اگلا سوال کیجیے۔

چودھری احمد یار گوندل، اس کے متعلق تو کچھ پوچھ لوں جی۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری احمد یار گوندل: ابھی تو یہ فیصلہ ہوا ہے کہ آپ اس سوال کو جاری رکھیں اور اُس کے متعلق مجھے تحریر بھیج دیں۔ سوال تو ابھی باقی ہے' شروع بھی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، چلیے' کیجیے۔

چودھری احمد یار گوندل، تو میں متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ وضاحت طلب کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جو مائنر ہے' ان کو دیکھنے کے لیے میرے ساتھ فیصلہ کریں کہ فلاں دن کو' جناب نے فرمایا ہے کہ آج کل تو ہر جگہ پر پانی ہے۔میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آج بھی ان مائنروں میں پانی نہیں ہے جو میں ان کو دکھاؤں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تو اگر جولائی اگست میں پانی نہیں ہے تو پھر کیا وہ جون میں پانی دیں گے۔ جب اتنی رقم بھی خرچ ہو گئی ہے اور وہاں پانی ٹیل پر پہنچانا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ زیرو برجی تک پانی شروع ہی نہیں ہوا اور مائنر مکمل پکا ہے۔ تو اس کے لیے یہ وہاں کب جانے کے لیے تیار ہیں؟ میں ان کو اپنے ساتھ لے جا کر موقع پر دکھاؤں گا کیوں کہ بارشوں کا سیزن گزر جائے گا اور پھر شاید پانی پہنچنا مشکل ہو جائے گا۔میں اب بھی کہتا ہوں کہ پانی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی ، جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ جن مائنرز کی ٹیل پر کسی قسم کی فنی خرابی کی بنا پر پانی نہ پہنچ پائے تو بعد از تحقیق اس بات کا پتا لگایا جاتاہے کہ مائنر کے کون سے حصے کو پختہ کرناچاہیے تاکہ پانی ٹیل تک پہنچ جائے۔ اورمتعلقہ حصے کو پختہ کردیا جاتا ہے۔ جبکہ مائنر کے باقی حصے کو فنڈ کی کمی کے باعث پختہ نہیں کیا جا سکتا۔تو گزارش یہ ہے کہ اگر اس میں کوئی فنی پرابلم ہے تو وہ انشاء اللہ حل ہو جائے گی۔ آپ آج ہی ہم سے مل لیں ہم متعلقہ افسروں سے کہہ دیں گے۔

چودھری احمد یار گوندل، آپ فرما رہے ہیں کہ کون سے حصے کو۔ میں عرض کرر ہا ہوں کہ زیرو سے لے کر آخر تک' اس میں حصے کی کون سی بات ہے۔ میں عرض کررہا ہوں کہ زیرو سے آخر تک پانی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو بات کرنے دیجیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب پہلی مرتبہ اسمبلی میں تشریف لاتے ہیں۔ ذرا انھیں ہدایت فرما دیں کہ سیدھا ممبر سے گفتگو نہ کیا کریں بلکہ آپ کی وساطت سے بات کیا کریں۔

جناب سپیکر: جی بہت اچھا۔ ٹھیک ہے۔ امید ہے جناب ڈوگر صاحب! آپ آئندہ خیال رکھیں گے۔

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب سپیکر! میں محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک سے لے کر بارہ تک بارہ مختلف مائنرز اور راجباہ کو مختلف برجیوں پر پختہ کیا گیا۔ اس پر کل لاگت کیا آئی ہے؟ اور دوسرا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اپر جہلم کینال سسٹم میں واٹرالاؤنس یعنی شرح آب کیا ہے؟ ان مائنرز پر شرح آب کیا ہے؟ Sir, it is relevant question۔

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی: جناب سپیکر! ۔ یہ اعدادوشمار کا معاملہ ہے ۔ یہ علیحدہ سوال کریں ہم انشاء اللہ جواب دیں گے ۔

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب سپیکر! دیکھیں یہ relevant, related question ہے ۔ He has to be prepared for it ۔ بارہ کا ذکر کررہے ہیں ۔ برجیوں کی تفصیل بتا رہے ہیں ۔ میں اس کی لاگت پوچھنا چاہتا ہوں لیکن وہ بتانے سے قاصر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ fresh question چاہیے ۔ these are related questions ان کو prompt کرنے کی ضرورت ہے ۔ اگر یہ بتا نہیں سکتے تو کیا میں اس سے یہ احساس لے کر باہر جاؤں کہ ان کی گرفت اس محکمے پر نہیں ہے؟ اب اس مالی سال میں یہ پختہ کرنے کا پروگرام ہے ۔اوراس کے متعلق وہ کہہ رہے ہیں کہ مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء کے دوران ایک نہر بھلوال ڈسٹری بیوٹری از برجی فلاں تا فلاں پکا کرنے کا پروگرام ہے ۔ جب یہ پروگرام ہے تو اس کے متعلق کچھ working paper تیار ہوا ہوگا ۔ اس کی لاگت اور تخمینہ ہوگا ۔ بارہ پر کام مکمل ہوچکا ہے تو کیا میرا یہ حق نہیں ہے کہ میں پوچھوں کہ لاگت کیا آئی؟ اورپھر گوندل صاحب سے پوچھوں کہ کیا اس پر اتنی خطیر رقم خرچ ہونے کے بعد ہمیں فائدہ کیا حاصل ہوا؟

جناب سپیکر: آپ کا حق ہے ۔ آپ پوچھیں ۔ لیکن ان کا بھی حق ہے کہ وہ جواب دیں ۔ انھوں نے جواب دیا ہے کہ اس وقت ان کے پاس اس کے facts and figures نہیں ہیں ۔ اگر آپ الگ سوال کریں تو آئندہ وہ مہیا کردیں گے ۔

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی: جناب والا! آئندہ اس کا جواب مہیا کردیں گے۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ گوندل صاحب! میرا خیال ہے کہ اب ہم آگے چلیں۔

چودھری احمد یار گوندل: جناب والا! اگے ہی جا رہے ہیں۔ پیچھے تو نہیں جائیں گے۔ آگے ہی جائیں گے۔

جناب سپیکر: بسم اللہ۔ چلیے۔ جی!

چودھری احمد یار گوندل: جناب والا! کیا وہ تاریخ مقرر کرسکتے ہیں کہ کس دن انسپکشن کریں گے تاکہ وہ مائنر بھی دکھائے جائیں کہ جن کو پکا کرنا شروع ہی نہیں کیا' ان میں پانی بھی نہیں آیا۔ ان کو بھی ساتھ دیکھا جاسکے۔ اس کے لیے تاریخ اور ٹائم مقرر کردیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کے لیے میں تاریخ مقرر کرتا ہوں۔ آپ کل ان کے دفتر میں تشریف لے کر جائیں اور یہ انشاء اللہ اسی وقت متعلقہ افسران کو ہدایت کریں گے کہ وہ آپ کے ساتھ وہ تاریخ جو آپ کو آسانی کے ساتھ سوٹ کرتی ہو اس دن وہاں انسپکشن کرلیں۔

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی: جی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: تو کل آپ ان کے دفتر میں تشریف لے جائیں گے۔

چودھری احمد یار گوندل: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ متعلقہ وزیر صاحب نے ان کو ہدایت کی ہے جس کا اب تک جواب نہیں ملا۔ تو آپ کیوں نہیں ایسے کرتے کہ آپ ہاؤس میں ایک کمیٹی بنا دیں خواہ وہ دو ممبران پر مشتمل ہو۔

جناب سپیکر: ہر چیز کی ہاؤس میں کمیٹی نہیں بن سکتی۔

چودھری احمد یار گوندل: جناب والا! کام کرنے کے لیے ہاؤس نے اور کیا کرنا ہے۔ آپ ان کو ٹی اے' ڈی اے نہ دیں۔ آپ کمیٹی بنا کر رپورٹ لے لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیے گوندل صاحب! میں نے آپ کی بات کا اتنا احترام کیا ہے۔۔۔

چودھری احمد یار گوندل: جناب والا! میں کوئی غلط بات نہیں کررہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کل تشریف لے جائیے۔ یہ اسی وقت آپ کے ساتھ متعلقہ افسران کی ڈیوٹی لگائیں گے اور انسپکشن کی تاریخ طے کرلیں گے۔ آپ کیوں ملتوی کرنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی ، جناب والا ! جو بھی تاریخ یہ مناسب سمجھیں گے چیف انجینئر کو ان کے ساتھ بھیج دیں گے ۔

جناب سپیکر : جی ہاں ۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا ! آپ ان کو کافی سپورٹ کررہے ہیں ۔

جناب سپیکر ، آپ تسلی رکھیے ۔ طے ہو گیا ۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا ! تسلی تو مجھے ہر وقت رہتی ہے ۔ کچھ بھی نہیں ہو گا ۔ یہ مجھے تسلی ہے کہ جو بھی کام ہو گا زبانی ہو گا ۔ عملی کچھ نہیں ہو گا ۔ اس کی تسلی پہلے دو دفعہ اسی ہاؤس میں دو وزراء صاحبان نے مجھے دی اور مجھے دفتر میں call کیا ۔ میں سارا دن چکر لگاتا رہا ۔ لیکن جواب ملتا کہ پتا نہیں کہاں ہیں ۔ آ جائیں گے ۔ آجائیں گے ۔ یہ جب ہاؤس سے باہر جائیں گے تو پھر مجھے بھی پتا نہیں چلے گا ۔ آپ بھی اس چیز کا شور ڈالتے رہتے ہیں کہ آئیں تو پھر میں کیا کروں گا ۔

میاں فضل حق ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : نہیں ۔ آپ اطمینان رکھیے ۔ نہ امید نہ ہوں ۔ میاں فضل حق صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی ، جناب سپیکر ! آپ ہی تاریخ مقرر کردیں ۔ انشاء اللہ چیف انجینئر کو پابند کر دیں گے ۔

جناب سپیکر : میں نے تو کہا ہے کہ آپ کل تشریف لے جائیں ۔ کل ہی انسپکشن کے لیے متعلقہ چیف انجینئر کی ڈیوٹی لگا دیں گے ۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا ! مجھے تو پتا نہیں کہ ان کا دفتر کہاں ہے ۔ عین ممکن ہے کہ وہ کہیں اس جگہ پر بتا دیں کہ میں سارا دن تلاش کرتا رہوں ۔

جناب سپیکر ، نہیں نہیں ۔ آپ تشریف لے جائیں ۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا ! آپ کا ادھر چیمبر اور دفتر ہے ۔

جناب سپیکر ، اسی بہانے آپ کو دفتر کا بھی پتا چل جائے گا ۔ آپ کی معلومات میں اضافہ ہوجائے گا ۔ آپ کو پتا چل جائے کہ لاہور میں محکمہ آبپاشی کا دفتر کہاں ہے ۔ آپ اپنی معلومات میں اضافہ کیوں نہیں کرتے ؟

چودھری احمد یار گوندل : جناب سپیکر! یہ سارا زراعت کا مسئلہ ہے اور آپ اس سے ٹال مٹول کر رہے ہیں۔

ملک سلیم اقبال : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

ملک سلیم اقبال : جناب والا! آپ فرما رہے تھے کہ معلومات حاصل ہوجائیں گی۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ساری معلومات تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو حاصل کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر : انشاء اللہ ان کی معلومات میں باقاعدہ اس وقت بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

خواجہ ریاض محمود : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی!

خواجہ ریاض محمود : جناب والا! آپ کی وساطت سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ آبپاشی کے سیکرٹری صاحب یا چیف انجینئر صاحب آفیسرز گیلری میں تشریف لائے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر : جی تشریف رکھتے ہیں۔

رانا محمد اقبال خاں : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : رانا صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سنیے۔

رانا محمد اقبال خاں : جناب سپیکر! خواجہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ بتایا جائے کہ آیا محکمہ انہار کے سیکرٹری صاحب یہاں تشریف فرما ہیں؟ تو ان کا جواب مثبت آیا۔ لیکن مجھے افسوس ہے----

جناب سپیکر : یہ روایت نہیں ہے۔

رانا محمد اقبال خان : جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ محکمے کی طرف سے جس پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہاں جواب دیا ہے کیا یہ دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ وہی سیکرٹری اریگیشن ہیں۔

جناب سپیکر : جی!

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی : جناب سپیکر! ان کی طرف سے نمائندہ آیا ہے۔

جناب سپیکر : گوندل صاحب! آپ کا کوئی اورضمنی سوال ہے؟ آگے چلیے۔ دوسرا سوال بھی آپ کا

ہے۔

چودھری احمد یار گوندل : جناب والا! میرے خیال میں دوسرا سوال ہی شروع کریں۔ آپ ان کو سوال کا جواب تو دینے ہی نہیں دیتے۔ پھر میں دوسرا سوال ہی شروع کرلیتا ہوں۔

جناب سپیکر : نہیں۔ دراصل آپ کی تسلی مشکل سے ہوتی ہے۔ جواب تو آپ کی حمایت میں دیا گیا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل: جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ کاغذی کارروائی کے ساتھ عملی طور پر بھی کچھ ہوجائے۔

جناب سپیکر : سوال نمبر ۶۵۶ بھی گوندل صاحب کا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل: جی' سوال نمبر 656

منڈی بہاؤالدین کو علیحدہ ڈویژن کا درجہ دینا

*656۔ **چودھری احمد یار گوندل**: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین اور ضلع گجرات میں نہروں کی لمبائی کتنی کتنی ہے اور ان کا کنٹرول کس کس ڈویژن کے پاس ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ۱۹۶۸ء میں منڈی بہاؤالدین ایک ڈویژن بنائی گئی تھی جسے ۱۹۸۹ء میں ختم کرکے دوبارہ گجرات ڈویژن میں شامل کردیا گیا اگر ہاں تو اس کی کیا وجہ تھی۔

(ج) اب جبکہ منڈی بہاؤالدین کو ضلع کا درجہ دے دیا گیا ہے تو کیا حکومت منڈی بہاؤالدین کو علیحدہ ڈویژن بنانے کو تیار ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

سید سجاد حیدر کرمانی : جناب والا! It should be taken as read اس سے ٹائم بچے گا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : ایک سیکنڈ ذرا کرمانی صاحب کی بات سن لی جائے۔ جی فرمائیے۔

سید سجاد حیدر کرمانی : جناب سپیکر! میری استدعا یہ ہے کہ اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔ تاکہ ہم ان سے ضمنی سوالات پوچھ سکیں۔ وقفہ سوالات تو سارا ایک ہی گھنٹہ ہے۔

جناب سپیکر ۔ چھوٹا سا جواب ہے ۔ کوئی بات نہیں ہے ۔ جی آپ پڑھیے ۔

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی(جناب محمد شریف ڈوگر)۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین کے علاقہ کو گجرات برانچ اور اس سے نکلنے والی چھوٹی نہریں سیراب کرتی ہیں۔ ان نہروں کی کل لمبائی ۵۶۳.۵۵ میل ہے اور یہ گجرات اریگیشن ڈویژن (یو جے سی) کے زیر اہتمام ہیں۔ ضلع گجرات کو نہر اپرجہلم اور اس کی ذیلی شاخیں سیراب کرتی ہیں۔ نہر اپر جہلم برجی ۲۲۵ تا ۴۴۰(۴۳ میل) جہلم ڈویژن (یو جے سی)کے زیر اہتمام ہے جبکہ اس نہر سے نکلنے والی ذیلی شاخیں جن کی کل لمبائی ۱۰۲.۷۹ میل ہے گجرات ڈویژن کے زیر اہتمام ہیں۔

(ب) یہ درست ہے منڈی بہاؤالدین ڈویژن کو محکمانہ تنظیم نو کے تحت ختم کیا گیا ۔یہ اقدام بچت کے پیش نظر کیا گیا۔

(ج) منڈی بہاؤالدین کو علیحدہ ڈویژن بنانے کی تجویز زیر غور ہے ۔تاہم محکمہ انہار کی ڈویژنز ضلع وار نہیں کھولی جاتیں بلکہ نہری نظام کی لمبائی اور اس سے آبپاشی ہونے والے رقبہ کی مقدار کو مدنظر رکھ کر کھولی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر ۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری احمد یار گوندل ۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ پہلے یہ ڈویژن منڈی بہاؤالدین میں بنائی گئی تھی۔ پھر دوبارہ توڑی گئی جس طرح انھوں نے فرمایا ہے۔ انھوں نے جواب دیا ہے کہ 1989ء میں توڑی تھی۔ لیکن ان کی تصحیح کے لیے میں عرض کروں کہ یہ 1984ء میں ختم کی گئی تھی۔ تو اب جب زیر تجویز ہے تو اس کو کب تک بنا دیا جائے گا؟ تاکہ مزید سوالوں کی گنجائش نہ رہے۔

جناب سپیکر ۔ جناب ڈوگر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی ۔ جناب سپیکر! یہ ان کا سوال ، ضمنی سوال ہے اور یہ اعداد و شمار کی بات ہے۔ میں انشاء اللہ سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ ان کے جواب کی تسلی کروا دیں۔

جناب سپیکر ۔ جی ۔

چودھری احمد یار گوندل ، چلو ۔ وہ ہر بات آگے ہی کہیں گے تو پھر کچھ نہ کچھ اور پوچھتے ہیں۔ تو کیا آپ وضاحت فرمائیں گے کہ منڈی بہاؤالدین ڈسٹرکٹ میں کتنی سب ڈویژن ہیں اور گجرات ڈسٹرکٹ میں کتنی سب ڈویژن ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی ، جناب سپیکر! یہ تمام اعداد و شمار ہم ساتھ لے کر کے نہیں آئے۔ (قہقہے)

میاں فضل حق ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

میاں فضل حق ، جناب والا! ظہیر صاحب نے ان کو جو اعداد و شمار کے کہنے کی گائیڈ لائن دی ہے۔ اب سب ڈویژن اور ڈویژن کے متعلق جو بات ہو رہی ہے اس کو بھی وہ اعداد و شمار میں لے گئے ہیں۔ یہ تو اتنا سادہ سا سوال ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کے جواب کا ان کو پتا ہونا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر ، جی ڈوگر صاحب ، گزارش یہ ہے کہ یہ جو سوالات اسمبلی میں آتے ہیں۔ اسمبلی کے سپیکر کے طور پر مجھے اندازہ ہے کہ ایک ایک سوال کے جواب کی تیاری پر کتنا کتنا وقت اور کتنا کتنا خرچ اٹھتا ہے۔ تو یقیناً اس کے لیے ایک مناسب تیاری کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ پارلیمانی سیکرٹریوں کے لیے ایک موقع ہوتا ہے اور سنہری موقع ہوتا ہے جب وزیر نہیں ہوتے تو وہ وقت ہوتا ہے محکمے سے پوری طرح متعارف ہونے کا، محکموں کے افسروں پر اپنی شخصیت کا اثر ڈالنے کا اور محکمے کے بارے میں زیادہ تر معلومات حاصل کرنے کا۔ تو میں آپ کے حوالے سے آپ کو ہی نہیں سارے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی پرفارمنس ظاہر کرنے کا یہی تو موقع ہوتا ہے۔ تو اس موقع پر پوری طرح سے تیاری کر کے آنا چاہیے بلکہ میں اب خطرناک بات کہنا چاہتا ہوں بلکہ ہاؤس میں ایسا اچھا اثر ڈالنا چاہیے کہ لوگ کہیں کہ اصل میں وزیر تو ان کو ہونا چاہیے تھا۔

معزز ممبران حزب اختلاف ، ماشاء اللہ ، ماشاء اللہ

میاں فضل حق ، جناب سپیکر! اب آپ ان کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جناب سپیکر ، میں ان کے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ وہ کوشش کر رہے ہیں اور اپنی معلومات کے مطابق بہت اچھے طریقے سے ، ثابت قدمی سے اور اعتماد کے ساتھ ہر بات پر وہ کھڑے ہو کر جواب

دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اور بھی اچھا ہوتا کہ اگر جوابات میں substance کی مقدار زیادہ ہوتی۔

(قہقہے)

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! جس موقع کو آپ ان کے لیے سنہری موقع قرار دے رہے ہیں وہ اس وقت ان کے لیے نہایت عذاب کا موقع ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر ، نہیں ۔ نہیں۔ آپ تشریف رکھیے۔

جناب شاہد ریاض ستی ، پوائنٹ آف آرڈر ـــ

جناب سپیکر ، جی ستی صاحب ' آپ فرمائیے۔

جناب شاہد ریاض ستی ، جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس سے یہ بات کہوں گا کہ ہم لوگ لوگوں کے مسائل لے کر یہاں آتے ہیں اور سوالات کا وقفہ جو ہے یہ ایک نہایت اہم وقفہ ہوتا ہے جس میں ہم لوگوں کے مسائل بیان کرتے ہیں اور کچھ حکومت سے وعدے لیتے ہیں۔ تو کل کی طرح اور آج جو ہو رہا ہے۔ کل میرے کچھ سوالات دیے گئے تھے جن کے پانچ ماہ کے بعد آج تک محکمانہ جوابات موصول نہیں ہوئے اور آج یہاں جس تیاری سے جواب دیے جا رہے ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس طرح ہم لوگ یہاں آ کر عوام کے کیا سوالات کریں گے اور ان کے مسائل کس طرح حل کریں گے اگر حکومت کا یہی رویہ رہا۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیے۔

جناب شاہد ریاض ستی ، جناب ! میری آپ سے التماس ہے کہ آپ اس کے اوپر رولنگ دیں۔ متعلقہ محکموں اور متعلقہ وزراء سے کہیں کہ براہ مہربانی وہ پوری تیاری سے آیا کریں اور سوالات کے جوابات دیا کریں۔

جناب سپیکر ، جی آپ کے ارشاد سے پہلے ہی میں نے گزارش کی ہے۔ آپ تسلی رکھیں ۔ امید ہے اس کا بہتر اثر ہو گا۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پر ہوں۔

جناب سپیکر ، جی کرمانی صاحب۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، جناب سپیکر! آپ کو زحمت کرنی ہو گی۔ اس سوال کے جواب حصہ (ج) کے

آخری فقرہ پر میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب رقمطراز ہیں کہ" نہری نظام کی لمبائی اور اس سے آبپاش ہونے والے رقبہ کی مقدار کو مدنظر رکھ کر ایک ڈویژن کھولی جاتی ہے"۔ اب مجھے یہ جواب تو تیار مل جائے گا۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں آخر جزو (ج) کی تیاری میں بھی کچھ وقت صرف ہوا ہو گا۔ سوال یہ ہے کہ آبپاشی کے لیے' ایک ڈویژن نظام کے لیے' ایک ڈویژن کے قیام کے لیے کم از کم کتنی لمبائی اور کتنا رقبہ درکار ہوتا ہے؟

جناب سپیکر : جناب ڈوگر صاحب' آپ جواب دینا پسند کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی : جناب سپیکر! میں ان کا سوال سمجھا نہیں۔ ذرا repeat کر دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : انھیں جواب معلوم نہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب! موہل صاحب کو بلائیں اور ان کی ٹریننگ کرائیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی : جناب سپیکر! جب یہ سوال تیار کیا گیا تو انھوں نے اس کا جواب یہ دے دیا کہ نہری نظام ایک ڈویژن ہے۔ ایریگیشن ڈویژن کے قیام کے لیے وہ کہتے ہیں کہ ایک حد تک نہروں کی لمبائی اور ایک رقبہ درکار ہو گا تو اس کے تابع ایک ایریگیشن ڈویژن قائم ہو گی۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہ فرما رہے ہیں تو مجھے یہ بھی بتا دیں کہ length یا لمبائی اور تو میرے پاس لفظ ہے نہیں' کم از کم کس حد تک درکار ہے؟ کتنی برجیاں چاہیئں یا کتنے میل لمبائی چاہیے؟ دوسرا یہ کہ کتنا رقبہ درکار ہے۔ جو چک بندی کے اندر آئے گا وہ کس حد تک ہو گا؟

جناب سپیکر : آپ کا سوال تو واضح ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ان کے پاس اس کی معلومات نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی : جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے لیے میرے پاس مواد نہیں ہے۔ یہ مجھے وقت دیں۔ میں انشاء اللہ ان کے کوائف پورے کر دوں گا اور یہاں سارے پوائنٹس لے آؤں گا۔

جناب سپیکر : جی' اس وقت ان کے پاس معلومات نہیں ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر پارلیمانی سیکرٹریوں کا یہ حال ہے

تو میں پھر علامتی واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر : آگے چلیں؟

چودھری شوکت داؤد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد : جناب سپیکر! یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا دیانتداری سے یہ بتائیں گے کہ انھوں نے اس کے جوابات پڑھے ہیں اور محکمے نے ان کو بریفنگ دی ہے۔ کیونکہ میں اس لیے بھی پریشان ہوں کہ اس کے آگے میرے اور میاں امتیاز صاحب کے ضلع کے دو سوالات آرہے ہیں جس میں محکمانہ کرپشن involve ہے۔ ہم اس پر discuss کرنا چاہتے ہیں۔ اگر انھوں نے تیاری نہیں کی تو انھیں کسی اور وقت کے لیے اٹھا رکھیں ورنہ وہ پھر lapse ہو جائیں گے یا ٹائم ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر : آپ فکر نہ کریں۔ موقع آنے دیں۔

چودھری شوکت داؤد : انھوں نے تیاری نہیں کی۔ پڑھا تک نہیں ہے۔ تو یہ تو مذاق اڑانے والی بات ہے۔

جناب سپیکر : نہیں۔ نہیں۔

چودھری شوکت داؤد : آپ ان سے پوچھیں کہ انھوں نے محکمے سے بریفنگ لی ہے؟

جناب سپیکر : ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ ابھی پتا چل جائے گا۔ آپ موقع تو دیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر : جناب والا! آپ فرما رہے ہیں کہ پتہ چل جائے گا تو میں جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ابھی اور کچھ پتہ چلنا ہے۔

جناب سپیکر : جی کچھ پتہ چلا ہے کچھ اور پتہ چل جائے گا۔۔۔۔جی گوندل صاحب فرمائیے۔

چودھری احمد یار گوندل : کیا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ منڈی بہاؤالدین ۶۸-۹-۱ میں ڈویژن بنا تھا اور اسے ۸۴-۹-۱ میں ختم کر دیا گیا۔ اس کی کیا وجوہات تھیں؟

جناب سپیکر : وجوہات تو انھوں نے بتائی تھیں کہ یہ بجٹ کی خاطر کیا گیا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب والا! یہ اپنے جواب میں بتا رہے ہیں کہ منڈی ڈسٹرکٹ میں ۵۶۳ میل کا علاقہ آتا ہے اور گجرات ڈسٹرکٹ میں ۱۲۵ میل کا علاقہ ہے ۔ اسی جواب میں انہوں نے ایک رپورٹ دی ہے اور لکھا ہوا ہے کہ گجرات سے احسن حیل سو میل دور ہے ۔ تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ کیا جیپ پر ۲۰ یا ۲۵ میل روزانہ جانے سے کم خرچ ہو گا یا دو سو میل کا روزانہ سفر کرنے پر کم خرچ ہو گا ۔ کیا وہ بچت ہے یا یہ بچت ہے ۔

دوسرے جناب والا! جو خرچ کیا جاتا ہے کیا اس سے عوام کی سہولت کو مد نظر رکھا جاتا ہے یا نہیں رکھا جاتا۔ اگر رکھا جاتا ہے تو منڈی بہاؤالدین کا علاقہ ۵۶۳ میل کا ہے اور ۱۲۵ میل گجرات ڈسٹرکٹ میں ہے تو کیا وجہ ہے کہ منڈی بہاؤالدین میں اس ہیڈ کوارٹر کو ختم کیا گیا ہے اور یہ ہیڈ کوارٹر گجرات بھیجا گیا ہے۔ یہ کب تک منڈی بہاؤالدین کو ڈویژن بنائیں گے؟

جناب سپیکر ، جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی، جناب سپیکر! میں دو تین دن سے بیمار تھا اور میں سوالوں کی تیاری نہیں کر سکا ۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آئندہ اجلاس کے لیے ان سوالوں کو رکھ لیجیے ۔

جناب سپیکر ، میں نے جو صورتحال کا اندازہ لگایا ہے اس میں محترم شریف ذوگر صاحب نے ازراہ کرم خود admit کیا ہے کہ وہ اس کی تیاری نہیں کر سکے۔ میرے خیال کے مطابق یہ زیادہ بہتر ہے ہم ان تمام سوالات کو pend کر دیتے ہیں۔ جب یہ تیاری کر لیں گے یا متعلقہ وزیر صاحب تشریف لے آئیں گے تو یہ سوالات دوبارہ آ جائیں گے۔

چودھری محمد ریاض، جناب والا! میری گزارش ہے کہ آج جو قوم کا نقصان ہوا اس کا جرمانہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب دیں گے یا پھر منسٹر صاحب دیں گے جو اس وقت امریکہ میں سیر کر رہے ہیں اور بیچارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو کچھ پتہ نہیں ہے۔ جناب والا! نہ محکمہ لفٹ کرواتا ہے نہ وزیر صاحب لفٹ کرواتے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو سیر کے منہ میں ڈال دیا ہے ۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ آج تو ان کی سچائی اور صداقت پر ہی اکتفا کر لیں۔ فی الحال جرمانہ نہ کریں ۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! منسٹر صاحب تو علاج کے سلسلہ میں امریکہ میں

ہیں اس لیے ان کا نمائندہ آج اسمبلی میں ان کی نمائندگی کر رہا ہے ۔

جناب والا! کیا میں یہ پوچھ سکتا کہ سیکرٹری صاحب اگر لاہور میں ہیں کیا اسمبلی سے زیادہ ضروری ان کی میٹنگ ہو سکتی ہے یا ان کی مصروفیت ہو سکتی ہے ان کا نمائندہ خود بھی آج یہاں تشریف نہیں لایا۔

جناب سپیکر، جناب ڈوگر صاحب ۔ آپ اس بات کا بھی اہتمام کریں۔ میں تمام وزراء صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان سے خاص طور پر سپیکر کے طور پر یہ سختی کے ساتھ تاکید کرتا ہوں کہ جن محکموں کے سوالات ہوں ان محکموں کے سیکرٹری صاحبان یہاں موجود ہوا کریں highest level پر یہاں محکمہ موجود ہونا چاہیے۔ کسی ناگزیر وجہ سے اگر کوئی ایسی استثنیٰ ہوا اگر کوئی exception ہو تو ہو otherwise as a matter of principle, as a matter of rule محکمے کے ہیڈ کو سوالات والے دن یہاں اسمبلی میں موجود ہونا چاہیے ۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میں جو عرض کرنا چاہتا تھا وہ جناب نے ابھی ارشاد فرما دیا ہے۔ یہاں پر وزیر صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بریفنگ کی ضرورت ہوتی ہے آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ محکموں کے افسران بریفنگ کرانے میں کتنی دلچسپی لیتے ہیں۔ آج کا محکمہ خاص طور پر سرزنش کا طلبگار ہے لیکن آپ ان کو ہدایت فرمائیے گا کیونکہ آج کوئی نہیں ہے اور ان کے بارے میں کوئی نہ کوئی instruction یا ریمارکس پاس کریں تاکہ دوسرے محکموں کے افسران اس سے کوئی نہ کوئی عبرت پکڑیں ۔ یہ ہر بات کو lightly لیتے ہیں اور سمجھا جاتا ہے کہ ان کی نا اہلیوں کو وزراء صاحبان یا پارلیمانی سیکرٹری صاحبان cover کریں گے جس کے کہ ہم پابند نہیں ہیں اور اگر آئندہ یہ properly briefing نہیں کریں گے تو ان کا exposure کیا جائے گا ۔ کرمانی صاحب نے بہت relevant questions کیے ہیں جن کے بارے میں ان کا جواب تیار ہونا چاہیے تھا لیکن بالکل bother نہیں کیا گیا ۔ جب منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری کو کوئی feed نہیں کرے گا تو کیا کیا جائے گا۔ آج جناب نے بہت بجا فرمایا۔ میں آپ کا مشکور ہوں لیکن اس کی پیروی کے لیے میں یہ استدعا کروں گا کہ آپ نے آج جو ارشاد فرمایا اس پر آپ نگاہ رکھیے گا اور جو نہیں آئے گا اور جو properly feed نہیں کرے گا اس کا آپ نوٹس لیں ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔۔۔۔ جناب سعید شرقپوری صاحب ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! بیشمار سوالات کے بعد شریف ڈوگر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں بیمار ہوں ۔ رائے صاحب پر اگر الزام لگایا جائے تو آدمی جیل میں چلا جاتا ہے اور جو اللہ پر الزام لگائے---- بیمار تو اللہ کرتا ہے ۔ جناب والا! میرا موقف یہ ہے کہ اگر یہ بیمار تھے تو یہ شروع میں کہتے اور جناب والا! یہ بات سچ ہے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے کہ میں بیمار ہوں اور انہوں نے جو اللہ پر الزام لگایا ہے ان کو اس عہدے سے ختم کیا جائے اور یہ تیاری بھی نہیں کرتے اور یہ بالکل عیش و عشرت میں ہیں یہ میں دل سے کہتا ہوں یہ شریف ڈوگر کے بس کی بات نہیں ہے یہ enjoy کرتے ہیں یہ پڑھتے نہیں ہیں اور انہوں نے اللہ پر الزام بھی لگایا ہے انہوں نے جھوٹ بھی بولا ہے آپ پارلیمانی سیکرٹری کو بدلیں اور ابھی فیصلہ کریں یا آپ خود بن جائیں۔

جناب سپیکر، مہربانی ۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! میں ایک وضاحت چاہتا ہوں کہ اللہ کریم کی ذات پر الزام کا لفظ خلاف ادب ہے۔ لہذا میاں صاحب نے جو اللہ کریم کی ذات پر الزام کے لفظ فرمائے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے کیونکہ اللہ پر الزام ہمارے ایمانی تقاضے کے مطابق نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ میاں صاحب کو بھی سمجھائیں ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب والا! مجھ سے غلطی ہو گئی ہو گی لیکن بیمار اللہ ہی کرتا ہے۔ بیمار شیطان تو نہیں کرتا۔ اگر صحت ہو اور کہا جائے کہ میں بیمار ہوں تو یہ کفران نعمت ہے اگر ایک آدمی ٹھیک ہو اور وہ کہے کہ میں اندھا ہوں تو پھر یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی بن جاتی ہے اللہ نے اسے آنکھیں دی ہیں اور وہ اسے انکار کرے اور کفران نعمت کرے جناب والا صحت ایک نعمت ہے ۔

جناب سپیکر ، اب آپ اس بحث میں نہ پڑیں--- جی رانا صاحب ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! آج کے سوالات جس محکمے سے متعلقہ ہیں مجھے افسوس ہے کہ اس محکمہ کے وزیر صاحب بھی بیمار ہیں۔ اس محکمے کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی بیمار ہیں اور جناب والا! افسوس کی بات یہ ہے کہ ذمہ دار سیکرٹری صاحب نے ان کو بریف تک نہیں کیا ۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس ہاؤس کی طرف سے کچھ ایسی کارروائی عمل میں لائی جائے--- جناب والا! یہ ہمارے بھائی ہیں ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ انہوں نے کیا جواب دینا ہے کیونکہ ان کی محکمہ پر کسی قسم کی کوئی گرفت نہیں

ہے۔ اس کی کئی ایک وجوہات ہیں ۔ میں اپنے دوست کو یہی کہوں گا کہ ان کو اپنے ضلع کے متعلق بھی نہیں پتہ کہ ان کے ضلع میں کیا کچھ ہو رہا ہے اور وہ اس محکمے کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ جناب والا! آج کی ان کی یہ بات سن کر مجھے بہت افسوس ہوا ہے کہ جواب تیار نہیں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری منسٹر سے زیادہ informative ہوتا ہے اور اس کو ہونا بھی چاہیے کیونکہ وہ جوابدہ ہے۔۔۔ میں خدا نخواستہ کسی بات پر بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ اللہ کے فضل و کرم سے اگر کہیں موقع ملا تو کوئی بہتر کارکردگی کر کے دکھائیں گے اور آپ کی ان تمام باتوں کو ہم نے ہی صاف کرنا ہے ۔ آپ کے تمام دھونے ہم نے ہی دھونے ہیں۔ آپ تو اس قابل ہی نہیں ہیں کہ آپ پر اعتماد کیا جائے ۔ آپ کو پارلیمانی سیکرٹری بنایا جائے یا منسٹر بنایا جائے ۔

جناب سپیکر ، ربانی صاحب ' آپ نے حسن طلب نوٹ فرمائی ۔ رانا صاحب آپ سے کیا چاہ رہے ہیں۔ آپ انھیں خدمت کا موقع دیں۔ آپ ان کا کوئی خیال کریں۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جی کھوسہ صاحب !

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، حکومت کا ایک تقاضا بھی ہے اور روایت بھی رہی ہے کہ جب کوئی وزیر ایک معینہ مدت سے زیادہ مدت کے لیے ملک سے باہر جائیں یا صوبے سے باہر جائیں تو ان کا portfolio کسی اور وزیر کے سپرد کر دیا جاتا ہے ۔ اخبارات کے حوالے سے سنا ہے کہ وزیر آبپاشی کافی عرصہ سے علالت کے سلسلہ میں باہر گئے ہوئے ہیں ۔ تو خاص طور پر جب پارلیمانی سیکرٹری پہلی مرتبہ منتخب ہو کر آئے ہیں ان کا تجربہ بھی نہیں ہے تو کیا یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں تھی کہ کسی اور وزیر کے سپرد محکمہ کر دیا جاتا تاکہ وہ ذمہ داری سے جواب دے سکتے ۔

جناب سپیکر ، در اصل محکمہ تو مخدوم الطاف احمد صاحب کے سپرد کیا گیا ہے ۔ وزیر آبپاشی کی عدم موجودگی میں ان کی ذمہ داری تھی ۔بہرحال جوابات کے لیے ڈوگر صاحب کی تیاری کروائی گئی ہو گی ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پارلیمانی سیکرٹری جوابات دینے کے مجاز ہیں لیکن چونکہ وہ نئے ہیں اور ان کو تجربہ نہیں ہے اور سوالات ٹیکنیکل قسم کے ہیں ۔ ان کے جوابات ٹیکنیکل زبان میں ہی آنا چاہیے ۔

جناب سپیکر ، اسی لیے میں نے انہیں موخر کر دیا ہے ۔ اب جب سارے سوالات موخر ہو گئے ہیں تو اب اس پر بحث کا ہے کو کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آگے بڑھتے ہیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب اس اسمبلی کو منتخب ہوئے تقریباً دو سال ہو چلے ہیں ۔ اس دو سال کے عرصہ میں ہم اس ایوان میں کافی دیر سے اللہ کے فضل سے

آ رہے ہیں لیکن اس دو سال میں جو روایات قائم کی جا رہی ہیں وہ ہمارے پورے ایوان کے لیے قابل شرم ہیں۔ اب یہ جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں اور میرے ایک محسن نے یہ کہا ہے کہ ان کو ڈکٹیٹ نہیں کرایا گیا۔ سیکرٹری نے ان کو کچھ بتایا نہیں۔ اپنی نالائقی دوسروں کے سر تھوپ رہے ہیں۔ یہ سیکرٹری کا کیا گناہ ہے ۔جب پارلیمانی سیکرٹری اور منسٹر کے کہنے میں سیکرٹری اور اس کا عملہ نہیں ہے۔ وہ ان کو تیاری نہیں کراتا تو ان کو کوئی حق نہیں ہے کہ یہ پارلیمانی سیکرٹری رہیں یا منسٹر رہیں۔ اب یہ تیاری کر کے نہیں آئے ۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ پہلے بھی ایک دن پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر یہ بات کہی تھی کہ مجھے تو آج پتا ہی نہیں کہ ہمارے سوال جواب ہیں۔ یہ ایوان کے ساتھ کتنی زیادتی ہے کہ ایک پارلیمانی سیکرٹری کو پتا ہی نہ ہو ۔ آج یہ تشریف لائے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ مجھے تیاری ہی نہیں کروائی گئی ۔ ہم ان مراحل سے گزرے ہیں۔ میں خود تین دفعہ پارلیمانی سیکرٹری رہا ہوں۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ آٹھ آٹھ دن پہلے محکمے والے تیاری کرانے آ جاتے ہیں۔ ان کو اتنا پتہ تک نہیں۔ میں آخر میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ آپ نے سوالات مؤخر کر دیے ہیں ۔ میری یہ گزارش ہے کہ اتنی دیر تک جب تک یہ سوالات مؤخر ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب انٰ کے جوابات نہیں دیتے عوام کے خون پسینے سے جو مراعات ان کو دی گئی ہیں وہ بھی معطل کر دی جائیں ۔ ان سے گاڑی اور سٹینو واپس لے لیا جائے تاکہ یہ تیاری کر کے آئیں تو پھر ان کو یہ مراعات بھی دی جائیں تو بہتر ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی باتیں ہوئی ہیں وہ کافی ہیں ۔ ایک حد سے آگے جانا مناسب نہیں ہے ۔ انھوں نے اعتراف کیا ہے ۔ یہ ان کی بہادری اور شرافت ہے ۔ میں نے اس کا فیصلہ یہ کیا ہے کہ تمام سوالات کو مؤخر کر دیا ہے ۔ اب یہ کارروائی اپنی جگہ کافی ہے۔

امتیاز صاحب! آپ سے بھی پہلے چودھری اعجاز صاحب کھڑے تھے ۔ ذرا انھیں موقع دے دیں۔

چودھری اعجاز احمد ، جناب والا! میرا بھی ایک سوال تھا۔ سیلاب کی وجہ سے میرے حلقے میں ایک بھمبر نالے کی وجہ سے بڑی تباہی ہو چکی ہے ۔ دو کروڑ 58 لاکھ روپے کی رقم کے بارے میں میرا سوال تھا۔ 30۔ جون تک وہ کام مکمل ہونا تھا۔ لوگ بے چارے وہاں پریشان ہیں اور منسٹر صاحب' سیکرٹری' پارلیمانی سیکرٹری صاحب خصوصاً اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بھی افسر یہاں پر موجود نہیں ہے ۔ آپ براہ

مہربانی ہمیں بتائیں کہ ہم عوام کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔ 30 کو وہ پراجیکٹ مکمل ہونا تھا۔ اس کا سوال اب یہ آیا کہ وہ اکتوبر میں مکمل ہو گا۔ سیلاب کی وجہ سے لوگ زبردست پریشان ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں۔ ہمارے حلقے کے ڈپٹی کمشنر، کمشنر صاحب اور انتظامیہ صرف جیپوں پہ بیٹھ کر صرف تصویریں بنوانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور آپ نے صرف ان کو وارننگ دی ہے اس سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: اس کا دوسرا حل یہی ہے کہ آپ اس سلسلہ میں اگر کوئی ایمرجنسی ہے تو از راہ کرم آپ آج ہی یا اس اجلاس کے دوران یا اجلاس کے بعد لابی میں کہیں ڈوگر صاحب سے مل لیں اور ڈوگر صاحب اس پر جو فوری کارروائی ہے وہ محکمانہ طور پر کرنے کا اہتمام کریں۔

چودھری اعجاز احمد: جناب والا! میرے خیال میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب پر یہ محکمہ حاوی ہے۔ براہ مہربانی کسی اور آدمی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر: آپ موقع دیں۔ ایسا نہ کریں۔ آپ انہیں ملیں انشاء اللہ معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ جی امتیاز صاحب۔

میاں امتیاز احمد: شکریہ جناب سپیکر! میرا ایک سوال تھا۔ یہ کافی دیر سے میں نے دیا ہوا ہے۔ اور اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ یہ یقین دہانی کرائی جائے کہ آئندہ سیشن میں جب وقفہ سوالات آئے تو اس کا جواب آ جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات درست ہے۔ آپ اس سلسلے میں ہمارے سیکرٹری اسمبلی سے مل لیجیے گا۔ ہم اس کا ریمائنڈر انہیں بھجوا دیں گے۔ بلکہ جیسے میں نے یہاں خاص طور پر کہا ہے کہ جب جوابات آئیں تو وہ تازہ ترین صورت حال کو incorporate کر کے آئیں۔ اس لیے اگر ان کو دوبارہ مؤخر کیا گیا ہے تو ان جوابات کو تازہ ترین صورت حال کے تحت آنا چاہیے۔ اور جو جوابات نہیں آئے ان کو بھی حاصل کر کے جوابات میں شامل کرنا چاہیے۔ یہ بات ریکارڈ پہ آ گئی ہے۔ امید ہے کہ ڈوگر صاحب نے توجہ سے سنی ہو گی اور جو متعلقہ محکمے کے لوگ ہیں انھوں نے بھی توجہ سے سنی ہو گی۔

سید محمد عارف حسین بخاری: محترم سپیکر صاحب! میرے دو سوالات تھے جو کہ انتہائی اہم تھے۔ ایک تو یہ ہے کہ میرے حلقہ میں ایک گاؤں صفحہ ہستی سے ختم ہو گیا ہے۔ آج سے ایک سال پہلے میں نے محکمہ کی توجہ دلائی تھی کہ گجرات میں بند تعمیر ہو گیا ہے جس سے دریائے چناب کا کٹاؤ

حافظ آباد کی طرف ہو رہا ہے ۔ کتنی زمین دریا برد ہو گئی اور اب سیلاب میں ایک گاؤں بالکل صفحہ ہستی سے ختم ہو گیا ہے ۔ لیکن اس پر ایک لمبا procedure بتا دیا گیا ہے کہ اس کے بعد ہم کچھ کریں گے۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ آپ سیکرٹری صاحب کو ہدایت کریں کہ حافظ آباد میں جو کٹاؤ ہو رہا ہے اور کچھ دیہات گر گئے ہیں اس کے لیے کوئی خصوصی پروگرام بنائیں۔ میرے ساتھ میٹنگ کریں۔ میں موقع پر جا کر ان کو دکھا دوں گا تاکہ وہ لوگ جو اس وقت ٹینٹوں میں بیٹھے ہیں اور جن کے پاس گھر بھی نہیں رہا ان کے لیے کچھ ہو سکے ۔ اس کے ساتھ دوسری گزارش یہ ہے کہ میرے حلقہ سے متصل میاں انتصار حسین بھٹی کے حلقہ میں سات گاؤں زیر آب ہیں ۔ وہ بھی سوال تھا اور فقط محکمہ کی نا اہلی کی وجہ سے کہ اس نے ایک سڑک میں پانی کے نکاس کا کوئی بندوبست نہیں کیا ۔ اس کے لیے بھی کوئی منصوبہ بنایا جائے تاکہ سات دیہات کی زرخیز اور زرعی اراضی بچ سکے ۔ وہ بے چارے بھی ٹینٹ لگا کر باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر : کیا سیلاب کی صورت حال پر کل بحث ہو گئی ہے ؟

سید محمد عارف حسین بخاری : یہ میرے سوالات تھے جو آج شامل تھے لیکن کسی وجہ سے وزیر صاحب نہیں آئے ۔

جناب سپیکر : میری یہی گزارش ہے کہ اگر کوئی ایمرجنسی ہے تو آپ الگ طور پر ان سے بات کر لیں ۔

سید محمد عارف حسین بخاری : جناب والا! ایمرجنسی تو ہے کہ سات دیہات پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ایک صفحہ ہستی سے ہی ختم ہو گیا ہے ۔

جناب سپیکر : مہربانی کیجیے اور تکلف چھوڑیے ۔ جیسے ہی آپ کو فرصت ملے بلکہ اٹھ کے آ کر جیسے اور لوگ آپس میں بات کر رہے ہیں ان کے ساتھ بات کر لیجیے ۔ وہ اس کا تدارک کر دیں گے ۔

سید محمد عارف حسین بخاری : جناب والا! وہ تو اس کا تدارک نہیں فرما سکیں گے ۔ محکمہ کے سیکریٹری صاحب سے فرمائیں ۔

جناب سپیکر : انہی سے عرض کر رہا ہوں لیکن ان کے ذریعے سے ہونا بہتر ہے ۔ آپ اطمینان رکھیں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر۔ جی فرمائیے ۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر ! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی محکمے کے کسی سوال میں تسلی بخش جواب نہ آئے تو اس کے لیے رول 52 کے تحت جناب کی خدمت میں لکھ کر دیا جا سکتا ہے جس پر comming Sunday کو پورا ایک گھنٹہ بحث کے لیے رکھا جا سکتا ہے ۔ لہذا میری اپنے محترم ساتھی سے گزارش ہے کہ اگر ان کے کوئی ایسے سوال ہیں تو وہ اس سلسلے میں دو سطور لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں تاکہ جب بھی اگلے اجلاس میں comming Sunday ہو گا اس پر رول کے مطابق سیر حاصل بحث ہو سکے گی ۔

چودھری شوکت داؤد ۔ جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ۔ شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

چودھری شوکت داؤد ۔ جناب والا ! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے آپ سے گزارش کروں گا کہ دو منٹ مجھے دے دیں کیونکہ شاید میری بات لمبی ہو جائے ۔ یہ ایک انسانی ہمدردی کا معاملہ ہے انھی سوالات سے متعلق ہے جو کہ آپ نے pending کیے ہیں اسی لیے میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے ۔ یہ ہمارے پورے ضلعے کا معاملہ ہے ۔ یہ محکمہ سکارپ سے متعلق سوال ہے اور میں اس سوال کو بارہا مرتبہ تقریباً چار سال سے کر رہا ہوں ۔ وہاں ہمارے ضلع میں ایک منصوبہ تھا سکارپ(6) جسے انھوں نے اس ضلع میں شروع کیا لیکن ان کی غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے ضلع رحیم یار خان کے کم از کم بیس دیہات بالکل ختم ہو چکے ہیں ۔ وہاں سیم ہو چکی ہے ۔ پندرہ پندرہ، بیس بیس فٹ پانی وہاں جمع ہو چکا ہے ۔ میں آپ کے توسط سے پریس کو بھی درخواست کروں گا کہ kindly وہ بھی اسے highlight کریں ۔ میں اس بارے میں بارہا تحاریک ہائے التوائے کار اور تحاریک ہائے استحقاقات دے چکا ہوں اور اب معاملہ یہ ہے کہ محکمہ سکارپ نے اپنا یہ پراجیکٹ مکمل کرنے سے پہلے ہی یہ پروگرام بنایا ہے کہ وہ اپنے اس پراجیکٹ کو معلوم نہیں کس کے کہنے پر یہاں سے ڈیرہ غازی خان shift کر رہے ہیں ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جب تک یہاں کے معاملات مکمل نہیں ہو جاتے، یہاں ان کی غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے جو دیہات ختم ہوئے ہیں یا ایسے لوگ جن کو متبادل زمینیں فراہم کرنی تھیں یا زمینوں کا معاوضہ دینا تھا جب تک وہ ادا نہیں ہو جاتا اس وقت تک آپ محکمہ آبپاشی یا وفاقی حکومت سے سفارش کریں کہ ان معاملات کو دیکھنے کے لیے اور عوام کی تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر ایک

کمیٹی بنائی جائے ۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ کوئی سیاسی معاملہ نہیں ہے بلکہ ضلع بھر کے عوام کا معاملہ ہے جس میں لیاقت پور ، تحصیل خان پور ، رحیم یار خان اور صادق آباد آتا ہے ۔ kindly اس کو سنجیدگی سے take up کیا جائے یا پھر اس پر علیحدہ ایک کمیٹی بنا دی جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹی بنانے کی فی الحال ضرورت نہیں ہے ۔ سیکرٹری صاحب تشریف رکھتے ہیں ۔ انھوں نے ساری بات سنی ہے ۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ از راہ کرم اس بات کا سنجیدگی کے ساتھ نوٹس لیں اور شوکت داؤد صاحب کو دعوت دیجیے کہ وہ آپ کے پاس تشریف لائیں ۔ آپ انھیں خود یاد فرمالیجیے یا ان کے پاس چلے جائیے اور ضلع بھر کی مشکلات کو سن کر مناسب ، فوری طور پر ، موثر اقدامات کے لیے ہدایات جاری کیجیے ۔ شکریہ ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ڈپٹی کلکٹر رحیم یار خان کے خلاف مقدمہ

661۔چودھری شوکت داؤد، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) یہ درست ہے کہ مسٹر مرغوب خان ڈپٹی کلکٹر رحیم یار خان کے خلاف مقدمہ نمبر ۹۴/۴۳ غبن سرکار ۹ لاکھ روپے محکمہ انٹی کرپشن میں پرچہ درج ہو چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افسر کے خلاف ایک سے زیادہ مقدمات ہیں جن میں غبن سرکار ۱۵ لاکھ روپے جعلی پٹوار سرٹیفکیٹ اور جعلی امتحان پٹوار میں ۷۰ لاکھ روپے ۸۰ لاکھ روپے تک لوگوں سے بٹورے تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سنگین مقدمات میں ملوث ہونے کے باوجود نہ تو اسے گرفتار کیا گیا اور نہ ہی متعلقہ محکمہ نے اسے معطل کیا ہے اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی(جناب محمد شریف ڈوگر)۔

(الف) یہ درست ہے کہ محمد مرغوب خان ڈپٹی کلکٹر کے خلاف ایف آئی آر۔۹۴ /۴۳، بابت ناجائز آبیانہ متعلقہ خان پور ڈویژن محکمہ انٹی کرپشن میں درج ہوچکی ہے اور اس کی مزید کارروائی محکمہ کے علم میں نہ ہے۔

(ب) جعلی پٹوار سرٹیفکیٹ کے متعلق شکایات موصول ہوئی ہیں اس بابت چیف انجینئر بہاولپور سے

رپورٹ طلب کی گئی ہے ایکس ای این چک بندی رحیم یار خان انکوائری کر رہے ہیں اور جب تک تحقیقات مکمل نہیں ہوجاتی کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔

(ج) جہاں تک گرفتاری کا معاملہ ہے تو یہ محکمہ انسداد رشوت ستانی کا کام ہے دیگر کارروائی انکوائری رپورٹ موصول ہونے پر ہی ہو سکتی ہے۔

سکارپ ٹیوب ویلوں کی بندش

673۔سردار حسن اختر موکل: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں کل کتنے سکارپ ٹیوب ویل نصب کئے گئے تھے۔

(ب) زیڈ ڈبلیو سکیم نمبر ۱۰۰ کا ٹیوب ویل کس تاریخ سے اور کن وجوہات کے باعث بند پڑا ہے ۔

(ج) کیا مذکورہ ٹیوب ویل کی بندش کے باعث متعلقہ کسانوں کو آبیانہ کی چھوٹ دی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی(جناب محمد شریف ذوگر):

(الف) تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں سکارپ نمبر ا کے تحت کل ۳۱۷ ٹیوب ویل نصب کئے گئے تھے۔

(ب) ٹیوب ویل نمبر ۱۰۰۔زیڈ ڈبلیو سکیم (ظفروال سکیم) سکارپ نمبر ا مورخہ ۵۔ا گست ۱۹۹۴ء سے ٹرانسفارمر اتار کر لے گئے تھے موٹر مرمت کر کے اور واپڈا سے ٹرانسفارمر لگوا کر ٹیوب ویل مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۹۵ء سے چلا دیا گیا ہے ۔

(ج) ٹیوب ویل کی بندش کے باعث متعلقہ کسانوں کو خریف ۱۹۹۴ء کے لئے ٹیوب ویل آبیانہ کی چھوٹ کے لئے چیف انجینئر محکمہ آبپاشی و قوت برقی فیصل آباد زون نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر ۸۲، ۱۷/ Rev /۱۸۸۸ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۹۵ء احکامات جاری کر دیئے ہیں۔

اجووال ڈرین کے متاثرین کو معاوضہ کی ادائیگی

697۔چودھری احمد یار گوندل: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں اجووال ڈرین ایکسٹینشن ۱۹۹۲ء میں بنائی گئی تھی۔

(ب) اگر جز الف بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس ضمن میں جن مالکان کی زمینیں حاصل کی گئی تھیں۔ انہیں ابھی تک ان کی زمینوں کی قیمت ادا نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔اور یہ ادائیگی کب تک کر دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی(جناب محمد شریف ڈوگر)،

(الف) درست ہے۔

(ب) ڈرین نکالنے کے لئے جو رقبہ حاصل کیا گیا تھا اس کی قیمت مبلغ /۲۱۸۲۵۵۰ روپے لینڈ ایکوئزیشن کلکٹر فیصل آباد کو ادا کی جا چکی ہے جب کہ مبلغ /۱۵۷۱۸۴ روپے ابھی ادا کرنا باقی ہیں جس کی ادائیگی جلد ہی کر دی جائے گی مالکان اراضی لینڈ ایکوئزیشن کلکٹر فیصل آباد سے رابطہ قائم کرکے معاوضہ اراضی وصول کر سکتے ہیں۔

ہریا اور ریڑکہ ڈرین کی صفائی

698۔**چودھری احمد یار گوندل**: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ہریا اور ریڑکہ ڈرین کی کب کھدائی کی گئی تھی اور بعد ازاں ان کی صفائی کتنی دفعہ کرائی گئی ۔ ہر سال ان کی دیکھ بھال پر کتنی رقم خرچ کی گئی اور آئندہ ان ڈرینوں کی صفائی کب تک کی جائے گی اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی(جناب محمد شریف ڈوگر)،

ہریا ڈرین کی کھدائی ۱۹۷۲ء میں کرائی گئی اور اس کی مرمت کے لئے منظور شدہ Yard Stick کے مطابق محکمہ کو بجٹ نہیں مل سکا سیم نالوں کی مرمت کے لئے جو سالانہ گرانٹ ملتی ہے اس سے ہریا ڈرین کی ضروری صفائی کی جاتی رہی ہے۔ سال وار تفصیل خرچ درج ذیل ہے۔

سال	لاگت	سال	لاگت
۱۹۷۶_۷۷ء	-	۱۹۷۷_۷۸ء	-
۱۹۷۸_۷۹ء	-	۱۹۷۹_۸۰	-
۱۹۸۰_۸۱ء	۲۶۵۹۹	۱۹۸۱_۸۲ء	-
۱۹۸۲_۸۳ء	-	۱۹۸۳_۸۴ء	۲۸۰۰۰
۱۹۸۴_۸۵ء	۲۹۰۰	۱۹۸۵_۸۶ء	-

۱۹۸۶-۸۷ء	۳۳۳۵	۱۹۸۷-۸۸ء	۱۳۸۷۸
۱۹۸۸-۸۹ء	۱۹۹۰۰	۱۹۸۹-۹۰ء	۲۵۱۰۰
۱۹۹۰-۹۱ء	۱۳۷۰۰	۱۹۹۱-۹۲ء	۳۳۸۷۰
۱۹۹۲-۹۳ء	۲۱۹۳۱	۱۹۹۳-۹۴ء	۴۶۰۰۰
۱۹۹۴-۹۵ء	-		

مذکورہ ڈرین کی بذریعہ مشین صفائی کے لئے ۱۴،۵ لاکھ روپے درکار ہیں گرانٹ موصول ہونے پر صفائی کرا دی جائے گی۔

ریڑکہ ڈرین کی کھدائی ۱۹۴۵ء میں کرائی گئی محکمہ ہذا کو ۱۹۷۶ء سے ٹرانسفر کی گئی اس کی مرمت کے لئے منظور شدہ Yard Stick کے مطابق گرانٹ نہیں مل سکی تاہم جو گرانٹ ملتی رہی ہے اس سے ضروری کام کروایا گیا سال وار تفصیل خرچہ درج ذیل ہے۔

سال	لاگت	سال	لاگت
۱۹۷۶-۷۷ء	-	۱۹۸۹-۹۰ء	-
۱۹۷۷-۷۸ء	-	۱۹۹۰-۹۱ء	-
۱۹۷۸-۷۹ء	۱۲۵۰۰۰	۱۹۹۱-۹۲ء	-
۱۹۷۹-۸۰ء	-	۱۹۹۲-۹۳ء	-
۱۹۸۰-۸۱ء	-	۱۹۹۳-۹۴ء	۵۵۵۱۲
۱۹۸۱-۸۲ء	-	۱۹۹۴-۹۵ء	
۱۹۸۲-۸۳ء	-		
۱۹۸۳-۸۴ء	-		
۱۹۸۴-۸۵ء	۲۱۰۰۰		
۱۹۸۵-۸۶ء	-		
۱۹۸۶-۸۷ء	-		
۱۹۸۷-۸۸ء	-		
۱۹۸۸-۸۹ء	-		

ریڑکہ ڈرین کی صفائی اور مرمت کے لئے ۲۰،۸۵ لاکھ روپے کی ضرورت ہے گرانٹ ملنے پر صفائی وغیرہ کرا دی جائے گی۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر !پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے ۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں ایک نہایت اہم مسئلے کو اس ہاؤس میں پیش کرنا چاہتا ہوں جو کہ صحت کے بارے میں ہے ۔ محکمہ صحت ایک ڈیپوٹیشن پالیسی کے تحت مختلف ہسپتالوں میں ڈاکٹرز بھجواتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر ، ایس اے حمید صاحب !دیکھیے اس موقع پر صحت کا مسئلہ ہاؤس میں کیسے زیر بحث آ سکتا ہے ؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر !چونکہ وزیر صحت ہاؤس میں تشریف فرما ہیں ۔۔۔

جناب سپیکر ، صرف اس لیے تو نہیں کہ چونکہ وزیر صحت تشریف فرما ہیں لہذا صحت کا مسئلہ اٹھایا جائے ۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،جناب والا !میں خود ایس اے حمید صاحب کے پاس چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر ، ہاں یہ بہتر ہے ۔ ایس اے حمید صاحب !صحت آپ کے پاس آ رہی ہے ۔ آپ اطمینان رکھیے ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر !میں عرض کر دیتا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر ، نہیں نہیں ایسے نہیں چلے گا ۔ جب ایک چیز کا وقت ہے تو اس کے مطابق چلیے ناں۔ آپ تو ان باتوں کو سب سے زیادہ جانتے ہیں ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا !یہاں ہاؤس میں بات کرنا کوئی جرم تو نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ، نہیں جرم نہیں ہے ۔ میں نے یہ کب کہا ہے ؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر !میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی چاہتا ہوں تو اس میں کون سا حرج ہے ؟ یہ بڑا ضروری پوائنٹ آف آرڈر ہے 'بڑا valid ہے ۔ اور آپ میری بات سن نہیں رہے ۔ آپ بھی جناب سپیکر !منظور موہل کی طرح کرنے لگے ہیں ۔

جناب سپیکر ، نہیں میں تو آپ کی بات سن رہا ہوں اور میں نے وزیر صحت کو آپ کے پاس بھیج دیا ہے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! وزیر صحت میرے پاس آئیں گے تو کام پھر بھی نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر ، اچھا آپ جائیے' فرمائیے۔

ڈاکٹرز کی ڈیپو ٹیشن پالیسی

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! ڈیپوٹیشن پالیسی کے تحت جتنے بھی charitable ادارے ہیں ان کو محکمہ صحت ڈیپوٹیشن پر ڈاکٹرز بھجواتا ہے لیکن ان ڈاکٹرز کو بھجوانے کا جو سلسلہ ہے اس کے لیے سال ہا سال انتظار کرنا پڑتا ہے ۔ ان کی سمری وزیراعلیٰ کو جاتی ہے ۔ میری صرف یہ درخواست ہے کہ ڈیپوٹیشن پالیسی میں جہاں پر گورنمنٹ اور سیمی گورنمنٹ ادارے لکھا ہوا ہے اس کے ساتھ اگر charitable institution کا اضافہ کر دیا جائے تو بہت سے ہسپتال جو اس وقت لوگ اپنی مدد آپ کے تحت چلا رہے ہیں ' جن سے خلق خدا کو فائدہ پہنچ رہا ہے اس میں جب سرکاری ڈاکٹرز ڈیوٹی دیں گے تو عوام کو فائدہ پہنچے گا۔

جناب سپیکر ، آپ نے جس نیک جذبے کے ساتھ تجویز پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ محترم وزیر صحت نے اسی توجہ سے اسے سنا ہے اور امید ہے وہ اس سلسلے میں مناسب توجہ دیں گے ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا ! وزیرصحت کو جواب تو دینے دیں ۔ وزیرصحت بتائیں کہ اس میں کیا رکاوٹ ہے کیونکہ ہمارے ہسپتال خالی پڑے ہیں ' وہاں پر ڈاکٹرز کوئی نہیں جاتے ۔ آپ نے دو الفاظ کہہ کر اس معاملے کو ختم کر دیا ہے کہ وہ توجہ فرمائیں گے ۔ میں چاہتا ہوں کہ وزیرصحت بتائیں کہ اس میں کون سی رکاوٹ ہے ؟ کیونکہ ان پرائیویٹ اداروں میں ڈاکٹرز نہیں جا رہے ۔

جناب سپیکر ، دیکھیے آپ خود خیال فرمائیے کہ out of the way آپ کو بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے' توجہ دلائی گئی ہے ۔ آپ کہیں تو مطمئن ہو جایا کیجیے ۔ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے ' ایک نئی چیز کا وقت شروع ہو چکا ہے ۔ محکمہ صحت زیر بحث نہیں ہے اس کے باوجود ان کی توجہ دلائی ہے وہ آپ کے پاس آنے کے لیے بھی تیار تھے ۔ آپ ہاؤس کو سنانا چاہتے تھے اور آپ کو اس کے لیے موقع دیا گیا اور آپ نے سنایا ۔ میں نے آپ کی خاطر وزیرصحت کو خاص طور پر اس کے لیے کہا ہے ۔ اب اس

کے بعد آپ اس طرح سے تو نہ ضد کرتے چلے جائیں ۔

جناب ایس اسے حمید : جناب سپیکر! میں بڑی معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس اسمبلی کا اصل میں استحقاق یہی ہے کہ جو عوام کی مشکلات ہیں ان کے بارے میں سوچ و بچار کرکے کوئی لائحہ عمل بنایا جائے ۔ یہاں پر کچھ اور پالیسی ہے کہ بات کی، ختم ہو گئی، وزیرصحت نے یقین دہانی کرا دی اور معاملہ ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر : کسی ایجنڈے کے مطابق ہی تو چلا جا سکتا ہے نا۔ پھر ہم اور کیا کر سکتے ہیں ؟

جناب ایس اسے حمید : جناب والا! میں دو سال سے ایک ڈاکٹر کی ڈیپوٹیشن کے لیے محکمہ صحت کے پچاس چکر لگا بیٹھا ہوں۔ سیکرٹری اور دوسرا تمام عملہ پریشان کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرتا۔ یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ جی وزیراعلیٰ صاحب کو سمری بھجوا دی گئی ہے ۔ یہاں آج میں نے بات کی، پھر آپ نے ان کو ہدایت دی اور انھوں نے کہہ دیا کہ جی کر دیں گے ۔ میں یہ بات حلفاً کہتا ہوں کہ دو سال سے میں محکمہ صحت کے چکر لگا رہا ہوں لیکن وہ دو ڈاکٹرز کی ڈیپوٹیشن کا فیصلہ نہیں کر پائے ۔ جناب سپیکر! ہم یہاں عوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے بیٹھے ہیں ۔ جب یہاں پر ایسی بات کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ جی ہم نے accommodate کیا ہے ۔ جناب والا ! کس کو accommodate کر رہے ہیں ؟ ہم تو یہاں کام کرنے کے لیے، عوام کو accommodate کرنے کے لیے آتے ہیں لیکن یہ تکلیف دہ بات ہے کہ یہاں پر جو کوئی بھی مثبت بات کی جاتی ہے تو اسے ٹال دیا جاتا ہے ۔ جناب سپیکر ! کل میں نے بجلی کے بارے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی کوشش کی جس پر 27 ممبران کے دستخط تھے لیکن مجھے اس قرارداد کو پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی حالانکہ پوری قوم کو بجلی کے بل دیکھ کر جھٹکے لگ رہے ہیں لیکن یہاں بات کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔ اور کہا جاتا ہے کہ جی یہ صوبائی معاملہ نہیں ہے ۔ جناب والا ! یہ صوبائی معاملہ ہے اور اس معاملے میں صوبے کو پورا پورا اختیار ہے لیکن پھر بھی یہاں بات کرنے کی ہمیں اجازت نہیں ہے ۔ ہماری زبان بندی کر دی گئی ہے ۔

جناب سپیکر، اب آپ صحت سے بجلی کی طرف چل پڑے ہیں ۔ آخر اسمبلی نے کسی ایجنڈے کے مطابق چلنا ہوتا ہے ، کسی قواعد کے مطابق چلنا ہے ۔ آپ تھوڑا سا اس بات کا بھی خیال کیجیے ۔ آپ کو تو بات کرنے کا سب سے زیادہ موقع دیتے ہیں ۔ جی وزیرصحت صاحب آپ اس سلسلے میں کچھ بات کرنا چاہتے ہیں ؟

وزیر صحت:جناب سپیکر ! میں آپ کی اجازت کا منتظر تھا کہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں ایس اے حمید صاحب سے بات کروں ۔ ایس اے حمید صاحب کی یہ بات درست ہے کہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ بعض ادارے جو کہ ہمارے ڈاکٹرز ڈیپوٹیشن پر مانگتے ہیں ہم انھیں ڈاکٹرز کی خدمات مہیا کرتے ہیں ۔ انھوں نے جو تجویز پیش کی ہے کہ Charitable Organizations کو بھی اس میں شامل کیا جائے...

(اس مرحلے پر جناب قائد ایوان ہاؤس میں تشریف لائے)

میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اپنی اسی پالیسی کے تحت کہ عوام کو جس حد تک ممکن ہو سکے طب کی سہولیات مہیا کرنے کی پوری کوشش کی جائے عمل پیرا ہے لیکن انھوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ یہ کافی دیر سے محکمے کے چکر لگا رہے ہیں اور ان کی جو فائل ہے وہ ابھی تک pending پڑی ہے۔ ایک دن میں اور شیخ صاحب ایک میٹنگ میں اکٹھے تھے جس میں پورا ڈیپارٹمنٹ موجود تھا ۔ میں جو بات کرنے لگا ہوں وہ یہ کہ میں اپنی ذمہ داری سے فارغ نہیں ہونا چاہتا ۔ میں اب بھی انھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اسے personally pursue کروں گا تا کہ جلد از جلد ان کا مسئلہ حل ہو سکے ۔ لیکن میں صرف شیخ صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اتفاق سے اس دن پورا ڈیپارٹمنٹ سیکرٹری ' ایڈیشنل سیکرٹری ' ڈپٹی سیکرٹری اور وزیرصحت ان کے ساتھ تھے ۔ اگر یہ اس دن ذکر کر دیتے تو شاید ان کا یہ مسئلہ اسی وقت موقع پر ہی حل ہو جاتا ۔ لیکن اس کے باوجود میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ان سے اس ڈاکٹر کا نام پوچھ کر کہ یہ سمری کب سے pending کی ہے اور اگر اس میں un-necessarily کوئی procedurally delay بھی ہوئی ہے تو اس کی explanation بھی call کریں گے کہ روٹین کے کیسز میں اتنی delay کیوں ہوتی ہے کہ جب ہم already ایک ڈاکٹر کی خدمات دے چکے ہیں اور سروسز extend کرنا چاہتے ہیں ۔ شکریہ

جناب سپیکر : جناب ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید : جناب والا! مجھے تو وزیر صحت کی بات کا پتا نہیں چلا ۔ اگر ہاؤس میں کسی صاحب کو پتا چلا ہو یا آپ کو پتا چلا ہو تو آپ بتا دیں کہ انھوں نے کیا کہا ہے ۔ مجھے تو سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر : اگر آپ اتنی دلچسپی رکھتے ہیں تو آپ کو چاہیے تھا کہ ان کی بات بھی توجہ سے سنتے ۔

میرا خیال ہے کہ اکرام ربانی صاحب ہمیشہ بڑی واضح صاف اور شستہ زبان میں بات کرتے ہیں ۔ ان کی بات سمجھنے میں کوئی دقت تو نہیں ہونی چاہیے ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! مجھے ان کا پورا احترام ہے لیکن ہاؤس کا جو ماحول تھا اس کی موجودگی میں مجھے ان کی بات سمجھ نہیں آسکی ۔ اگر آپ کو سمجھ آ گئی ہے تو آپ مجھے بتا دیں ۔

جناب سپیکر ، سنیئے I call the House to order وزیر صحت سے درخواست ہے کہ وہ دو جملوں میں واضح طور پر شیخ صاحب کو بتائیں کہ انھوں نے کیا کہا ہے ۔

وزیر صحت ، جناب والا! ایک تو میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے یہاں پر جو مسئلہ بتایا ہے میں اسے personally pursue کروں گا ۔ میں اس ضمن میں ان کے پاس اس لیے حاضر ہونا چاہتا تھا کہ مجھے ڈاکٹر کے نام کا پتا چل جاتا کہ یہ کب سے اس فائل کو follow کر رہے ہیں ۔ لیکن میں نے ضمناً عرض کیا تھا کہ ایک دن میں اور شیخ صاحب ایک میٹنگ میں اکٹھے تھے اس دن سیکرٹری ، ایڈیشنل سیکرٹری ، ڈپٹی سیکرٹری بھی وہاں پر تھے ۔ اگر شیخ صاحب یہ بات اس دن ہمارے علم میں لاتے تو شاید ان کا مسئلہ اسی دن ہی وہاں پر حل ہو جاتا ۔

جناب سپیکر ، چلیے آج لائے ہیں اب آپ توجہ دیں اور حل کریں

وزیر صحت ، اس کے باوجود میں نے کہا ہے کہ میں اس کو حل کراوں گا ۔

نوٹس برائے طلبی توجہ

جناب سپیکر ، اب ہم آگے چلتے ہیں Now we take up Call Attention Notice پہلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے ۔ تشریف رکھتے ہیں ۔

میاں فضل حق ، جناب والا! میں ان کو دیکھتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، جی ذرا دیکھیے ۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، اتنی دیر میں دوسرا سوال کر لیں ۔

جناب سپیکر ، اگر ارشد عمران سلہری صاحب تشریف نہیں رکھتے تو ــــــ

آوازیں ، وہ آ رہے ہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ، اتنے میں میرا سوال لے لیں ۔

جناب سپیکر : مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ان کا نمبر one ہے پھر وہ اعتراض کریں گے۔ ایک منٹ انتظار کر لیتے ہیں اگر وہ نہ آئے تو پھر آپ کا سوال لے لیں گے۔ آپ تشریف رکھیں ۔ جی سلہری صاحب بھی آ گئے ہیں جناب ارشد عمران سلہری۔

نیو گارڈن ٹاؤن میں دہشت گردوں کے ہاتھوں خاتون کا قتل

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ' کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 5 جولائی 1995ء کو برکت مارکیٹ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور کے قریب موٹر سائیکل پر سوار دو افراد نے ایک راہ گیر خاتون کو فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا جو بعد ازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہو گئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ گارڈن ٹاؤن کی پولیس نے اس خاتون کا پوسٹ مارٹم کرایا اور اس کا سکونتی پتا 180 اتاترک بلاک گارڈن ٹاؤن دریافت کیا جو ایک ڈی آئی جی کے رشتہ دار کا گھر ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 180 اتاترک بلاک کے مکینوں نے مقتولہ خاتون کو شناخت کرنے سے انکار کر دیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے باوجود یہ کہ اس خاتون کا پوسٹ مارٹم کرایا مگر اس کے قتل کی رپورٹ درج کرنے سے انکار کر دیا۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متذکرہ قتل کی باقاعدہ رپورٹ درج کر لی گئی ہے اور ملزمان کو شناخت اور گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر : جناب قائد ایوان میاں منظور احمد خان وٹو۔

وزیر اعلیٰ : شکریہ جناب سپیکر! میں اپنے دوست جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے عوامی مفاد میں یہ ایک نکتہ اٹھایا ہے جس کے لیے انھوں نے مجھے حکومت کا موقف پیش کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ اس میں ہوم ڈیپارٹمنٹ نے جو رپورٹ میرے پاس بھیجی ہے میں وہ آپ کے توسط سے ایوان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ ابتدائی رپورٹ کے مطابق پانچ ملزمان نے برکت مارکیٹ کے نزدیک فائرنگ کر کے ایک خاتون کو زخمی کیا جو بعد ازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گئی۔ اس بارے میں مقدمہ نمبر 119/95 مورخہ 5-7-1995 زیر دفعہ 302 ت پ تھانہ

گارڈن ٹاؤن لاہور درج کیا گیا ۔ تاہم دوران تفتیش دو ملزمان خلیل احمد اور خادم حسین اس جرم میں ملوث پائے گئے جن کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا جا چکا ہے ۔ جز" ب " کے بارے میں اسحد تک درست ہے کہ مقامی پولیس نے نعش کا پوسٹ مارٹم کروایا تاہم یہ بات حقائق کے برخلاف ہے کہ متوفیہ کا پتا 180 اتاترک بلاک گارڈن ٹاؤن معلوم ہوا۔ در اصل متوفیہ 167 بلاک تین سکیٹرسی II گرین ٹاون لاہور کی رہنے والی تھی۔ نہ متوفیہ اور نہ ہی ملزمان کا 180 اتاترک بلاک سے کوئی تعلق ہے ۔ جز " ج " کے بارے میں یہ عرض ہے کہ 180 اتاترک بلاک کے مکینوں کا چونکہ اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں اس لیے ان کی طرف سے نعش کی شناخت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ جز " د " کے بارے میں یہ درست نہیں ہے ۔ اس بارے میں مقدمہ نمبر 119/95 بجرم 302 , 109 , 148 ,149 ت پ تھانہ گارڈن ٹاون مورخہ 5-7-95 بغیر کسی توقف کے درج کیا گیا اور آخری جز کے بارے میں یہ عرض ہے کہ جیسا کہ جز " ہ " کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ مقدمہ درج ہو چکا ہے دوران تفتیش خلیل احمد اور خادم حسین اس جرم میں ملوث پائے گئے ہیں جن کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا جا چکا ہے ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال ہے ؟

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جیسا کہ انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ اس واقعہ میں ------

جناب سپیکر : سلہری صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں میں ہاؤس کو باخبر کرنا چاہتا ہوں کہ اسے پی پی میں کام کرنے والے صحافیوں کی بلا جواز برطرفی اور اوریونین کی بنا پر ڈائریکٹر جنرل کی انتقامی کارروائیوں کا معاملہ صحافی برادری کے لیے باعث تشویش ہے۔ مجھے یہ نوٹس صحافیوں کی گیلری کی طرف سے ملا ہے۔ میں پڑھ کر سنا رہا ہوں ۔ ہم اراکین پریس گیلری کمیٹی اس معاملے پر احتجاج کرتے ہیں اور اسمبلی کی کارروائی کا پانچ منٹ کے لیے علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں ۔ میں نے کہا کہ ان کی اس کوشش کو میں ہاؤس کے نوٹس میں لے آؤں ۔ امید ہے پانچ منٹ گزر چکے ہوں گے اور وہ واپس آ چکے ہوں گے ۔

آوازیں : انہوں نے ابھی واک آؤٹ کیا ہے ۔

جناب سپیکر : اب گئے ہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا آپ نے بڑی خوبصورتی سے اور timingly پنجاب حکومت

کو safe کر لیا ہے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ یہ timing میری نہیں ان کی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ پانچ منٹ کے بعد پریس والے حضرات بھی آ جائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر : میں ان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ پانچ منٹ کے علامتی واک آؤٹ کی بجائے صرف ایک منٹ کا علامتی واک آؤٹ کریں اور چار منٹ پہلے واپس آ جائیں۔ کیونکہ علامتی واک آؤٹ تو علامتی ہوتا ہے پانچ منٹ ہو یا دس منٹ ہو۔ آپ تھوڑا سا ان کا انتظار کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا انتہائی اہم مسئلہ ہے وزیر اعلیٰ صاحب بھی ہاؤس میں آئے ہیں تو پریس کا ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر : پریس والے دوست آ گئے ہیں انہوں نے میری بات مان لی میں ان کا شکر گزار ہوں۔ سلہری صاحب شروع کیجیے۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جیسا کہ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے اور ایف آئی آر کی رپورٹ بھی یہی ہے کہ پانچ ملزمان نے اس خاتون کو وہاں پر زخمی کیا اور اس میں خلیل اور خادم حسین جو ہیں وہ چالان ہو کر جیل میں چلے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں ایک تو یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ خلیل اور خادم حسین جو ہیں کیا ان کا تعلق ان پانچ افراد سے ہے جو ایف آئی آر میں نامزد تھے اور ان کے ساتھ رشتے میں کوئی تعلق ہے؟

جناب سپیکر : جناب قائد ایوان۔

وزیر اعلیٰ : جناب سپیکر! یہ میرے علم میں نہیں ہے کہ خلیل احمد اور خادم حسین جو اس جرم میں ملوث پائے گئے ہیں جن پر جرم ثابت ہو چکا ہے اور جن کا چالان کیا جا چکا ہے دیگر تین نامزد ملزمان جن کو بے گناہ ثابت کیا گیا ہے کیا وہ ان کے کوئی رشتہ دار تھے؟ اس کے لیے اگر یہ نیا سوال دے دیں تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! یہ تین ملزمان جن کا نام ایف آئی آر میں درج ہے کیا وزیراعلیٰ پنجاب یہ بتائیں گے کہ ان کو پولیس نے کس بنیاد پر ابتدائی تفتیش میں ان کو بے گناہ

قرار دے دیا گیا اور ان کے بارے میں کتنی ضمنیاں تفتیش کے اندر درج ہیں؟

جناب سپیکر : جناب قائد ایوان۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا! ضمنیوں کی تعداد کے بارے میں مناسب ہو گا کہ اب یہ طریقہ اختیار ہی کیا جائے کہ ضمنیوں کی تعداد کے بارے میں بھی ہاؤس کو بتایا جائے ۔ میری خیال میں ہمیں ٹیکنیکل باتوں میں جانے کی بجائے حقائق کی طرف آنا چاہیے ۔ میرے دوست اگر اس بارے میں چاہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی بے انصافی ہوئی ہے تو میں یہاں پر اس کے ازالے کے لیے موجود ہوں ۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ گناہ گار لوگوں کو چھوڑا گیا ہے تو میں اس کی دوبارہ تفتیش کروانے کے لیے بھی تیار ہوں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس تفتیش میں کسی قسم کا کوئی lacuna ہے تو اس کو دور کرنے کے لیے بھی میں تیار ہوں ۔ بجائے ٹیکنیکل باتوں کے ہمیں حقائق کی طرف آنا چاہیے اور لوگوں کو انصاف فراہم کرنا چاہیے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا ، میرا ایک سوال تو یہ تھا کہ جن نامزد ملزمان کو تفتیش سے خارج کیا گیا ہے ، اور جو چالان ہوئے ہیں ان کا ان کے ساتھ کیا تعلق تھا؟ وزیر اعلیٰ صاحب کو اس کا علم نہیں ہے جناب سپیکر ان کے علم کے لیے میں عرض کروں گا کہ وہ پانچوں بھائی ہیں اور اب میرا آپ سے یہ سوال ہے ۔ کہ خادم حسین اور خلیل جن کا چالان کیا گیا ہے ان کی عمریں کتنی ہیں؟ کیونکہ یہ minor ہیں ۔

جناب سپیکر : سلہری صاحب میرا خیال ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے قائد ایوان نے جو بنیادی بات کی تھی آپ نے شاید زیادہ توجہ نہیں فرمائی آپ بہت زیادہ technicalties میں جا رہے ہیں ۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے یا احساس ہے کہ معاملات صحیح رخ پر نہیں جا رہے آپ اس کی بات کریں اور جیسا کہ انہوں نے وعدہ کیا ہے وہ اس کو درست رخ پر ڈال دیں گے ۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ میرا یہ سوال اس لیے تھا کہ یہ پانچوں بھائی ہیں اور اس میں دو جن کا چالان کیا گیا ہے یہ minor ہیں ۔ جو ان کے سب سے چھوٹے بھائی ہیں ان کا چالان کر دیا گیا ہے ۔ میں نے اس لیے آپ سے پوچھا تھا کہ محکمہ نے آپ کو ان کی عمروں کے متعلق بھی بتایا ہو گا ۔ یہ بات میرے علم میں آئی ہے کہ پولیس نے لوگوں کو اکٹھا کر کے مسجد کے اندر یہ فیصلہ کیا کہ فلاں فلاں شخص بے گناہ ہے اور ان کو انہوں نے فارغ کر

دیا ہے اور اس کے جو مدعی ہیں اس کے بیان کے اوپر پرچہ ہوا اور جو مقتولہ کا خاوند تھا ' کیونکہ جو ملزم ہیں ان کا بھی باپ ہے اس نے یہ بیان دیا اور وہاں پر پنچایت کی صورت میں یہ طے ہوا کہ یہ بے گناہ ہیں اور یہ جو دو لڑکے ہیں یہ اس خاتون کو گھر سے لے کر گرین ٹاؤن چھوڑنے کے لیے گئے تھے اور انہوں نے چوک میں اتارا ہے اور وہاں پر ہی وہ قتل ہوئی ہے ۔ میری صرف یہی استدعا تھی کہ کیا یہ خلیل اور خادم حسین وہی minor تو نہیں ہیں ۔ میرا صرف اتنا سا سوال تھا ۔

جناب سپیکر ، بہر حال میں پھر قائد ایوان کی طرف آتا ہوں کہ وہ اس کے بارے میں کیا کہنا چاہتے ہیں' میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ایک غیر ضروری تفصیل ہے آپ کو اگر کوئی شبہ ہے جیسا کہ انہوں نے آپ سے کہا ہے آپ اس شبے کو ظاہر کیجیے اور اس کا وہ تدارک کر دیں گے ۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا جو سوالات میں نے کیے ہیں اگر وزیر اعلیٰ ان کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھتے تو ٹھیک ہے اور اگر کوئی ایسی بات دوران تفتیش سامنے آئی تو میں آپ کے وساطت سے ان کے نوٹس میں لاؤں گا ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی کو پھر یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کے علم میں کوئی ایسی بات ہے کہ جس میں پولیس نے غفلت برتی ہے یا تفتیشی افسران نے اس سلسلے میں کوئی ناجائز کارروائی کی ہے یا گناہ گار لوگوں کو چھوڑا ہے اور ملی بھگت سے بے انصافی کی ہے تو میں اپنے بھائی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ وہ جس وقت بھی میرے نوٹس میں لائیں گے میں اس کی دوبارہ تفتیش کروانے کے لیے تیار ہوں اور مکمل انصاف دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر ، مناسب ہے ۔ اب ہم آگے نہ چلیں ۔ ورنہ پھر وقت ختم ہو جائے گا ۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، جناب والا میں قائد ایوان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ صوبہ پنجاب کے اندر غارت گری ' لوٹ مار ' دہشت گردی میں موجودہ عوامی حکومت کے دور میں جو بے نظیر اضافہ ہوا ہے۔ اس لوٹ مار کو روکنے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں اور اس کے نتائج کیا ہیں ؟ کیونکہ کوئی گلی کوئی محلہ کوئی جگہ محفوظ نہیں اس حد تک کہ ہمارے وزیر اور مشیر محفوظ نہیں ہیں ۔ اور کل ہم نے اس کا رونا جناب غلام عباس صاحب کی زبانی سنا ۔

جناب سپیکر ، نہیں یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔ یہ مسئلہ آپ امن عامہ کی بحث کے دوران اٹھا سکتے

ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب معاف کیجئے گا یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا۔ انعام اللہ نیازی صاحب تھوڑا سا وقت ہے آپ اپنا سوال فرمائیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب اگر تھوڑا سا وقت ہے تو میں withdraw کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کا فائدہ اٹھائیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: مجھے یہ بھی بتادیں کہ کتنا ٹائم ہے؟

جناب سپیکر: آپ کو اچھی طرح پتہ ہے کہ نوٹس برائے طلبی توجہ جو ہوتا ہے وہ پندرہ منٹ کا وقفہ ہوتا ہے ۔ اس کے باوجود میں کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کا سوال آجائے۔

ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر میانوالی کے کیشئر کا قتل اور تنخواہوں کی ڈکیتی

جناب انعام اللہ خان نیازی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۹۵ء کو دو بجے دن ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر میانوالی کے عملہ کی تنخواہیں لانے والے خزانچی ملک محمد امین کو ڈاکوؤں نے D.H.O آفس کے دفتر کے مین گیٹ پر فائرنگ کرکے ہلاک کردیا ۔ اور ڈرائیور کو شدید زخمی کرنے کے بعد تقریباً ۱۹ لاکھ روپیہ لوٹ کر فرار ہوگئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی ایس ایس پی میانوالی نے ڈاکوؤں کا تعاقب کرکے مقابلہ کیا۔ مگر ملزمان دریائے سندھ کے کچے کے علاقے میں روپوش ہوگئے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور ان سے لوٹی ہوئی رقم برآمد کر لی گئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جناب قائد ایوان۔

وزیر اعلیٰ: شکریہ جناب سپیکر! جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب نے میانوالی کے ایک مسئلے کی طرف اس ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ اور مجھے موقع فراہم کیا ہے کہ میں حکومت کا مؤقف بیان کروں۔ میں اس کے لیے ان کا مشکور ہوں۔ جزو (الف) کے بارے میں یہ عرض ہے کہ ایس پی میانوالی کی رپورٹ کے مطابق مورخہ ۳ جولائی ۱۹۹۵ء کو بوقت پونے دو بجے دن محمد امین کیشئر مع ہمراہی عظمت اللہ خان ایک سوزوکی جیپ پر تنخواہ ملازمین محکمہ صحت بابت ماہ جون مبلغ ۶ لاکھ ۸۹ ہزار ۲۹۵ روپے ۸۶

پیسے لا رہے تھے ۔ جب وہ دفتر کی حدود میں پہنچے تو پانچ ڈاکوؤں نے جو کہ مسلح کلاشنکوف و رائفل سیون ایم ایم تھے۔ فائرنگ شروع کر دی۔ جس سے محمد امین کیشئر شدید زخمی ہوا۔ اور عظمت اللہ بھی زخمی ہوا۔ ڈاکوؤں نے رقم کیشئر کے بیگ سے چھینی اور فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہوگئے۔ محمد امین کیشئر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی میں جاں بحق ہوگیا۔ تاہم رقم جو کہ لوٹی گئی ۶ لاکھ ۸۹ ہزار ۲۹۵ روپے ۸۶ پیسے تھی۔ اس وقوعہ کے بارے میں مقدمہ نمبر ۲۲۲ مورخہ ۱۹۹۵-۷-۲ جرم ۳۲۴ ' ۳۰۲ ' ۱۴۸ ' ۱۴۹ ' ۱۷ ہمرابہ تھانہ سٹی ضلع میانوالی درج ہوا۔

جزو (ب) کے جواب میں یہ درست ہے کہ ایس پی میانوالی نے اطلاع ملنے پر فوراً مع نفری پولیس ملزمان کی تلاش کی ۔ انہیں دریائے سندھ کے علاقہ اور ضلع کے دیگر حصوں میں تلاش کیا۔ مگر ملزمان نہ ملے تاہم ملزمان سے مقابلہ والی بات درست نہیں ہے۔ دوران تفتیش واردات میں شامل پانچوں ملزمان کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ جن میں ظفر عرف سفرا سکنہ دادو ' یاسین سکنہ دادو ' بخشا سکنہ دادو ' یعقوب سکنہ بنوں اور محمد سلیم کار ڈرائیور شامل ہیں۔ ان میں سے محمد سلیم کار ڈرائیور کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ وقوعہ میں استعمال ہونے والی کار اور موٹر سائیکل بھی برآمد کرلی گئی ہے۔ باقی ملزمان کی گرفتاری کے لیے سپیشل ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل چار دیگر ملزمان کو بھی گرفتار کیا گیا ہے۔ جنہوں نے اس واردات کے ارتکاب میں ملزموں کی مدد اور اعانت کی ہے۔ سائیں بخشا ملاح' قادر بخش ملاح' جنہوں نے ملزمان کو دریائے سندھ عبور کرنے کے لیے کشتی فراہم کی۔ عبداللطیف ملازم ڈی ایچ او آفس جس نے تنخواہ وغیرہ لانے کے سلسلہ میں ملزمان کو اطلاع فراہم کی ۔ سعید سکنہ تھانہ پپلاں جس نے موٹر سائیکل پر سوار ہو کر ملزموں کی رہنمائی کی۔ اب تک کل ۶۷ ہزار روپے برآمد ہوئے ہیں۔ اس میں سے ۲۷ ہزار روپے موقع سے ملے۔ جبکہ ۴۰ ہزار روپے مندرجہ بالا تین ملزموں سائیں بخشا قادر بخش اور عبداللطیف سے برآمد ہوئے۔ دیگر ملزمان کی تلاش سر گرمی سے جاری ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ جو میانوالی میں واقعہ ہوا ہے۔ یہ میانوالی کی تاریخ میں ڈکیتی کا پہلا واقعہ ہے۔ شہر کی کسی قسم کی ڈکیتی کا پہلا واقعہ ہے۔ اس میں بہت زیادہ technicalities ہیں ۔ اور بھی بڑی چیزیں ہیں جن کو میں یہاں discuss کرنے سے پہلے آپ کے تھرو میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے اس مسئلے پر bargain کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، جی' bargain کرنے کے لیے۔ کیا مسئلہ ہے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، وزیر اعلیٰ صاحب جو کہ بہت زیادہ غریب پرور بھی ہیں۔ اور اس صوبے کے غریبوں کے متعلق ان کے اخباروں میں بہت اچھے خیالات پڑھنے میں آئے ہیں۔ جو صاحب ڈیوٹی سرانجام دیتے ہوئے شہید ہوئے ہیں ان کی چھ چھوٹی بچیاں ہیں اور ایک بیٹا ہے۔ میرا خیال ہے کہ بڑے بچے کی عمر نو دس سال کے لگ بھگ ہو گی۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے کہتا ہوں کہ اس تکنیک میں جانے کی بجائے اگر وزیر اعلیٰ صاحب ان کے لیے کم ازکم تین لاکھ روپے کی امداد کا اعلان کردیں تو میں یہ توجہ دلاؤ نوٹس ادھر ہی بیٹھ کر واپس لے لوں گا۔

جناب سپیکر، جناب قائد ایوان کچھ فرمانا پسند فرمائیں گے؟

وزیر اعلیٰ ، جناب والا! جہاں تک کسی غریب انسان کی مدد کا سوال ہے اور کسی مظلوم کی داد رسی کا سوال ہے تو حکومت پنجاب اس سلسلے میں کبھی پس و پیش نہیں کرے گی۔ اور میں حکومت پنجاب کی طرف سے ان لوگوں کی داد رسی کے لیے تیار ہوں۔ جو ایک طریقہ کار ، جو فیصلہ حکومت پنجاب کا ہے۔ کہ ایسے معاملات میں جو لوگ کسی سانحہ کی صورت میں، کسی حادثے کی صورت میں ، کسی ظلم کی شکل میں دنیا سے چلے جاتے ہیں ان کے لواحقین کی حکومت پنجاب مدد کرتی ہے۔ جو فارمولا ہم نے بنایا ہوا ہے اس فارمولے کے مطابق ہم ان کی مدد کرنے کے لیے تیار ہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن جہاں تک ہمارے دوست کی bargain کا تعلق ہے تو یہ میرے بھائی کی bad bargain ہے جس کے لیے میں آمادہ نہیں ہوں۔

جناب سپیکر، یہ آخری ضمنی سوال ہے اس کے بعد اس کا وقت ختم ہوجائے گا۔ جی ظفر صاحب۔ آپ کے علم میں ہے کہ آپ کو وقت فالتو دیا گیا ہے آپ مطمئن ہوا کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر آپ کی وساطت سے معزز قائد ایوان سے یہ پوچھنا چاہوں گا۔ ابھی انہوں نے اس واقعہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ جہاں تک پولیس مقابلے کے کا تعلق ہے کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب صحیح فرمارہے ہیں۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ روزنامہ "نوائے وقت" میں میں نے یا دیگر لوگوں نے پڑھی ،میانوالی کے لوگوں نے پڑھی۔ جس میں انہی کے ایس ایس پی ضلع میانوالی نے یہ کہا کہ پولیس اور ڈاکوؤں کے درمیان مقابلہ ہوا۔ یہ اسی متعلقہ ضلعے کے ایس ایس پی کی زبانی ہے۔ اس نے پریس کانفرنس کی ، اس نے خبریں دیں۔ اس نے فیکس کی۔ کیا اس ایس ایس پی صاحب کی اس بارے میں کوئی پوچھ گچھ کی گئی

کہ یہ تم نے غلط انفرمیشن پبلک کو اور اپنے محکمے کو اور آئی جی کو کیوں feed کی۔ جبکہ سرے سے مقابلہ ہی کوئی نہیں ہوا۔ اور کیا اس بات پر اس کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی یا کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جناب وزیر اعلیٰ۔

وزیر اعلیٰ: جناب والا! میرے پاس ایسی کوئی پریس کلپنگ نہیں ہے۔ نہ ہی نیازی صاحب نے ایسی کوئی پریس کلپنگ اس کے ساتھ لف کی ہے۔

جناب سپیکر: جناب قائد ایوان! مختصر سی بات ہے کہ اگر ایس ایس پی نے اس سلسلے میں کوئی غلط بیانی سے کام لیا ہے تو کیا آپ اس کا نوٹس لینے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! جہاں تک اس خبر کا تعلق ہے کہ اس میں ایس ایس پی نے کوئی پریس کانفرنس کی ہے' یا کوئی اس سلسلے میں بات کی ہے تو اس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے کہ یہ بات کس حد تک درست ہے اور نہ ہی میں اخبار کی رپورٹنگ کو غلط کہتا ہوں نہ اس کو سمجھتا ہوں کہ یہ درست ہے۔ لیکن میں اپنے بھائی کو یہ بتاتا ہوں کہ ایسی ہی چند باتوں کی وجہ سے ایس پی میانوالی کا تبادلہ ہو چکا ہے۔ اور میانوالی میں وہ ایس پی موجود نہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: میں جناب چیف منسٹر صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جو پریس کو خبریں دی گئی ہیں' اس کا ہمارے پاس ریکارڈ ہے۔ ایس پی صاحب کی فیکس مشین سے تمام نیوز پیپرز کو وہ خبریں فیکس ہوئی ہیں۔ ایس پی صاحب کی فیکس مشین سے۔

جناب سپیکر: تو اس کو سزا مل چکی ہے ناں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: میرے صرف دو ضمنی سوالات ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ میری بات سنیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: آپ مجھے چانس دیں۔ It is a very important issue. The S.P is involved. جناب سپیکر صاحب! ایس پی صاحب خود ڈاکے میں ملوث ہیں۔ یہ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ایس پی میانوالی ملک وقار اسلم خود اس ڈاکے میں ملوث ہیں۔ جناب' جو شخص ہفتہ ہفتہ گھر سے دفتر تک چل کر نہیں جا سکتا' لڑکھڑاتے قدموں سے' وہ واردات کے دو سیکنڈ بعد اس جگہ پر کیسے پہنچ

گیا؟ ایک بات۔ دوسری بات یہ ہے جناب والا کہ ڈاکو شمال کی طرف بھاگ کے گئے ہیں۔ دنیا کہہ رہی ہے کہ ڈاکو وہ جا رہے ہیں۔ ایس پی صاحب جنوب کی طرف ایک روڈ ہے' وتہ خیل روڈ' اس پر گئے ہیں۔ اور آگے جا کے گاڑی اپنی ریت میں پھنسا کے کھڑے ہو گئے ہیں۔ یہ وہ واقعات ہیں ۔ ابھی تک میری میانوالی پولیس کے تمام لوگوں سے بات ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم تقریباً ڈاکوؤں تک پہنچ گئے تھے۔ لیکن ایس پی صاحب کی مداخلت کی وجہ سے وہ ڈاکو ہمارے ہاتھ سے نکل کر سندھ چلے گئے ہیں۔ تو جناب سپیکر! یہ انتہائی اہمیت کا مسئلہ ہے۔ آپ خدا کے لیے ٹائم کی بات چھوڑیں۔ ایک غریب آدمی گولیوں سے چھلنی ہوا ہے۔ معصوم بچے ہیں اس کے۔ ابھی تک نہ محکمے نے کارروائی کی ہے نہ حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی افسوس کی بات آئی ہے۔ وساوے والے ہیں' اگر کسی بندے کا قتل ہو جاتا ہے ---

جناب سپیکر: نہیں' آپ اپنے دائرے میں رہیں۔ غلط بات ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی: غلط بات نہیں ہے جناب سپیکر! یہ وہ حقائق ہیں۔ آپ لوگ کس حد تک ان حقائق کو defend کریں گے؟ میں آپ کو ایک بات بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کس حد تک Rules and Regulations کو violate کریں گے۔ میں نے آپ کو موقع دیا۔ آپ نے اپنی بات کی۔ آپ طریقے سے بات کریں۔ آپ ہر بات کو خراب کیوں کرتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی: قتل کی بات نہیں کر رہے۔ ایک معصوم کے بچے شہید ہو گئے ہیں' اس کی آپ بات نہیں کر رہے جناب سپیکر! آپ ٹائم کی بات کر رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے جناب سپیکر! میرے پاس ثبوت ہیں۔ ہوم سیکرٹری پنجاب نے اس ایس ایس پی کو میانوالی پوسٹ کرنے سے پہلے ایک سمری روانہ کی تھی وزیر اعلیٰ صاحب کو کہ اتنے گندے کردار کا ایس ایس پی کسی ضلع میں نہ لگائیے۔ اس کے باوجود ملک وقار اسلم کی پوسٹنگ ہوئی۔ اور وہاں پر 9 مہینے پہلے پانچ اینٹی کیس میں جانے والا شخص پانچ ٹرکوں میں سامان لاد کر لے گیا ہے میانوالی سے۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! مہربانی تشریف رکھیے۔ آپ نے اپنی بات کی ہے۔ آپ کی بات سنی گئی ہے۔ (مداخلت) چاہتے ہیں کیا آپ؟

جناب انعام اللہ خان نیازی: آپ مجھے بتائیں۔

جناب سپیکر: میں جا رہا ہوں آپ سنیں۔ پلیز' نیازی صاحب! صرف یہ طریقہ نہیں ہے کہ آپ اونچی آواز سے بولیں تو سارا ہاؤس مجبور ہو جائے۔ یا آپ بہت اونچا بولیں گے تو اس طرح سے اسے انصاف مل جائے گا۔ آپ انصاف لینا چاہتے ہیں تو آپ دلیل کے ساتھ' اطمینان سے بات کریں۔ آپ کو موقع دیا گیا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: غریبوں کے ساتھ تھوڑی سی ہمدردی کر دیں۔ ان کی تھوڑی سی مدد کر دیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ کو اتنا ہی درد ہوتا تو آپ دلیل سے بات کرتے اور اچھے فیصلے ہو جاتے۔ جس انداز سے آپ بات کرتے ہیں اس انداز سے کبھی کوئی کام صحیح منزل پر نہیں پہنچا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! میں نے تو بات کی شروعات ہی نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ بات کرنے کے شوق میں بات کرتے ہیں۔ آپ مسئلے کو حل کرنے کے لیے بات نہیں کرتے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہو کر میں یہاں آیا بیٹھا ہوں میں اس قسم کی بات کو ایسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ایک غریب آدمی گولیوں سے چھلنی' اور وہ پیسہ بچانے کی خاطر چھلنی ہوا ہے۔ وہ پیسہ دے کر جان چھڑا سکتا تھا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔۔۔ آپ تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب! آپ میری بات سنیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! میری humble request ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی humble request سن لی گئی ہے۔ چیف منسٹر نے' چیف ایگزیکٹو نے وعدہ کیا ہے کہ پنجاب حکومت کی طرف سے جو بھی اس میں مظلوم ہے اس کی داد رسی کر دی جائے گی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: اگر چیف منسٹر صاحب میں اخلاقی جرأت ہوتی تو کہتے کہ میں ان غریبوں کی مالی مدد کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی رکھیے۔ اخلاقی جرأت صرف آپ میں نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ معاملہ یہاں ختم ہوتا ہے۔ کال اٹینشن نوٹس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اس پر بحث ختم کی جاتی ہے۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! اگر آپ نے ٹائم ختم کر دیا ہے تو میں بات نہیں کرتا۔لیکن

جناب سپیکر، میں نے بتایا ہے کہ میں نے ختم کر دیا ہے۔

وزیر اعلیٰ، آپ نے کر دیا ہے تو میں آپ کی بات کو honour کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ آپ نے وعدہ کیا ہے۔ امید ہے آپ اس کے مطابق جو مظلوم ہیں' جن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ــــ

جناب انعام اللہ خان نیازی، یہ آپ کا رویہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اچھی بات ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! آپ باہر بڑے خوب صورت بیان دیتے ہیں۔ یہاں آ کے آپ لوگوں کی پالیسی تبدیل ہو جاتی ہے۔جناب سپیکر! یہ رویہ آپ کا کم از کم میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔

جناب سپیکر، اور آپ کا رویہ شاید سارے ایوان کے لیے ناقابل برداشت ہو۔

جناب پیٹر گل، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، فرمائیے۔

جناب پیٹر گل، جناب سپیکر! آپ جب کسی کو منع کرتے ہیں تو اس کے بعد بھی وہ ایسی گفتگو کرتا رہے تو کیا وہ اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ بن سکتا ہے؟ مجھے اس پر رولنگ چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ غلام عباس صاحب۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب قائد ایوان کی مدد کا طلب گار ہوں۔ پچھلے چھ مہینے سے مجھے سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ میرے بھتیجے کو تین دفعہ اغوا کیا گیا ہے۔ جناب قائد ایوان کے علم میں ہے۔ ۱۵۔ اگست کو دوبارہ اس کو اغوا کیا گیا۔ پولیس کی طرف سے ضلع سیالکوٹ میں کوئی جنبش تک نہیں آئی پورے چھ مہینے میں۔ فائرنگ بھی ہوئی' سب کچھ ہوا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ جناب قائد ایوان ہدایات فرمائیں کہ دو دن کے اندر اندر ملزم گرفتار کیے جائیں۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر، جناب قائد ایوان! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر اعلیٰ، شکریہ جناب سپیکر! میرے دوست چودھری غلام عباس صاحب، جو چیف منسٹر کے ایڈوائزر ہیں، انھوں نے on the floor of the House ایک اپنا معاملہ اٹھانا پسند کیاہے۔ میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں بھی عرض کرتا ہوں اور اس معزز ایوان کے سامنے یہ عرض کرتا ہوں کہ چودھری غلام عباس صاحب ہمارے بھائی ہیں وہ چیف منسٹر کے مشیر ہیں۔ اور ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ اس صورت میں ہم سب لوگوں کی دادرسی کریں۔ جہاں تک چودھری صاحب کا تعلق ہے، اگر ان کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے جس کا یہ ذکر رہے ہیں کہ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ تو میں اس معزز ایوان کے توسط سے چودھری غلام عباس صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے ملزمان کو کیفرکردار تک پہنچایا جائے گا اور ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ اور کسی بھی صورت میں ان سے کسی قسم کی رعایت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، جناب نیازی! مہربانی سے آپ براہ راست گفتگو نہ فرمائیے۔ جی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے، چونکہ چیف منسٹر صاحب بھی موجود ہیں اور چودھری غلام عباس صاحب نے کل بھی یہی بات کہی تھی اور آج بھی کہی ہے تو میں چودھری غلام عباس صاحب کو معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ میں ان کے جذبات کے ساتھ ہوں۔ ان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کےلیے بھی ان کے ساتھ ہوں۔ لیکن ایک پولیٹیکل ورکر ہونے کی حیثیت سے میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں کا political ethics ہے۔ کہ اگر ان کے ساتھ political victimization ہورہی ہے۔ ان کے حساب سے یقیناً ہو رہی ہے۔ اس سے بھی میں اتفاق کرتا ہوں۔ میں آج چودھری غلام عباس صاحب کے خدمت میں یہ عرض کردینا چاہتا ہوں کہ یا تو فوری طور پر اپنی اس مشاورت سے resign کر دو، چھوڑ دو اور یا یہ political victimization کا اس کیمپ میں بیٹھ کر یہ روزانہ کارونا چھوڑ دو۔ وہ ظلم برداشت کرو یا ڈیسک change کردو اور اس طرح یہ بات نہیں بنتی کہ آپ وہاں پر ان کے ساتھ کہتے ہیں کہ آپ زیادتی بھی کررہے ہیں اور آپ ان کے ساتھ political strengthکے طور پر ان کا حصہ بھی بنے ہوئے ہیں۔ اس لیے میری آپ سے مودبانہ درخواست ہے کہ آپ یہ مشاورت چھوڑ دیں اور مظلوموں کے کیمپ میں آجائیں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر، چونکہ آپ کا ذکر خیر آیا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ خیر ہی کی کوئی بات کریں گے۔

اس لیے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں ۔

جناب غلام عباس : جناب سپیکر ! اگر مجھے مشاورتوں اور وزارتوں کا شوق ہوتا تو آپ کی حکومت کا ریکارڈ گواہ ہے کہ ۵ جولائی ۱۹۷۸ء کو ضیاء الحق نے مجھے وزارت offer کی تھی جب جاوید ہاشمی وزیر ہوئے تھے ۔یہ میرا مسئلہ نہیں ہے اور میرے ساتھ حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے بعض دوستوں کے دور حکومت میں بھی کوئی اس سے بہت زیادہ سلوک ہوچکا ہے ۔ اور مجھے یہ کوئی ایسی توقع نہیں ہے کہ ان سے کوئی بہتر سلوک ہوگا۔ بہرحال میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ کہوں گا کہ "اگر" کے وہ الفاظ واپس لے لیں۔ "اگر" کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔ پولیس کو بھی پتا ہے کہ یہ واقعات ہوئے ہیں اور یہ سب کچھ ہوا ہے۔ میں ظفر علی شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ انشاء اللہ موقع آیا تو مشاورتیں وزارتیں میری منزل ہیں نہ میرا مقصد ہے ۔ میں ایک نظریاتی کارکن ہوں ۔ ایک سیاسی کارکن ہوں ۔ جمہوری عمل پر یقین رکھتا ہوں ۔ جب وقت آیا اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی ۔ بہت مہربانی ۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر : اب تحریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے ۔

حاجی سعید احمد انصاری : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

حاجی سعید احمد انصاری : جناب سپیکر ! میں جناب میاں منظور احمد وٹو وزیر اعلیٰ پنجاب صاحب کی خدمت میں ایک گزارش پیش کروں گا کہ سات آٹھ ماہ پہلے ملتان میرے حلقے میں ایک تانگے میں بم پھٹا تھا۔۔۔

جناب سپیکر : نہیں ۔یہ گزارشات کسی طریقے سے آئیں گی۔ اس طرح سے نہیں ۔

حاجی سعید احمد انصاری : جناب سپیکر ! اس کی پہلے بھی بات ہوئی تھی ۔ اس واقعہ میں چار جانیں ضائع ہوئی تھیں۔ ان کی ابھی تک کوئی مالی مدد نہیں کی گئی ۔ وہ انتہائی غریب ہیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب ان سے خصوصی تعاون فرمائیں اور ان کی مدد فرمائیں ۔

جناب سپیکر : وہ سن رہے ہیں اور امید ہے کہ وہ اس سلسلے میں مناسب کارروائی فرمائیں گے ۔

تحریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ یہ کچھ تحریکیں pend چلی آتی ہیں۔ شاہد ریاض ستی صاحب کی ایک تحریک ہے۔ (قطع کلامیاں) ریاض صاحب! وزیر صاحب تو آج بھی نہیں آئے۔ آپ کے علم میں ہے کہ ان کو دل کی تکلیف ہے اور وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان کے آنے تک اسے pend کر دیا جائے۔

جناب شاہد ریاض ستی: جی ہاں اسے pend رکھا جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب! یہ آپ کے مکان کا معاملہ تھا۔ اور اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب نے وضاحت فرمائی تھی۔ اب وہ کہتے ہیں کہ اس کے متبادل انھوں نے آپ کو کوئی چیز مہیا کردی ہے۔ تو آپ مطمئن ہیں؟

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: جناب والا! جہاں تک الاٹمنٹ کا سلسلہ ہے۔ الاٹمنٹ آرڈر پہلے بھی جاری ہوئے بعد میں منسوخ ہوئے۔ اب پھر انھوں نے جاری کر دیے ہیں۔ اب وہ یہ یقین دہانی کرا دیں کہ اس کا قبضہ بھی انھیں مل جائے گا۔

جناب سپیکر: تو جب تک آپ کا قبضہ نہیں ہوجاتا آپ اس کو pend رکھتے ہیں؟

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: جی ہاں۔

جناب سپیکر: چلیے ٹھیک ہے۔ راجہ ریاض احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر ۲ ہے۔

جناب سپیکر: جی!

ایڈیشنل ڈائرکٹر اینٹی کرپشن فیصل آباد کا رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

راجہ ریاض احمد: شکریہ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پزیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۹۵ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے دن ایک کام کے سلسلے میں ظفر سلیم ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن فیصل آباد کو ملنے اس کے دفتر گیا۔ جب میں نے ظفر سلیم ایڈیشنل ڈائرکٹر کو اپنا تعارف کروایا اور اپنی آمد کا مقصد بیان کیا کہ میں تبدیلی تفتیش کے لیے آیا ہوں۔ تو وہ آگ بگولہ ہوگیا اور کہنے لگا کہ ایم پی اے، ایم این اے ہر روز خواہ مخواہ تنگ کرتے رہتے ہیں۔ اور

لوگوں کی سفارش کرنے آجاتے ہیں ۔ یہ تمام جاہل ایم پی اے اور ایم این اے کو سوائے دفتروں کے چکر لگانے کے اور کوئی کام نہیں ہے ۔

میں نے ایڈیشنل ڈائرکٹر سے کہا کہ آپ ایک منتخب نمائندہ کی انفرادی اور اجتماعی بےعزتی کر رہے ہیں ۔ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے ۔ میں قانون کی عملداری اور اسمبلی کے وقار کے پیش نظر خاموش رہا ۔ مگر ظفر سلیم نے اونچی آواز میں نہ صرف مجھے بلکہ ساری اسمبلی کے ممبران کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کیے ' جس سے نہ صرف میرا بلکہ سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

جناب سپیکر : آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں ؟

راجہ ریاض احمد : جی بالکل دینا چاہتا ہوں ۔ جناب سپیکر ! مسئلہ یہ ہے کہ ہم منتخب لوگ اپنے ذاتی کام کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کے کام کے سلسلہ میں دفاتر میں جاتے ہیں اور لوگوں کو انصاف دلانے کے لیے ایک تبدیلی تفتیش کے لیے کہنا ہر پاکستانی شہری کا حق ہے ۔ اور اگر ہم یہ بات کہیں کہ یہاں پر انصاف نہیں مل رہا تفتیش تبدیل کردی جائے تو یہ کوئی بری بات نہیں ۔ لیکن جناب والا! بدقسمتی سے ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن فیصل آباد جو کہ پہلے ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۳ء تک فیصل آباد میں تین سال تک تعینات رہا ۔ اور اس کے بعد صرف چھ مہینے ملتان میں اس کی پوسٹنگ ہوئی اور اس کے بعد دوبارہ اس کی فیصل آباد میں تعیناتی ہوئی ۔ بجائے اس کے کہ وہ کرپشن کو ختم کرے ' جو لوگ کرپشن کرتے ہیں ان کے خلاف کارروائی کرے اس نے فیصل آباد کو کرپشن کا گڑھ بنا دیا ہے ۔ فیصل آباد میں اس نے اپنے دفتر کے باہر جناب سپیکر ! یہ بات غور سے سنیں ۔ کہ اس نے اپنے ٹاؤٹ رکھے ہوئے ہیں ۔ اور مختلف قسم کے لوگ وہاں آکر درخواستیں دے جاتے ہیں ۔ پھر ان کو دفتر میں بلایا جاتا ہے ۔ اور کہا جاتا ہے کہ جناب آپ کے خلاف درخواست آئی ہے ۔ مک مکا کرلیں ۔ اگر مک مکا کوئی آدمی نہیں کرتا اور وہ سٹینڈ لیتا ہے تو پھر اس ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن کی ایماء پر اس کے خلاف مقدمہ درج کر لیا جاتا ہے ۔ اس کے بعد پھر اسے دعوت دی جاتی ہے کہ آجاؤ مک مکا کرلیں ۔ پھر بھی اس ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن کے خلاف میں آپ کو صرف ایک مثال دینا چاہتا ہوں ۔ کہ آج تک انٹی کرپشن محکمہ کا ایسا کوئی مقدمہ نہیں بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ پنجاب میں ہم سب بھائیوں میں سے کبھی کسی نے یہ نہیں سمجھا کہ انٹی کرپشن کے دس مقدموں میں کبھی کسی کو سزا ہوئی ہو ۔ اس کی صرف اور صرف یہی وجہ ہے کہ انٹی کرپشن کے محکمے میں جو پرچہ درج کیا جاتا ہے وہ کبھی اپنے انجام

کو نہیں پہنچتا۔ اس میں راستے میں درخواست پر مک مکا ہوتا ہے۔ پھر پرچہ درج ہونے پر مک مکا ہو کر تمام کے تمام پرچے خارج کر دیے جاتے ہیں کیا بات ہے کہ فیصل آباد کے علاوہ پورے پاکستان میں اور کوئی جگہ نہیں کہ یہ شخص پہلے تین سال فیصل آباد میں تعینات رہا۔ اس وقت اس کا گریڈ 18 تھا اور گریڈ 19 کی سیٹ پر یہ تین سال تعینات رہا اور اب دوبارہ پھر جب اس کو ملتان میں تعینات کیا گیا تو ایک سال تک اس نے اپنی فیصل آباد والی سرکاری رہائش گاہ نہیں چھوڑی۔ اس کے علاوہ اس شخص نے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ والوں کو ڈرا دھمکا کر وہاں اپنے گھر میں پانچ اے۔ سی لگوا رکھے ہیں اور تقریباً 10 لاکھ کا نیا فرنیچر اس شخص نے کرپشن کے ذریعے ان کو ڈرا دھمکا کر اپنے گھر میں اکٹھا کیا ہوا ہے۔ یہ شخص جس کا نام ظفر سلیم ہے اپنی سیاسی وابستگیوں کی وجہ سے فیصل آباد کے لوگوں کو جو کہ صحیح طریقہ سے کام کرنا چاہتے ہیں ان کو بھی صحیح کام کرنے نہیں دے رہا اور جو لوگ کرپشن کر رہے ہیں' جو لوگ برائی کا ساتھ دے رہے ہیں' یہ شخص ان کے لیے ایک آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ یہ ان کا سب سے بڑا ساتھی ہے۔

جناب والا! یہ محکمہ انٹی کرپشن جو ہے یقین جانیے کہ یہ کرپشن کو ختم کرنے کے لیے کچھ نہیں کر رہا بلکہ یہ ڈاکوؤں کا محکمہ ہے۔ پورا انٹی کرپشن کا محکمہ ڈاکوؤں کا محکمہ ہے۔ جہاں پر کرپشن کو ختم کرنے کے لیے عملی طور پر کچھ نہیں کیا جا رہا۔ صرف اور صرف یہاں سے کرپشن پیدا ہو رہی ہے۔ یہ کرپشن کی آماجگاہ ہے۔ انٹی کرپشن والے کرپشن کو پیدا کرتے ہیں۔

جناب والا! میری آپ سے یہ درخواست ہو گی کہ فیصل آباد میں یہ جو ایڈیشنل ڈائر کٹر انٹی کرپشن ہے اس کے خلاف انکوائری بھی کروائی جائے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ صرف میری تحریک استحقاق ہی منظور ہو بلکہ اس کے خلاف انکوائری بھی کروائی جائے اور میں انشاء اللہ اس کی بدعنوانیوں کو ثابت کر کے اس انکوائری میں یہ رپورٹ پیش کروں گا اور اس انکوائری کی بناء پر اس کو پھر معطل کیا جائے۔

جناب والا! آخر میں میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ میرے ساتھ انتہائی زیادتی ہوئی ہے۔ اس شخص نے جب میرا اور اس کا جھگڑا ہوا تو اس نے کلرکوں سے جن کے ساتھ میرا کوئی جھگڑا نہیں ہوا تھا لیکن اس شخص نے اپنے جو بیس پچیس کلرک ہیں ان کو جا کر کہا کہ اس جھگڑے کو کلرکوں کا اور ایم پی اے کا جھگڑا بنایا جائے۔ میرے خلاف اس نے دفتر میں ہڑتال کروائی اور پھر اس نے کلرکوں کو مجبور کیا کہ آپ سڑک پر جا کر میرے خلاف نعرہ بازی کریں حالانکہ اختلاف میرا اور اس کا تھا۔ پھر میں نے کلرکوں سے جا کر بات کی اور انتظامیہ نے بھی ان سے بات کی۔ میں نے اپنا بیان

بھی دیا تھا کہ میرا کلرکوں کے ساتھ جھگڑا نہیں۔ اس بدعنوان' اس کرپٹ اور اس انٹی کرپشن کے محکمے میں کرپشن کرنے والے شخص کے خلاف میرا جھگڑا ہے اور یہ اصولی اختلاف ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ انتہائی مہربانی کرتے ہوئے میری یہ تحریک استحقاق منظور کریں۔ بہت مہربانی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی نے انتہائی جذبات کے ساتھ ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن فیصل آباد جو ہیں ان کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ جس معاملے کے بارے میں یہ مذکورہ آفیسر کے آفس میں گئے تھے وہ بھی ایک پولیس انسپکٹر جو ہیں ان کے خلاف درج شدہ مقدمات کی تفتیش کی تبدیلی کے بارے میں گئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر : یہ کس کی سفارش کے لیے گئے تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ایک پولیس انسپکٹر کے خلاف کچھ مقدمات درج ہیں جن کی تفتیش تبدیلی کے لیے یہ سفارش لے کر ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن کے آفس میں گئے تھے۔ وہاں جو صورت حال پیدا ہوئی اس کے بارے میں بیشک ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن کا جو جواب آیا ہے اس میں انھوں نے یہ کہا ہے کہ "میں نے کسی قسم کی کوئی بدتمیزی نہیں کی' نہ میں سوچ سکتا ہوں کہ فاضل رکن اسمبلی کے خلاف میں اپنی زبان پر کوئی ایسا حرف لاؤں جس سے ان کی عزت پر حرف آئے"۔

جناب سپیکر! اس کے باوجود میں نے مذکورہ آفیسر کو پرسوں یہاں اسمبلی میں بلایا ہے اور میں اس مقصد کے لیے یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے مہلت دیں کہ مذکورہ آفیسر سے میں اس معاملے کی مزید تحقیق کر سکوں۔ اس کے بعد میں ایوان میں اس بارے میں مفصل جواب دے دوں گا اور فاضل رکن اسمبلی سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ یہ آج کے روز اس پر زور نہ دیں۔

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر! یہ میری صرف ایک بات کا جواب دے دیں۔ پھر جس طرح آپ کہیں گے اسی طرح ہو گا کہ کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں؟ وزیر قانون صاحب یہ بات کہیں کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور ایک وہ افسر جو کرپٹ ہے' جو بدعنوان ہے' جو کرپشن کر رہا ہے اس کا کہا ہوا سچ ہے؟ صرف اتنی بات کریں۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری : پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب سپیکر : جی ڈاکٹر شفیق صاحب۔

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر ! میری ایک اور استدعا ہے---

جناب سپیکر : ڈاکٹر شفیق صاحب' اس کے بعد آپ۔

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر ! وہ ان کا عزیز ہے۔

جناب سپیکر : آپ موقع دیجیے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری : جناب والا! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ایک پولیس افسر کی سفارش کے لیے گئے تھے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پولیس افسر کے کنڈیکٹ کو چیک کر لیا جائے کہ وہ کیسا ہے۔ اگر یہ کسی کرپٹ پولیس افسر کی سفارش کے لیے گئے ہیں اور وہاں کوئی لڑائی جھگڑا ہوا ہے تو پھر کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ کل وزیر قانون صاحب فرما رہے تھے کہ ہمارا استحقاق اس وقت مجروح ہو گا جب ہم خود بھی اپنا احترام کروائیں گے۔ اپنے استحقاق کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔

جناب والا! اس کیس کی مکمل انکوائری کروائیں تاکہ وہ کرپٹ آفیسر جو ہے یا وہ ایماندار افسر ہے وہ بھی سامنے آجائے اور اس کا کنڈیکٹ بھی سامنے آجائے۔

جناب سپیکر : جی آپ فرمائیے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان : جناب سپیکر!---

جناب سپیکر : میں نے ان کو پہلے موقع دیا ہے۔ اس کے بعد ظہیر صاحب آپ فرمائیے گا۔ جی فرمائیے۔

جناب محمد اسماعیل : جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ راجہ صاحب کی تحریک استحقاق جو ہے فیصل آباد سے تعلق رکھتی ہے اور میرا بھی فیصل آباد سے تعلق ہے۔

جناب سپیکر! راجہ صاحب کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ انھوں نے انھیں threat ہی نہیں کیا بلکہ ان کے خلاف اپنے عملے سے سیاہ بینر لگوا کر دفتر پر آویزاں کیے۔ اب میں وہاں پر خود گیا۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ آپ یہ غلط کر رہے ہیں۔ ایک ایم۔ پی۔ اے کا استحقاق مجروح کر رہے ہیں۔ اس سے لوگوں میں اچھا response نہیں ہو گا۔ آپ براہ مہربانی اس کو ختم کریں۔ انھوں نے کہا کہ ہم ایسا کریں گے بلکہ پورے پنجاب میں کریں گے۔ ہم اس بات سے کبھی نہیں ڈرتے۔

جناب سپیکر ، یہ آپ سے کس نے کہا؟ ایڈیشنل ڈائریکٹر نے کہا کہ ہم ایسا کریں گے؟

جناب محمد اسماعیل ، جی اس نے کہا کہ ہم ایسا کریں گے۔ میں نے اسے منع کیا۔ یقین جانیے کہ اگر وہ میری بات کو مان لیتے تو شاید راجہ صاحب تحریک استحقاق پیش نہ کرتے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اسے منظور فرمائیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو ہم کبھی بھی غلط انفرمیشن نہیں دیں گے۔ یہ فیصل آباد کے لوگوں سے بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر ، جی ظہیر صاحب۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان ، جناب سپیکر! ڈاکٹر شفیق صاحب نے ابھی جو بات فرمائی ہے کہ راجہ صاحب برائے تبدیلی تفتیش ایک کرپٹ پولیس آفیسر کی سفارش لے کر وہاں پر گئے تھے تو ان کا استحقاق نہیں بنتا۔

جناب سپیکر! یہ استحقاق کی بات نہیں ہے۔ اس بارے میں استحقاق کا وہ نہیں کہہ رہے۔ یہ آفیسر کا خود اپنا استحقاق ہے کہ وہ تفتیش تبدیل نہ کرے۔ کرپٹ آفیسر کو سزا دے دے۔ لیکن اسمبلی ممبر پر جو کہ ان کے اوپر پبلک کا پریشر ہوتا ہے وہ انصاف کے لیے 'تبدیلی تفتیش کے لیے گئے ہیں۔ وہ تفتیش تبدیل نہ کرتے لیکن بدتمیزی اور ایسے الفاظ استعمال کرنا نہایت نامناسب بات ہے۔ آپ دیکھ لیں۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ کہنہ مشق سیاستدان ہیں۔ انھوں نے ایسی بات کی ہے کہ ایک یہ کرپٹ آفیسر کی سفارش لے کر گئے ہیں اس لیے اس کی تحقیقات کو درخور اعتنا نہ سمجھا جائے۔ آپ بالکل تفتیش تبدیل نہ کریں۔ آپ اس کو سزا دے دیجیے گا لیکن جو یہ بات ہوئی ہے کہ ایک اسمبلی ممبر کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر ، میں سمجھ گیا ہوں۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان ، جناب! آپ میری ایک گزارش سنیں۔ وہ چھ ماہ تک باہر رہے۔ جو لاءمنسٹر صاحب نے کہا ہے میں ان کی بات کو oppose نہیں کر رہا۔ میں اپنی گزارش کر رہا ہوں۔ وہ تین سال تک فیصل آباد میں تعینات رہنے کے بعد جتنی دیر تک باہر رہے ہیں وہاں پر ایک پولیس آفیسر طاہر عارف نامی ڈی۔ آئی۔ جی کے عہدے کا آ کر تعینات ہوا اور وہ چھ ماہ تک بلکہ تقریباً ایک سال تک باہر رہے اور یہ کہتے رہے کہ میں گھر میں آنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے گھر خالی نہیں کیا۔ جب ملتان میں وہ تعینات تھے تو ان کو یہاں کا ایڈیشنل چارج دیا گیا۔ وہ اسے forego کر کے یہاں پر تشریف

سے آئے۔ ان کے اپنے مفادات ہیں۔

جناب سپیکر : یہ غیر متعلقہ معاملات ہیں۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان : جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ان کی تبدیلی تفتیش کی سفارش سے کر جانے کو ایک جرم نہ سمجھا جائے۔ جو بات انھوں نے کی ہے ان کے بارے میں فیصلہ فرما دیجیے گا۔

جناب سپیکر : وہ کوئی جرم نہیں۔ جناب عمران مسعود صاحب۔

جناب محمود اختر گھمن : پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر : جی' ایک منٹ گھمن صاحب۔ اس کے بعد آپ کی بات ہو گی۔

میاں عمران مسعود : شکریہ۔ جناب والا! جس طرح بھٹی صاحب نے ابھی یہاں بات کی اور مجھ سے پہلے ڈاکٹر شفیق صاحب نے بھی اپنے point of view کا یہاں اظہار کیا۔ ان کا اپنا point of view ہے۔ تو as a member of the House میں راجہ صاحب کو support کروں گا۔ اگر اسی طریقے سے ہر ممبر کا جو گریبان ہے اس کو پکڑ لیا جائے ' ان کے استحقاق کو اس طریقے سے مجروح کر دیا جائے تو پھر اس ہاؤس کی جو sanctity ہے اس پر بڑا دھبہ لگے گا۔ میں اس کو strongly support کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر : نہیں۔ گھمن صاحب ' اس کے بعد آپ بات کیجیے گا۔

جناب محمود اختر گھمن: جناب سپیکر! یہ مسئلہ کہ وہ کرپٹ ہے یا نہیں ہے یہ تو بعد کی بات ہے۔ جناب سپیکر راجہ صاحب نے ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے کہ وہ وہاں تشریف لے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: سنیئے I call the House to order. ۔ میں ارکان اسمبلی سے خصوصی تاکید سے کہتا ہوں کہ پلیز ہاؤس کا decorum maintain رکھیں اور جو دوست گفتگو کر رہے ہیں ان کی بات سنی جائے ۔ وزراء صاحبان اور تمام صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ براہ کرم توجہ دیں ۔ میرے سامنے دو دوست بیٹھے ہیں میں ان سے بھی گزارش کر رہا ہوں کہ از راہ کرم ہاؤس میں توجہ دی جائے۔ جی گھمن صاحب۔

جناب محمود اختر گھمن: جناب سپیکر! متعلقہ آفیسر جس کے بارے میں راجہ صاحب نے درخواست دی ہے اس کا ایماندار ہونا یا بددیانت ہونا یہ ایک الگ بات ہے۔ اس وقت حضور والا کے سامنے یہ بات ہے کہ راجہ صاحب وہاں تشریف لے گئے اور انہوں نے یہ بیان کیا اور اب ایوان میں بیان کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس چیز سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب والا! اگر وہ ایماندار ہے یا بددیانت ہے اس بارے میں سر دست کوئی رائے نہیں دی جا سکتی لیکن جناب والا ایک ایم پی اے کا جب استحقاق مجروح ہو اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ وہ چاہے اپوزیشن کا ایم پی اے ہو خواہ وہ ٹریژری بنچز کا ایم پی اے ہو اور اس تحریک استحقاق کو مسترد کرنے کے لیے کوئی سپیشل حالات نہ ہوں اس تحریک استحقاق کو ضرور منظور کیا جانا چاہیے۔ میری جناب والا! یہ گزارش ہے کہ اس کو منظور کرتے ہوئے استحقاق کمیٹی کو بھیجا جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے معزز رکن جناب راجہ صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ کوئی معمولی نوعیت کی نہیں ہے۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جس طرح ممبران نے یہاں پر اپنا اپنا اظہار خیال کیا ہے۔ اس معزز ہاؤس کے ممبران کے لیے کوئی اور جگہ نہیں جہاں پر یہ جا کر اپنی بات کرسکیں۔ جس طرح انہوں نے کہا کہ انہوں نے کلرکوں سے ہڑتال کروائی۔ اگر یہ تحریک استحقاق استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اگر انہوں نے کوئی غلط بیانی کی ہے یا اس افسر کا کوئی قصور ہے تو وہاں پر اس کا پتہ چل سکتا ہے۔ میں on the floor of the House یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر ان کا کہنا درست ہے تو یہ وہاں پوری طرح سے fight out کریں اور گورنمنٹ سرونٹ اور پبلک representative کے درمیان اس طرح سے نہیں ہونا چاہیے۔ انہوں نے جو کہا ہے میں اس کو بطور وزیر support کرتا ہوں اور اس کو کمیٹی میں ضرور آنا چاہیے اور اسے آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب احسان الدین قریشی: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ راجہ صاحب کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی گورنمنٹ ملازم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اراکین اسمبلی کے ساتھ بدتمیزی کے ساتھ پیش آئے۔ اگر کوئی واقعہ پیش آیا ہے تو یہ انتہائی قابل افسوس اور قابل مذمت ہے۔ لیکن کسی کے خلاف چاہے وہ گورنمنٹ ملازم ہو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم کوئی ایسی بات نہ کریں۔ جس سے اس کی دیانتداری پر کوئی حرف آئے اور اگر وہ صحیح ہے تو اس کی سچائی کو دبا

دیا جائے۔ جناب والا! جو صحیح بات ہے اس کو آنا چاہیے اور ہمارا اراکین اسمبلی کا جو استحقاق ہے اس کو بھی سرکاری ملازمین کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! اس سلسلے میں میں مزید کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بس اب بہت بات ہو گئی۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میں ایک چھوٹی سی بات عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں چھوٹی کیا۔ آپ نے بڑی بات کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ اس آدمی کو بلالیں آپ اس سے بات کرلیں اس کے بعد راجہ صاحب سے بات کرلیں اگر راجہ صاحب مطمئن ہوں تو ٹھیک ہے نہیں تو یہ ان کا right ہے ہم اس کو اس وقت تک کے لیے pend کرتے ہیں اس کو رد نہیں کرتے راجہ صاحب۔ آپ ان کو موقع دے دیں یہ ایک دفعہ انہیں بلالیں اور آپ کے ساتھ بات ہو جائے اگر آپ مطمئن ہو جائیں تو ٹھیک ہے نہیں تو اس کے بعد ہم اس کو admit کرلیں گے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر۔ مجھے آپ کی بات سے اتفاق ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔۔۔ اب آگے چلتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید صاحب۔ سید محمد عارف بخاری۔ خواجہ محمد اسلام۔ جناب امان اللہ خان بابر۔ میاں عبدالحمید صاحب کی ایک مشترکہ تحریک استحقاق ہے آپ میں سے کون صاحب پیش کریں گے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی پیش کریں۔

گاڑیوں پر غیر قانونی نمبر پلیٹوں کا استعمال

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۹۵ء کو اسمبلی کے اجلاس کے دوران میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر سپیکر اسمبلی کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی تھی کہ صوبہ میں زندگی کے مختلف شعبوں سے

متعلق لوگ جن میں عوامی نمائندے صحافی انتظامیہ انٹی کرپشن کمیٹی کے ارکان جج اور کئی غیر متعلقہ لوگ اپنی گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں پر تختیاں لگائے پھرتے ہیں جو کہ سراسر قانون کے خلاف ہے۔ اس پر سپیکر میاں منظور احمد موہل نے یہ رولنگ دی تھی کہ دو دن کے اندر اندر صوبائی حکومت ایسی تمام غیر قانونی تختیاں اتروا دے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس سے پہلے بھی ایک تحریک التوائے کار پر سپیکر جناب حنیف رامے صاحب ایسی ہی رولنگ دے چکے ہیں۔ لہذا اس پر عمل ہونا چاہیے۔ آج اس رولنگ کو قریباً ۱۲ روز سے زائد ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک ہوم سیکرٹری آئی۔ جی پنجاب اور ضلعی انتظامیہ کے دیگر اہلکاروں نے اس غیر قانونی پریکٹس کو ختم کرنے کے لیے کوئی مثبت اور ٹھوس اقدامات کی ابتداء تک نہیں کی گئی۔ پنجاب کی نمائندہ اسمبلی کے سپیکر کی رولنگ کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)۔

جناب سپیکر! ہمارے معاشرے میں پہلے ہی طبقاتی تقسیم اپنے عروج پر ہے اور اس طبقاتی تقسیم کی بنیاد پر طبقاتی نفرت ہر جگہ نمایاں ہے۔ ہم نے اس طبقاتی نفرت کو مزید بڑھانے کے لیے اپنی گاڑیوں پر اپنے اپنے منصب کی پلیٹیں نصب کر رکھی ہیں۔

جناب سپیکر! نہ کوئی قانون نہ کوئی مذہب ہمیں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ہم اس معاشرے میں ایسی طبقاتی تقسیم کو مزید بڑھانے کے لیے ایسے اقدامات کریں جس سے وہ ماحول میسر ہو سکے جو اس ملک اور قوم کے لیے تباہ کن ہے۔ جناب سپیکر! آئین کا آرٹیکل ۲۵ equality of citizen کی بات کرتا ہے کہ .Every body is equal before law لیکن آج جس طور پر یہ منظر ہم آئے دن دیکھتے ہیں وہ ہماری زندگی کا ایک معمول بن چکا ہے جناب سپیکر عوامی نمائندے صحافی انتظامیہ اور انٹی کرپشن کے نام پر کرپشن کرنے والے ممبر آج یہ غیر قانونی تختیاں لگائے پورے صوبے میں نظر آتے ہیں۔ جناب سپیکر۔ نہ آئین میں اور نہ ہی قانون میں اس کی کوئی پروویژن موجود ہے موٹر وہیکل ایکٹ کے تحت صرف نمبر پلیٹ لگانے کی اجازت ہے اور اس میں صدر وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کے علاوہ تمام لوگ اس بات کے پابند ہیں کہ صرف نمبر پلیٹ استعمال کی جائیں۔ ۱۹۸۵ میں ایک circular کے ذریعے صرف ایم پی ایز کو اس بات کی اجازت دی گئی تھی کہ وہ state function کے موقع پر ایم پی اے کی پلیٹ صرف متعلقہ عملہ کو دکھانے کے لیے لگائے گا تاکہ

جہاں functions ہو رہے ہوں وہاں پر آسانی کے ساتھ وہ enter ہو سکے ۔ اس مقصد کے لیے اس کی اجازت دی گئی تھی لیکن کسی طور پر اور قانونی طور پر کوئی بھی پرویژن مہیا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ان حالات میں یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ بہت سی وارداتیں صرف ان پلیٹوں کے غلط استعمال کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔پولیس اس بات سے نالاں ہے اور پولیس کی اپنی رپورٹیں موجود ہیں کہ ایسی تمام تختیاں اتروا دی جائیں۔ جناب سپیکر! آپ کی صدارت میں 29 جون کو اس بات کا فیصلہ آپ کی رولنگ کے تحت ہوا تھا کہ دو دن کے اندر اندر ایسی تمام پلیٹیں اتروا دی جائیں لیکن جناب سپیکر! آج تقریباً پونے دو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور اس معاملے میں نہ آئی جی نے اور نہ ہی ہوم سیکریٹری نے اور نہ ہی انتظامیہ کے کسی اعلیٰ افسر نے کسی قسم کی کوئی کارروائی کا آغاز کیا ہے۔ جناب سپیکر! میری آج آپ سے استدعا ہے کہ اگر کوئی قانون بنایا جاتا ہے تو اس کے اوپر اگر عمل درآمد نہ کیا جائے تو قانون کا وجود ختم ہو جاتا ہے ۔ اور معاشرے میں جو ناہمواری ان تختیوں کی وجہ سے ہے ۔ جناب سپیکر! آج ضرورت ہے کہ اس معاشرے کو لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کے ضمن میں اور ناہمواری کے ضمن میں اس کو ختم کرنے کے لیے پنجاب حکومت کو فوری طور پر احکامات جاری کریں اور اگر انھوں نے ہوم سیکرٹری اور آئی جی پنجاب نے اس کے بارے میں کوئی ایکشن نہیں لیا تو میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ پورے طور پر اس کے اوپر بحث و تمحیص کے بعد کوئی لائحہ عمل تیار کیا جا سکے ۔ اس تحریک میں سید محمد عارف حسین بخاری ' خواجہ محمد اسلام ' جناب امان اللہ خاں بابر اور میاں عبدالحمید بھی میرے ساتھ شامل ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ !

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی نے سپیکر چیئر کی طرف سے دی گئی رولنگ کے حوالے سے تحریک استحقاق پیش کی ہے اور فاضل رکن اسمبلی نے ارشاد فرمایا ہے کہ عوامی نمائندوں کے علاوہ صحافی انتظامیہ کے دیگر اہلکاران اینٹی کرپشن کمیٹی کے ارکان جج اور کئی دوسرے غیر متعلقہ لوگ اپنی گاڑیوں' موٹر سائیکلوں پر اپنے عہدوں یا اپنی شناخت کے لیے جو تختیاں لگاتے ہیں انھیں قانون کے خلاف قرار دیا گیا ہے اور اس حوالے سے انتظامیہ کی کارروائی کا مطالبہ کیا گیا ہے اور سپیکر کی رولنگ آنے کے بعد کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے انھوں نے اسے استحقاق کی بنیاد بنایا ہے۔ جناب سپیکر! آپ کی رولنگ پر انتظامیہ پوری سنجیدگی کے ساتھ اور پورے احترام کے ساتھ عمل درآمد

کرنا چاہتی ہے اور کرتی ہے اور انتظامیہ نے اس پر عمل بھی کیا ہے ۔ میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ یکم اگست 1995ء کو آپ کی اس رولنگ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مراسلہ ہوم ڈیپارٹمنٹ نے پورے صوبے کے ڈویژنل کمشنرز کو اور تمام ڈی آئی جی صاحبان کو لکھا ۔ جس میں fixing of lights on the top of the vehicles اور اس سبجیکٹ کے حوالے سے یہ مراسلہ لکھا گیا ۔ اور اس میں یہ تختیاں لگائے جانے کے بارے میں بھی اور نہ لگانے کی ہدایات اور اسے ensure کرنے کے لیے اور ایسی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کرنے کے بارے میں بھی ہوم ڈیپارٹمنٹ نے مراسلہ لکھا۔ اب جو اصل صورت حال ہے جو کہ انتظامیہ کے لیے رکاوٹ ہے یقیناً ہمیں اسے بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔ 1957ء کے قوانین اور اس کے بعد موٹر وہیکلز آرڈیننس کے تحت انتظامیہ نے عملاً کارروائی کرنی ہوتی ہے۔ جب بھی ایسی تختیاں لگائے جانے اور لائٹس لگائے جانے پر انتظامیہ جب کوئی ایسی گاڑیاں پکڑتی ہے۔ مثال کے طور پر آپ کی رولنگ کے بعد 9994 گاڑیوں کے خلاف انتظامیہ نے کارروائی کرنے کی کوشش کی، انھیں پکڑا ، انہیں روکا اور انہیں تھانوں میں بھی لے کر گئے لیکن جب قوانین دیکھے جاتے ہیں تو کسی بھی قانون کے تحت ایسی پلیٹیں لگانے کی کوئی سزا موجود نہیں ہے کوئی ممانعت موجود نہیں ہے۔ قانون اس بارے میں خاموش ہے اور جب انتظامیہ کے افسران ان گاڑیوں کو پکڑ لیتے ہیں اور اس کے بعد انھیں کوئی سزا نہیں ہوتی۔ اس صورت حال کا بھی حکومت پنجاب نے نوٹس لیا ہے اور ہوم سیکریٹری پنجاب کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جس میں سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ، سیکرٹری لاء اور سیکرٹری ٹرانسپورٹ بھی شامل ہیں اور آئی جی پنجاب بھی اس میں نمائندگی کریں گے ۔

جناب سپیکر! اس کمیٹی کو یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ یہ ایک جامع پالیسی مرتب کرے ۔ اور قوانین میں تبدیلی کے لیے چونکہ فیڈرل گورنمنٹ نے اس میں تبدیلی کرنی ہے ۔ انتظامی نقطہ نگاہ سے پنجاب حکومت ایسی قباحتوں کو روکنے کے لیے جو کارروائی کر سکتی ہے یہ کمیٹی اپنی سفارشات کی روشنی میں مزید ہدایات ضلعی ہیڈکوارٹرز پر دے دے گی البتہ موٹر وہیکلز آرڈیننس میں تبدیلی کے لیے سفارشات مرتب کر کے وفاقی حکومت کو بھجوا دیں گے اور وفاقی حکومت جب آرڈیننس میں ایسی تبدیلیاں لے آئے گی کہ جس سے ایسی تختیاں اور دوسری لائیٹس وغیرہ لگانے کو روکنے کے لیے جو قوانین ضروری ہیں وہ قوانین بننے کے بعد انتظامیہ مؤثر طریقے سے کارروائی کر سکتی ہے ۔ پھر ان قباحتوں کو روکا جا سکے گا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئی جی پنجاب ، ہوم سیکرٹری پنجاب نے آپ

کی رولنگ کی قطعی طور پر کوئی خلاف ورزی نہیں کی اور آپ کی رولنگ کے احترام میں انھوں نے اپنی انتظامی ذمہ داریاں ادا کرنے کی کوشش کی ہے اور ہم فاضل رکن اسمبلی اور دیگر اراکین کی تجاویز کو بھی اس معاملے میں حکومتی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے اور ایسی قباحتوں کو روکنے کے لیے ان کی تجاویز پر مثبت عمل درآمد کے لیے ہم تیار ہیں ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ رول 55 کے تحت یہ تحریک استحقاق استحقاق کمیٹی کے سپرد کیے جانے کی ضرورت نہ ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جناب ایس اے حمید صاحب اس بیان کی روشنی میں کیا کہنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید ۔ جناب سپیکر! یہ 29 جون کا واقعہ ہے ۔ جب آپ نے اس ایوان میں یہ رولنگ دی تھی اور 29 جون سے لے کر آج تک 21 اگست تک انتظامیہ کی طرف سے ایک دو سطر کی خبر بھی اخبار میں نہیں آئی کہ ایسے تمام لوگ جنھوں نے غیر قانونی طور تختیاں لگا رکھی ہیں وہ اتروا دیں۔ جناب سپیکر! وزیر قانون فرماتے ہیں کہ ہم نے کارروائی شروع کی ہوئی ہے ۔ جناب سپیکر! انھوں نے کارروائی کے لیے ایک لیٹر ڈویژنل کمشنر صاحبان کو لکھ دیا ہے کہ یہ ختم کریں۔ 29 جون سے لے کر 21۔ اگست تک اخبار دو سطر کی خبر شائع نہیں کروا سکے ۔ اگر قانون کا اسی طریقے سے مذاق اڑایا جاتا ہے اور اس کے لیے انتظامیہ بالکل بے حس ہے ۔ آئی جی اور ہوم سیکرٹری صاحب اس بارے میں کام کرنا نہیں چاہتے تو یہ اور معاملہ ہے ۔ لیکن اگر یہ چاہتے تو ریڈیو کے ذریعے ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے لوگوں کو ایجوکیٹ کیا جا سکتا تھا ۔ انھیں متنبہ کیا جا سکتا تھا ۔ جناب سپیکر! اخبارات میں ایک وارننگ تک نہیں آئی۔ اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اس کے لیے قانون میں کوئی سزا نہیں ہے۔ جناب سپیکر! یہاں ایک ممبر اسمبلی کی گاڑی میں جب سیاہ شیشے لگے ہوئے تھے تو پولیس والوں نے اسے روکا تھا او راس کے خلاف کارروائی کرنے کی کوشش کی تھی ۔ آپ کے نوٹس میں یہ بات ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی گاڑی پہ غیر قانونی تختی لگا کے اسے استعمال کر رہا ہے اور قانون میں اس کی گنجائش نہیں ہے تو کیا یہ قانون کی خلاف ورزی نہیں ہے ۔ اور قانون کی خلاف ورزی پر کوئی سزا نہیں ہو سکتی۔ یہ مفروضے کی بات کر رہے ہیں۔ در اصل یہ اس معاملے کو ٹیک اپ ہی نہیں کرنا چاہتے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب پولیس کی اپنی یہ رپورٹیں ہیں کہ ایسی تختیوں کے استعمال سے جرائم بڑھ چکے ہیں تو پھر نہ جانے کون سی وجوہات ہیں کہ جن کی بنیاد پر وزیر قانون کچھ نہیں کرنا چاہتے۔ میری استدعا ہے کہ اس مسئلے کو thrash out کرنے کے لیے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ میرے پانچ دیگر

ممبران نے بھی اس تحریک میں participate کیا ہے لہذا آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں وہاں پر thrash out ہو جائے گا کہ قانون موجود ہے یا نہیں ہے ' آئی جی یا ہوم سیکرٹری نے اس بارے میں کوئی ایکشن لیا ہے یا نہیں لیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر ! مجھے آپ کی اجازت سے یہ عرض کرتا ہے کہ قانون کی خلاف ورزی تب ہوتی ہے جب قانون نے کوئی کام کرنے سے brohibit کیا ہو ۔ قانون میں یہ بات درج ہو کہ فلاں فلاں تختی لگانا یا فلاں معاملہ کرنا قانون کے خلاف ہے اور اگر ایسے کیا جائے گا تو اس کی یہ سزا ہو گی ۔ جب قانون میں کہیں prohibition نہیں ہے اور کوئی شخص اگر تختیاں لگاتا ہے تو یہ قانون کی خلاف ورزی نہیں ہے البتہ اس معاملے کو بہتر بنانے کے لیے جس انداز میں پہلے بھی ایوان میں بات ہوئی اور اب بھی بات اٹھائی گئی ہے ۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ آپ کی رولنگ کو مدنظر رکھتے ہوئے ' جناب سپیکر(محمد حنیف رامے) صاحب کی رولنگ کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے موٹر وہیکل آرڈی ننس کو بہتر بنانے اور جامع پالیسی مرتب کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ہوم سیکرٹری پنجاب 27۔ اگست کو اس بارے میں میٹنگ لے رہے ہیں ۔ اور اس بارے میں جامع' بہتر پالیسی بھی بنائی جائے گی اور وفاقی حکومت کو سفارشات بھی کی جائیں گی ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو منظور کیے جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایس اے حمید صاحب ! وزیر قانون صاحب فرماتے ہیں کہ موٹر وہیکل ایکٹ میں اس وقت کوئی ایسی شق نہیں ہے' کوئی ایسی سزا نہیں ہے کہ جو اس طرح کی پلیٹیں لگانے والوں کو دی جاسکے۔ انھوں نے کہا ہے کہ اس بارے میں ایک کمیٹی فریم ہو گئی ہے جو اس پر کام کر رہے ہے اور وہ کمیٹی پھر سفارشات کرے گی کیونکہ موٹر وہیکل ایکٹ وفاقی حکومت کا ہے ۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، اگر ایس اے حمید صاحب نشان دہی کر دیں کہ فلاں قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو میں ان کا مزید مشکور ہوں گا۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر ! میں وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ موٹروہیکل ایکٹ میں یہ بات بڑی واضح ہے کہ صرف 21 ضرب 21 انچ کی ایک تختی ہو گی جس پر صرف نمبر لکھا جائے گا اور کوئی چیز display نہیں کی جا سکتی اور اس میں exemption ہے ایک صدر

صاحب کے لیے اور ایک وزیراعظم کے لیے اور ایک وزیراعلیٰ کے لیے ۔ یعنی تین exemptions ہیں اس کے علاوہ کوئی اور چیز display کی جا سکتی ہی نہیں ۔ یہ لکھا ہوا ہے ۔ مجھے اگر کاپی دی جائے تو میں اس کو پڑھ کے دکھا سکتا ہوں ۔ اس کے علاوہ کسی تختی کی گنجائش نہیں ہے ۔ جب کسی تختی کی گنجائش نہیں ہے تو خلاف ورزی تو ہو گئی اور پھر یہ سبز 'سرخ اور کالی تختی لگانا کہاں کا قانون ہے ؟ یہاں تین تین قسم کی تختیاں لگائی جا رہی ہیں ۔ کسی پر لکھا ہے کہ ممبر اینٹی کرپشن کمیٹی ' کسی پر لکھا ہے جج اور کسی پر لکھا ہے صحافی ۔ جناب سپیکر ! کوئی گنجائش نہیں ہے ۔ کوئی provision نہیں ہے جب کوئی provision نہ ہو اور اس کو استعمال کیا جائے تو وہ غیر قانونی بات ہوتی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ وزیر قانون صاحب ! آپ اس بارے میں وضاحت فرمائیں کہ جس طرح ایس اے حمید صاحب نے کہا ہے کہ پریس رپورٹر ' تحصیلدار یا عام شہری اس طرح کی جو تختی لگا دی جاتی ہے کیا اس کی prohibition نہیں ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر ! میں نے یہی عرض کیا تھا کہ یہ prohibition کہیں نہیں ہے کہ اگر کوئی ڈاکٹر ہے اور وہ اپنی گاڑی کے باہر لکھ لیتا ہے ' ایک سرکل لگا لیتا ہے ۔ اس کی نمبر پلیٹ specifications کے مطابق ٹھیک لگی ہوئی ہے لیکن اس نے کہیں کوئی ڈاکٹر کا ایک سٹکر لگا لیا ہے یا پلیٹ لگا لی ہے ' ایک آدمی وکیل لکھ لیتا ہے یا کوئی صحافی لکھ لیتا ہے اگر وہ واقعی صحافی ہے تو اسے کس بنیاد پر یہ بات کہی جائے کہ آپ نے یہ کیوں لکھا ہے ؟ میں نہیں چاہتا تھا کہ ایوان کے اندر ان چیزوں کی اتنی وضاحت سے میں باتیں کروں ۔ میری وضاحت کے ساتھ باتیں کرنے سے ایس اے حمید صاحب کا مسئلہ حل ہونے کی بجائے مزید الجھے گا ۔ اس کے بعد اگر کسی شخص نے یہ پلیٹیں پہلے نہیں لگائیں تو وہ بھی لگا لے گا ۔ اگر ابھی قانون خاموش ہے اور اس بارے میں prohibition نہیں ہے اور ہم اگر اسے prohibit کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے انھیں ہمیں موقع فراہم کرنا چاہیے۔ ہم نے ان کی بات کو مانا ' آپ کی رولنگ کو مانا اور اس کے لیے ہم نے کارروائی شروع کر دی ہے۔ یا تو یہ بتائیں کہ فلاں قانون میں فلاں جگہ یہ لکھا ہے کہ صحافی کی پلیٹ لکھ کر نہیں لگائی جا سکتی 'ڈاکٹر لکھ کر نہیں لگایا جا سکتا ' ایم پی اے لکھ کر نہیں لگایا جا سکتا ' ممبر اینٹی کرپشن کمیٹی لکھ کر نہیں لگایا جا سکتا ۔ ایک آدمی اگر ڈپٹی سیکرٹری ہے اور وہ لکھ کر لگا لیتا ہے تو آپ اسے کیسے روکیں گے ؟ وہ کہے گا کہ آپ مجھے کوئی قانون بتائیے ۔ جیسے کوئی شخص اپنی کار کے باہر عام شہری

لکھ لیتا ہے۔ وہ عام شہری تو ہے ہم اسے کیسے کہیں گے کہ تم نے یہ عام شہری کیوں لکھا ہے؟ ہم اس کی سزا کیسے دیں گے؟ اگر کہیں کوئی سزا specify کی گئی ہو' سزا موجود ہو تو پھر ہم اسے سزا دیں گے۔ ہمارے پاس کوئی قانون موجود نہیں ہے کہ جس کے تحت اسے سزا دی جا سکے۔ لہذا ہم اسے پکڑ کر تھانے میں کیسے رکھیں گے؟ وہ کہے گا کہ میں نے یہ پلیٹ لگائی اور آپ کہتے ہیں کہ میں نے غیر قانونی لگائی تو آپ مجھے قانون بتائیں اور آپ مجھے اس کے لیے کس قانون کے تحت اور کیا سزا دیں گے؟ حکومت کے پاس' انتظامیہ کے پاس جناب والا اس کا کیا جواب ہے؟۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ باتیں میں ایوان میں ایسے کہوں کہ جس سے یہ بات اخبارات میں flash ہو اور اس کے بعد انتظامیہ اور آپ کے لیے اس سے مزید پریشانیاں پیدا ہوں۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جناب محمود اختر گھمن صاحب۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! میرے خیال میں وزیر قانون صاحب نے بہت جائز بات کی ہے کیونکہ آپ تعزیرات پاکستان لے لیں۔ دنیا کے جتنے میں Major Acts ہیں آپ ان کو لے لیں ان میں یہ بات واضح ہے۔ قانون ایک بات سے منع کرتا ہے مثلاً adulteration کا قانون ہے' over speeding کا قانون ہے' کاغذات نہ رکھنے کا قانون ہے اس کے لیے یہ ہے کہ یہ offence بنے گا اور اس پر چالان کیے جاتے ہیں۔ جناب والا! اگر ایک وکیل ہے' ایک صحافی ہے اور اس نے اپنی گاڑی پر وکیل یا صحافی لکھ لیا ہے تاوقتیکہ قانون میں کوئی ایسی provision موجود نہ ہو کہ یہ غیر قانونی ہے تو he can not be penalised. قانون میں یہ بات ہونی چاہیے' قانون کو یہ provide کرنا چاہیے۔ موٹر وہیکل ایکٹ کی کسی شق میں یہ درج نہیں ہے کہ کوئی شخص اگر وکیل ہے تو وہ اپنی گاڑی میں وکیل نہیں لکھ سکتا۔ جرم اس وقت بنتا ہے' قابل دست اندازی اس وقت ہو گی' چالان اس وقت ہو گا کہ جب کسی چیز سے قانون منع کرتا ہے اور وہ شخص اسے کرتا ہے۔ آپ کسی شخص کو defame نہیں کر سکتے۔ جب آپ defame کرتے ہیں تو آپ تب مجرم بنیں گے تو اس سلسلے میں میری گزارش یہی ہے کہ چونکہ ایسی کوئی specific provision موجود نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنی گاڑی پر صحافی کا سٹکر نہیں لگا سکتا تو how we can debar him' اور ہم اسے کیسے پکڑ سکتے ہیں؟' قانون کیسے اس کے خلاف کارروائی کرے۔ یا تو آپ قانون میں ایسی provision پیدا کر لیں کہ سوائے

نمبر پلیٹ کے کوئی اور پلیٹ لگانا قابل دست اندازی پولیس ہو گا یا موٹر وہیکل ایکٹ کے تحت قابل چالان ہوگا۔ جب تک آپ ایسا نہیں کریں گے ان کے خلاف کارروائی نہیں ہوسکتی بلکہ جب یہ بات یہاں پر کرنے سے مزید واضح ہو جائے گی تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جنھوں نے یہ پلیٹیں نہیں لگائیں وہ بھی لگا لیں گے۔ لہذا میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ موٹر وہیکل ایکٹ یا کسی اور قانون جو کہ رائج الوقت ہے میں کوئی specific provision موجود نہیں ہے اس لیے یہ کوئی جرم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی عمران مسعود صاحب آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب عمران مسعود، جناب سپیکر! میں اسی ضمن میں تھوڑی سی گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ وزیر قانون صاحب نے جس طریقے سے قانون کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے ان کی بات بھی سمجھ آ رہی ہے اور ایس اے حمید صاحب کی بات بھی مجھے سمجھ آ رہی ہے۔ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ ایسا کوئی قانون موجود نہیں کہ جس کے تحت ایسے بندوں کو جو کہ impersonaters ہیں ان کو کسی طریقے سے پکڑا جائے۔ ہر قانون میں کوئی نہ کوئی lacuna رہ جاتا ہے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے معاشرے میں کچھ ایسی وارداتیں ہوئی ہیں جن میں مجرموں نے ان نمبر پلیٹس کو display کر کے اور جعلسازی کر کے وارداتیں کی ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر وزیر موصوف جعلسازی یا impersonaters کے ریفرنس سے کوئی قانون نکالیں، کوئی CRPC میں 420 کا قانون دیکھیں۔ اور اگر اس طرح سے پلیٹیں لگانے کا کوئی معاملہ نکلتا ہے تو ان کو ضرور پکڑیں۔ یہ تو میری پہلی گزارش تھی اور دوسرا اگر ایسی بات نہیں بنتی تو پھر آپ ایک ایسی کمیٹی بنا دیں کیونکہ ایس اے حمید صاحب کی یہاں contention یہ ہے کہ موٹروہیکل ایکٹ واضح طور پر یہ کہتا ہے کہ یہ جو پلیٹیں لگانے والے ہیں ان کو پکڑا جا سکتا ہے۔ لہذا اس موٹر وہیکل ایکٹ کو examine کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنا دی جائے اور اگر اس میں یہ provision نہیں ہے تو پھر وزیر قانون صاحب یہاں پر قانون سازی کریں۔ آج ہی on the floor of the House commitment دیں۔ جس طرح ایس اے حمید صاحب نے ایک point یہاں اٹھایا ہے اور واقعی یہ lacuna قانون میں رہ گیا ہے۔ لہذا اس کے لیے قانون سازی کروا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی عمران مسعود صاحب نے جو بات کی ہے یہ ایشو الگ ہے جبکہ تحریک استحقاق کا ایشو بالکل الگ تھا۔ میں نے تحریک استحقاق کے حوالے سے تو

کہا کہ قانون خاموش ہے لیکن جو بات عمران مسعود صاحب نے کی ہے وہ تو فراڈ کے زمرے میں آتی ہے۔ اگر ایک شخص ایم پی اے نہیں ہے اور وہ ایم پی اے کی پلیٹ لگا لیتا ہے، اگر کوئی شخص جج نہیں ہے اور وہ جج کی پلیٹ لگا کر سفر کرتا ہے تو یہ اس نے فراڈ کیا ہے، اس نے دھوکہ کیا ہے، اس نے فریب دیا ہے ۔ اور اس کے لیے قوانین موجود ہیں اور ان کے تحت اس کے خلاف کارروائی ہوتی بھی ہے، پکڑے بھی جاتے ہیں اور اس میں سزا بھی موجود ہے ۔ اس بارے میں ہمیں کوئی عار نہیں ہے خواہ وہ جعلی طور پر صحافی کی پلیٹ لگائے، ڈاکٹر کی پلیٹ لگائے، خواہ وہ وکیل کی لگائے۔ خواہ وہ ایم پی اے کی لگائے یا جج کی لگائے ۔ اس کے لیے قوانین رولز اور ضابطے موجود ہیں ہم اس پر کارروائی کرنے کو تیار ہیں لیکن انھوں نے جو قانون سازی کی بات کی ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور فاضل رکن کو بھی اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ یہ وفاقی قانون سازی ہے ۔ ہم نے کہا کہ پنجاب حکومت نے کمیٹی بنائی ہے اور ہم سفارشات مرتب کر کے وفاقی حکومت کو بھیجیں گے اور اس پر وفاقی حکومت ہی قانون سازی کرے گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید : جناب والا، یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے ۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ نے ایک واضح رولنگ دی اور اس میں آپ نے یہ ذکر بھی فرمایا کہ جناب سپیکر حنیف رامے صاحب نے بھی یہ رولنگ دی ہے کہ ایسی تمام غیر قانونی تختیاں اتروا دی جائیں۔ جناب والا! اگر آپ نے یہ رولنگ دی ہے تو کس base پر دی ہے؟ میرا پہلا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر قانون یہ فرماتے ہیں کہ لاء میں کوئی provision نہیں ہے ۔ میں نے ابھی لائبریری سے کتاب منگوائی ہے آپ اس کا مطالعہ فرمالیں اس میں یہ clear cut لکھا ہوا کہ گاڑی پر صرف اتنے سائز کی یعنی 34 X 34 centimeter ہو ۔ اس کے علاوہ کسی بھی قسم کی کوئی تختی display نہیں کی جاسکے گی ۔ اگر یہ الفاظ نہ ہوں تو میں وزیر قانون کی وضاحت کو تسلیم کر لوں گا لیکن اگر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہوں کہ صرف نمبر پلیٹ کے علاوہ کوئی اور پلیٹ display نہیں کی جاسکتی تو پھر وزیر قانون کو میرا مؤقف تسلیم کرنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ ۔ جی امان اللہ خان بابر!

جناب امان اللہ خان بابر : جناب سپیکر! سب سے پہلے میں نے ہی ایک تحریک التوائے کار کے

ذریعے یہ مسئلہ ہاؤس میں اٹھایا تھا۔ جناب والا! در اصل بات یہ ہے کہ اگر ایک جج ہے اس نے اپنی کار پر جج لکھا ہے تو وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ مسئلہ ممبر اینٹی کرپشن کے سلسلے سے شروع ہوا تھا کہ ممبر جو اینٹی کرپشن کا ممبر ہی نہیں ہے اس کا نوٹیفکیشن ہی نہیں ہے وہ کیسے لکھ سکتا ہے؟ ایک ڈاکٹر نے تو اپنی کار پر ڈاکٹر لکھ لیا۔ جو ممبر اینٹی کرپشن ہے ہی نہیں جس کا کوئی قاعدہ قانون ہی نہیں ہے وہ کیسے لکھ سکتا ہے؟ میں گزارش کروں گا کہ وہ ممبر جو اینٹی کرپشن کے ممبر نہیں ہیں بلکہ کرپشن کرنے والے ہیں ان کو یہ اجازت نہ دیں کہ وہ پلیٹیں لگا کر تھانوں میں جائیں اور اپنے جیالے ہونے کا رعب ڈال کر کرپشن کریں اور لوگوں کو بلیک میل کریں اصل معاملہ یہاں سے شروع ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب کافی بحث ہو چکی ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! میں نے کتاب منگوائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب کسی اور دوست کی بھی term آنی چاہیے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر!.....

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اب میں اس رولنگ پر سارا دن بات کروں؟ نہیں۔

میاں عمران مسعود: جناب والا! یہ سارا قصور غلام عباس صاحب سے شروع ہوا ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! اسے پڑھے بغیر آپ کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کوئی قانون کی بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید: جی جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا' میں متعلقہ پیراگراف دیکھ کر آپ کو بتا رہا ہوں۔ اگر آپ مجھے پانچ منٹ دے دیں تو میں اس میں سے متعلقہ پیرا نکال کر آپ کو دکھا دوں گا جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ایس اے حمید صاحب میں پھر اگلی تحریک استحقاق پر چلتا ہوں آپ اتنی

دیر میں تلاش کر لیں ۔ جی نیازی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر ' یہ دھندے تو اپنی جگہ پر ساتھ ساتھ چلتے رہیں گے۔ ہمیں ابھی ابھی ایک بہت ہی interesting اطلاع ملی ہے کہ جو پنجاب اسمبلی یہاں پر لوگوں کے حقوق کے لیے لڑتی آ رہی ہے یا نمائندگی کر رہی ہے یا صوبے کے لوگوں کو تحفظ دینے کے جھوٹے دعویٰ کرنے والے یہاں پر ہیں ۔ جناب والا ' حیرانگی کی بات دیکھیں کہ یہاں پر ایک وی وی آئی پی پارکنگ بھی ہے جس میں صرف سپیکر صاحب اور اس کا عملہ آتا ہے ۔ اس وی وی آئی پی پارکنگ میں کل دوران اجلاس سپیکر صاحب کے پی آر او محبت شجاع رانا کی گاڑی IDD 1215 ALTO ماڈل 1989ء چوری ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دہانی کراتا ہوں شاید آپ اس بات کا اعتبار کریں یا نہ کریں جو حرکتیں یا جو واقعات اس اسمبلی کو پیش آ رہے ہیں ---

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order .

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ' بہت بڑی بات ہے ۔ میں بات کر رہا ہوں آپ یقین کریں یا نہ کریں اگر میں سپیکر ہوتا تو مستعفیٰ ہو چکا ہوتا ------

MR DEPUTY SPEAKER: No, no. This is no point of order Have a seat please

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! جو لوگ گھر کی حفاظت نہیں کر سکتے----

جناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھیں ہر جگہ چوریاں ہوتی ہیں ۔ آپ میری بات سنیں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آرڈر اس لیے نہیں بنتا کہ یہ تمام کارروائیاں ملک میں ڈاکے قتل اور اس طرح کی صورت حال ہو رہی ہے تو فاضل اراکین کسی بھی مرحلے پر آ کر پوائنٹ آف آرڈر پر اس کو agitate نہیں کر سکتے ۔ میں نے اس لیے کہا کہ this is no point of order یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں ۔یعنی اس مرحلے پر یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں ہے ۔یعنی at this moment کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ آپ اس کو کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پوائنٹ آف آرڈر نہ بنے پوائنٹ آف آئینہ تو بن جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں This is no point of order Have a seat please. میں بھی آپ کی طرح جوشیلہ آدمی ہوں اس لیے آپ بیٹھ جائیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، آپ جوشیلے نہیں ہیں آپ ڈرامے کرتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ بیٹھ جائیں ۔ Have a seat please. سپیکر آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ بیٹھ جائیں ۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی ۔ آپ بیٹھ جائیں ۔ آپ بیٹھ جائیں ۔ آپ بیٹھ جائیں ۔ تشریف رکھیں ۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ تحریک استحقاق نمبر 5 جناب محمود حیات خان صاحب کی ہے ۔ کیا جناب محمود حیات خان صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ میں نے کل ان سے کہا تھا کہ آپ کا مسئلہ کل اٹھائیں گے ۔ اگر وہ لابی میں بھی نہیں ہیں تو ----

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا ' وہ مطمئن ہو گئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ مطمئن ہو گئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جی ہاں اور وہ تحریک استحقاق پیش نہیں کرنا چاہتے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چونکہ محرک موجود نہیں ہے اس لیے یہ dispose of تصور ہو گی ۔ جی جناب ایس اے حمید صاحب پانچ منٹ سے تو زیادہ ہو گئے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، اصل میں یہ قانون بنانا چاہتے ہیں اس کے بعد اسے پرنٹ کروانا چاہتے ہیں پھر وہ اس کتاب میں لگے گا اس کے بعد یہ پڑھ کے سنائیں گے ۔ اس لیے مناسب ہو گا کہ اگلی تحریک پڑھنے کا بھی انھیں ہی موقع فراہم کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! بات یہ ہے کہ پہلے جب میں نے یہ تحریک پیش کی تھی ۔ میں نے باقاعدہ اس کے ساتھ documents لگائے تھے ۔ ابھی یہ مجھے نظر نہیں آ رہا کیونکہ پانچ منٹ کا ٹائم تھا۔ لیکن یہ بات بالکل clear ہے اور موٹر وہیکل ایکٹ میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ اس کے علاوہ اور کوئی چیز display نہیں ہوسکتی ۔ میں آپ کو ابھی نکال کر دے دیتا ہوں ۔ اگر آپ اسے pend کرنا چاہتے ہیں تو pend کر دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ چونکہ غالباً آج اجلاس کا آخری دن ہے اور میں اس پر رولنگ دینا چاہتا ہوں۔ ایس اے حمید صاحب نے تحریک استحقاق نمبر 3 پیش کی ہے باقی فاضل اراکین بھی ان کے ہمراہ ہیں چونکہ یہاں ایک observation' رولنگ دی گئی ۔ حنیف رامے صاحب نے بھی کہا اور میں نے

بھی ہیں جو سپیکر کی رولنگ ہوتی ہے وہ قانون سے بالاتر نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود بھی جو ہماری رولنگ تھی اس کے مطابق ہوم سیکرٹری نے تمام کمشنرز اور ڈی آئی جی کو بھی لکھا کہ اس کی discouragement کی جائے اور اسی پر ہی ایک کمیٹی بنائی گئی جس کی میٹنگ کے بارے میں بھی وزیر نے کہا کہ 27 اگست کو ہے۔ قانون بنانے میں بھی کوشش کر رہے ہیں سوچ رہے ہیں۔ ایس اے حمید صاحب نے جو پوائنٹ initiate کیا تھا اور سپیکر اسمبلی نے اس پر اپنی رولنگ دی تھی اس پر اتنا کچھ ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ یا گورنمنٹ کے جو محکمے ہیں وہ اس پر توجہ دے رہے ہیں اور اس پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں اور اس کے لئے قانون بنایا جا رہا ہے۔ ان حالات کی روشنی میں یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس لیے میں اسے out of order قرار دیتا ہوں۔

حاجی محمد افضل چن: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی افضل چن صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

مجلس خصوصی برائے سوالات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! میں مجلس خصوصی برائے سوالات بابت حبیب الرحمن وغیرہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجلس خصوصی برائے سوالات بابت حبیب الرحمن وغیرہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں نمبر ۵ کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ یہ جناب ایس اے حمید، سردار امجد حمید خان دستی اور جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ جناب ایس اے حمید اپنی تحریک التوائے کار کو پڑھیں گے۔

عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے لیے اقدامات

جناب ایس اے حمید: ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ

ہے کہ گزشتہ سال عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے لیے جو رولز اور ضوابط بنائے گئے تھے ان میں سے بعض رولز پر عمل در آمد نہیں کیا جا رہا۔ پنجاب جوڈیشل سروس رولز 1994ء کی شق 5 کے تحت جوڈیشل مجسٹریٹوں کے لیے قانون کی ڈگری ہونا لازمی ہے مگر اس وقت پنجاب میں 30 کے قریب ایسے فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کام کر رہے ہیں جن کے پاس قانون کی ڈگری نہیں ہے۔ علاوہ ازیں 16 جوڈیشل مجسٹریٹ دفعہ 30 بھی کام کر رہے ہیں۔ موجودہ حکومت عدالتوں کا معیار پست کرتے ہیں جان بوجھ کر ایسا کر رہی ہے۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں سخت بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور، جناب سپیکر! جوڈیشل سروسسز رول ۱۹۹۴ء کے مطابق مجسٹریٹ جو قانون کی ڈگری رکھتا ہو اور دو سال بطور مجسٹریٹ درجہ اول کام کر چکا ہو سول جج cum جوڈیشل مجسٹریٹ مقرر کیا جا سکتا ہے۔ قانون کی اس شق پر رولز بننے کے بعد سے عمل ہو رہا ہے۔ البتہ گذشتہ سال عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے بعد ہائی کورٹ کے حوالے کیے جانے والے مجسٹریٹ صاحبان کے بارے میں یہ ensure کیا گیا کہ وہ مذکورہ تجربہ بھی رکھتے ہوں اور ان کے پاس قانون کی ڈگری بھی موجود ہو۔ البتہ گذشتہ سال یہ رولز بننے سے پہلے ایسے مجسٹریٹ جن کے پاس قانون کی ڈگری نہیں تھی اور پہلے قوانین کے تحت جو جوڈیشل مجسٹریٹ ہائی کورٹ کے حوالے کیے گئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یقیناً ان میں سے کچھ ایسے افسران ہو سکتے ہیں کہ جن کے پاس قانون کی ڈگری نہ ہو اور وہ ابھی تک جوڈیشل مجسٹریٹ کے طور پر کام کر رہے ہوں۔ لیکن جب ایسے مجسٹریٹوں کو ہائی کورٹ کے حوالے کیا گیا اس وقت یہ رولز موجود نہیں تھے۔ اس وقت جوڈیشل مجسٹریٹ کی تعیناتی اور تبادلے وغیرہ ہائی کورٹ کے تحت ہیں۔ اگر کہیں کسی مخصوص کیس کے حوالے سے کوئی ایسی بات موجود ہے کہ جو مجسٹریٹ قانون کی ڈگری نہیں رکھتا اور موجودہ رولز سے ہٹ کر اس کی کہیں تعیناتی ہوئی ہے تو ایسی بات نوٹس میں لائی جائے تو اس کے ازالے کے لیے قانون کے مطابق حکومت ایکشن لینے کے لیے تیار ہے۔ اس تحریک التوائے کار میں کوئی specific کیس سامنے نہیں رکھا گیا کہ فلاں مجسٹریٹ قانون کی ڈگری نہیں رکھتا اور یہ رولز بننے کے بعد رولز کے خلاف تعیناتی ہوئی ہے۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مبہم تحریک التوائے کار ہے۔

اس لیے اس کے لیے اسمبلی کی کاروائی معطل کرنا مناسب نہیں ہے ۔ اور یہ تحریک التوائے کار رول ۶۷ کے تحت قابل پذیرائی نہیں ہے ۔ اس کے باوجود اگر فاضل رکن رولز کی خلاف ورزی کے حوالے سے کوئی مخصوص مجسٹریٹ اور عدالت کا معاملہ سامنے لائیں تو اس کے بارے میں حکومت پنجاب نوٹس لے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب اس میں دو باتیں کہ کوئی ایسا مجسٹریٹ بتائیں جو رولز کے خلاف تعینات کیا گیا ہو۔

جناب ایس اے حمید : جناب والا اس میں بڑی specific بات ہے کہ تیس فرسٹ کلاس مجسٹریٹ ہیں جو اس وقت کام کر رہے ہیں جن کے پاس قانون کی ڈگری نہیں ہے ۔ اور سولہ دفعہ تیس کے جو ڈیشل مجسٹریٹ ہیں۔ جناب والا یہ بڑی specific تحریک ہے ......

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں اس میں کسی کا نام .....

جناب ایس اے حمید : جناب والا! تحریک التوائے کار میں نام تو نہیں دیے جاتے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں کسی specific matter کا حوالہ ہونا چاہیے۔

جناب ایس اے حمید : جناب والا! سوال یہ ہے کہ یا تو انکار کریں کہ ایسے مجسٹریٹ نہیں ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جن مجسٹریٹوں کا آپ نے ذکر کیا ہے یہ رولز بننے سے پہلے کام کر رہے ہیں یا بعد میں؟

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! یہ تو وزیر قانون فرمائیں کہ اس کے بعد بھرتی کیے ہیں یا نہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ بعد میں بھرتی کیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر قانون صاحب! آپ بتائیں کہ جب قانون بن گیا اس کے بعد ان مجسٹریٹوں کی بھرتی ہوئی یا پہلے سے ہیں ؟ یا آپ کے علم میں ہی نہیں ہے ۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور : جناب سپیکر! میں آپ کی observation سمجھ گیا ہوں اور پہلے بھی میں نے اس حوالے سے بات کی ہے کہ رولز بننے کے بعد اس طریقے سے کسی مجسٹریٹ کو تعینات نہیں کیا گیا ہائی کورٹ کے حوالے نہیں کیا گیا۔ تاہم اس سے پہلے کے ایسے مجسٹریٹ ہائی کورٹ کے پاس موجود ہیں اور ان کی موجودگی رولز بننے سے پہلے کی ہے اور جو ایسے مجسٹریٹ موجود ہیں ان

کے بارے میں اس وقت کوئی کاروائی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں - البتہ جب یہ کہتے ہیں کہ ایسے کیسز موجود ہیں تو یہ کسی ایک کیس کی نشاندہی کریں - میں نے ان سے عرض کیا ہے کہ کوئی ایسا کیس موجود نہیں ہے اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کوئی کیس موجود ہے تو میں نے تو اس تحریک کا جواب دیتے ہوئے قبل ازیں بھی عرض کیا ہے کہ اگر ان کا اعتراض درست ہوا تو ہم ایسی صورت حال کا نوٹس لینے کے لیے تیار ہیں -

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر میں یہ سوال پوچھنا چاہوں گا کہ کوئی مجسٹریٹ جس نے قانون کی ڈگری نہ لی ہو وہ بطور مجسٹریٹ عدالت میں کام کرنے کے قابل ہوتا ہے ؟ اور وہ بھی فرسٹ کلاس مجسٹریٹ -

جناب ڈپٹی سپیکر : انہوں نے اس کے متعلق بتا دیا ہے کہ پرانے رولز کے مطابق وہ ہو سکتے تھے لیکن اب جو نئے رولز بنے ہیں ان کے تحت قانون کی ڈگری کے بغیر مجسٹریٹ نہیں بن سکتا -

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! یہ لوگ جو بطور مجسٹریٹ اس وقت کام کر رہے ہیں اور ان کے پاس قانون کی ڈگری نہیں ہے .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون صاحب یہی کہہ رہے ہیں کہ ان قوانین کے بننے کے بعد اگر کوئی ایسا کیس ہے تو ہمارے علم میں لائیں -

جناب ایس اے حمید : جناب والا! یہ تحریک جو میں نے دی ہے یہ کسی بنیاد پر ہی دی ہے ......

جناب ڈپٹی سپیکر ، یا تو آپ کوئی کیس بتائیں وہ کہتے ہیں کہ ایسی بات نہیں ہے - جب سے نئے قوانین بنے ہیں ہم نے کسی کو قانون کی ڈگری کے بغیر مجسٹریٹ نہیں لگایا -

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر جو پہلے لوگ کام کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہیں -

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ تو وہ بھی مان رہے ہیں کہ وہ تو پہلے سے موجود ہیں -

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! جو پہلے سے لوگ کام کر رہے ہیں وہ تو مستثنیٰ ہو چکے ہیں -

جناب ڈپٹی سپیکر ، بہر حال یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی ہے اس لیے میں اسے رول آوٹ کرتا ہوں -

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! جو قوم کے مفاد میں ہو وہ بھی تحریک التوائے کار نہیں بنتی اور

جو عوام کے مفاد کی بات ہو وہ بھی تحریک التوائے کار نہیں بنتی ۔ تو پھر یہاں پر بنتا کیا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں عثمان ابراہیم صاحب ۔

پی ٹی سی کی طرف سے حافظ آباد روڈ کی کھدائی

بیرسٹر عثمان ابراہیم : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن نے حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ میں ٹیلی فون کی نئی تاریں بچھانے کے لیے سڑک کی کھدائی کی تھی جس سے سڑک کا ایک طرف کا حصہ ختم ہو گیا تھا تاہم پی ٹی سی نے سڑک کے اس حصہ کی دوبارہ تعمیر کے لیے بلدیہ گوجرانوالہ کو لاکھوں روپے ادا کیے تھے۔ اسی طرح پورے شہر گوجرانوالہ میں ٹیلی فون کی تاریں بچھانے کی وجہ سے سڑکوں اور گلیوں کی دوبارہ تعمیر کے لیے بلدیہ کو کروڑوں روپے وصول ہوئے تھے۔ لیکن بلدیہ گوجرانوالہ نے حافظ آباد روڈ اور شہر کی دوسری سڑکوں اور گلیوں کی دوبارہ تعمیر کے لیے کوئی قدم نہ اٹھایا جس کی وجہ سے پورا شہر گرد و غبار کی زد میں آچکا ہے۔ پی ٹی سی کی طرف سے وصول ہونے والی کروڑوں روپے کی رقم بلدیہ گوجرانوالہ خرد برد کر چکی ہے اور ٹوٹی پھوٹی سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر و مرمت کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی اس سے گوجرانوالہ کے عوام میں سخت بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! فاضل رکن نے تحریک التوائے کار گوجرانوالہ حافظ آباد روڈ کی خستہ حالت کے بارے میں پیش کی ہے۔ اور ان کا ارشاد یہ ہے کہ محکمہ ٹیلی کمیونیکیشن نے اس کی کھدائی کی اور معاوضے کے طور پر بلدیہ گوجرانوالہ کو لاکھوں روپے ادا کیے۔ جناب والا! اگر اس تحریک التوائے کار کا متن دیکھا جائے تو اس کے پہلے حصے میں لاکھوں روپے کی ادائیگی بتائی گئی ہے۔ لیکن تحریک التوائے کار کے لیے جہاں پر کارروائی معطل کرنے کا ذکر کیا گیا ہے وہاں پر کروڑوں روپے خرچ نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی تحریک بذات خود متن کے لحاظ سے بھی specific نہیں ہے۔ اور اس میں ابہام واضح ہے۔ میں یہ فقرہ پڑھنا چاہوں گا کہ ، حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ میں ٹیلی فون کی نئی تاریں بچھانے کے لیے سڑک کی کھدائی کی گئی تھی جس سے سڑک کا ایک حصہ ختم ہوگیا۔ تاہم پی

ٹی سی نے سڑک کے اس حصہ کی دوبارہ تعمیر کے لیے بلدیہ گوجرانوالہ کو لاکھوں روپے ادا کیے تھے۔ جبکہ آخر میں فاضل رکن اسمبلی یہ ارشاد فرماتے ہیں اور لاکھوں کی بجائے کہتے ہیں کہ پی ٹی سی کی طرف سے وصول ہونے والی کروڑوں روپے کی رقم بلدیہ گوجرانوالہ خوردبرد کرچکی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس متن میں ابہام ہے۔ دوسرے جناب سپیکر! یہ ایک شہر کی ایک سڑک کے خراب ہونے اور اس کو دوبارہ درست نہ کرنے کے معاملے میں فنڈز کے صحیح طور پر استعمال نہ کیے جانے کا معاملہ ہے۔ یہ صوبہ بھر کے عوام کی پریشانی کا باعث نہیں ہے۔ یہ ایک شہر کا مقامی معاملہ ہے میں نہیں سمجھتا کہ رول ۶۷ کے تحت یہ صوبہ بھر کے عوام کی پریشانی یا اضطراب کا باعث بن سکتا ہے۔ لہذا رول ۶۷ کے تحت فنی طور پر یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ البتہ فاضل رکن اسمبلی اس سڑک کی تعمیر کے لیے ملنے والے فنڈز کے صحیح استعمال کے بارے میں اگر پریشان ہیں جس کا اظہار انہوں نے یقیناً اس تحریک التوائے کار کی شکل میں کیا ہے میں اس کا ذاتی طور پر نوٹس لینے کے لیے تیار ہوں اور گوجرانوالہ انتظامیہ کے ذریعے میونسپل کارپوریشن کے ذریعے بھی اور لوکل باڈیز کے ذریعے بھی اور دیگر ہماری ایڈمنسٹریٹو انتظامیہ جو وہاں پر موجود ہے اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے میں خود اپنے طور پر کوشش کروں گا کہ جو فنڈز اس سڑک کے لیے ٹیلی کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ نے فراہم کیے انہیں وہاں پر خرچ کیا جائے اور اس سڑک کی درستی کروائی جائے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے اپنے ذاتی اضطراب کا جو اظہار کیا ہے میں اس پریشانی کو عوامی مفاد میں دور کروانے کی کوشش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ فرض کیجئے کہ اس تحریک التوائے کار کو ہم admit بھی کرلیں تو اس کا منطقی نتیجہ کیا نکلے گا۔ وہ آپ سمجھتے ہیں۔ اس لیے میرے خیال میں جو offer انہوں نے کی ہے اس پر غور کرلیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب والا! میں لاء منسٹر کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے اپنی طرف سے offer کی ہے۔ لیکن ان کے علم میں لانے کے لیے جو لاکھوں اور کروڑوں کا فرق ہے۔ یہ ذرا میں ان کا ابہام دور کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جس طرح انہوں نے میری تحریک التوائے کار پڑھی ہے۔ میں بھی اسی تحریک التوائے کار سے متعلقہ حصے پڑھتا ہوں کہ جس طرح لکھا ہے کہ بلدیہ گوجرانوالہ کو لاکھوں روپے ادا کیے گئے تھے۔ اس کے آگے میں نے لکھا ہے۔ اسی طرح پورے گوجرانوالہ ٹیلی فون کی تاریں بچھانے کی وجہ سے سڑکوں اور گلیوں کی دوبارہ تعمیر کے لیے بلدیہ کو

کروڑوں روپے وصول ہوئے تھے۔

جناب والا! ایک تو حافظ آباد روڈ تھی ۔ جو پورے شہر کی گلیاں اور سڑکیں ہیں سب کی سب گلیوں اور سڑکوں کی کھدائی ہوئی تھی۔ ان تمام گلیوں اور سڑکوں کا سارے شہر کا جو خرچ تھا وہ کروڑوں روپے تک پہنچتا ہے۔ دوسرے جناب والا! آپ ٹیپ چلا کر سن لیں۔ میں نے گوجرانوالہ کے عوام کہا ہے میں نے صوبہ بھر کے عوام نہیں کہا۔ یہ جناب لاء منسٹر صاحب نے پتہ نہیں کہاں سے دیکھا ہے۔ میں نے جو اس میں amend کیا ہے۔ جب میں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی اس وقت میں نے گوجرانوالہ کا لفظ کہا تھا صوبہ بھر کے عوام کا نہیں کہا تھا۔ بہرحال میں جناب لاء منسٹر کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کا نوٹس لیا ہے اور وہ بلدیہ کو ہدایت کر رہے ہیں ۔ اسی ضمن میں جناب والا! میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ شاید آج اجلاس ختم ہوجائے۔میری گوجرانوالہ شہر کے متعلق ایک قرار داد ہے کہ اسے آفت زدہ قرار دیا جائے۔ میں آج اسمبلی میں دیر سے صرف اس لیے پہنچا ہوں کہ گوجرانوالہ میں بارش ہو رہی تھی اور میرے لیے گوجرانوالہ سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس وقت سارا گوجرانوالہ ڈوبا ہوا ہے۔ ساری سڑکیں ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں، گندگی کے انبار لگے ہوئے ہیں ، گوجرانوالہ میں وبائی امراض پھوٹ چکی ہیں۔ اور جناب لاء منسٹر کی آگاہی کے لیے کہ گوجرانوالہ میں جگہ جگہ وزیراعلیٰ اور ایڈمنسٹریٹر کی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ میری یہ ایک قرار داد ہے۔ جنابِ والا! اگر آپ مہربانی فرمائیں تو اس کو out of turn لے لیں۔ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے کہ گوجرانوالہ شہر میں اس وقت ایک آفت ہے ، قیامت برپا ہے۔ لیکن نہ تو بلدیہ اس کا نوٹس لے رہی ہے اور نہ ہی انتظامیہ نوٹس لے رہی ہے اور نہ ہی محکمہ صحت اس کا نوٹس لے رہا ہے۔ اور لوگ وبائی امراض میں مبتلا ہو کر ہسپتال میں داخل ہو رہے ہیں اور ان کے علاج کا کوئی بندوبست نہیں کیا جا رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں نے تو پہلے ہی عرض کردیا تھا کہ میں اس تحریک التوائے کار پر انتظامی سطح پر نوٹس لینے کو تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، باقی بھی انہوں نے جو کہا ہے ۔ گوجرانوالہ پر نظر کرم کریں اور وہاں پر کوئی ضروری ہدایات دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! آپ بھی دکھتی رگ چھیڑتے ہیں۔ اور آپ چاہتے ہیں کہ میں وہ بات کروں۔ لیکن میں ایسی بات کرکے اپنے دوست عثمان ابراہیم صاحب کو ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ میں یہ بات کیسے کہوں کہ ان کے دور حکومت میں گوجرانوالہ سے دو دو وفاقی وزیر اور دو صوبائی وزیر رہے اور آج اگر ابھی تک گوجرانوالہ شہر کا یہ حال ہے تو خدا نہ کرے کہ دوبارہ کوئی ایسی صورت حال ہوتی اور انہی کے ہاتھوں میں یہ باگ دوڑ ہوتی تو نہ جانے کیا حال ہوتا۔ جناب والا! البتہ جو گوجرانوالہ کے عوام کا درد ہے ۔ پنجاب حکومت اسے محسوس کرتی ہے۔ اور اسے محسوس کرتے ہوئے' ان کی تحریک التوائے کار کو بھی دیکھتے ہوتے ہم یقیناً گوجرانوالہ شہر کے عوام کے مفاد کے لیے مزید فنڈز بھی مہیا کریں گے اور جو فنڈز موجود ہیں ان کو بھی بہتر طریقے سے لگانے کے لیے اپنی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ مہربانی۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ پریس نہیں کرتے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب والا! میں پہلی کو تو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے ۔ not pressed۔ تو یہ dispose of ہو گئی۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم : دوسری بات جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ پھر ہم بات کرتے رہیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ باقی دوستوں کو بھی موقع دیا جائے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب والا! اب چونکہ لاء منسٹر مہربان ہو ہی گئے ہیں تو۔۔۔۔ یا تو وہ کمیٹی بنا دیں کوئی ایسی فوری طور پر جیسے کہ میں نے کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں کمیٹی نہیں بنتی۔ پھر تو ہاؤس کا مسئلہ آجائے گا۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب والا! وہاں ایڈمنسٹریٹر اور وزیر اعلیٰ کی قبریں بنی ہوئی ہیں ۔ اور یہ مسئلہ دو سال میں پیدا ہوا ہے۔ یہ دو سال پہلے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ جب سے ہماری حکومت ختم ہوئی ہے ۔ اس کے بعد دو سال سے یہ مسائل پیدا ہوئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ آگے بھی matter ہے۔ میاں عثمان ابراہیم' جناب محمد منشاء اللہ بٹ کی آٹھ نمبر کی تحریک ہے' میاں عمران مسعود' جناب عبدالرؤف مغل بھی شامل ہیں۔ یہ تحریک

التوائے کار نمبر ۸ ہے۔ اس کو ہم لے لیتے ہیں۔

گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ فلاسفی کی بندش

بیرسٹر عثمان ابراہیم، ٹھیک ہے جناب۔ ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج لاہور کا شعبہ فلاسفی کالج کے مالیاتی بحران کی وجہ سے بند کیا جا رہا ہے۔ اس وقت کالج کو ایک کروڑ روپے کے خسارے کا سامنا ہے۔ کیونکہ حکومت کوئی مالیاتی امداد نہیں دے رہی۔ دراصل یہ پرنسپل اور دیگر اساتذہ کرام کی ذاتی چپقلش کا نتیجہ ہے۔ اور نقصان ملک کے قدیم ترین تعلیمی ادارے کا کیا جارہا ہے۔ یہ وہ ادارہ ہے جس سے قوم کو بڑے بڑے نامور فلاسفر دیے ہیں۔ آج چند افراد کے ذاتی عناد کے باعث شعبہ فلاسفی کو بند کیا جا رہا ہے۔ حکومت ان عناصر کو قابو کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ اس کے چرچے قومی اخبارات میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ مگر ابھی تک ارباب اختیار خاموش ہیں۔ یہ خبر تمام قومی اخبارات میں بھی شائع ہو چکی ہے اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں سخت بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے۔ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! یہ شعبہ تعلیم کے بارے میں تحریک التوائے کار ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ گورنمنٹ کالج لاہور ملک کی اہم ترین اور مشہور ترین درسگاہوں میں سے ایک ہے۔ اور اس کا ایک مقام ہے۔ یقیناً اس کے اندر جن شعبہ جات کی تعلیم دی جاتی ہے ان کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن فاضل رکن اسمبلی نے تحریک التوائے کار میں جو معاملہ اٹھایا ہے، یہ چونکہ سابق وزیر تعلیم بھی ہیں، ان کے احساسات کی میں قدر بھی کرتا ہوں اور میں انھیں محسوس بھی کرتا ہوں۔ یقیناً ایسی خبر سامنے آنے پر یا ایسی صورت حال نوٹس میں آنے پر انھیں تشویش ہونی چاہیے تھی۔ میں اس پر ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس وقت صورت حال یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج لاہور کے بورڈ آف گورنرز کی ایک میٹنگ میں یہ بات نوٹس میں لائی گئی کہ ایم۔ اے اور ایم۔ ایس سی کلاسز جن کے طلبہ کی تعداد بہت کم ہے، جب کہ دوسری کلاسز میں بھی لاہور میں دوسرے موجود تعلیمی اداروں میں اگر اس شعبے کی تعلیم دی جا رہی ہے اور وہاں پر تعداد زیادہ ہے جب

کہ گورنمنٹ کالج لاہور میں اسی شعبے کے طلبہ و طالبات کی تعداد بہت کم ہے اور اس کی نسبت اساتذۂ کرام اور دیگر معاملات پر کالج کے اٹھنے والے اخراجات بہت زیادہ ہیں تو اس صورت میں شعبہ فلاسفی ایسا شعبہ تھا کہ جس کے بارے میں ذکر ہوا کہ اس کو ختم کر دیا جائے۔ اور یہ وجہ واقعتاً کالج کا بجٹ تھوڑا ہونے اور یہ خسارہ جو کالج کو درپیش تھا اسے بھی مدنظر رکھتے ہوئے یہ تجویز بورڈ آف گورنرز کی میٹنگ میں سامنے آئی۔ بعد ازاں بورڈ نے اس تجویز کو معطل کر دیا اور اس تجویز کو قابل قبول نہیں سمجھا گیا۔ اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج لاہور نے سال ۱۹۹۵ء کے داخلوں کے لیے جو شیڈول اخبارات میں جاری کیا ہے اس میں شعبہ فلاسفی میں داخلوں کے لیے بھی درخواستیں مانگی گئی ہیں اور امیدواروں سے کہا گیا ہے کہ وہ شعبہ فلاسفی میں بھی داخلہ لے سکتے ہیں۔ اور اخبارات میں اس داخلے کے لیے advertisement کرنے سے مراد یہی ہے کہ بورڈ آف گورنرز اس تجویز کو قابل عمل نہیں سمجھتا اور اس سال اس شعبہ فلاسفی میں داخلہ ہو گا اور طلبہ و طالبات کو تعلیم دی جائے گی۔ اس لیے فاضل رکن اسمبلی کی تجویز میں سمجھتا ہوں کہ مزید برقرار نہیں رہنی چاہیے اور اس کے لیے کالج نے جو شیڈول جاری کیا ہے اس کے مطابق ایم۔ اے فلاسفی کے لیے ۱۷۔ اگست کو ٹیسٹ ہوئے اور آج کے روز، یعنی ۲۱۔ اگست کو آج امیدواروں کے انٹرویو بھی مذکورہ کالج میں مذکورہ شعبے میں داخلے کے لیے ہو رہے ہیں۔ اس لیے اب میں سمجھتا ہوں کہ اب اس تحریک التوائے کار کے لیے اسمبلی کی کارروائی معطل کرنے کی ضرورت نہیں اور رول۔۴۷ کے تحت یہ پذیرائی کے قابل نہیں۔ میں فاضل رکن اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے؟ — Thank you very much.

اگلی تحریک نمبر ۹ بھی میاں عثمان ابراہیم کی طرف سے ہے۔

گورنمنٹ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ کے لیے مختص شدہ فنڈز جاری نہ کرنے کی وجوہ

بیرسٹر عثمان ابراہیم: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مالی سال 95-1994ء کے ترقیاتی میزانیہ میں صفحہ نمبر 281 جنرل سیریل نمبر 2562 سیکٹر سیریل نمبر 120 کے تحت گورنمنٹ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ میں کیمسٹری کے پوسٹ گریجوایٹ بلاک کی تعمیر

کے لیے ایک منظور شدہ سکیم شامل کی گئی تھی جس کے لیے پندرہ لاکھ روپے کی رقم بھی مختص کر دی گئی تھی اور 23 فیصد سکیم کی تکمیل گزشتہ سال متوقع تھی۔ مگر کسی مصلحت کے تحت اس سکیم پر کام شروع نہ کیا گیا۔ محکمہ تعلیم گجرانوالہ سے رابطہ قائم کرنے پر معلوم ہوا کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے اس منظور شدہ سکیم کے لیے فنڈز جاری نہ کیے جس کی وجہ سے اس منظور شدہ سکیم پر کام جاری نہ ہو سکا۔ اس معزز ایوان میں میزانیہ پاس ہونے کے باوجود فنڈز جاری نہ کرنے سے گوجرانوالہ کے تعلیمی حلقوں میں بے چینی اور اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' لاء منسٹر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے بارے میں ہے۔ اور گوجرانوالہ میں ایک تعلیمی ادارے کے اندر پوسٹ گریجوایٹ بلاک تعمیر کرنے کے سلسلے میں فاضل رکن اسمبلی نے اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ جناب سپیکر! حکومت پنجاب اس پراجیکٹ کے لیے' اس کی تکمیل کے لیے اور اس بلاک کی تعمیر کے سلسلے میں سنجیدہ ہے۔ بےشک اس کام کی تکمیل کے لیے یہ منصوبہ تیز رفتاری کے ساتھ اپنے منطقی انجام کی طرف نہیں بڑھ سکا' منطقی منزل کی طرف نہیں بڑھ سکا۔ لیکن اس میں کہیں محکمہ تعلیم یا محکمہ پی اینڈ ڈی کی کوئی کوتاہی کا دخل نہیں ہے۔ جناب سپیکر! صورت حال یہ تھی کہ پی ڈی ڈبلیو پی کی میٹنگ میں جیسے فاضل رکن اسمبلی نے بھی کہا یہ گزشتہ اسے ڈی پی کا منصوبہ تھا اور ۹۲۔۷۔۲۰ کو اس کی پہلے منظوری ہوئی۔ اور ترقیاتی بجٹ ۹۴۔۱۹۹۳ء میں یہ شامل ہوا تھا۔ تب پانچ لاکھ روپے اس کے لیے رکھے گئے تھے جب کہ ہماری حکومت نے گزشتہ سال ۹۵۔۱۹۹۴ء کے بجٹ میں اس کے لیے پندرہ لاکھ روپے مختص کیے۔ لیکن محکمہ تعلیم اور بلڈنگ کا جو ٹیکنیکل عملہ ہے' وہ اس کا سائٹ پلان' جگہ کا مسئلہ اور دوسری technicalities کی وجہ سے وہ اس کام کو شروع نہ کر سکے۔ بعد ازاں ٹھیکیداروں نے ٹینڈر ہونے کے باوجود اس کا ٹھیکہ لینے سے انکار کر دیا' کیونکہ بلڈنگ میٹیریل کی قیمتیں بڑھ چکی تھیں۔ اور قیمتیں بڑھنے کی وجہ سے ٹھیکیدار پرانے ریٹس پر اس بلڈنگ کا ٹھیکہ لینے کو تیار نہیں تھے اپنے نقصان کی وجہ سے پھر یہ دوبارہ ریٹس revise کرنے کے لیے پی ڈی ڈبلیو پی کی میٹنگ ہوئی اور ۹۴۔۱۰۔۱۳ کو پی اینڈ ڈی کے پاس یہ کیس دوبارہ آیا۔ اتفاق سے اس وقت بھی اس کا جو lay out plan تھا'

architect نے اس کا بھی نقشہ نہیں بھیجا تھا۔ اس وجہ سے ورکنگ پیپر بر وقت تیار نہ ہو سکا۔ البتہ پی ڈی ڈبلیو پی کی جو میٹنگ ۸۔ مئی ۱۹۹۵ء کو ہوئی اس میں یہ منصوبہ سیکرٹری تعلیم کی عدم موجودگی کی وجہ سے clear نہ ہوا اور اس میں مزید کوئی ایک ماہ کی تاخیر ہوئی۔ اور اس کے بعد ۲۰۔ جون ۱۹۹۵ء کو یہ سکیم دوبارہ پی ڈی ڈبلیو پی کی میٹنگ میں بھی clear ہو گئی ہے اور یہ سکیم مبلغ ۷۸ لاکھ ۲۳ ہزار روپے کی لاگت سے دوبارہ منظور ہو گئی ہے۔ میں فاضل رکن اسمبلی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ محکمہ پی اینڈ ڈی اس سکیم پر عمل درآمد کے لیے اپنی تمام کارروائی اس وقت تک تقریباً مکمل کر چکا ہے۔ اور موجودہ اے ڈی پی میں اس سکیم کے لیے بیس لاکھ روپے مختص کر دیے گئے ہیں۔ اور اس بلاک کی تعمیر کے لیے دیگر انتظامی محکمہ جات بھی اب تیز رفتاری کے ساتھ کام کریں گے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اس بلاک کی تعمیر ہو جائے گی۔ لہٰذا یہ تحریک التوائے کار جو ہے' اس پر مزید غور کرنے یا اس کو بحث کے لیے منظور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تحریک التوائے کار رول۔۶۷ کے زمرے میں بھی نہیں آتی۔ البتہ فاضل رکن اسمبلی شاید میری ان معروضات کی روشنی میں پریس بھی نہیں کریں گے۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، بہت بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم آج کے ایجنڈے کے مطابق چلتے ہیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔ میں کچھ تحاریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا' تحریک پیش کرتے ہیں۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر ۳ پیش کردہ حاجی محمد اقبال گھرکی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق نمبر ۳ پیش کردہ حاجی محمد اقبال گھرکی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

بیرسٹر عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ،

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۱ پیش کردہ چودھری پرویز الہیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے ۔"

جناب ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۱ پیش کردہ چودھری پرویز الہیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

بیرسٹر عثمان ابراہیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۱ پیش کردہ میاں احسان الدین قریشی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپوٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے ۔"

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۱ پیش کردہ میاں احسان الدین قریشی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

بیرسٹر عثمان ابراہیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کردہ جناب انعام اللہ خاں نیازی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے ۔"

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کردہ جناب انعام اللہ خاں نیازی ایم پی اے کے

بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

بیرسٹر عثمان ابراہیم ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۷ پیش کردہ حاجی سعید احمد انصاری ایم پی اے کےبارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے ۔"

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ تحریک استحقاق نمبر ۷ پیش کردہ حاجی سعید احمد انصاری ایم پی اے کےبارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیرسٹر عثمان ابراہیم ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کردہ رانا نورالحسن ایم پی اے کےبارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۲۰ ستمبر ۹۵ ۱۹ء تک توسیع کر دی جائے ۔"

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کردہ رانا نورالحسن ایم پی اے کے بارے مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۲۰۔ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

بیرسٹر عثمان ابراہیم ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۹ پیش کردہ سید عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ

۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے ۔"

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۹ پیش کردہ سید عارف حسین بخاری ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

بیرسٹر عثمان براہیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ تحریک استحقاق نمبر ۱۰ پیش کردہ پیر سید عباس محی الدین ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۱۰ پیش کردہ پیر سید عباس محی الدین ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

بیرسٹر عثمان ابراہیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۱۲ پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے ۔"

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۱۲ پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے ۔"

(تحریک منظور ہوئی)

بیرسٹر عثمان ابراہیم : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ،

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۱۲ پیش کردہ جناب امان اللہ المعروف بابر خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے ۔"

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ،

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۱۲ پیش کردہ جناب امان اللہ المعروف بابر خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک توسیع کردی جائے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

سید ظفر علی شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! میں اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ابھی کچھ کمیٹیوں کی رپورٹیں پیش ہوئی ہیں ۔ میں نے اور ایک فاضل رکن جناب سید تابش الوری صاحب نے پچھلے سیشن میں کچھ کمیٹیوں کی رپورٹیں اس معزز ایوان میں پیش کردی تھیں ۔ ان کے بارے میں ہم نے motion move کیے تھے کہ اس پر بحث کی جائے ۔ اس کے لیے کہیں رولز میں بھی نہیں ہے کہ خواہ پرائیویٹ ڈے پر ہوں گے یا آفیشل ڈے پر ہوں گے ۔ تو ان کے بارے میں ہم نے کہا ہے کہ اس کو ہاؤس میں consider کیا جائے ۔ اس پر بحث کیجائے ۔ اس کے بارے میں ان کی fate کیا ہے ؟ سیکرٹریٹ کی طرف سے ہمیں ابھی تک کوئی جواب بھی نہیں ملا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کا نکتہ اعتراض ٹھیک ہے ۔ یہ آپ کے نوٹس آئے ہیں ۔ لیکن ابھی وہ چیک کرتے ہیں کہ کیا ہوا ہے ۔ بہرحال آج تو یہ ہوا ہے لیکن آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ میرے خیال میں ان کو لانا چاہیے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ رپورٹس پیش ہوجاتی ہیں ۔ لیکن یہی بات ہے کہ جو ہمارا طریقہ کار یا جو ہماری روایات ہیں ان کو بحث میں شامل نہیں کیا جاتا ۔ ان کا بحث میں آنا نہایت ضروری ہے ۔ یہ آپ نے ایک بہت اچھا پوائنٹ raise کیا ہے ۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم Law and Order پر بحث شروع کرتے ہیں ۔ تو میں ان فاضل اراکین کے نام پڑھ دیتا ہوں جنھوں نے بحث میں حصہ لینا ہے تاکہ ان کو پتا چلے کہ اس سیریز سے ہم نے اپنی تقاریر کرنی ہیں ۔ ۱۔ جناب انعام اللہ خاں نیازی ۔ ۲۔ سید ظفر علی شاہ صاحب ۔ ۳۔ صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری ۔ ۴۔ چودھری محمد اقبال ۔ ۵۔ جناب بادشاہ میر خان آفریدی ۔ ۶۔ میاں محمد سردار خاں ۔ ۷۔ جناب احسان الدین قریشی ۔ ۸۔ جناب ایس اے حمید ۔ ۹۔ میاں عبدالستار ۔ ۱۰۔ حاجی عبدالرزاق ۔ یہ آج کے مقررین ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میرا نام لسٹ سے بے شک کاٹ دیا جائے ۔ کسی اور معزز رکن کا نام لکھ دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سید عارف حسین شاہ صاحب! آپ تقریر کریں گے؟

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! عارف حسین شاہ صاحب کو رہنے دیں ۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں یا ویسے ہی کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا ۔ بس تقریر ہی ہو گی ۔ میں اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ۔ جب آپ کا نام بلائیں گے ۔ آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

سید محمد عارف حسین بخاری: جی ٹھیک ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ نمبر ۲ پر آپ تقریر فرمائیں۔ جناب انعام اللہ خاں نیازی ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: دس منٹ کی حد ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! opening debate پر بھی ٹائم دس منٹ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سب پر دس منٹ ہے ۔ open تو پھر سارا وقت آپ لے جائیں گے ۔ پیچھے

کسی کے لیے کچھ نہیں بچے گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر ! نا انصافیاں نہ کیا کریں ۔ویسے opening debate پر آپ اچھا خاصا ٹائم دیا کرتے تھے ۔ مجھے دیکھتے ہی آپ نے ٹائم دس منٹ کردیا ۔ ما شاء اللہ ۔ ویسے میں تقریر کرنے سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ ذرا میرے نال زیادہ ناراض نہ رہیا کرو ۔ میں ہی تہاڈے اسطے کئی دفعہ کافی اچھے حالات پیدا کردا ہوناں ہاں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ ذرا یہ قواعد و ضوابط دیکھا کریں ۔ پھر کوئی بات نہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ! میں سب سے پہلے یہ عرض کرتا ہوں کہ ـــــ

دوسروں نے وقت کے خنجر سے سمجھوتہ کیا
ہم وہ دیوانے تھے جو لڑتے رہے حالات سے
کاش وہ ماضی کی دیواروں کی تحریریں پڑھیں
کھیلتے ہیں روز و شب جو قوم کے جذبات سے

جناب سپیکر ! افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ اتنی اہمیت کے حامل مسئلہ کے لیے اسمبلی کو ڈکٹیٹ کی گئی پالیسی کے تحت اس صوبے کی موجودہ حالت کو نظر انداز کرتے ہوئے امن عامہ کی صورتحال جیسے اہم مسئلے کو ایک محدود وقت میں نظر بند کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس وقت پورا صوبہ عجیب سی بے چینی کی کیفیت میں مبتلا ہے۔ پورے صوبے میں گلی ، محلے محلے میں عجیب عجیب قسم کے جرائم کی وارداتوں نے جنم لینا شروع کر دیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس صوبے پر جرائم کی حکمرانی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صوبے پر پی۔ ڈی۔ ایف یعنی پیپلز ڈائنگ فورس کی حکومت موجود ہے۔ پورا صوبہ نفسانفسی کے عالم میں مبتلا ہے اور ہمارے اہل اقتدار کے اراکین اسمبلی سارا سارا دن اپنے من پسند کرپٹ آفیسرز کی تعیناتی کے چکر میں وزیر اعلیٰ ہاؤس اور وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی ڈھول پھانکتے رہتے ہیں۔ حیرانگی اس بات پر ہوتی ہے کہ ان من پسند کرپٹ آفیسروں نے ہر ضلع میں اپنے کارنامے انجام دیتے ہوئے اس پورے صوبہ کی جڑوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ آج اگر آپ نظر دوڑا کر دیکھیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ ایماندار آفیسروں کو کھڈے لائن لگا دیا گیا ہے اور وہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے۔

جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ کے اپنے بیان سے ظاہر ہوتا تھا جوکہ آپ نے ججز حضرات کی

شان میں ہلکی سی گستاخی کرتے ہوئے دیا تھا۔ جب آپ جیسے لوگوں کو جو اس مسند پر بیٹھ کر اقتدار کے مزے لوٹ کر ، جب آپ لوگوں کو ایماندار افسروں کو ڈھونڈنے میں دشواری محسوس ہو رہی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اپوزیشن بنچز پر بیٹھنے والے اس مسئلے کے حل کے بارے میں رو پیٹ تو سکتے ہیں لیکن اور کوئی بات نہیں کر سکتے۔ جس انداز میں ڈکیتی کی وارداتوں اور عصمت دری کی وارداتوں نے ہر شخص کو غیر محفوظ کر دیا ہے۔ ہر شخص اپنے آپ کو غیر محفوظ محسوس کر رہا ہے۔ لیکن افسوس اس وقت ہوتا ہے جب ایک چڑیا گھر کی بغل میں بیٹھنے والے ایک سیاسی ٹھگ کی بات آتی ہے۔ جب چڑیا گھر کی بغل میں بیٹھ کر فیصلے کرنے والے شخص کی بات آتی ہے تو حیرانگی اس بات پر ہوتی ہے کہ اپنی ذہنیت اور اپنی عادات کے پیش نظر کوئی ایماندار آفیسر صوبے میں تعینات کرنا ان کے لیے ممنوعہ بات ہے۔ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ کرپٹ آفیسر جب جب ، جس جس ضلع پر لگے ان کے ہاتھ اتنے لمبے تھے۔ انھوں نے اپنی من مانیاں کیں لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ان کرپٹ افسروں کے جتنے خوبصورت تعلقات موجودہ پنجاب کے چیف منسٹر کے ساتھ مضبوط ہیں اس کی مثال آج تک نہیں ملتی۔

ایک چھوٹی سی مثال آپ کے گوش گزار کرتا چلوں کہ میانوالی کے عوام کی قسمت پر ایک کرپٹ ایس۔ پی ملک وقار اسلم کی تعیناتی ، جس کے بارے میں آئی۔ جی پولیس اور ہوم سیکرٹری صاحب لکھتے ہیں کہ اس جیسے بددیانت افسر کو کسی ضلع پر تعینات نہ کیا جائے۔ لیکن وزیر اعلیٰ صاحب کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور زبردستی اس سمری کے خلاف میانوالی کے ایس۔ پی کی تعیناتی کی جاتی ہے۔ میانوالی کا ایس۔ پی جب میانوالی تشریف لے جاتا ہے تو اس کے پاس کل پانچ اٹیچی کیس ہوتے ہیں جو اس کا اثاثہ نظر آتا ہے لیکن عوام کے غیض و غضب سے ڈر کر احتجاجی صورتحال سے دم دبا کر بھاگنے والا وہ کرپٹ آفیسر جب میانوالی کے ضلع سے روانہ ہوتا ہے تو پانچ ٹرک سامان لاد کرلے جاتا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ پانچ ٹرکوں میں کتنے ٹرک وزیر اعلیٰ ہاؤس میں گئے۔ ان پانچ ٹرکوں میں کتنے ٹرکوں کا حصہ وزیر اعلیٰ صاحب کا تھا۔ اگر نہیں تو آج یہ آنکھیں بند کرنے کا ڈرامہ کیوں رچایا جا رہا ہے؟ آج ایسے افسروں کو کیوں من مانی کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے؟ جبکہ عوام پورے صوبہ میں ہر جگہ پر سراپا احتجاج بن چکے ہیں لیکن ہمارے وزیر اعلیٰ ہاؤس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ ایسی صورتحال میں جبکہ تھوڑی دیر پہلے ہی آپ کے مزاج کو وہ بات ناگوار گزری۔ جب میں نے اس اسمبلی کے احاطے سے وی۔ وی۔ آئی۔ پی لاؤنج سے پی۔ آر۔ او تو سپیکر کی

کار کی چوری کی بات کی تو آپ کو بڑا نا گوار گزرا۔

جناب سپیکر! جب اس اسمبلی کی راہداریوں میں پولیس کے بوٹوں کی گونج سنائی دے گی۔ جب اسمبلی کے احاطے سے گرفتار کرنے کے لیے وہ وحشی درندے کسی کے استحقاق کا خیال نہیں رکھیں گے۔ جب اس اسمبلی کے فلور پر اور اسی جگہ پر آپ کی مسند کے آس پاس ڈی۔ ایس۔ پیوں کی بھرمار نظر آنے اور سپیکر صاحب اپنی عزت بچانے کے لیے نام لیں کہ ان کو temporarily سارجنٹ ایٹ آرمز مقرر کر دیا گیا ہے۔ جب اس لابی کے اندر کالی وردیوں والے درندے نظر آتے تھے۔ جب اس اسمبلی کی عزت کو ادھر پامال کیا جا رہا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا بھیانک اور گھناؤنا دور شاید اس اسمبلی کی تاریخ میں ایک دفعہ بھٹو دور میں نظر آیا تھا۔ جب بڑے بڑے علمائے کرام کو ٹانگوں سے اٹھا کر اسمبلی سے باہر پھینکا گیا تھا یا آج اس دور کے اندر یہ حالات نظر آ رہے ہیں کہ وی۔ وی۔ آئی۔ پی کار پارکنگ کے اندر سے دوران سیشن ایک گاڑی چوری ہو جاتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں یہ مشنڈے، یہ اسمبلی کی پہرے داری کرنے والے کیا کر رہے تھے؛ جب اسمبلیوں میں عوام کے نمائندوں کی surrounding محفوظ نہیں ہو گی تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ان غریبوں کا کیا بنے گا جن غریبوں کے سروں پر چھتیں تک نصیب نہیں ہیں؛ آج ہی کی بات میں آپ کے گوش گزار کرتا چلوں غالباً آپ اس وقت موجود نہ تھے جب پنجاب کے قابض وزیر اعلیٰ تشریف فرما تھے۔ جس وقت ایک غریب کے شہید ہونے کی بات ہوئی جس کو ڈی۔ ایچ۔ او آفس کے پیسے کو سنبھالنے کے لیے اپنی ڈیوٹی perform کرنے کی خاطر سرعام دن دھاڑے گولیوں سے بھون دیا جائے اور وزیر اعلیٰ کی منت کی جائے کہ آپ اس غریب کا تھوڑا سا خیال رکھتے ہوئے اس کی کچھ امداد کر دیں اور جناب ان کی سیاسی چال بازی راستے میں آ جائے ان کی سیاسی ٹھگی راستے میں آ جائے اور وہ اپنے منہ سے الفاظ کسی غریب کے لیے نہ ادا کر سکیں۔ جناب سپیکر! میں اس پنجاب اسمبلی کے custodian کی بات کرتا چلوں ہمارے بہت ہی خوبصورت گیسو دراز زلف پریشاں Custodian of this House____

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ سپیکر کا conduct زیر بحث نہیں آسکتا اور آپ ادھر Custodian فرما رہے ہیں اور ادھر میرے خیال میں آپ___

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! میں زیر بحث نہیں لا رہا۔ میں تو بیان کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں وہی زیر بحث ہوتا ہے۔ بیان اور زیر بحث ایک ہی بات ہے آپ مہربانی

کریں دیکھیں ہم آپ کی تقریر بڑے غور سے سن رہے ہیں -

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! بات ہی بڑے غور والی ہے -

جناب ڈپٹی سپیکر : بہر حال یہ آپ اپنے خیال میں رکھیں -

جناب انعام اللہ خان نیازی، اس میں آپ کا کمال نہیں - اس میں میرا کمال ہے -

جناب سپیکر! مفادات کی بات آئی تو ہمارے Custodian نے پنجاب کا مقدمہ بھی لڑا پنجاب کے حقوق کی بھی بات کی پنجاب پر طرح طرح کے مظالم کی بھی بات کی لیکن جب وہ اس مسند پر آ کر براجماں ہوئے تو اس وقت پنجاب کے حقوق کسی کو نظر نہ آئے - پنجاب کے مقدمے لڑنے والوں نے آنکھیں بند کر کے اپنی کرسیاں بچانے کی خاطر اپنی مراعات کی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا - جناب والا! میں پنجاب کا مقدمہ لڑنے والوں سے آج پوچھتا ہوں ------

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ سپیکر ہاؤس کے عزت اور وقار کی ایک علامت ہوتا ہے بلکہ باقی فاضل اراکین کو بھی آپ اس انداز سے زیر بحث نہیں لا سکتے - میرے خیال میں آپ نے جو تقریر شروع کی تھی آپ کا وہ بڑا اچھا طریقہ تھا - میرے خیال میں آپ میری گزارش تسلیم کریں گے اور آپ روز کے مطابق چلیں گے -- آپ کی بڑی مہربانی - شکریہ -

صاحبزادہ محمد فضل کریم۔ پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! آج سے تقریباً پچیس روز قبل پنجاب کے مقدمے کے حوالے سے ایک بات چھپی تھی چونکہ "پنجاب کا مقدمہ" پیش کرنے کے سلسلے میں محترم انعام اللہ نیازی صاحب فرما رہے تھے تو پہلے تو ہم یہ سنتے آ رہے تھے کہ پنجاب کا مقدمہ جناب حنیف رامے صاحب نے لڑا ہے اور اس تصور کی بات کی تھی لیکن پچیس روز قبل یہ بات پریس میں چھپ چکی ہے کہ "پنجاب کا مقدمہ" لکھنے والے جناب حنیف رامے نہیں بلکہ کوئی اور تھے اس کی وضاحت ہونی چاہیے -

جناب ڈپٹی سپیکر، جی - نیازی صاحب شروع کیجیے--- یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے - میں نے تو سوچا تھا کہ حاجی صاحب میری تائید کریں گے اور ان کو سمجھائیں گے -

جناب انعام اللہ خان نیازی، ویسے تو جس کا نام لیں گے اگر گورنر صاحب کی بات آئے گی تو آپ کہیں گے کہ ان کا کنڈکٹ ڈسکس نہیں ہو سکتا اور جب سپیکر کی بات آئے گی ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ رولز میں لکھا ہے ۔ یہ میری اپنی مرضی نہیں ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! میں رولز کو تو ڈسکس کر ہی نہیں رہا ۔ میں تو جناب صرف اپنا وہ بیان دے رہا ہوں جو صوبے کی خاطر یہاں پر لوگوں نے مختلف قسم کی ڈرامہ بازیاں کی تھیں ۔

جناب سپیکر! آج پنجاب دوبارہ ان لوگوں کو آواز دے رہا ہے ان لوگوں سے اپنا حق مانگ رہا ہے جو کسی مفاد کی خاطر کبھی کسی وقت ان لوگوں نے پنجاب کے نام پر حاصل کیا تھا آج پھر پنجاب کے خلاف وہ گھناؤنی سازش تیار کر لی گئی ہے آج پھر پنجاب کی مظلومیت کو مزید ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

جناب سپیکر ! میں پنجاب پولیس کو کراچی بھیجنے کے مسئلے کے بارے میں عرض کروں۔ جناب والا! میں سمجھ نہیں سکا جب ناکام ترین پولیس اور اپنے صوبے کے حالات کو نہ سنبھال سکنے والی یہ حرام خور پولیس کے بارے میں آج کس منہ سے کراچی کی حفاظت کرنے کے لیے کس کردار سے کراچی میں امن قائم کرنے کے لیے یہاں سے تشریف لے جانے کی بات ہو رہی ہے جناب سپیکر! خالی پولیس بھیجنے کی بات ہوتی تو یہ بات نظر انداز کر دینے والی ہوتی اگر آپ نے تاریخ پڑھی ہو اسی پنجاب کو سعودیہ عربیہ میں بدنام کیا گیا اسی پنجاب کو ترکی میں بدنام کیا گیا اس پنجاب کو فرنٹیئر میں بدنام کیا گیا اور باقی رہی سہی کسر نکالنے کے لیے اس پولیس کو سندھ بھیجا جا رہا ہے تاکہ کافی عرصے سے سندھ کارڈ استعمال کرنے سے معذور لوگ آج اسے دوبارہ استعمال کر کے سندھ کو جگا سکیں 'آج سندھ کی رگ کو دوبارہ چھیڑ سکیں کہ جنہوں نے پنجابیوں کی نفرت میں اپنی من مانیاں کی تھیں ۔ جنہوں نے اپنے مقاصد حاصل کئے تھے ۔ جناب سپیکر! آج یہ پنجاب کی بات کرتے ہیں میں منہ میں رام رام بغل میں چھری لے کر یہاں بیٹھنے والے لیڈران سے بات کرتا ہوں کہ اپنے مفادات کی خاطر پنجاب کی قسمت کو داؤ پر لگانے والو کل تاریخ تمہارے گریبانوں کو پکڑ کر جھنجھوڑے گی کل تم سے یہ پوچھے گی کہ پنجاب نے آپ لوگوں کے ساتھ کیا زیادتی کی تھی جس کا صلہ اس بھیانک سازش کے تحت آپ لوگوں نے دیا ۔

جناب سپیکر! بات یہاں پر نہیں رکتی ۔ اس وقت صوبے میں سیاستدانوں کے ساتھ حکومت نے جو رویہ اختیار کیا ہوا ہے میں پوچھتا ہوں کہ آج دلائی کیمپوں کے قائم کرنے میں کیا

کی رہ گئی ہے بہاولپور جیل میں شیخ رشید کو دلائی کیمپوں سے برے طریقے سے رکھنے سے کونسی کسر باقی رہ گئی ہے حاجی بوٹا' طاہر رشید' گورچانی صاحب سعید قادر جناب یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کی حکومت کے مظالم کے تحت اپنے دن گزار رہے ہیں ۔

جناب والا! اس وقت میں اس صوبے کی اس حالت کا بھی ذکر کرتا چلوں جہاں پر انصاف نام کی چیز کا وجود بھی نہیں ہے۔ جب پولیس کے ہاتھوں ستایا ہوا ایک غریب پہلے کبھی کسی عدالتوں کا رخ کیا کرتا تھا آج جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کونسی ایسی عدالت ہے جس کے باہر ریڑھیوں پر اڑھائی اڑھائی آنے کا انصاف نہیں بک رہا ۔ کون سا ایسا جج ہے جس نے کروڑوں اربوں روپوں کی جائیدادیں نہیں بنالیں آئیے میں آپ کو دکھاتا ہوں اگر آپ لوگوں کی آنکھیں نہیں ہیں تو میں آپ لوگوں کو اپنی آنکھوں سے دکھاتا ہوں آئیے دہشت گردی کی تمام عدالتوں کا ریکارڈ اٹھالیں فیصل آباد میں چلے جائیں وہاں پر منڈی کھلی ہوئی ہے وہ اپنے منہ سے پیسے مانگ رہا ہے لاہور کی عدالت کے باہر چلے جائیں وہاں پر کیسوں کے مک مکاؤ ہو رہے ہیں ہائی کورٹ میں چلے جائیں پورے پنجاب بھر سے پیپلز پارٹی کے نا اہل وکلاء حضرات migration کر کے لاہور میں آگئے ہیں کہ ہمارے جیالے جج آگئے ہیں وہ ہماری کچھ مدد کریں گے کچھ ان کا حصہ ہو گا کچھ ہمارا ہو گا ۔ جناب سپیکر! یہاں پر اہل اقتدار کی حرکتوں کی بات آتی ہے میں آپ کی توجہ میانوالی کے اس وفاقی وزیر کی طرف دلا دوں جس شخص نے ایسے ایسے گھناؤنے کردار اپنی جیب میں پال رکھے ہیں جن کو میانوالی کے علاقے کی بدنامی کا داغ سمجھا جاتا ہے جن پر اس انداز میں مقدمات کی بھرمار ہے کہ ان کو barbarian کہا جائے ان کو butcher کہا جائے یا پھر ان کو کونسا لفظ دیا جائے جو وفاقی وزیر صاحب کی protection میں پل رہے ہیں۔ جناب والا! میں on the floor بیان دے رہا ہوں ۔ جناب سپیکر! آپ اس کی investigation کرالیں کہ ایک شخص عبدالستار نامی ہے جس پر بیسیوں قتل کے کیسز ہیں جس کو اس کے مقاصد سے کوئی نہیں ہٹا سکا وہ ایک وفاقی وزیر کی پشت پناہی میں معصوم عوام کے لیے عذاب کا نشان بنا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بیس منٹ ہو گئے ہیں ۔ میں نے دس منٹ کی بجائے بیس منٹ دے دیے ہیں ۔ میرے خیال میں آپ وائنڈ اپ کیجیے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! یہ لے دے کا معاملہ ہے ۔ ایک طرف سے مال اندر آ رہا

ہے دوسری طرف سے مال باہر جا رہا ہے۔ میں اپنے موضوع کو مختصر کر کے اس جگہ پر لے آؤں جہاں اصل برائی کی جڑ موجود ہے۔ جناب سپیکر! مختلف ذرائع سے کمائی ہوئی دولت، مختلف ہتھکنڈوں سے مختلف بیورو کریٹ کے ہاتھوں کمائی ہوئی دولت ایک راستے سے چیف منسٹر ہاؤس میں داخل ہو رہی ہے اور اس کا کوئی تھوڑا سا حصہ دوسرے راستے سے اپنی کرسی کی مضبوطی کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ آج اگر کوئی پنجاب میں مرزائیت کا نعرہ لگاتا ہے تو علمائے کرام جو چند ایک اس پورے معاشرے کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کو بند لفافے پہنچ جاتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ہمارے یہاں تقریریں کرنے کا اور ہمارا واویلا کرنے کا تو کوئی مقصد آپ ہی سمجھا دیں۔ اس کا کوئی حل آپ ہی بتا دیں کہ ہم کونسا راستہ استعمال کریں۔ اس کرپشن اور اس امن و امان کی صورت حال کو عوام کے سامنے ان لوگوں کا احتساب کرنے کا کوئی طریقہ بتا دیں۔ لیکن چونکہ آپ بھی اسی کشتی میں سوار ہیں، رائے صاحب بھی اسی مفادات اور مقاصد کی کشتی میں بیٹھے چلے جا رہے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر، میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کی چیئر پر کوئی ریمارکس پاس کرنا جائز نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ جو روایات ہیں یا رولز ہیں کم از کم ان کو مدنظر رکھیں۔ آپ کی ذات سے قطعاً ہمیں شکوہ شکایت نہیں۔ اسی وقت شکوہ شکایت پیدا ہوتی ہے کہ جب آپ ان قواعد کو روندنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جن کے بارے میں آپ بالکل کوئی بات ہی ذہن میں نہیں رکھتے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: میاں صاحب میرے بہت ہی قابل احترام اور سینئر رکن ہیں۔ میاں صاحب نے بڑا صحیح فرمایا---

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا تکیہ کلام یہ ہونا چاہیے کہ میں آپ کی معرفت حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ سپیکر سے آپ نے کیا پوچھنا ہے۔ آپ تو سپیکر، ڈپٹی سپیکر کے خلاف ہی بات شروع کر دیتے ہیں۔ اگر پینل آف چیئرمین میں سے کوئی بیٹھا ہو گا تو وہ بھی سپیکر ہے۔ اس کی عزت اور وقار لازم ہو جاتا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے میاں صاحب کی بات کا جواب دے رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے نہ ہی دیں تو بہتر ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، نہیں جناب والا! میرے وہ محترم اور معزز رکن ہیں۔ میں ان کی بات کو سر آنکھوں پر رکھتا ہوں لیکن اس صورت میں کہ جب آپ اس کرسی پر بیٹھ کر اس کے تقدس کی پہرہ داری کریں گے لیکن اگر آپ باہر جا کر سیاست میں اور سارے سازشی طور طریقوں میں شامل ہوں گے تو پھر واپس آ کر آپ اپنے آپ کو صاف نہیں رکھ سکتے۔ جناب والا! آپ اس مسند پر بیٹھے ہیں آپ قابل احترام ہیں۔ لیکن آپ کو بھی اس کرسی کا احترام کرنا چاہیے۔ باہر جا کر جو بیانات آپ کے یا رائے صاحب کے آتے ہیں تو وہ بیانات اس قابل ہوتے ہیں کہ ان پر counter attack کیا جائے۔ ان کا جواب دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ہاؤس میں counter attack نہیں کرسکتے۔ آپ پریس میں پریس کانفرنس کے ذریعے کر سکتے ہیں۔ جس طرح ہائیکورٹ کا یا سپریم کورٹ کا ایک جج ہے۔ جب آپ اس کی عدالت میں جائیں گے تو اس کی عزت و وقار کا آپ کو خیال رکھنا پڑے گا۔ چاہے اس کا کردار باہر کی زندگی میں کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ آپ عدالت میں اس کے سامنے اس کو criticise نہیں کرسکتے۔ ورنہ پھر آپ contempt کے زمرے میں آ جائیں گے۔ یہاں کوئی قانون لاگو نہیں ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو تقریر کی اجازت نہیں دوں گا۔ میں سنجیدگی سے بار بار آپ کو یہی کہہ رہا ہوں کہ آپ طریقہ کار کے اندر رہ کر تقریر کریں اور پھر آپ نے وقت زیادہ لے لیا ہے۔ میں اگلے مقرر کو اجازت دیتا ہوں۔ آپ کے ساتھ رواداری کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ آپ نے پچیس منٹ بات کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں (قطع کلامیاں)۔۔۔سید عارف حسین بخاری! (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو تقریر نہیں کرنے دوں گا۔ آپ نے پچیس منٹ لیے اور میں نے آپ کی باتیں صبر سے سنیں۔ آپ پھر بھی خوش نہیں ہیں۔۔۔جی سید عارف حسین بخاری!

سید محمد عارف حسین بخاری، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے اس محترم و معزز ایوان میں اظہار خیال کا موقع دیا۔

جناب محمد اقبال خان گھر کی ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 3 مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔ اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 61 کے تحت اس رپورٹ کو ایوان میں زیر غور لایا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کی رپورٹ پیش ہو گئی ہے ۔ اس کا کوئی طریقہ نہیں ہے ۔ اس کے لیے آپ کو نوٹس دینا پڑے گا ۔ اس کے بعد ایوان میں ایجنڈا جاری ہوتا ہے پھر ممبران تیاری کر کے آتے ہیں ۔ اس وقت تو امن و امان کی صورت حال زیر بحث ہے ۔ اس میں آپ نے کھڑے کھڑے یہ بات کر دی ۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، محترم المقام ' آپ کے مقررین میں میرا نام نہیں تھا اور نہ ہی میں اس ذہن سے تھا کہ میں تقریر کروں گا ۔ لیکن آپ نے ذرہ نوازی فرمائی اور مجھے حکم فرمایا ۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ وزیروں کا قبرستان بنا ہوا ہے اور شہر خاموشاں کا منظر پیش کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔ آپ بھی اسی طرح روند جاتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر! میری سیٹ کا مائیک خراب ہے ۔ میرے پاس وہ آئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کو مائیک کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ آپ کی آواز ماشاء اللہ بڑی اونچی ہے ۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! لاء اینڈ آرڈر سے تعلق رکھنے والے وزیر تو درکنار کوئی بھی وزیرمشیر یا پارلیمانی سیکرٹری موجود نہیں ہے ۔ ہم کئی مرتبہ اس بات کا اظہار کر چکے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بالکل جائز ہے ۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال زیر بحث ہے ۔ اس وزراء سارے یہ نہیں تو آدھے یا ایک چوتھائی تو ہونے چاہییں۔

خواجہ ریاض محمود ، میرا اندازہ ہے کہ اس وقت دو بجے ہیں اور وزراء صاحبان اپنی ایئر کنڈیشنڈ کوٹھیوں میں مرغ اور پراٹھے اڑا رہے ہیں۔ جگہ جگہ ڈاکے پڑ رہے ہیں اور چور لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے آپ کی بات کو جائز قرار دیا ہے ۔

خواجہ ریاض محمود ، آپ مجھے بتا دیں کہ میرا نام لسٹ میں ہے تو میں بیٹھوں ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر 'جناب والا میں بھی یہی گزارش کرنی چاہتا

ہوں کہ اس وقت ایوان میں کوئی بھی ذمہ دار منسٹر موجود نہیں ہے سوائے ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کے اور وہ بھی سونے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ یہ جو تقریریں کر رہے ہیں یہ حکومت کو سنانے کے لیے ہوتی ہیں ۔ اگر یہ اسمبلی کے ریکارڈ کے محفوظ ہو جائیں اور ان کا نوٹس کوئی نہ لے تو اس کا فائدہ کیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آفریدی صاحب! یہ بھی وہی بات ہے جو فاضل رکن نے پہلے کی ہے ۔ بات حقیقی معنوں میں یہی ہے کہ سارا معاشرہ انحطاط پذیر ہے ۔ دونوں طرف دیکھ لیں' باقی ممالک میں دیکھ لیں کیا ہے ہم سب بھی اسی کشتی کے سوار ہیں ۔ آپ کی بات بالکل جائز ہے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں ۔ جی سید عارف حسین بخاری صاحب!

سید محمد عارف حسین بخاری :

ان کا پیام اور ہے میرا پیام اور ہے
عشق درد مند کا طرز کلام اور ہے

جناب والا قدر ! نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قانون کی بالا دستی کا تصور ملیا میٹ ہو رہا ہے۔ قانون کی حکمرانی قصہ ماضی بن چکی ہے ۔ گلی گلی ' کوچے کوچے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : عارف حسین بخاری صاحب ! کیا آپ اپنی سیٹ سے بول رہے ہیں؟ میرے خیال میں آپ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں کیونکہ اب مجھے کچھ تو اندازہ ہو گیا ہے ۔ آپ پہلے اپنی سیٹ پر جائیں ۔

سید محمد عارف حسین بخاری : جی بہتر ہے۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ قانون کی بالا دستی قصہ ماضی بن چکی ہے ۔ قانون کی حکمرانی کا تصور ختم ہو چکا ہے ۔ گلی گلی ' کوچے کوچے لاقانونیت کا بھوت ننگا ناچ رہا ہے ۔ روزانہ اخبار دیکھتے ہی دل دھک سے بیٹھ جاتا ہے ۔ کسی گلی کی نکر پر خون ' کسی سڑک پہ کسی بے گناہ معصوم کی لاش ' کسی محلے میں ڈاکوؤں کی من مانی ' کسی چوک میں قاتلوں کی حکمرانی ۔ روزانہ ایسے نہ جانے کتنے ہی واقعات ہمارے حکمرانوں کے منہ پر زناٹے دار طمانچے رسید کرتے ہیں مگر " ہوش ان کو مگر نہیں آتی " ۔ جناب والا قدر ! اسی ماہ میں ہم نے یوم پاکستان منایا ہے ۔ تحریک پاکستان کو اگر ذرا چشم تصور میں رکھیں کہاں وہ مقدس جذبات ' گلی گلی کوچے کوچے میں پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اور ان پاکیزہ جذبات کے تحت لوگوں نے اپنے گھر

چھوڑے' اپنا وطن چھوڑا' باپ دادا کی قبروں سے الگ ہونے اور فقط اسلام اور پاکستان سے وابستگی کی دولت لے کر کئی بے خاماں برباد مہاجر پاکستان میں آئے ۔ ہزاروں آدمی شہید ہو گئے' ہزاروں بے گناہ بیٹیاں کافروں کے قبضہ میں رہ گئیں' کئی عصمتوں کے چیتھڑے اڑ گئے لیکن افسوس یہاں ہم کن حالات میں گزر رہے ہیں؟

کیا اس لیے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے
بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، یہ شعر تو بس میں لکھا ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید عارف حسین بخاری صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ان پر توجہ نہ دیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری ۔ جناب والا ! کرم نوازی لیکن میں نے سمجھا شاید جنجوعہ صاحب کچھ فرما رہے ہیں اور ان کی بات سننے کے لیے ہی میں رکا تھا۔ تو جناب والا قدر ! جب چشم تصور میں تحریک پاکستان کے منظر کو دیکھتے ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ قائد کی روح ہم سے سوال کر رہی ہے کہ تم نے میرے پاکستان کے ساتھ کیا کیا ہے ؛ کیا جن عظیم مسلمانوں نے اپنا خون دے کر اس چمن کو سینچا تھا' ان عظیم مسلمانوں نے پاکستان ہمارے حوالے کیا تھا لیکن آج مجھے یہ کہنے میں کچھ عار نہیں ہے کہ:

یہ راز اب کوئی راز نہیں سب اہل گلستاں جان گئے
ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہو گا

جناب والا قدر ! بلکہ یوں کہہ لیا جائے کہ قائد کی روح ہم سے یہ سوال کر رہی ہے کہ :۔

کیا نہیں کوئی غزنوی کار گہ حیات میں
منتظر ہیں دیر سے اہل حرم کے سومنات

جناب سپیکر ! آج روزانہ اخبار دیکھتے ہی بیسیوں واقعات قتل ' ڈاکہ زنی ' غنڈہ گردی بلکہ پہلے تو ہم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر خاموش ہو جاتے تھے لیکن اب تو خدا گواہ ہے صرف متن پڑھنے کی بھی فرصت نہیں ملتی ۔ سرخی دیکھ کر ہی ورق الٹ دیا جاتا ہے یہ صورت حال ہے جو آج کل ہمارے ہاں ہے ۔ میں تو اس پر یہی عرض کر سکتا ہوں کہ:

الہی خیر ہو سارے محافظ کھلی آنکھیں ہیں لیکن سو رہے ہیں
ہے جن کے ہاتھ میں نظم گلستاں وہ صبح و شام کانٹے بو رہے ہیں

جناب والا! ہم نے کبھی سنجیدہ ہو کر ان حالات کو سنوارنے کی، سدھارنے کی، بہتری کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ یہاں ایوان میں روزانہ یہ پریکٹس ہو چکی ہے، روز کا معمول ہو چکا ہے کہ ہم لوگ آتے ہیں چند گھڑی، چند لمحے اپنی باتیں کر کے گویا یوں کہہ لیجیے کہ جب ہاؤس کا اجلاس ہوتا ہے تو آپ ایک مقابلہ تقریر کروا لیتے ہیں.اور اس مقابلہ تقریر کے بعد لوگ اپنے گھروں کو سدھار جاتے ہیں اور اس پر کبھی کوئی عمل نہیں ہوا ۔ امن و امان پر آج نہیں بلکہ کتنی بار بحث ہو چکی ہے، امن و امان کا کون سا ایسا گوشہ ہے جو کسی سے مخفی ہو؟، کون سی ایسی بات ہے جو یہاں ایوان میں زیر بحث نہیں آئی؟ میں فقط ارباب حکومت سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جناب دو سال میں امن و امان پر جو باتیں ہوئی ہیں کیا ان پر کوئی عمل بھی ہوا ہے؟ اگر یہی صورت حال ہے تو جناب اس مقابلہ حسن تقاریر کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ ہر ماہ دو ماہ کے بعد ایک تقریری مقابلہ کر لیا جائے اور ارکان اپنے بھتے کھرے کر کے اپنے گھروں کو چلے جائیں براہ کرم پہلے تو آپ جو ذمہ دار ہیں ان لوگوں کو پابند فرمائیں کہ اس ایوان سے جو آواز اٹھتی ہے اس پر عمل کریں ۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا، یہی پریکٹس جاری رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک وقت آئے گا کہ عوام ان اسمبلیوں کو، اسمبلیوں کے ارکان کو حقارت کی نظر سے دیکھیں گے ۔ اس وقت سے ڈریں اور اس وقت کے آنے سے پہلے پہلے ہم کچھ نہ کچھ کریں ۔ مقررین کی فہرست طویل ہے کئی اور احباب تقاریر کرنا چاہتے ہیں میں اپنا وقت ان کو دیتا ہوں اور میں فقط اتنی گزارش کروں گا کہ جو آواز یہاں اٹھتی ہے خدارا! اس پر عمل کرائیں ۔ میں آخر میں دو اشعار پر اکتفا کرتے ہوئے اپنی بات ختم کرتا ہوں ۔

ہے جن کا نام شامل راہ زنوں کی سرپرستی میں
وہی چہرے ہمارے قافلہ سالار ٹھہرے ہیں
بھلا کیوں کر حفاظت ہو امانت کی، خزانے کی
لٹیرے جو ہمارے گھر کے پہرے دار ٹھہرے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ ۔ جناب صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری ۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

میاں عبدالستار : جناب سپیکر ! میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ اس سے پہلے بھی خواجہ ریاض محمود صاحب نے بات کی میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے امن و امان پر کون اپنا موقف پیش کرے گا؟ اس لیے کہ حکومتی بنچوں پر اس وقت کوئی بھی وزیر یہاں موجود نہیں ہے۔۔

حاجی محمد افضل چن : جناب والا ! ہاؤس میں اس وقت دو مشیر صاحبان تشریف فرما ہیں ۔

میاں عبدالستار : چن صاحب ! میں جانتا ہوں اور انھیں دیکھ رہا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں عبدالستار صاحب کی بات جائز ہے ۔ اور یہ بھی درست ہے کہ دو مشیر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں ۔ بہر حال جو بات جائز ہو اس بارے میں یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ بات کون کر رہا ہے بلکہ دیکھنا یہ چاہیے کہ بات کیا ہے ۔ اگر حزب اختلاف کی طرف سے بھی کوئی معقول بات ہوتی ہے تو ہمیں اسے دیکھنا چاہیے ' اس کا نوٹس لینا چاہیے ۔ خواجہ ریاض صاحب نے بھی پہلے اس بات کو point out کیا تھا اور اب میاں عبدالستار صاحب نے یہی نکتہ اٹھایا ہے ۔ یہ بات واقعی ٹھیک ہے کہ جس روز اجلاس ہو وزراء اورممبرز صاحبان کو ہاؤس میں موجود رہنا چاہیے ورنہ آہستہ آہستہ یہ بات ہو جائے گی کہ یہاں صرف ایک سپیکر اور ایک تقریر کرنے والا ہو گا ۔ رانا اقبال صاحب ! کیا ابھی مجھ سے کوئی بات رہ گئی ہے؟

رانا محمد اقبال خان : جناب والا ! اس میں شک نہیں کہ حکومت کی طرف سے دو معزز مشیر صاحبان تشریف فرما ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب ! یہ بات تو اب ختم ہو گئی ہے ۔

رانا محمد اقبال خان : جناب والا ' دو مشیر صاحبان تشریف فرما ہیں اور میں ایک کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ میں اپنے دوست غلام عباس صاحب سے کہوں گا کہ kindly جو باتیں ہم نے سن لی ہیں اور ہمیں علم ہے کہ ان کے بارے میں جو جو کچھ ہو رہا ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ کم از کم وہ تو اس حکومت کو نہ defend کریں ۔

حاجی محمد افضل چن : پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر : جی چن صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

حاجی محمد افضل چن ، جناب والا! کیبنٹ میٹنگ ہو رہی ہے اس لیے وزراء ہاؤس میں موجود نہیں ہیں -

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہاں ٹھیک ہے مہربانی - مجھے بھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ کیبنٹ میٹنگ ہو رہی ویسے جب wind up ہو گا تو وزیر آ جائیں گے اور وہ نوٹس لکھے جا رہے ہیں - جی صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری صاحب!

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، (ہاتھ اٹھا کر) دعا کریں کہ یا اللہ کریم ----

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ طریقہ نہیں ہے - آپ تقریر شروع کریں -

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، میں نے تو تقریر نہیں کرنی میں نے تو دعا کرنی ہے -

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ایسی تو بات نہیں ہے - چونکہ رولز کے مطابق چلنا ہے اور آپ یہاں کہیں کہ میں نے یہ نہیں کرنا میں نے وہ بات کرنی ہے - آپ اپنے انداز سے اس کو کرتے جائیں گے -

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، جناب والا! میں نے موضوع کے مطابق دعا کرنی ہے لیکن کرنی صرف دعا ہے -

میاں محمد افضل حیات ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی افضل حیات صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں -

میاں محمد افضل حیات ، جناب والا! ادھر تقریر میں صرف سپیکر کو address کیا جا سکتا ہے -

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی مجھے پتا ہے - مسئلہ یہ ہے کہ شرقپوری صاحب نہایت محترم ہیں - عالم دین ہے - ان کا علم بھی زیادہ ہے لیکن یہاں اسمبلی کے بھی قواعد و ضوابط ہیں اگر ہم کہیں کہ ہم تو ایسے ہی کریں گے تو یہ بات معقول نہیں ہے - آپ تقریر کریں ، دعا مانگیں اور آپ نے جو بات بھی کہنی ہی مجھے address کریں -

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، جب وزیر اعلیٰ صاحب نے شعر پڑھے تھے کیا وہ قواعد و ضوابط کے مطابق تھے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، شعر تقریر میں پڑھا جا سکتا ہے -

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، نہیں - تقریر نہیں تھی بلکہ دستی صاحب نے کوئی بات کرنا تھی

تو وٹو صاحب نے خوش طبعی کی تھی اور وہ خوش طبعی شعروں میں کی تھی ۔ تو کیا وہ قواعد و ضوابط کے مطابق تھی ؛

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو آپ ابھی بات شروع تو کریں درمیان میں جا کر کے طبیعت کو خوش کرنا۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ،

گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے

اس قسم کے بڑے غیر اخلاقی شعر پڑھے گئے اور رامے صاحب بھی enjoy کر رہے تھے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب آپ تقریر تو شروع کریں ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، (ہاتھ اٹھا کر) یا اللہ کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کرپٹ لوگوں کو ختم کر دے ۔ پاکستان میں امن و امان قائم کر دے ۔ ان کو ہدایت دے ان کی اصلاح فرما دے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ۔ آمین برحمتک یا ارحم الرحمین ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی شکریہ ۔ جزاک اللہ۔ جناب چودھری محمد اقبال۔

چودھری محمد ریاض ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ریاض صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

چودھری محمد ریاض ، جناب والا! حزب اقتدار سے نہ تو وزراء ہیں اور نہ ہی کوئی اور ہے ۔ تو میری جناب سے گزارش ہے کہ آج کیبنٹ میٹنگ ہو رہی ہے اس لیے آپ اجلاس کو کل تک کے لیے ملتوی کر دیں آپ کی بڑی مہربانی ہو گی اور چودھری اقبال صاحب کل صبح تقریر فرمالیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی شکریہ ۔ آپ کا پوائنٹ نوٹ کر لیا ہے ۔ جی چودھری محمد اقبال !

رانا محمد اقبال خان ، لگتا ہے اسمبلی کیبنٹ کے تابع ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ ذرا سنجیدگی اختیار کریں چودھری صاحب سنجیدگی سے بات کریں گے ۔

چودھری محمد اقبال ، جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس topic پر بات کرنے کی اجازت صادر فرمائی ۔ جناب والا! جب کبھی بھی اپوزیشن کی طرف سے لاء اینڈ آرڈر کی بات آتی ہے تو آپ کی طرف سے اس طرح کے جذبات ہوتے ہیں کہ -----

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔

چودھری محمد اقبال:

پھر نئے ادب سے پرچم الفت سنبھالیے
ماضی میں بات جو بھی ہوئی خاک ڈالیے

جناب والا! ہم لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں جتنی بھی باتیں کرتے ہیں وہ ادھر ادھر ہو جاتی ہیں ان پر کوئی عمل نہیں ہوتا ان پر کوئی غور نہیں کیا جاتا۔ مگر ہم آپ سے عرض کریں گے کہ

ہم بعد میں کہیں گے مسافروں کی داستاں
پہلے ہماری موت کے کانٹے نکالیے

جناب سپیکر! اس صوبے کے اندر لاء اینڈ آرڈر کی جو صورت حال ہے ۔ کوئی شریف آدمی چاہے وہ ادھر بیٹھے ہیں یا ادھر بیٹھے ہیں اس سے ذرا بالا تر ہو کر سوچیں کہ ملک اور خاص طور پر صوبہ پنجاب کے اندر کیا ہو رہا ہے ؟ صوبہ پنجاب کی پولیس کبھی پورے پاکستان میں بڑی قابل فخر سمجھی جاتی تھی اور لوگ صوبہ پنجاب کی مثال دیتے تھے کہ اس کی پولیس جرائم سے کس طرح نبرد آزما ہے اور جرائم کے خلاف کس طرح جنگ کر رہی ہے ۔ جناب والا! آپ کو اور آپ کی وساطت سے اپنے ساتھیوں کو جو ادھر بیٹھے ہوئے ہیں کو نہایت دکھ سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ اگر آپ کسی ضلع سے کسی ایس پی کو بلا کر پوچھ لیں ۔ میں نے پورے پنجاب میں کوئی ایسا ضلع نہیں سنا اور نہ ہی دیکھا ہے کہ جہاں پولیس ملازمین جن کے بازوؤں کے اوپر جن کی وردی کے اوپر محافظ لکھا ہوا ہے اور وہ جرائم میں ملوث نہ ہوں ۔ جناب والا! میرے اپنے ضلع میں ایک ایسا گروہ پکڑا گیا جس میں سپاہی ' حوالدار ' اے ایس آئی ' سب انسپکٹر بلکہ انسپکٹر تک خود جرائم میں ملوث ہیں ۔ جرائم کی سرپرستی کرتے ہیں بلکہ وہ باقاعدہ اپنے ہاتھوں سے جرم کرتے ہیں ۔ جہاں یہ حالت زار ہو جائے ------

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، چودھری صاحب جاری رکھیے ۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی حالت یہ ہو جائے کہ پولیس خود جرائم میں ملوث ہو جائے بلکہ اپنے ہاتھوں سے جرائم کرنا شروع کر دے تو وہاں پر آپ بہتری کی کیا توقع کر سکتے ہیں ؟جناب والا! آپ اخبارات میں روز ایسے واقعات پڑھتے ہیں

کہ فلاں اے ایس آئی فلاں سب انسپکٹر اور فلاں انسپکٹر فلاں جرم میں خود ملوث پایا گیا پکڑا گیا چالان ہوا۔ یہ صورت حال ہو گئی۔ یہ صورت حال ہوئی کیوں؟ جناب والا! اس صوبے کے اندر chain of commands نہیں رہی۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کروں کا یہاں پر میرے فاضل دوست بڑے پڑھے لکھے اور بولنے والے بیٹھے ہیں۔ جناب والا! جس صوبے میں وزیر اعلیٰ کے مشیر وزیر اعلیٰ کے تابع نہ ہوں وہاں ایک سپاہی ایس پی کے تابع کیسے ہو سکتا ہے؟ میں 1985ء سے اس معزز ایوان کا ممبر ہوں میں نے آج تک اپنی آنکھوں سے اس صوبے میں ایسے حالات نہیں دیکھے کہ کوئی مشیر کسی وزیر اعلیٰ کے خلاف جلوس نکال رہا ہو یا اس کے خلاف تقریر کر رہا ہو۔ جناب والا، میں نے رولز میں یہ پڑھا تھا کہ اگر کسی منسٹر کو یا کسی مشیر کو کوئی problem ہو تو وہ کیبنٹ میٹنگ میں discuss کرتا ہے۔ وہ وہاں جا کر اپنا مسئلہ پیش کرتا ہے کہ مجھے یہ problem ہے------

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ اتنی اچھی تجویز دے رہے ہیں تو میرا جی چاہتا ہے کہ جو صورت حال خراب ہو چکی ہے اس کی اصلاح کا کہیں سے ایک نکتہ آغاز ڈھونڈ لیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس اسمبلی میں ہمارے اراکین سپیکر کے ماتحت ہو جائیں تو یہاں سے خیر کا آغاز ہو جائے۔

چودھری محمد اقبال: جناب والا! میں جناب کی اس تجویز کا سب سے بڑا حامی ہوں۔ جناب کو یاد ہو گا کہ جب بھی کبھی کوئی ایسی بات ادھر سے یا ادھر سے سپیکر صاحب کے منصب کے خلاف ہوتی ہے تو سب سے پہلا بندہ میں ہوں جو آواز اٹھاتا ہے کہ ایسی بات نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: اسی لیے میں نے آپ کی گفتگو کے دوران یہ محسوس کرتے ہوئے کہ آپ اس بات کے ہمنوا ہیں اس لیے یہ بات کہنے کی جرأت کی ہے۔ آخر خرابی کو کہیں سے دور کرنے کا آغاز تو کرنا ہی پڑتا ہے تو میرا خیال ہے کہ سب سے پہلے خرابی ہمیشہ اپنے اندر تلاش کر کے وہاں سے دور کر لی جائے تو دوسروں کو کہنے کا بھی ہمیں موقع مل جاتا ہے اور ہم کہتے ہوئے اچھے لگتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی مشہور بات ہے کہ کسی کو یہ نصیحت کرنے کے لیے کہ گڑ نہ کھایا کرو انھوں نے کہا کہ کل یہ نصیحت کروں گا کیونکہ آج میں خود گڑ کھا کر آیا ہوں۔ تو ہم جو اسمبلی میں بیٹھے ہیں اور حکومت سے چاہتے ہیں کہ وہاں اصلاح ہو جائے تو کم از کم ہم اس ہاؤس کو اس طرح چلائیں کہ یہاں ایک بہتری کی صورت نظر آئے تو ہم کہتے ہوئے اچھے لگیں گے کہ فلاں ادارہ ٹھیک نہیں فلاں ادارہ ٹھیک نہیں۔ لیکن اگر سب سے زیادہ ہماری ہی مثال پیش کی جائے کہ دیکھو وہاں

کیا ہوتا ہے تو پھر اس کے بعد شاید کہیں بھی ہماری بات کا وزن نہ ہو۔ بہرحال آپ نے بڑی خوبصورت بات کی مجھے اس سے حوصلہ ہوا۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جی فرمائیے

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: جناب سپیکر! ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک کتاب چھپی ہے اس میں حضور علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ ہے ویسے بھی اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت ہوئی۔ آپ کو غور سے سننا چاہیے کہ اس کتاب کے مصنف کا نام "کے علی" ہے اور اس نے ہندو پاک کی ہسٹری میں لکھا ہے کہ معاشی مسائل کی وجہ سے اور دیگر مسائل کی وجہ سے حضور علیہ السلام علم حاصل نہیں کر سکے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے کوئی ایسا راستہ نکالیں کہ اس کو سزا ملے جو گستاخ رسول کی سزا ہے اسے بھی وہی سزا ملنی چاہیے۔ آپ اس کا نوٹس لیں اور یہ بھی پتا کریں کہ کیا یہ بات ٹھیک بھی ہے یا نہیں۔ بہرحال اس صفحے کی ایک فوٹو سٹیٹ میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر: بہتر ہے کہ بات کنفرم کر لینے کے بعد ہی بات کی جائے ورنہ کہتے ہیں کہ بری بات کو دہرانا بھی بری بات میں شامل ہو جانے کے مترادف ہے۔ تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے اس لیے ہمیں بلا تحقیق اس میں خواہ مخواہ بحث کا آغاز نہیں کرنا چاہیے۔ پہلے کنفرم کر لیتے ہیں۔ جناب چودھری محمد اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ نے ہم سب کو آج بڑا خوبصورت درس دیا ہے۔ میں اس کی مثال اس طرح سے دوں گا کیونکہ میرے پاس جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی شہادت موجود ہے۔ یہاں پر قائد حزب اختلاف مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب (مرحوم) ہوتے تھے۔ جب کبھی بھی سپیکر نے انہیں بیٹھنے کے لیے کہا تو میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی ایک آدھا منٹ بھی انہوں نے توقف کیا ہو وہ فوراً بیٹھ جاتے تھے۔ جس گھر میں کسی ایک آدمی کو سربراہ بنا کر نہ چلا جائے وہ گھر بھی نہیں چلتا اور یہ تو اسمبلی ہے۔ یہاں اگر سپیکر کا تقدس نہیں ہو گا تو باقی باتیں کس طرح چلیں گی۔

جناب والا! میں پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال پر بات کر رہا تھا اور میں آپ کو پولیس

کی صورت حال عرض کر رہا تھا ۔ ہم نے جناب والا بزرگوں سے سنا تھا کہ کسی اچھے پولیس آفیسر کی یہ تعریف ہوتی ہے کہ جب اس کو وردی کی صورت میں کوئی شریف آدمی دیکھے تو اسے اس میں تحفظ محسوس ہو اور جب اس کو بدمعاش آدمی دیکھے تو خوف محسوس کرے ۔ جناب سپیکر میرے فاضل دوست سارے گواہ ہیں کہ اب معاملہ الٹ ہو گیا ہے ۔ بد معاش آدمی ان سے دوستی رکھتے ہیں اور شریف آدمی ان سے ڈرتا ہے ۔ جناب سپیکر! جب سے یہ صورت حال ہوئی ہے تب سے تباہی ہوئی ہے اور وہ خود جرائم میں ملوث ہو گئے ہیں ۔ جناب سپیکر! اگر نیوز اخبار آپ کی نظر سے گزرا ہو تو اگلے دن اس میں پولیس مقابلے کے بارے میں لکھا ہوا تھا جناب سپیکر! میں نے بڑے غور سے پڑھا کہ پولیس مقابلہ کیا ہوا اور میں بڑا حیران ہو گیا کہ یہ کیسا پولیس مقابلہ ہوا ہے ؟ کیونکہ پولیس مقابلہ ڈاکوؤں کے ساتھ ہوتا ہے بدمعاشوں کے ساتھ ہوتا ہے لیکن وہ مقابلہ دو افسران کے درمیان تھا ۔ اگر وزیر قانون چاہیں گے تو میں ان کو وہ اخبار بھیج دوں گا وہ اسے پڑھیں ۔ جناب والا! اس صوبے میں مقابلہ ڈاکوؤں کی بجائے پولیس افسروں کے درمیان ہو رہا ہے پھر اس صوبے کی بہتری کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ جناب وزیر قانون صاحب آپ یہ باتیں نوٹ کریں اس کے نتائج بعض اوقات بڑے خطرناک نکلتے ہیں ۔ ایسا ایک واقعہ ایک دفعہ ہمارے ڈویژن میں ہوا تھا اس وقت کی حکومت نے اس ڈی آئی جی اور ایس پی دونوں کو نکال دیا تھا ۔ ورنہ وہاں پر پولیس کی ہڑتال ہونے لگی تھی ۔ اس طرح سے جو ماتحت فورس ہے وہ بھی حوصلہ پکڑتی ہے اور نتائج بھی بڑے غلط نکلتے ہیں ۔ جناب سپیکر آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ اس ساری صورت حال کے بعد کیا ہوا؟ ایک انسپکٹر ڈائریکٹ وزیر اعلیٰ کے سامنے آ گیا اور اس نے ایسی ویسی ساری باتیں وزیر اعلیٰ صاحب کو سنا دیں ۔ جب ڈسپلن فورس کا اس حد تک حوصلہ بڑھ جائے تو پھر معاملات خراب ہونا شروع ہو جاتے ہیں ۔ ان ساری باتوں کا وزیر قانون صاحب کو نوٹس لینا چاہیے اور ان باتوں کا کوئی تدارک بھی کرنا چاہیے ۔ اس کے علاوہ جناب والا! آپ دیکھیں lack of co-ordination ہے ۔ کوئی کیس جو پولیس چالان کرتی ہے اور وہ کیس جب مجسٹریٹ کے پاس جاتا ہے اور اس کی اگر میں تفصیل میں جاؤں تو وہ پھر عدالتوں کا معاملہ آ جاتا ہے آپ بھی جانتے ہیں میں بھی جانتا ہوں کہ وہاں جا کر کیا ہوتا ہے ۔ اور اس سے اوپر جا کر معاملات کیا ہوتے ہیں ؟ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جرائم پیشہ لوگوں کا حوصلہ بڑھتا ہے اور جو فریادی لوگ ہیں جو انصاف کی بھیک مانگنے کے لیے عدالتوں میں جاتے ہیں وہ بیچارے مایوس ہوتے جا رہے ہیں ۔ اس کا نتیجہ اس طرح سے نکلتا ہے کہ وزیر قانون جو ہمارے لیے انتہائی قابل احترام ہیں

ان کو بھی اس کا تجربہ ہے اور مجھے بھی اس بارے میں تجربہ ہے ۔ جناب والا! میرا تعلق بنیادی طور پر گاؤں سے ہے ۔ گاؤں کے لوگ کسی بندے کو اس وقت قتل کرتے ہیں جب وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری تھانے میں کوئی شنوائی نہیں ہو گی اور ہماری عدالت میں بھی کوئی شنوائی نہیں ہو گی بلکہ ہائی کورٹ تک کوئی شنوائی نہیں ہو گی اور یہ بندہ ہم سے بڑا طاقتور ہے ۔ پھر اس وقت وہ اسے قتل کر دیتے ہیں تاکہ اس کو راستے سے ہٹایا جائے اور پھر ہی ہم زندگی گزار سکتے ہیں ۔ جناب سپیکر جب اس قسم کا معاشرہ آگے بڑھتا جائے گا نتائج یہ نکلیں گے کہ لوگ اپنے فیصلے خود کرنا شروع کر دیں گے جس سے ملک اور صوبے میں قتل و غارت بڑھے گی اور پھر خانہ جنگی کی سی کیفیت آپ کو ملک میں نظر آئے گی ۔ مجھ سے پہلے بھی میرے فاضل دوست نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ ملک میں رول آف لاء ہونا چاہیے ، کوئی آدمی قانون سے بالاتر نہیں ہونا چاہیے چاہے وہ وزیر ہے یا اس کی حیثیت معاشرے میں کچھ بھی ہے اس کو قانون کے تابع ہو کر چلنا پڑے گا ۔ اگر آپ رول آف لاء نافذ نہیں کریں گے تو پھر خاطر خواہ نتائج نہیں نکلیں گے ۔

اس کے علاوہ بھی جناب سپیکر آپ دیکھ لیں کہ کرپشن کے حالات کہاں تک بڑھ گئے ہیں۔ کسی ضلع میں کوئی جرم ہوتا ہے ایک آدمی مفرور declare ہو جاتا ہے ، وزیر قانون صاحب جب اس بحث کو سمیٹیں تو مجھے اس بات کا جواب دیں اور اس میں ہمیں تمام اضلاع کے اعداد و شمار بتائیں کہ کس ضلع میں کتنے مفرور پکڑے گئے ہیں ان کی ماہانہ تعداد کیا ہے اور سالانہ تعداد کیا ہے ؟ جناب والا! میں وزیر قانون صاحب سے میں آپ کی وساطت سے عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے کبھی اخبار پڑھے ہوں اور خاص طور پر جنگ اخبار پڑھا ہو ۔ چار پانچ روز پہلے اس میں اعداد و شمار شائع ہوئے تھے ۔ اس میں ترتیب آئی تھی کہ فلاں ضلع جرائم میں اول آیا ہے ، فلاں دوئم آیا ہے اور فلاں سوئم آیا ہے ۔ اگر جناب سپیکر آپ نے وہ تعداد پڑھی ہے تو وہ بڑی alarming ہے ۔ اس سے جناب سپیکر کوئی سبق حاصل کرنا چاہیے اور اس کا کوئی تدارک بھی کرنا چاہیے ۔ جناب سپیکر! اس سے آگے اگر چلیں تو دیکھیں ہوتا کیا ہے ؟ وہ غریب آدمی جس نے ہمیں منتخب کر کے اس ایوان میں ہمیں بھیجا ہے اس کی حالت زار کیا ہے ۔ اس غریب کی کہیں کوئی شنوائی نہیں ہوتی ۔ وہ بے چارہ اتنا مایوس ہو گیا ہے کہ اس نے رشوت کا ایک راستہ نکال لیا ہے ۔ کیونکہ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ اس صوبے میں سوائے رشوت کے کوئی کام نہیں ہوتا اور یہ بات بڑھتی بڑھتی بہت آگے بڑھ گئی ہے ۔ جناب والا! میں ایک سادہ سا فارمولا جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں میرا مقصد تنقید برائے تنقید نہیں ہے ۔

میں نے یہ بات اپنی پچھلی گزارشات میں بھی عرض کی تھی اور وزیر قانون صاحب اس کو نوٹ کریں کہ اگر ہمارے صوبے میں ۳۴ اضلاع ہیں اس قحط الرجال کے دور میں ' اور ابھی یہ بات اتنی مشکل بھی نہیں ہے کہ اس پر عمل نہ ہو سکے بلکہ میں جو تجویز پیش کر رہا ہوں وہ قابل عمل ہے ۔ ان ۳۴ اضلاع کے ڈی سی اور ایس پی وہ افسر لگائیں جن کا ریکارڈ شاندار ہو ۔ اگر آپ ایک ضلع میں ایک ڈی سی اور ایک ایس پی ایماندار لگا دیں تو بہت جلد اس کے نتائج سامنے آ جائیں گے ۔ میں اپنے ضلع کی مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ہمارے ضلع کی حالت بھی بہت بری ہے ۔ چند دن ہوئے وہاں پر ایک نیا ایس پی گیا ہے وہ ایماندار ہے اور وہ رشوت نہیں لیتا اس کا نتیجہ جناب سپیکر! یہ نکلا ہے' میں کوئی خوشامد نہیں کر رہا باقی وہاں پر انہوں نے اتنے گندے لوگ لگائے ہوئے ہیں کہ میں اگر اس کی تفصیل میں جاؤں گا تو اپنی زبان بھی خراب کروں گا اور جناب والا کا بھی وقت ضائع کروں گا۔ جناب سپیکر اس ایک آدمی کے جانے سے یہ ہوا ہے کہ بد معاش دب گیا ہے اور شریف آدمی سر اٹھا کر چلنے لگا ہے اور وہ اپنا تحفظ محسوس کر رہا ہے ۔ صرف ایک آدمی کے جانے سے اتنی بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے ۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے ۳۴ اضلاع میں ایماندار ڈی سی اور ایس پی مقرر نہیں کر سکتے ؟ بیوروکریٹس کی اتنی بڑی لاٹ ہے اس میں سے ہم اتنے آفیسرز بھی نہیں ڈھونڈ سکتے ۔ جناب سپیکر اتنا قحط الرجال ابھی آیا نہیں ہے ۔ بندے مل سکتے ہیں ۔ لیکن جناب سپیکر ہم ان کو لگاتے کیوں نہیں اس کی وجوہات تو بڑی لمبی چوڑی ہیں میں مختصراً عرض کرونگا کہ ہم ان کے متحمل نہیں ہو سکتے ۔ اور جو ہم ان سے کروانا چاہتے ہیں اس کے خاطر خواہ نتائج شاید وہ نہ دے سکیں ۔ اصل خرابی یہ ہے ۔ اس خرابی کے متعلق جناب سپیکر میں اس معزز ایوان میں بڑا برملا عرض کر رہا ہوں ۔ جناب والا! اس کو ہمارے حکمران محسوس کریں اگر وہ اس حجاب میں رہیں گے تو اس صوبے کے اندر بہت بڑا نقصان ہو گا اور خدا نہ کرے خانہ جنگی کی سی کیفیت پیدا ہو جائے گی ۔ بندوں کو انصاف دلانے کے لیے یہ اتنی نیکی کر جائیں تو لوگ ان کو تاریخ میں یاد کریں گے کہ اس ملک کے اندر اچھے حکمران بھی آئے تھے ۔ ورنہ جناب سپیکر یہ جو لاوا اندر اندر پک رہا ہے یہ کسی طوفان کا پیش خیمہ بھی ہو سکتا ہے ۔ کسی انقلاب کا پیش خیمہ بھی ہو سکتا ہے ۔ اس لیے جناب سپیکر اس پر انہیں ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے ۔ میں مختصر سی گزارش کے بعد آپ سے اجازت چاہوں گا ۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی ۔ آپ نے بڑی خوبصورت باتیں کی ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ وزیر

قانون نے انہیں توجہ سے سنا ہے اور یقیناً اس کا ان پر اور ان کی حکومت پر بہت اچھا اثر ہو گا اور بہتری کے راستے کی جانب آگے بڑھیں گے ۔ آپ نے یہ بجا طور پر فرمایا اور اس بات کی تائید کرنی چاہیے کہ اتنے بڑے پنجاب میں ایسا قحط الرجال نہیں ہے کہ ۳۴ اضلاع کے لیے ۳۴ نیک دیانت دار اور باہمت ڈی سی اور ایس پی نہ مل سکیں ۔ انشاء اللہ ایسا ہو سکتا ہے اور ہمیں پنجاب کی مردم خیز دھرتی سے یہ توقع رکھنی چاہیے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی اس تجویز کا خیرمقدم کیا جائے گا ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

جناب سپیکر ! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے آج امن عامہ پر بات کرنے کا موقع عطا کیا۔ جناب والا! اس سال کے شروع میں ہماری اس اسمبلی میں ایک خوشخبری سنائی گئی کہ ملک میں بگڑتی ہوئی امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے اور فرقہ واریت کو کنٹرول کرنے کے لیے دفعہ ۱۱(بی) کا اطلاق کیا جا رہا ہے ۔ اس قانون کے تحت صوبہ بھر میں اسلحہ کی نمائش اور اس کے آزادانہ استعمال پر فوری پابندی عائد کر دی گئی ۔ جناب والا! کو یاد ہو گا کہ اس قانون کے اطلاق کے فوراً بعد یعنی دوسرے دن ہی اسمبلی کے سامنے اس قانون ۱۱(بی) کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی گئی اور میرے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ، کیونکہ میں نے یہاں ہاؤس کو آگاہ کیا اور اس پر فوری طور پر ایکشن لیا گیا اور چند اشخاص کے خلاف اسلحہ کی نمائش اور فائرنگ کا پرچہ درج کیا گیا ۔ اس مقدمے کا بنا کیا؛ اس کا ہمیں علم نہیں لیکن اس وقت وہ under process ہے ۔ میں جو آپ تک بات پہنچانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ گزشتہ دنوں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ضمنی الیکشن تھا اور چونکہ ہماری پارٹی حزب اختلاف میں ہے تو پیش بندی کے طور پر ہم نے اپنی پارٹی کے صوبائی اور قومی اراکین کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات کیا تاکہ وہاں پر ممکنہ دھاندلی کو روکا جا سکے ۔ الیکشن کا نتیجہ خواہ ہمارے حق میں برآمد ہوا لیکن پولنگ والے دن ہم ایک پولنگ کیمپ پر گئے۔ ہمیں وہاں اطلاع ملی کہ وہاں پر ایک شخص جس کا نام میاں طارق ہے۔ اور وہ حبیب بنک ستیانہ روڈ فیصل آباد کا منیجر ہے۔ وہ شخص وہاں لوگوں کو اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ آپ باہر آ کر سٹیمپ لگائیں۔ جب میں وہاں پہنچا تو مجھے اطلاع ملی کہ ہمارے ایک ایم پی اے حاجی رزاق صاحب اور میاں عبدالوحید صاحب اس وقت وہاں پولنگ اسٹیشن پر موجود تھے۔ انہوں نے وہاں پر اس کی مداخلت کی ، جب میں وہاں پہنچا تو میں حلفاً یہ بات

کہتا ہوں کہ اس وقت ان لوگوں نے ہماری گاڑیوں پر فائرنگ شروع کردی۔ اللہ تعالیٰ بچانے والا ہے زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہم نے فوراً اس واقعہ کی اطلاع پولیس کو دی۔ اس وقت اس پولنگ اسٹیشن پر کم از کم بیس پچیس افراد کلاشنکوف ' ٹریپل ٹو اور دیگر اسلحہ سے فائرنگ کر رہے تھے۔ اور ایسا لگتا تھا کہ جیسے ہم کسی میدان جنگ میں آگئے ہیں۔ بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ اس وقت وفاقی وزیر خالد احمد خان کھرل ' ہمارے ایم پی اے رانا امان اللہ خان ' رانا آفتاب احمد صاحب ' رانا فاروق صاحب یہ تمام کے تمام اس وقت اسی حلقے میں موجود تھے۔ اس کے بعد الیکشن جیتنے کے بعد ہم لوگ واپس آگئے۔ اب گزشتہ دنوں ہم ۱۴۔ اگست کی تیاریاں کر رہے تھے اس کے ساتھ ۱۷۔ اگست جناب جنرل ضیاء الحق شہید کی برسی کا موقع بھی تھا۔ اور ۱۳۔ اگست کی رات کو روایتی انداز سے ہم لوگ لال حویلی میں جشن آزادی مناتے ہیں۔ اس سے دو دن پیشتر میرے علاقے میں وزیر اعظم کی پولیٹیکل سیکرٹری مس ناہید خان نے ایک سوئی گیس کی لائن کا افتتاح کرنا تھا۔ عین اس علاقے میں جس علاقے میں میری رہائش ہے۔ میں جنگ فورم میں مصروف تھا وہاں ہمیں شہر کے مسائل کے لیے بلایا گیا تھا۔ مجھے وہاں ٹیلی فون پر اطلاع ملی کہ آپ کے علاقے میں فائرنگ ہو رہی ہے۔ میں جب فوراً موقع پر پہنچا تو وہاں پر سینکڑوں افراد ' میرے کارکن جمع تھے اور اس سے تھوڑی دور جہاں پر گیس کا افتتاح ہونا تھا۔ پچیس تیس مسلح افراد کلاشنکوفوں سے فائرنگ کر رہے تھے۔ اور میرے خلاف نعرے لگائے جا رہے تھے۔ سیاست میں تو یہ ہوتا ہے کہ آپ اگر سیاست میں آگئے تو آپ کی سات پشتوں کا ریکارڈ آپ کے مخالفین کے پاس چلا جاتا ہے۔ اور سیاست میں یہ رواج پاچکا ہے کہ کوئی بھی اپنے مخالف کو اچھے نام سے یاد نہیں کرتا۔ لیکن جناب والا! بد قسمتی کی بات یہ تھی کہ ایک انتہائی ذمہ دار خاتون جو وزیر اعظم کی پولیٹیکل سیکرٹری ہیں۔ اس شہر میں کلاشنکوفوں سے فائرنگ کروا رہی تھیں۔ جس شہر کا ایک ایم این اے سات سال کے لیے کلاشنکوف کے جھوٹے مقدمے میں سزا بھگت رہا ہے۔ اور ایک دوسرا ایم این اے جس کا باپ اس ملک کا صدر رہ چکا تھا وہ بھی آج کلاشنکوف کی نمائش کے ایک مقدمے کو بھگت رہا ہے۔ اس شہر میں آزادانہ فائرنگ کی گئی اور پولیس اور ضلعی افسران کی موجودگی میں فائرنگ کی گئی۔ جناب والا! فائر کسی نے بھی کیے ہوں لیکن جب میں سمجھتا ہوں کہ جب ایک ذمہ دار آدمی ' ایک ایم پی اے تھانے میں جاکر رپٹ درج کروائے تو اس کو کم از کم positive response ملنا چاہیے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ فائرنگ ناہید خان نے کی ہوگی ' مجھے اس پر بھی اعتراض نہیں کہ ناہید خان نے وہاں پر مجھے بدمعاش خان اور عیاش خان کے لقب سے پکارا۔ مجھے

اس پر بھی اعتراض نہیں زبان میری اپنی بھی ہے۔ میں اپنی زبان سے ان کے خلاف کوئی بھی لفظ استعمال کرسکتا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے تھوڑی سی شرم و حیا دی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میں ایک خاتون کے متعلق کوئی ایسے الفاظ استعمال کروں۔ مجھے جو اعتراض تھا وہ یہ تھا کہ اس اسمبلی کو خوشخبری سنائی گئی کہ آج کے بعد پنجاب میں کوئی اسلحے کی نمائش نہیں کرسکے گا۔ جناب والا! جب قانون بنانے والے' جب لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنے والے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں گے تو پھر عام آدمی سے ہم کیا توقع کرسکتے ہیں کہ وہ قانون کی عمل داری کرے گا۔ لاء اینڈ آرڈر کا اگر آپ لغوی معنی لیں۔ تو لاء قانون کو کہتے ہیں اور آرڈر حکم کو کہتے ہیں۔ قانون کو یہ طاق پر سجا دیتے ہیں اور آرڈر کو یہ اپنی حاکمیت بنا کر impose کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح لاء اینڈ آرڈر کبھی maintain نہیں ہو گا۔ جب تک آپ even handedly deal نہیں کریں گے' جب تک آپ عوام کو عوام نہیں سمجھیں گے۔ جب آپ عوام کو پیپلز پارٹی میں تقسیم کریں گے' مسلم لیگ (ج) میں اور مسلم لیگ (ن) میں تقسیم کریں گے تو پھر اس طرح آپ لاء اینڈ آرڈر کو maintain نہیں کرسکتے۔ آج کراچی کی صورت حال دیکھیں' گو کراچی کا پنجاب سے تعلق نہیں ہے لیکن کراچی پاکستان کی معیشت کی شہ رگ ہے۔ اور اگر کراچی متاثر ہوتا ہے تو پورا پاکستان متاثر ہوتا ہے۔ اگر آپ ایمانداری سے کراچی کے حالات کا جائزہ لیں تو اسی نا انصافی نے کراچی میں آج اس تشدد کی لہر کو عام کیا ہے۔ اگر کراچی میں لاء اینڈ آرڈر کو even handedly deal کیا جاتا تو شاید آج یہ حالات پیدا نہ ہوتے جو اس وقت کراچی میں ہیں کہ وزیر داخلہ کو بوریوں میں بند کرکے یوم آزادی کے تحفے بھیجے جارہے ہیں۔ اور مجھے خدشہ ہے کہ میرا یہ پنجاب جو کبھی امن کا گہوارہ تھا۔ اگر اس میں اس طرح سے نا انصافیاں کی گئیں' اس طرح ایک قانون کو مخالفین کے لیے استعمال کیا جائے اور اپنوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لی جائیں تو شاید پنجاب کو بھی کراچی بننے میں دیر نہیں لگے گی۔ نا انصافیاں ہمیشہ معاشرے میں بغاوت پیدا کرتی ہیں۔ اور جب معاشرے کا عام آدمی بغاوت پر تل جاتا ہے تو پھر انقلاب کو آنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ میں آپ سے دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ میری اس بات کا نوٹس لیا جائے۔ میں نے تھانے میں اندراج کر رکھا ہے' میں نے اپنی رپٹ درج کروائی ہے۔ اور آپ ایس ایس پی صاحب کو دیکھیں ایس ایس پی صاحب نئے آ کر لگے ہیں۔ میں نے ان سے ٹیلی فون پر بات کی۔ میں نے کہا جناب والا! میں نے کل رپٹ درج کروائی تھی مجھے اس کا بتائیں کہ آپ نے کیا کیا۔ انہوں نے کہا جی میں شہر کا ایس ایس پی ہوں یہ تھانے دار سے جاکر پوچھیں کہ اس نے

کیا کیا۔ تھانے دار سے جاکر پوچھا تو اس نے کہا کہ جناب اوپر والوں سے پوچھیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ میرا کیا قصور ہے آپ مجھے اس میں گھن کی طرح کیوں پیس رہے ہیں۔ جناب والا! اگر آپ امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو پھر سب کو آپ کو ایک آنکھ سے دیکھنا پڑے گا۔ اگر آپ کلاشنکوف کو شیخ رشید کے لیے سات سال قید کی آڑ بنا سکتے ہیں تو کیا ناہید خان پر وہ قانون لاگو نہیں ہوتا۔ کیا وہ مفرور لوگ جو ناہید خان کے جلسہ میں آ کر فائرنگ کر رہے تھے ان پر یہ قانون لاگو نہیں ہوتا۔ اور جشن آزادی کی رات اس حکومت کے وہ جیالے جس کو آج آپ پی ڈی ایف کہتے ہیں۔ جشن آزادی مناتے ہوئے جب میاں نواز شریف کے جلوس کے قریب آتے ہیں تو وہ فائرنگ کھول دیتے ہیں۔ جو لوگ میاں نواز شریف کے استقبال کے لیے کھڑے ہوتے ہیں ان پر کوہائی بازار چوک میں ہوائی فائرنگ کی جاتی ہے تاکہ یہ لوگ یہاں سے بھاگ جائیں اور میاں نواز شریف کا جلسہ جلوس ناکام بنایا جاسکے۔ اور جب آپ کے سٹیج سے پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر جناب مشتاق اعوان صاحب خود سٹیج پر آ کر اعلان کریں کہ اگر فائرنگ بند نہ کی گئی تو میں قانون والوں سے کہوں گا کہ ان کے خلاف کارروائی کریں۔ میں کہتا ہوں کہ جب فائرنگ ہوچکی تو ان پر قانون کا اطلاق ہوتا تھا۔ اسی وقت ان کے خلاف ایف آئی آر کاٹنی چاہیے تھی۔ اور میں آج یہاں پر مطالبہ کرتا ہوں کہ جناب مشتاق اعوان کو شامل تفتیش کیا جائے۔ اور ان سے پوچھا جائے کہ فائرنگ کس نے کی تھی؟ یہ on record باتیں ہیں' اخبارات میں آچکا ہے کہ اس جلسے میں بھی فائرنگ ہوئی اور اس جلوس پر بھی فائرنگ ہوئی۔ اگر آپ اس طرح قانون کو دو عملی کا ذریعہ بنائیں گے تو پھر ہاشمی خان پر بھی آپ پابندی نہیں لگا سکتے۔ پھر ہاشمی خان کو بھی آپ سات سال کے لیے بہاولپور جیل میں بند کردیں۔ اور اگر آپ اس معاشرے میں انصاف چاہتے ہیں اور آپ حقیقی معنوں میں یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں قانون کی عملداری قائم ہو تو پھر آپ کو سب کو ایک آنکھ سے دیکھنا پڑے گا۔ آج میں یہاں آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔ کہ آپ آج یہاں پنجاب حکومت کو حکم صادر فرمائیں کہ جن افراد ان تین مواقع پر فائرنگ کی ہے۔ ان کے خلاف ایف آئی آر درج کرکے اس ہاؤس کو دو مہینے کے اندر اندر رپورٹ دی جائے۔ اگر آپ انصاف چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں سن رہا ہوں اور لاء منسٹر صاحب بھی سن رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب آپ بھی ذرا توجہ رکھیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: یہ بعد میں ٹیپ چلا کر سن لیں ان کو اس بات کا پتا چل جائے گا۔ جناب والا! اگر آپ اس صوبے میں امن چاہتے ہیں ' آپ چاہتے ہیں کہ بنک ڈکیتیاں بند ہوں ' آپ چاہتے ہیں کہ سڑکوں پر لوٹ مار بند ہو ' تو پھر آپ کو انصاف کا بول بالا کرنا ہوگا۔ جب بھرتیاں ہوتی ہیں' آپ یقین کیجیے کہ میں نے یہاں پر وزیر تعلیم پر الزامات لگائے تھے ' اخبارات میں جب آیا کہ ایک کمیٹی قائم ہو رہی ہے۔ مجھے اب تک پانچ ہزار خطوط مل چکے ہیں اور ان خطوط میں سے اکثر نوجوانوں نے یہ کہا کہ اگر ہمارا حق ہمیں میرٹ کے ذریعے نہ دیا گیا تو ہم کلاشنکوف ہاتھ میں اٹھا کر اس قانون کی دھجیاں بکھیر دیں گے۔ کیونکہ یہ قانون ہمیں کچھ نہیں دے رہا۔ جب معاشرے میں ناانصافیاں ہوں گی۔ آپ ہمارے ساتھ ناانصافیاں کریں ' جب ہماری باری آئے گی تو ہم پوری کوشش کریں گے کہ اس ملک سے سیاست میں انتقام کا رویہ ختم کیا جائے کیونکہ اس انتقام در انتقام کی سیاست نے اس ملک کی معیشت کو تباہ کرکے رکھ دیا ہے۔ جب ایک آتا ہے تو وہ دوسروں سے انتقام لیتا ہے ' جب پہلے والا آتا ہے تو وہ دوسرے سے انتقام لیتا ہے' حکومت کی یہ پالیسی نہیں ہونی چاہیے کہ سیاسی ورکروں سے کیسے انتقام لیا جائے۔ حکومت کی یہ پالیسی ہونی چاہئے کہ کس طریقے سے لاء اینڈ آرڈر کو برقرار رکھا جاسکے۔ کل کی خبر ہے راولپنڈی کا ایک بنک لٹ گیا۔

جناب سپیکر: اب وائنڈ اپ کیجیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: سر ابھی تو میں نے شروع کیا ہے۔ پانچ منٹ بھی نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: نہیں وائنڈ اپ کیجیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: کل کی خبر ہے کہ راولپنڈی میں ایک بنیک لٹ گیا۔ پولیس کو آپ نے اتنے اختیارات دیئے ہوئے ہیں کہ بنک ڈکیتی کے ملزمان پکڑے جاتے ہیں ' قتل کے ملزمان پکڑے جاتے ہیں اور جس مقابلے میں پولیس کے خلاف ذرا سی بھی بات جاتی ہو اس کی تمام شہادتیں پولیس مقابلے کے ذریعے مٹا دی جاتی ہیں۔ اس معاشرے میں جب تک آپ لوگوں کو انصاف فراہم نہیں کریں گے آپ لاء اینڈ آرڈر کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔ اس پنجاب کو اب گھن لگتا جارہا ہے ' ناانصافیوں کی وجہ سے ' قانون پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجہ سے اس معاشرے کو گھن لگتا جا رہا ہے۔ پوچھیں ان لوگوں سے کہ جو پولیس آفیسر ایک ہی شہر میں بیس بیس سال سے تعینات ہیں ان سے کبھی آپ نے پوچھا کہ آپ لائن نمبر ۵ پشاور روڈ کی جس ایک کروڑ کی کوٹھی میں رہتے ہیں کیا آپ

نے اس تنخواہ سے بنائی ہے؛ جس پولیس آفیسر کے بچے بیکن ہاؤس میں پڑھتے ہیں، کبھی آپ نے انکوائری کرنے کی زحمت گوارا کی کہ آپ بیکن ہاؤس میں اپنے بچے کس طرح پڑھا رہے ہیں۔ چار بچوں کی فیس بیس ہزار روپے آپ کہاں سے دیتے ہیں جب کہ ایک انسپکٹر کی تنخواہ چھ ہزار بھی نہیں بنتی۔ جب تک آپ ان معاملات کی تحقیقات نہیں کریں گے، اور میں نے بارہا کہا کہ ان بدعنوان لوگوں کے خلاف اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائیں۔ مجھے چودھری اقبال صاحب کی بات بہت پسند آئی کہ اتنے بڑے پنجاب میں چونتیس اضلاع کے لیے چونتیس ایمان دار افسر ڈھونڈنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر آپ اس سفارش اور تعصب کی عینک کو اتار کے ایمان دار آدمی تلاش کرنا چاہیں تو ابھی قیامت نزدیک ہے۔ لوگوں میں ایمان کی رتی ہے۔ آپ کو چونتیس نہیں، بلکہ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ پولیس میں بھی آپ کو چونتیس سو سے زیادہ ایمان دار افسر مل جائیں گے۔ جو ایمان داری کو اپنا طریق بنائیں گے اور اس ملک میں ظلم اور لاقانونیت کی حکومت کو ختم کرنے میں آپ کے مدد و معاون ہوں گے۔ لیکن اس کے لیے سب سے پہلے اپنا محاسبہ کرنا ضروری ہے۔ پہلے آپ اور میں سب اپنے گریبان میں جھانکیں کہ کیا واقعی ہم وہ انصاف چاہتے ہیں کہ جو سب کے ساتھ برابری کا سلوک کرے۔ کیا وہ پولیس افسر ہمیں suit کرے گا کہ جو ہماری سفارش کو رد کر کے قانون کی عمل داری کو قائم کرے۔ کیا وہ پولیس افسر ہمیں suit کرے گا کہ جو وزیر اعلیٰ اور وزیروں کے احکامات کو ایک طرف رکھتے ہوئے انصاف کا بول بالا کرے۔ یقیناً اس پولیس میں ایمان دار لوگ بھی ہیں۔ اس پولیس میں وہ گوجرانوالہ کے شہید بھی شامل تھے جنھوں نے انصاف اور قانون کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں۔ اس پولیس میں بہت سے لوگ ایمان دار ہیں لیکن میں نے بارہا کہا اور آج بھی یہ آپ سے بات کہتا ہوں کہ ایمان داری سے خلوص سے ایک کوشش کیجیے کہ کم از کم وہ لوگ جو پولیس مقابلوں میں شہید ہوتے ہیں، پولیس افسران، ان کی بہبود کے لیے کچھ کیجیے۔ تین لاکھ روپے دے دینے سے کچھ نہیں ہوگا۔ تین لاکھ روپے کی خاطر کوئی اپنی جان نہیں دے گا۔ ایک ایسا نظام مرتب کیجیے کہ جو لوگ اپنے فرض کی ادائیگی میں حقیقی معنوں میں شہادت قبول کرتے ہیں ان کے بچوں کا مستقبل محفوظ ہو جائے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میاں محمد سردار خان۔

جناب محمد سردار خان وٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

جناب سپیکر! میرے حلقہ تحصیل منچن آباد میں ہمیشہ سے ہی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ رہا ہے جس کی ایک تازہ ترین مثال میں آپ کو دے سکتا ہوں کہ اگر ہم پچھلے پندرہ دن کی اوسط نکالیں تو ہر تیسرے دن تحصیل منچن آباد میں ایک قتل ہوا ہے۔ یہ حالات ہیں۔ جب علاقے کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیے جائیں جن کو لوگ بری طرح مسترد کر دیں اور انتخابات میں شکست دیں ' جب ایسے لوگ ان علاقوں میں راج کریں تو ان علاقوں کا حال بالکل ایسا ہوتا ہے جیسے کہ تحصیل منچن آباد کا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کے ضمن میں اپنے علاقے کے مسائل اس معزز ایوان میں پہلے بھی میں اتفاق سے آپ کے سامنے ہی کھڑا ہو کر عرض کر چکا ہوں۔ جناب سپیکر! پچھلے دنوں کچھ لوگ ایک معزز زمیندار ملک خورشید کے گھر میں گھس گئے اور اس کے گھر میں ہی اس پر تشدد کیا گیا۔ ظلم کی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ دن کے وقت ہوا ہے اور جن لوگوں نے ملک خورشید پر تشدد کیا' انھوں نے پہلے اس محلے میں جا کر ملک خورشید کے پڑوس کے گھروں کو باہر سے دروازوں کو بند کیا تاکہ اس کی مدد کے لیے بھی کوئی نہ آئے۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے کہ بڑی تگ و دو کے بعد پولیس نے کیس رجسٹر کیا۔ لیکن ملک خورشید پر تشدد کرنے والے آج بھی باہر پھر رہے ہیں۔ اور ریکارڈ میں یہ بات ہے کہ جو شخص پہلے دن گرفتار ہوا دوسرے دن ہی اے سی منچن آباد نے اس کی ضمانت لے لی اور اس کو چھوڑ دیا گیا۔ جناب سپیکر! تحصیل منچن آباد شہر میں ایک انتہائی الم ناک واقعہ چند روز پہلے پیش آیا ہے۔ محمد ادریس پراچہ کے بیٹے کو (وہ نوجوان بچہ تھا) بڑے برے طریقے سے قتل کر دیا گیا۔ جب مقتول کا باپ تھانے جا کر ایف آئی آر کٹانے لگا تو دکھ کی بات دیکھیں کہ وہاں کے ایک سب انسپکٹر نے اس سے ہزار روپیہ مانگ لیا۔ ہزار روپیہ دوگے تو میں اس لاش کا پرچہ کاٹوں گا' ایف آئی آر کاٹوں گا۔ اس مظلوم آدمی نے اپنی جیب سے پانچ سو روپیہ نکالا اور سب انسپکٹر کو دے دیا کہ یہ ہے میرے بچے کی لاش کی قیمت' میرے پاس فی الحال یہی ہے۔ اس سب انسپکٹر نے پانچ سو روپیہ واپس کیا اور ہزار روپیہ لینے کے بعد ایف آئی آر اس مظلوم باپ کے نام کی کاٹی۔ جناب سپیکر! میری زبان میرا ساتھ نہیں دے رہی۔ میرے جذبات اتنے ابھر آئے ہیں کہ جس جگہ کا یہ حال ہو اور پھر ہم منائیں چودہ اگست' جس کا صرف ایک نام ہی باقی رہ گیا ہے۔ جناب سپیکر! ابھی دنوں ایک اور قتل ہوا۔ جب اس لاش کا پوسٹ مارٹم کیا گیا اس کے بعد ڈاکٹروں نے اس لاش کو stitches نہیں لگائے۔ اس لاش کے لواحقین نے اس ہسپتال میں ایک صفائی کرنے والے کو پانچ سو روپے دے کر اس لاش کے stitches لگوائے۔ میں ایک بات چھوڑ گیا ہوں۔ جب ادریس پراچہ کا بیٹا زخمی ہوا تو اس کو تحصیل

منچن آباد کے ہسپتال لے جایا گیا۔ وہاں پر اس کو صرف ڈرپیں لگائی گئیں' اور کوئی treatment نہ کیا گیا۔ تو اس کو بہاول نگر کے ہیڈکوارٹر ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہاں کے عملے نے ان کو یہ کہا کہ ہمارے سرجن صاحب چھٹی پر گئے ہوئے ہیں ۔ آپ ان کو پونے دو سو کلومیٹر دور بہاول پور لے جائیں۔ شام کو وہ بچہ اسی ہسپتال میں وفات پا گیا۔ جناب سپیکر! وہاں تحصیل منچن آباد میں صورت حال یہ ہے کہ آج بھی اگر آپ تحقیق کریں تو میں آپ کو مثال دوں گا کہ ایس ڈی او منچن آباد جب باہر اپنی ڈیوٹی پر نکلتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے باڈی گارڈ ہوتے ہیں تب جا کے وہ گورنمنٹ کی ڈیوٹی سرانجام دے سکتا ہے۔ میں پہلے بھی آپ کو اسی جگہ پر کھڑا ہو کے عرض کر چکا ہوں کہ میاں منظور وٹو صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب سے مجھے ذاتی کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر ہمارا کوئی اختلاف ہے تو وہ سیاسی ہے۔ لیکن جس افسر کے پاس بھی میں شکایات لے کر گیا ہوں' یا مدد کے لیے پکارا ہے' یا میں کسی وزیر کے در پر گیا ہوں تو انھوں نے صاف الفاظ میں مجھے یہ کہا ہے کہ میاں منظور وٹو نے اپنی جو ٹیم تحصیل منچن آباد میں چھوڑی ہوئی ہے ہم اس کے سامنے بےبس ہیں۔ موجودہ اسمبلی کو بنے پونے دو سال ہو گئے ہیں۔ اس عرصے میں کوئی ایک دن ایسا نہیں ہے' جب مجھے یہ نہ کہا گیا ہو کہ یہاں پر جو مظالم بھی ڈھائے جا رہے ہیں وہ میاں منظور وٹو خود کروا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں تو اپوزیشن میں ہوں۔ میں تو میاں منظور وٹو کا آج کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ اگر میں کچھ بگاڑ سکتا ہوتا تو میں یہاں آ کر اپنا یہ رونا اس اسمبلی میں نہ روتا۔ جناب سپیکر! میں آپ کو ایک اور مثال دیتا ہوں۔ میں اللہ کی مہربانی سے اپنے علاقے کا نمائندہ ہوں۔ اور اس اسمبلی میں پورے صوبے کے مسائل حل ہوتے ہیں اور بحث ہوتی ہے کہ یہاں پر بہتر قوانین کس طریقے سے پاس کیے جائیں۔ جناب سپیکر! میاں منظور وٹو صاحب نے وہاں پر یہ حالات کر دیے ہیں کہ تحصیل منچن آباد کا جو ایک نمائندہ ہے' اگر اس تحصیل کے آفیسر مجھ سے رشوت لیں تو میں آگے کیا کہوں؟ مجھ سے میرے ایک ذاتی کام کے لیے تحصیل منچن آباد کے کسی افسر نے رشوت لی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے دے دی؟ دینا بھی جرم ہے۔

جناب محمد سردار خان وٹو: میں نہ دیتا۔ میں جن کو یہاں آ کر اپنی باتیں سناتا ہوں وہ تو کنکریٹ کے پتھر ہیں۔ یہ pillars ہیں۔ اگر pillars کو بھی زبان دے دی جائے تو وہ بھی میرے حق میں بولیں گے۔ لیکن بار بار یہاں پر کہنے کے باوجود آپ کو بھی میں نے منتیں کیں۔ آپ تو ایک symbol

ہیں۔ دانش ور کہلواتے بھی ہیں۔ لوگ کہتے بھی ہیں۔ جب آپ تک میری شنوائی نہیں ہو گی جب وزراء مجھے جواب دے دیں گے تو پھر مجھے آپ ہی صدر صاحب کے پاس یا وزیر اعظم صاحبہ کے پاس بھیجیں کہ وہاں جا کر بھی میں یہی رونا روؤں۔جناب سپیکر! یہ اسمبلی اس صوبے کی اسمبلی ہے۔ اور وزیر اعلیٰ کو ہٹا کر باقی جو تمام لوگ یہاں پر موجود ہوتے ہیں ان کا ایک مقام ہے۔ وزیر اعلیٰ تو پھر وزیر اعلیٰ ہوتے ، جو ان کے ماتحت ہیں وہ وزیر ہیں میں ان کے پاس گیا ہوں ۔بار با جاکر رویا ہوں ۔ اور میری شنوائی نہیں ہوئی ۔ جن افسروں کے بارے میں میں نے یہاں کھڑے ہوکر واضح طور پر کہا ہے کہ وہاں ہسپتالوں میں ڈاکٹر شرابی اور زانی ہیں ۔ وہ آج بھی وہاں پر موجود ہیں ۔ اور مزید aggressive ہوگئے ہیں ۔ اور مزید ظلم کا نشانہ عوام کو ہی بناتے ہیں اور مجھے بھی بناتے ہیں ۔ جناب سپیکر ! آج تو میں نے اپنا جائز کام کروانے کے لیے اس افسر کو رشوت دی ہے ۔ آپ نہیں بھی مانگیں گے تو کل میں آ کر آپ کو رشوت دوں گا کہ میرا یہ جائز کام کیجیے ۔ جناب سپیکر ! ہم یہاں تعلیم کو فروغ دینے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں ۔ جب ان کو تعلیم دی جائے گی تو وہ بچوں کو پڑھائیں گے۔ اگر جہالت کو دور کرنا ہے تو جو لوگ باہر جاہل ہیں ان کو ہم تعلیم دیتے ہیں کہ وہ جہالت دور ہو۔ میں تو اپنا رونا ان پڑھے لکھے اور معززین کے آگے روتا ہوں ۔ کیا آپ پڑھے لکھے نہیں ہیں؟ جناب سپیکر! آپ نے میری کتنی امداد کی ہے ۔ اب جو کچھ میں آپ سے رونا رو رہا ہوں کیا آپ اس کا بھی کوئی تدارک کریں گے ؟ میں تو یہاں پر آکر تقریر کرکے چلا جاتا ہوں ۔ ڈویلپمنٹ کے بارے میں میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ میرے ساتھ والے حلقے میں میاں منظور احمد وٹو صاحب ، یہ ایک وزیر صاحب میری بائیں طرف بیٹھے ،ہنسے جا رہے ہیں۔اب اگر یہ ہنسیں گے اور مجھے انہی سے توقع ہے یعنی لنگڑیال صاحب سے کہ یہ میرے ساتھ انصاف کریں گے ۔ لیکن یہ میری باتوں پر ہنس رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ! میں تو سچی باتیں کررہا ہوں ۔

جناب سپیکر ، آپ ان کی ہنسی کے پیچھے چھپے ہوئے آنسو نہیں دیکھ رہے ۔

وزیر محنت ، جناب سپیکر ! میرے کوئی ایسے آنسو نہیں ہیں جو چھپے ہوئے ہیں ۔ انھوں نے جو اتنی باتیں کی ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ میاں منظور احمد وٹو صاحب کا منچن آباد سے کیا تعلق ہے ۔ مقامی تو ان کی مخالفت ہوتی ہے ۔

جناب سپیکر ، پنجاب کے وزیر اعلیٰ کا تو پنجاب کے چپے چپے سے تعلق ہے ۔ وزیر اعلیٰ کی رٹ منچن

آباد سے خارج کردیں۔
وزیر محنت ، جناب والا! نہیں۔ بالکل خارج نہیں کرتے لیکن جب وہ نام لے کر کہتے ہیں کہ میاں منظور احمد وٹو نے یہ کیا۔
جناب سپیکر ، نہیں نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میاں منظوراحمد وٹو صاحب نے منچن آباد میں اپنی جو ٹیم مقرر کر رکھی ہے اس کا ذکر خیر کر رہے ہیں۔
وزیرمحنت ، جناب سپیکر ! ٹیم تو پارٹی کی ہر جگہ ہوتی ہے اور پارٹی کے لوگوں اگر کرتے ہیں تو پارٹی کے سربراہ پر تو اتنی ذمہ داری نہیں ہوتی وہ لوگ مقامی طور ذمہ دار ہوتے ۔ تو اگر مقامی طور پر کسی آدمی سے ان کو تکلیف ہے تو ان کا نام لے لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اور پھر جب یہ محکمہ صحت کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ منسٹر صاحب سے بات کرلیں۔
جناب سپیکر ، حسن اتفاق سے وزیر صحت بھی تشریف لے آئے ہیں۔
وزیر محنت،جناب والا ! وزیر صحت سے بات کرلیں۔ وہ تو ہمارے college ہیں اور ایم پی اے ہیں۔
جناب سپیکر ، جی ہاں ۔ ہمارے وزیر صحت تو آج کل اس موڈ میں ہیں کہ کبھی کبھی پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے ۔ یہ ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کہ کنوآں ہوتے ہوئے خود پیاسے کے پاس چلے جائیں۔ جسے شکایت ہوتی ہے فوراً کہتے ہیں کہ میں خود اس کے پاس چلا جاتا ہوں ۔ اس کے باوجود بھی اگر میاں صاحب کو شکایت ہے تو بہرحال ہم سن رہے ہیں۔ جی بسم اللہ !
میاں محمد سردار خان وٹو ، جناب سپیکر ! لنگڑیال صاحب میرے محترم ہیں ۔ میں تو یہاں پر ہر معزز رکن کی عزت کرتا ہوں ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر خاص مہربانی ہے کہ میں سبھی کی عزت کرتا ہوں۔
جناب سپیکر ،ماشاء اللہ !
میاں محمد سردار خان وٹو ،جناب سپیکر ! اگر میں نے کوئی بھی ایسی غلط بات کی ہے تو میں آپ کو ایک بڑی واضح سی مثال دیتا ہوں کہ تحصیل منچن آباد سے۔۔۔
جناب سپیکر ، آپ نے صرف ایک ہی غلط بات کی ہے ۔ وہ یہ کہ جو آپ نے رشوت دی ہے وہ آپ

کو نہیں دینی چاہیے تھی۔

میاں محمد سردار خان وٹو ، جناب سپیکر ! کئی ایسی باتیں ہیں جو میں کرنا نہیں چاہتا۔ میرا اللہ گواہ ہے کہ وہ میرا ایک جائز کام تھا۔

جناب سپیکر ، جو آپ نے ناجائز ذرائع سے کروایا۔

میاں محمد سردار خان وٹو ، جناب سپیکر ! آپ دیکھ لیں کہ یہ آپ کی حکومت کے کیا کارنامے ہیں کہ اگر جائز کام بھی کروانا ہو تو ناجائز طریقے استعمال کرنے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر ، جی بسم اللہ۔ جاری رکھیے۔

میاں محمد سردار خان وٹو ، جناب سپیکر ! میں تو ایک صحیح بات کر رہا ہوں۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر ! انھوں نے کہا ہے کہ جائز کام کروانے کے لیے یہ ناجائز طریقے استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر ، جی میاں صاحب ! آپ تقریر کریں۔

میاں محمد سردار خان وٹو ، جناب سپیکر ! تحصیل منچن آباد میں آج تک کوئی ڈویلپمنٹ نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر ، جی پیر عارف حسین بخاری صاحب !

سید محمد عارف حسین بخاری ، جناب سپیکر ! جیسا کہ میرے محترم اقبال لنگڑیال صاحب ایک حدیث شریف کا حوالہ دے رہے تھے تو اس سلسلے میں میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ فقہا نے اس پر یہ لکھا ہے کہ جو رشوت کوئی ناجائز ذرائع حاصل کرنے کے لیے دی جائے وہ تو یقیناً بلا شبہ اس دائرہ میں شامل ہے کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں ، دوزخی ہیں۔ لیکن رشوت کی دوسری صورت جس طرح یہ میرے بھائی صاحب فرما رہے ہیں کہ کسی کا جائز کام اٹکا ہوا ہے وہ نہیں ہو رہا۔ اپنا حق حاصل کرنے کے لیے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے کتے کو کوئی روٹی ڈال دی جائے۔ اس وعید میں وہ شامل نہیں ہیں۔ (قطع کلامیاں) یہ ایک شرعی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر ، عارف صاحب ! دور حاضر کے نئے فقیہوں نے اس کا ایک نام رکھا ہے۔ نئی فقہ میں اس کا نام speed money رکھا ہے۔ اسے کہتے ہیں کہ جائز کام کرنے کے لیے رکے ہوئے کام کو تیزی سے کروانے کے لیے speed money دی جاتی ہے۔ وہ رشوت نہیں کہلاتی۔ نئی فقہ میں اس

کا نیا نام ہے ۔

میاں محمد سردار خان وٹو ۔ جناب سپیکر ! مجھے اس بات کا بڑا افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے ایک مسئلہ پیش کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر ! یہ speed money کا فارمولا بھی عارف شاہ صاحب کے فتوے کے بعد یا ان کی تجویز پر تو نہیں نکالا گیا ؟

جناب سپیکر ۔ نہیں نہیں ۔ اس سے عارف صاحب کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔

میاں محمد سردار خان وٹو ۔ جناب سپیکر ! بجائے اس کے کہ آپ مجھے اس کی داد دیں کہ میں نے آپ کو صحیح بات اس forum پر آ کر بتا دی ہے ' اس کا کوئی حل نکالیں ۔

جناب سپیکر ۔ دیکھے داد دے رہے ہیں ۔

میاں محمد سردار خان وٹو ۔ جناب سپیکر ! مجھے ابھی تک یہاں پر کسی معزز وزیر نے نہ کسی معزز رکن نے یہ کہا ہے اور نہ ہی آپ نے کہا ہے کہ یہ کچھ ہوا وہ اچھا نہیں ہوا ہم اس کا نوٹس لیں گے ۔ اور میرا یہ جو ایک مسئلہ ہے اس کو آپ حل کریں گے ۔ جناب سپیکر ! مجھے اگر victimize کیا جا رہا ہے تو کوئی بات نہیں ہے ۔ آپ بھی یہاں پر تشریف فرما آج اس لیے ہیں اور ہم تمام ممبران جو یہاں پر موجود ہیں یا جو آج ہمارے ساتھ نہیں بیٹھے ہیں وہ یہاں پر اس انداز سے اور اس طریقے سے پہنچے ہیں کہ اپنے حلقوں میں لوگوں کو انہوں نے یہ کہا ' عوام کو یہ بتایا کہ وہ لوگ عوام سے پیار کرتے ہیں ' محبت کرتے ہیں اور ان کے مسائل حل کرنے کے لیے ان کو ووٹ چاہیے جو کہ عوام نے اپنا ووٹ دے کر ہمیں یہاں پہنچایا۔ جناب سپیکر ! اسی طریقے سے مجھے بھی میرے حلقے میں لوگوں نے ووٹ دیے ہیں اس وعدے پر کہ میں ان کے مسائل اسمبلی تک پہنچاؤں گا ۔ اور وہاں انشاء اللہ تعالیٰ وہ مسائل حل کرواؤں گا ۔ جناب سپیکر ! عوام کا جب کہا جاتا ہے کہ عوام سے ہمیں پیار ہے یا محبت ہے یا ان کے مسائل ہم حل کریں گے تو آج ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ جی فلاں حلقے کی عوام۔ اگر تحصیل منٹگمری آباد کی عوام پاکستان کی عوام نہیں ہے تو برائے مہربانی آپ کہہ دیں کہ وہ عوام پاکستان کی نہیں ہے یا آپ کو اس عوام سے محبت نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ۔ کیسے کہیں گے ۔جناب جنجوعہ صاحب۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! محترم بھائی نے بار بار یہ ذکر کیا ہے کہ ایک جائز کام کروانے کے لیے انھیں رشوت دینا پڑی۔ اور ساتھ ہی انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ حکومت کی طرف سے کسی شخص نے انھیں اس بات کی یقین دہانی نہیں کرائی کہ وہ اس بات کا نوٹس لیں گے ۔ جناب والا! میں انھیں اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ وہ اس افسر کا نام بتائیں۔اور وہ کام بتائیں جسے کروانے کے لیے انھیں ناجائز ذرائع استعمال کرنا پڑے ۔ حکومت اس کا نوٹس لینے کے لیے تیار ہے ۔

جناب سپیکر: بہت خوب ۔ شکریہ۔

میاں محمد سردار خان وٹو: جناب سپیکر! بڑی مہربانی ۔ جناب والا! تھوڑی سی وضاحت عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر: میاں محمد سردار خان صاحب! اب آپ از راہ کرم اپنی تقریر کو wind up کریں ۔ تین بج رہے ہیں اور اجلاس کا وقت تو ختم ہو رہا ہے ۔ لیکن میں اس خیال سے کہ ابھی کچھ نام میرے پاس ہیں ۔ تو میں پندرہ منٹ وقت بڑھا رہا ہوں ۔

حاجی عبدالرزاق: جناب والا! وقت آدھا گھنٹہ بڑھا دیا جائے ۔

جناب سپیکر: نہیں ۔ پانچ پانچ منٹ میں کوشش کریں گے ۔ جی ۔

میاں محمد سردار خان وٹو: جناب والا! میں جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مجھے اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ میرے اس مسئلے کا نوٹس لیں گے ۔ تو میں ان کے پاس ضرور جاؤں گا اور ان کو اپنا مسئلہ اور اس افسر کا نام ضرور بتاؤں گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی ۔

میاں محمد سردار خان وٹو: لیکن جناب والا! اس کے بعد انھوں نے بھی مجھے یہاں پر on the floor of the House کہا ہے 'یقین دہانی کرائی ہے کیونکہ جناب سپیکر! اگر آپ میری تقاریر کا بھی اور تحصیل منچن آباد کے حالات کا بھی پچھلا ریکارڈ لے لیں آج تک اگر میں نے کسی کا نام لیا ہے تو وہ افسران وہیں کے وہیں ہیں۔ کسی نے تفتیش بھی نہیں کروائی کہ میری بات میں کتنی سچائی ہے اور کتنی غلطی ہے۔ پھر ان افسروں نے الٹا مجھے ' عوام کو اور میرے ساتھیوں کو بھی

انتقام کا نشانہ بنایا۔ تو میں یہاں پر آپ کی خدمت میں گزارش کر رہا ہوں کہ جنجوعہ صاحب بھی مجھے یہ یقین ضرور دلائیں گے جب میں ان کے پاس حاضر ہوں گا۔

جناب سپیکر : انھوں نے نہایت سنجیدگی سے اور درد مندی سے وعدہ کیا ہے۔ انشاء اللہ وہ پورا ہو گا۔

میاں محمد سردار خان وٹو : شکریہ جناب!

جناب سپیکر : اب میں جناب احسان الدین قریشی صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

میاں عبدالستار : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' فرمائیے۔

میاں عبدالستار : جناب سپیکر! آپ بہتر جانتے ہیں۔ آپ بھی اس ہاؤس کے قائد ایوان رہے ہیں اور اب بھی ماشاء اللہ سپیکر کے طور پر تشریف رکھتے ہیں کہ جب بھی کوئی ڈیبیٹ ہوتی ہے تو اس میں ہمیشہ اپوزیشن بنچز کی طرف سے بھی اور گورنمنٹ بنچز کی طرف سے بھی تقریریں ہوتی ہیں لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ کل سیلاب پر بحث ہوئی اور گورنمنٹ کی طرف سے صرف وزیر موصوف نے جواب دیا اور آج بھی وہی بات ہے کہ گورنمنٹ بنچز کی طرف سے کسی بھی فاضل رکن نے لاء اینڈ آرڈر پر بات نہیں کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ جو ایک روایت چلی آ رہی تھی جو کہ بڑی اچھی روایت تھی کہ دونوں طرف سے باتیں ہونی چاہئیں وہ شاید آج مفقود ہے۔

جناب سپیکر : وہ ایک بہت اچھی روایت تھی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس سے بھی اچھی روایت ہے کہ حکومت اتنی فراخدل ہو گئی ہے کہ وہ کہتی ہے کہ آپ کو زیادہ بات کہنے کا موقع مل جائے۔ ہم نہ بھی کہیں گے تب بھی کوئی بات نہیں۔ تو یہ تو ان کی زیادہ فیاضی ہے اور یہ اس سے بھی زیادہ ایک اچھی روایت ہے۔

میاں عبدالستار : جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہوا کہ شاید وہ اپوزیشن کی باتوں کو وزن دینا نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر : نہیں۔ نہیں۔ آپ ایسا نہ کہیے گا۔ آپ حسن ظن رکھیے گمان نہ رکھیے۔ جی احسان الدین قریشی صاحب!

حاجی عبدالرزاق : جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، ابھی آپ کو موقع ملے گا تو اس وقت کہہ لیجیے گا۔

حاجی عبدالرزاق ، جناب سپیکر! وہ اس لیے ہمیں موقع دے رہے ہیں کہ انھوں نے کون سا عمل کرنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عمل تو کرنا نہیں ہے اس لیے انھوں نے جو کہنا ہے کہہ لیں۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں۔ جی فرمائیے۔

جناب احسان الدین قریشی ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہم جب سے منتخب ہوئے ہیں آج کم و بیش بائیس اجلاس اس اسمبلی میں ہو چکے ہیں اور ہر اجلاس میں لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں تقریباً کچھ نہ کچھ بحث ہوتی ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج تک لاء اینڈ آرڈر کی مجھے تو کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ پنجاب میں یہ ٹھیک ہو۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ اگر ہم صبح اخبارات کا مطالعہ کر لیں تو سارا اخبار ان باتوں سے بھرا ہوتا ہے کہ فلاں جگہ ڈکیتی ہو گئی ہے' فلاں جگہ چوری ہو گئی ہے' فلاں جگہ قتل ہو گیا ہے' فلاں جگہ یہ معاملہ ہو گیا ہے لیکن اس بات کے باوجود کہ صبح اخبارات میں یہ باتیں آتی ہیں کیا حکومتی ارکان ان چیزوں کو نہیں پڑھتے؟ کیا حکومتی مشینری ان باتوں کو نہیں پڑھتی؟ لیکن باوجود اس کے کہ اس میں کوئی کمی واقع ہو' یہ واقعات بڑھتے ہی جاتے ہیں اور خاص طور پر پنجاب میں اس وقت امن و امان کا مسئلہ انتہائی شدید اور گھناؤنا ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! اکبر الہ آبادی نے میری پیدائش سے پہلے کہا،

گھر سے خط آیا ہے کہ ان کا چہلم ہو گیا
گوانیٹر لکھتا ہے کہ بیمار کا حال اچھا ہے

جناب سپیکر! اس وقت کی بات آج صادق آ رہی ہے۔ آج جو پوزیشن اس وقت لاء اینڈ آرڈر کی ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے پچھلی حکومتوں میں بھی نہیں تھی۔ پہلے وہ 88ء کی حکومت تھی لیکن ایسے معاملات اس وقت بھی نہیں تھے۔ لیکن آج اس وقت پنجاب میں اور پھر سارے پاکستان میں جو مسئلہ پیدا ہوا ہے اور جو ہو رہا ہے اگر اس پر قابو نہ پایا گیا تو پھر ہم یہاں اور یہاں سے پھر باہر۔ تو صورت حال اس قدر گھناؤنی نہ کی جائے کہ ارباب اختیار کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے۔ اپوزیشن اراکین تو بھگت رہے ہیں۔ ان پر تو حکومت کی طرف سے نوازشات نازل ہیں۔ وہ تو ہم برداشت کر رہے ہیں۔ لیکن وہ اپنا گھر بھی محفوظ نہ سمجھیں۔ ابھی آج ہی صبح یہاں بات ہوئی۔ ہمارے مشیر غلام عباس صاحب ہیں ان کا کیا حشر کر دیا گیا۔ احسان قریشی کے گھر کو آگ لگا دی گئی۔ رانا

نورالحسن صاحب کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا۔ سعید انصاری کے ساتھ کیا ہوا۔ہم اب تک اس پر کیا پیش رفت کر سکے ہیں؟ کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے کہ جس کو ہم حل کر سکے ہوں۔ لوگ ہم سے اچھی توقعات رکھتے ہیں اور اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہم ان کے منتخب نمائندے ہیں۔ ہم اسمبلی میں آئیں اور کوئی قانون سازی کی بات کریں لیکن ہمارے وزراء سارا دن خوش گپیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ یہاں سے نکل کر چلے گئے اور تمام ہاؤس خالی ہو گیا۔ اب وہ بڑے فریش ہو کر کھانا کھا کر تشریف لائے ہیں اور وہ بھی چند۔

جناب سپیکر ، میں نے کل سب حضرات کو کھانے کی دعوت دی ہے۔ آپ ضرور تشریف لائیے گا۔ اپوزیشن کو بھی دعوت دی ہے اور انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ پچھلی دفعہ بجٹ کا سیشن تھا تو اس وقت میں نے صرف اس وجہ سے یہ ڈنر نہیں کیا تھا کہ اپوزیشن نے مجھ سے کہا تھا کہ ہم تشریف نہیں لائیں گے۔ پھر مجھ سے وعدہ کیا گیا اور جناب پرویز الہیٰ صاحب نے کہا کہ نہیں آئندہ ہم انشاء اللہ اگر سپیکر صاحب بلائیں گے تو آئیں گے۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ کل میرے ڈنر میں حکومت کی جانب سے اور اپوزیشن کی جانب سے سب دوست تشریف لائیں گے اور ڈنر تناول فرمائیں گے۔ بہت بہت شکریہ

رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر! آپ نے بڑا سمجھ داری کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ آج اجلاس ختم ہو رہا ہے اور یہ اپوزیشن والے تو چلے ہی جائیں گے۔

جناب سپیکر ، کیوں چلے جائیں گے۔ آپ تو یہیں ہمارے ہاسٹل میں رہتے ہیں۔ آپ تو جاتے ہی نہیں۔

رانا محمد اقبال خان ، یا تو آپ اس کو ایک دن extend کر دیتے تو بہتر تھا۔

جناب سپیکر ، میں نے تو کہا کہ بھئی ذرا بھوک زیادہ تیز ہو جائے گی۔ جی۔۔۔

جناب احسان الدین قریشی ، جناب سپیکر! اسی سیٹ پر بیٹھ کر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے فرمایا کہ ایس پی اور ڈی سی خدا بنے بیٹھے ہیں۔ ڈپٹی سپیکر صاحب اسی چیئر پر بیٹھ کر یہ فرما رہے تھے اور ہم نے اس میں ترمیم یہ کی تھی کہ جناب وہ خدا نہیں بنے بیٹھے بلکہ فرعون بنے بیٹھے ہیں۔ تو پوزیشن یہ ہے کہ جب سپیکر صاحب یہ فرماتے ہیں اور اس کے باوجود اس صورتحال کو تبدیل کرنے کے لیے کوئی پیش رفت نہیں کی جاتی تو پھر کیا ہو گا؟ بڑی تجاویز بھی دی گئیں۔ سب کچھ کہا گیا لیکن

معاملات جوں کے توں ہیں۔ جناب سپیکر! چودھری فاروق صاحب اگر مسکرا کر ہماری طرف دیکھ لیتے ہیں تو پھر مجبوراً ہمیں بھی تھوڑا سا مسکرانا پڑتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ،

ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پہ رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

سارے صوبے کا حال تو یہ دیکھ رہے ہیں جو کہ انتہائی ابتر ہے۔

جناب سپیکر! ملتان سے میرے دو ایم۔ این۔ اے ہیں جو کہ دونوں جیل میں ہیں۔ جناب طاہر رشید اس پاداش میں جیل میں ہے اور اس کے بارے میں یہ ہے کہ وہ جس کو قتل کا مشورہ دیتا ہے، جس شخص کو وہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی کو جا کر قتل کر آؤ وہ شخص ملک میں موجود ہی نہیں ہے لیکن وہ اندر ہے۔ پھر حاجی محمد بوٹا اس لیے اندر ہے کہ اس نے اپنا فنڈ جو ہمارے حلقوں کو ملتا ہے اس سے ایک گلی کی بجائے دوسری گلی بنوا دی۔ یہ تو آپ سب کو پتا ہے کہ محکمے کے ذریعے پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ سارا کام محکمہ کرتا ہے اور اس میں افسران شامل ہوتے ہیں لیکن وہ تمام باہر بیٹھے ہیں اور حاجی بوٹا اندر ہے۔ جاوید اقبال گورچانی اس لیے اندر ہے کہ اس نے میاں محمد نواز شریف کو چوٹی کا دورہ کروایا وہ اندر ہے۔ تو لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن یہ ہے کہ اس وقت طاہر رشید انتہائی سیریس بیمار ہے۔ بورڈ بار بار اس کو کہہ چکا ہے اور حکومت کو لکھ چکا ہے کہ اس کا علاج کروایا جائے۔ اس کا علاج یہاں ممکن نہیں ہے۔ وہ جیل سے ہل نہیں سکتا لیکن لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن یہ ہے کہ اس کی کوئی شنوائی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اگر یہ معاملات اسی طرح چلتے رہے۔ یہ حالات اسی طرح دگرگوں رکھے گئے تو پھر وہ اپنا بوریا بستر سمیٹ لیں۔ خدانخواستہ پھر وہ اور ہم یہاں شاید نہ ہو سکیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس امن و امان کے مسئلے کو صحیح طریقے سے چلایا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ جناب میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار: شکریہ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ کسی بھی معاشرے میں اگر امن و امان کی صورت حال بہتر ہو تو وہاں پر لوگ سکون کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں اور معاشرہ خوشحال ہوتا ہے۔ ہم نئی نئی سکیمیں جو بناتے ہیں وہ اس معاشرے کو خوشحال بنانے کے لیے، ملک کو خوشحال بنانے کے لیے بناتے ہیں۔ لیکن جس طرح کہ میں نے ابھی عرض کیا

کہ معاشرے کو خوشحال بنانے کے لیے معاشرے کا امن و امان کے ساتھ رہنا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! بہت افسوس کی بات ہے کہ ایک فاضل وزیر جو ہیں وہ بڑی اونچی آواز میں خوش گپیوں میں مصروف ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ اقبال لنگڑیال صاحب کو یہ تو کہہ دیا جائے کہ اگر وہ نہیں سننا چاہتے ہیں تو پھر وہ باہر ہی چلے جائیں۔

جناب سپیکر۔ وہ اکیلے بیٹھے ہیں وہ کس کے ساتھ خوش گپیاں کر رہے ہیں۔ الزام بھی تو کچھ سوچ سمجھ کر لگایا کیجیے۔

میاں عبدالستار۔ جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ چودھری اقبال صاحب ان سے بات نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن وہ اونچی آواز سے ان کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں۔

وزیر محنت۔ جناب والا! چودھری اقبال صاحب بھی تو اکیلے بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی ہاں۔

میاں عبدالستار۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ معاشرے میں امن و امان کا ہونا ضروری ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ اگر ہم آج اخبارات کو اٹھا کر دیکھیں تو روزانہ سات سات۔ آٹھ آٹھ ڈکیتیاں چوریاں اغوا برائے تاوان اس کے علاوہ عورتوں کی بے حرمتی جناب والا! یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں موجودہ حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا لاء اینڈ آرڈر اسی طریقے سے چلائے جاتے ہیں کیا اس سے آنے والی حکومتوں نے یہاں کے معاملات کو درست نہیں رکھا تھا جناب سپیکر! ہونا تو یہ چاہیے کہ حکومت کو امن و امان کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لیے اقدامات کرنے چاہییں لیکن تمام کی تمام پولیس اور تمام کے تمام لاء اینڈ آرڈر کو maintain رکھنے والے اداروں کو انہوں نے victimization پر لگا رکھا ہے جناب سپیکر سارے کے سارے ادارے اور ساری کی ساری پولیس اپوزیشن کے پیچھے لگی ہوئی ہے اور جناب والا! اس وقت یہ حال ہے کہ نواز شریف کے خلاف تقریباً ڈیڑھ سو مقدمے درج کیے گئے ہیں جناب والا! ان کے والد کو گرفتار کیا گیا ان کے بھائی کو گرفتار کیا گیا ان کے بھتیجے کو گرفتار کیا گیا یہ سب کچھ صرف اس لیے ہو رہا ہے کہ مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت اور یہاں پر منظور وٹو کی حکومت کو دوام بخشا جائے۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اسے صرف victimization کی حد تک ہی نہیں رکھا گیا بلکہ ججز اور عدالتوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی قابل دید ہے ایک جج میاں قربان صادق اکرام

نے میاں شریف صاحب کی عارضی طور پر ضمانت لی اور اسے اس کی پاداش میں فوری طور پر جبری رخصت پر بھیج دیا گیا اور پھر یہی کچھ نہیں کیا گیا۔ شیخ رشید کو گرفتار کیا گیا اور اسے کلاشنکوف کی برآمدگی کے جعلی اور جھوٹے مقدمے میں ملوث کیا گیا اور وہ اس وقت موجود ہی نہیں تھا وہ اس وقت detention order کے تحت پانچ چھ ماہ کی جیل بھگت رہا تھا جناب سپیکر! اس وقت اس سے جھوٹے طور پر ایک کلاشنکوف برآمد کروائی گئی اور اسے سات سال قید کی سزا دی گئی جناب سپیکر یہ بڑی عجیب بات ہے-----

جناب سپیکر، میاں صاحب میں معافی چاہتا ہوں ۔ یہ کچھ واقعات ہیں جن کو یہاں کم از کم ایک سو مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ اب تھوڑا سا وقت ہے آپ کوئی نیا پوائنٹ لائیے ----

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر! میں اس طرف بھی آتا ہوں ----

جناب سپیکر ، بہتر ہے اسی طرف آجائیے ۔

میاں عبدالستار ، جناب والا! یہ حالات ہیں جو لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کو خراب کر رہے ہیں -----

جناب سپیکر ، یہ حالات کوئی سو مرتبہ یہاں بیان ہو چکے ہیں ۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے پاس تھوڑا سا وقت ہے آپ کوئی نیا پوائنٹ لائیے --- جی بسم اللہ۔

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر ! یہ میں اس لیے کہہ رہا تھا کہ شیخ رشید کو گرفتار کرنے کے بعد یہاں پر جو صورت حال پیدا ہوتی ہے یہ لاء اینڈ آرڈر کے معاملات میں آتی ہے ۔ اگر جناب سپیکر یہاں لاہور میں کوئی سیوریج بند ہو جائے اور جناب سپیکر کی گاڑی اکبر منڈی کے گندے پانی میں سے گزر کر وہاں پر گھی کی تقسیم کے لیے جائے تو وہاں پر جناب سپیکر لوگ کیا کریں گے وہ احتجاج کریں گے وہ کہیں گے کہ سپیکر صاحب جا رہے ہیں مگر وہ بھی کچھ نہیں کر رہے ۔ جناب یہی کچھ نہیں اگر واسا کے لوگ اپنے فرائض کی سر انجام دہی سے کوتاہی کریں تو کیا ہو گا لوگ ان کے مین آفس پر جا کر ہلہ گلہ کریں گے اور جناب والا! آج اخبارات میں جو کچھ آپ نے پڑھا میں یہ کہنا چاہتا ہوں ----

جناب سپیکر ، اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے ۔

میاں عبدالستار ، میں جناب سپیکر! یہ کہتا ہوں کہ آج کیا ہو رہا ہے ۔ آج رمضان شوگر ملز کو صرف

اس لیے بند کر دیا گیا ہے کہ اس کا نواز شریف کے ساتھ تعلق ہے ۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے پولیس سے وہ کام لیں جو کل کو آپ کے سامنے نہ آئے اگر آج ہم پولیس سے غلط کام لیں گے ان سے ناجائز کام لیں گے تو کل کو یہی پولیس والے اس موجودہ حکومت کے اہلکاروں کے خلاف کھڑے ہوں گے وہ انہیں گرفتار کریں گے جناب سپیکر وہ انہیں جیلوں میں پھینکیں گے ۔ میں یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ جو آج حالات پیدا ہو رہے ہیں یہ صرف اس لیے ہیں کہ حکومت ہر صورت میں ہر حال میں اپوزیشن کی آواز کو دبانا چاہتی ہے اس پولیس کو اپوزیشن کے لوگوں کو تنگ کرنے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اور انہیں جھوٹے مقدموں میں ملوث کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے لیکن میرے محترم سپیکر میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ وقت آ رہا ہے کہ یہی پولیس والے یہی عدالتوں والے کل کو گواہ کے طور پر کھڑے ہوں گے اور دہشت گردی کا جج کہہ رہا ہو گا جس نے شیخ رشد کو جھوٹے مقدمے میں سات سال قید کی سزا دی جس مقدمے میں مجسٹریٹ عارف حسین بخاری نے خود کہا کہ میں بوقت recovery موجود نہیں تھا جناب سپیکر وہ گواہ بن جائے گا۔ آج پولیس کے جو افسران اپوزیشن کے لیڈروں کو جھوٹے مقدموں میں ملوث کر رہے ہیں کل کو یہی پولیس والے موجودہ حکومت کے خلاف گواہ ہوں گے ۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ کل کا وقت آ رہا ہے اور آپ صرف اتنے ہی ظلم کریں جتنے کل کو آپ برداشت کر سکیں ۔ ایسا نہ ہو کہ کل کو آپ یہ کہیں کہ جناب ہماری victimization ہو رہی ہے۔ اور جناب والا! میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ کل کو جو وقت آئے گا اس بارے میں ہم واضح طور پر کہنا چاہتے ہیں کہ ہماری طرف سے کوئی بدلے کی بات نہیں ہو گی کوئی political victimization نہیں ہو گی لیکن احتساب کریں گے احتساب کریں گے احتساب کریں گے ۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی --- حاجی عبدالرزاق صاحب !

حاجی عبدالرزاق، شکریہ جناب سپیکر! یہاں پر اتنی زیادہ باتیں ہو چکی ہیں اور میرے خیال میں ان میں مزید اضافے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جناب والا! میں اتنی گزارش کرنی چاہوں گا کہ جناب والا اس matter کو بڑا serious لیا جائے۔ میں پچھلی ہسٹری دیکھتا ہوں کہ جب بھی پیپلز پارٹی کی حکومت آتی ہے جرائم بڑھ جاتے ہیں۔ جناب والا! میں seriously بات کر رہا ہوں ۔ میں مذاق نہیں کر رہا۔ میرا ان سے اختلاف سیاسی ہے لیکن جرائم میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے اگر میرے ساتھ

کوئی جرم ہوتا ہے تو وہ بھی جرم ہے اور اگر ان کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ بھی جرم ہے۔ آج حکومت کے بنچوں کے لوگ جو ہمارے سامنے بیٹھے ہیں وہ بھی شکایت کر رہے ہیں ان کے بچے اغوا ہو رہے ہیں ان کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں ان کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں ان کو ٹیلیفون آ رہے ہیں کیا جناب والا! یہ ایسا ہوتا ہے کہ حکومت کے کارندے یہ شکایتیں کریں آخر ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ یہ بات کرتے ہیں۔ یہاں پر میرے ایک دوست نے چار روز پہلے اخبار کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے تفصیل سے پنجاب میں جرائم کی صورتحال بیان کی ہے کہ روزانہ اٹھارہ آدمی اغوا ہو رہے ہیں ایک دن میں بارہ چودہ آدمی قتل ہو رہے ہیں اب آپ بتائیے کہ کیا یہ صورت حال ملک کے لیے اچھی ہے ۔ آپ اس کا تجزیہ کیوں نہیں کرتے۔ جناب والا! میں تجویز پیش کروں گا کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے وہ اس کے لیے لاء میں امنڈمنٹ کرے کیونکہ یہ ایک serious matter ہے۔ آئندہ آنے والی نسلیں ہمیں کیا کہیں گی کہ ہم جہاندیدہ لوگوں کی اولاد ہیں کہ ہمارے ہوتے ہوئے اتنے جرائم ہو رہے ہیں۔ ان اسمبلیوں کا کیا فائدہ۔ کیا یہاں پر کوئی معاملہ طے ہوتا ہے۔ جب حکومتی بنچز کا کوئی معاملہ ہوتا ہے تو وہ اسی وقت طے ہو جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اچھا جی وہ کرتے ہیں اور جب حزب اختلاف والوں کا کوئی معاملہ ہوتا ہے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ جتنی بھی گورنمنٹ کی مشینری ہے جتنی پولیس ہے اور جتنی ایڈمنسٹریشن ہے اس سب کو حزب اختلاف کے پیچھے لگایا ہوا ہے کہ کبھی ان کو نہیں چھوڑنا۔ تو جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ جب تک آپ یہ تفریق ختم نہیں کریں گے لاء اینڈ آرڈر maintain نہیں ہوگا۔ آپ کو یہ بات تسلیم کرنی چاہیے اور جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بہت سے عوامل شامل ہیں اس میں ہمارا تعلیم کا مسئلہ بھی شامل ہے۔ پچاس سال میں ہم سے پیچھے کئی ممالک آزاد ہوئے ہیں آج وہاں پر شرح خواندگی سو فیصد ہے۔ ہمارے ملک میں یہی کوئی ۱۵ یا ۲۰ فیصد ہے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ انڈیا میں ایک صوبہ کیرالا ہے وہاں پر سو فیصد شرح خواندگی ہے اور ہندوستان میں سب سے کم جرم وہاں ہوتے ہیں---

جناب سپیکر ، مہربانی' شکریہ۔

حاجی عبدالرزاق، جناب والا! میں نے تو کوئی بات ہی نہیں کی ۔ آپ مجھے بات تو کرنے دیں ۔ یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے نا۔

جناب سپیکر : میں نے آپ کو پانچ منٹ دیے ہیں ۔

حاجی عبدالرزاق، جناب آپ نے سب کو وقت دیا ہے میرے لیے بھی وقت بڑھا دیں ۔ آپ اتنی زیادتی تو نہ کریں ۔ یہ بے انصافی ہے ۔ اگر آپ اس بے انصافی کو ختم کریں گے تو کام بنے گا۔ جب کوئی بات کرنا چاہے تو آپ اس کو پورا موقع دیں کہ بھئی ٹھیک ہے آپ بات کرلیں ۔ یہ تو نہیں کہ حزب اقتدار والے پندرہ سے بیس منٹ تک بات کرلیں اور جب حزب اختلاف والوں کی باری آئے تو آپ گھنٹی بجا دیں کہ بھئی آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے یہ تو انصاف نہیں ہے میں اسی لیے بات کر رہا ہوں ۔

جناب سپیکر : وقت پانچ منٹ کے لیے اور بڑھایا جاتا ہے ۔ لیکن آپ کے لیے نہیں بلکہ رانا صاحب کے لیے ۔ آپ وائنڈ اپ کریں۔ بات لمبی نہ کریں۔

حاجی عبدالرزاق، لمبی بات کا فائدہ بھی کوئی نہیں ہے ۔ فاروق صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ وہ ایک ہی بات میں ساری باتوں کا جواب دے دیں گے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ معاملات کو اتنا سنگین نہ بنائیں۔ خدا کے لیے حکومت کے کارپردازوں کو کہیں کہ جو قانون یہاں اسمبلی میں بیٹھ کر بناتے ہیں کم از کم اس پر ان کو خود تو عمل کرنا چاہیے ۔ اگر ہم خود عمل نہیں کرتے تو اس کام کا کیا فائدہ ۔ ایک ایم پی اے کے بیٹے کے بارے میں اخبار میں آیا تھا کہ اس سے کلاشنکوف اور دوسرا اسلحہ برآمد ہوا ہے ۔ دوسرے دن ٹیلیفون آ گیا کہ اسے چھوڑ دو ۔ اگر کسی غریب کا معاملہ ہوتا تو کہتے پکڑو پکڑو ۔ یہ کتنا سخت جرم ہے کہ اس نے کلاشنکوف پکڑی ہوئی ہے ۔ اس کو سات سال کے لیے اندر کر دو ۔ اس نا انصافی کو ختم کرنا چاہیے ۔ ہر سٹیج پر ختم کرنا چاہیے ۔ چاہے کوئی حکومتی رکن خلاف ورزی کرتا ہے یا اپوزیشن کا رکن کرتا ہے وہ ہر حال میں جرم ہے ۔ اس جرم میں کسی کے ساتھ تفریق نہیں ہونی چاہیے دنیا میں جتنی پڑھی لکھی قومیں ہیں وہاں کوئی کسی کا حسب نسب پوچھتا ہے کہ آپ کا تعلق کس سے ہے ۔ اگر کسی سے جرم ہو گیا ہے تو اس کو سزا ہو گئی ہے ۔ یہاں ہمارے ہاں تو طریق کار ہی الگ ہے کہ پہلے حسب نسب پوچھتے ہیں کہ فلاں کا بیٹا ہے یا فلاں کا بھائی ہے ۔ اس تفریق کو خدا کے لیے ختم کریں۔ جب تک آپ اس تفریق کو ختم نہیں کریں گے جرائم کبھی ختم نہیں ہوں گے ۔ جب ایک آدمی پر ناجائز ظلم کریں گے تو جب اس کو موقع ملتا ہے تو وہ اپنا بدلہ خود لے لیتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے کسی عدالت سے انصاف تو ملتا نہیں میں اپنا بدلہ خود ہی کیوں نہ لے لوں ۔ یہ پیپلز پارٹی ہے یہ مسلم لیگ ہے ۔ جرم کے معاملہ میں اس بات کو بالکل

consider نہ کیا جائے۔

میرے حلقے میں کارپوریشن کی ایک لیڈی تعینات ہوئی ہے۔ پتا نہیں اس کو صرف اس لیے وہاں تعینات کیا گیا ہے کہ تم نے جو مسلم لیگی گھر ہیں صرف ان کو ہی گرانا ہے۔ چند گزھ ایک کچی آبادی ہے۔ دس سال قبل وہاں ایک شخص محمد ارشد کو الاٹمنٹ لیٹر ملا ہوا ہے۔ اس کے لیے میں تحریک الگ پیش کر رہا ہوں۔ اس کا گھر قبرستان کے ساتھ بنا ہوا تھا۔ اس کے گھر میں ٹیلیفون لگا ہوا ہے، بجلی لگی ہوئی ہے پانی ملا ہوا ہے۔ وہ بیچارہ امن چین سے اپنے گھر میں رہ رہا ہے۔ تو محترمہ نرگس پروین جو کہ کسی پیپلز پارٹی والے کی رشتہ دار ہے۔ اب یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے کہ اگر وہ کسی پیپلز پارٹی کے عہدیدار کی رشتہ دار ہے تو جو مرضی ہے کرتی پھرے۔ اس نے پہلے راستہ بنانے کے لیے مکان کی باؤنڈری وال گرا دی۔ آپ اندازہ کیجیے کہ رستہ بنانے کے لیے مکان کی باؤنڈری وال گرا دی۔ اور بلڈوزر سے کئی قبروں کو روند دیا۔ قبروں کو روندنے کے بعد اس کے گھر کو گرانے لگے تو اس نے کہا کہ میرے پاس اس کی رجسٹری ہے۔ لیکن کسی نے اس کی بات کو نہیں سنا اور اس کا مکان گرا دیا گیا۔ یہ کتنے ظلم کی بات ہے۔ ایک ہنستے بستے گھر کو تباہ و برباد کر دیا۔ پھر اس کو موقع نہیں دیا گیا کہ وہ سامان ہی نکال لیتا۔ اگر گرانا ہی تھا تو اس کو سامان تو نکالنے کی مہلت دیتے۔ اس گھر کو سامان سمیت گرا دیا گیا۔ یہ کتنی ناانصافی کی بات ہے۔ جب تک ایسے ظلم اور ناانصافی کو بند نہیں کیا جائے گا امن و امان کی صورت حال کبھی درست نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر : مہربانی، شکریہ۔۔۔۔ جناب رانا محمد اقبال! وقت مزید پانچ منٹ کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔ وزیر قانون نے بھی تین منٹ کی تقریر کرنی ہے۔

رانا محمد اقبال خان : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! معاشرے میں، صوبے میں شہریوں کے جان و مال کی حفاظت سٹیٹ کا فرض ہوتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! ہمارے ہاں، خصوصی طور پر ہماری پنجاب کی حکومت اس معاملے میں یا تو بے بس ہے یا جان بوجھ کر اس قسم کے کام کروا رہی ہے۔ جناب سپیکر! روزنامہ "جنگ" کے مطابق پنجاب میں جولائی کے مہینے میں 427 قتل ہوئے۔ 138 خواتین سے زیادتی ہوئی۔ 557 اغوا اور 574 گاڑیاں چوری ہوئیں تین ہزار سے زائد افراد کے خلاف اسلحہ رکھنے میں مقدمات درج ہوئے۔ یہ ساری چیزیں کیوں ہو رہی ہیں۔ اس کے پس منظر کی طرف بھی ہمیں جانا ہو گا۔ اور اس اعداد و شمار میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے مشیر جن کا نام انھوں نے نہیں لیا

لیکن اس کا اضافہ میں کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس اسمبلی کے فورم پر ہم اپنی شکایات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہمارے حلقوں میں ہمارے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ اس کا مداوا کرنے کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ لیکن حکومت کا ایک با اختیار مشیر جس نے انٹی کرپشن کا محکمہ لے کر میں سمجھتا ہوں کہ اپنے آپ کے ساتھ تو نہیں لیکن اس شخص نے اپنے گھر والوں کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ یہ تیسری دفعہ ہے یا دوسری دفعہ ان کے بچوں کو محض اس لیے اغوا کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی سیاسی کارروائیوں سے باز آ جائیں۔ جناب سپیکر! اگر اس مرد مجاہد نے محسوس کر لیا ہے کہ میں معاشرے کی ایک برائی کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لیے مجاہد کا کردار ادا کر رہا ہے تو اس کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی پنجاب اسمبلی کے ماتھے پر ایک کلنک کا داغ ہے۔ جناب سپیکر! پچھلے دنوں یہاں ایک وقوعہ ہوا۔ ایک غیر ملکی کو دو موٹر سائیکل والوں نے لوٹا۔ ان کے پاس پستول وغیرہ تھے۔ لوٹ کر اس کا اسی ہزار ڈالر وہ لے گئے۔ اس نے امریکن ایمبیسی میں شکایت کی۔ اور شام سے پہلے ملزمان وہاں بلائے گئے اور اس کی وہ رقم واپس کروائی گئی لیکن یہ بات راز میں رکھی گئی اور اس بات کو سر عام نہیں کیا گیا۔ وہ غیر ملکی تو اپنے آپ کو پاکستان میں محفوظ سمجھتا ہے۔ لیکن ہمارے مشیر اور وزیر اپنے آپ کو بے بس سمجھتے ہیں اور غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ جب یہ غیر محفوظ ہیں تو اس عوام کا کیا ہو گا جس کے پاس نہ کوئی جھنڈا ہے اور نہ کوئی ڈنڈا ہے۔ جناب سپیکر! ان چیزوں کی ذمہ داری کس پر ہے---

جناب سپیکر، ان کے پاس انڈا ہے۔

رانا محمد اقبال خاں: ہاں! آئندہ انشاء اللہ وہ اسی طرح کریں گے۔ اگر حالات اسی طرح چلتے رہے تو۔ جناب سپیکر' اس کی ذمہ داری' میں یہ نہیں کہتا کہ ان پر ہی زیادہ ہے۔ لیکن اس وقت چونکہ یہ برسر اقتدار ہیں۔ اور اس میں زیادہ حصہ ان کا ہے۔ ان کی مرضی کے خلاف کوئی دیانتدار افسر کہیں تعینات نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کو اپنی تحصیل کی مثال دیتا ہوں کہ ہماری تحصیل پتوکی میں تین تھانے ہیں۔ ویسے تو ایک سٹی کا تھانہ ہے۔ اس کو شمار نہ بھی کریں کیونکہ وہ پہلے چوکی تھی اور ابھی تھانہ بنا ہے۔ تین تھانے ہیں اور تینوں ہی تھانوں میں جناب چیف منسٹر صاحب کے ڈائریکٹو سے انسپکٹر صاحبان تعینات ہیں۔ ان کے خلاف نہ تو کوئی ڈی آئی جی کچھ کر سکتا ہے اور نہ کوئی آئی جی کر سکتا ہے۔ اور ایس ایس پی صاحب کی تو بات ہی کیا کرنی ہے۔ جناب سپیکر! جب حالات یہ ہوں گے کہ

ہم اپنی مرضی سے افسران کو تعینات کریں گے تو وہ یقینی طور پر ہمارے ہی تابع ہوں گے ۔ اس تحصیل میں بیشمار جھوٹے پرچے لوگوں کے خلاف درج ہوئے ' لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے ' دن رات لوگوں کو ٹاؤٹوں کے ذریعے لوٹا جا رہا ہے ۔ اور وہاں اپنی من مانی کروائی جا رہی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کا قصور ہے کہ انھوں نے ووٹ رانا اقبال کو دیے ہیں یا نوازشریف صاحب کو دیے ہیں۔ لیکن اس معاشرے میں ' اس حلقے میں اور لوگ بھی رہتے ہیں جنہوں نے پیپلز پارٹی کو بھی ووٹ دیا ہو گا۔ لیکن تحصیل پتوکی میں انصاف کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں اگر آپ اس بات کا نوٹس لیں کہ تحصیل پتوکی کا ایک شخص جس کے متعلق میں ابھی اتنا نہیں جانتا وہ اسے سی تعینات کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تین منٹ کی بجائے اب پانچ منٹ ہو گئے ہیں

رانا محمد اقبال خان: اس کے ساتھ غنڈوں اور بدمعاشوں نے زیادتی کی اور پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! دو منٹ کی بجائے پانچ ہو گئے ہیں ۔ اب آپ کو wind up کرنا پڑے گا۔

رانا محمد اقبال خان: اس ہاؤس میں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم سی ایس پی آفیسرز کی اس طرح تذلیل کریں گے تو یقینی طور پر ہمارے معاشرے پر اس کے برے اثرات مرتب ہوں گے ۔ میری ان سے گزارش یہ ہے کہ یہ اپنے آدمی appoint ضرور کروائیں لیکن دیانت دار افسران کی appointment ہونی چاہیے ۔ ہمارے دوست نے نشاندہی کی کہ کیا ہمارے پنجاب کے 32 اضلاع میں 32 ایس پی اور ڈی سی دیانت دار نہیں ہیں ۔ پنجاب کی پولیس efficient ہے یہ جو کام کرنا چاہتی ہے اسے کر سکتی ہے لیکن ان پر دباؤ ہے ۔ اس دباؤ کو ختم کیجیے ۔ جس طرح انھوں نے چند گھنٹوں میں اس غیر ملکی کے 80 ہزار ڈالر برآمد کیے تو کیا وجہ ہے کہ آج پانچ دن ہو چکے ہیں اور ہمارے مشیر کے بھتیجے کو انھوں نے اغواء کیا اور اس کے ساتھ تشدد کیا لیکن آج تک ان ملزمان کو نہیں پکڑا گیا۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے ۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت بہت شکریہ ۔ میں دس منٹ وقت بڑھاتا ہوں ۔ اور جناب وزیر قانون کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر کریں ۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی فرمائیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! کل آپ تشریف نہیں رکھتے تھے آپ کی عدم موجودگی میں VIPs کارڈز کا مسئلہ یہاں اٹھایا گیا تھا اور ڈپٹی سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ کل چودھری فاروق صاحب اس بارے میں حکومت کا مؤقف اور اس سلسلے میں جو بھی کچھ ڈویلپمنٹ ہوئی ہے وہ بتائیں گے۔

جناب سپیکر۔ اگر وزیر قانون نے وعدہ کیا تھا تو اپنی تقریر میں اس کا بھی ذکر کر دیں گے۔ جی جناب وزیر قانون !

وزیر قانون، جناب سپیکر ! جس معاملے میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا ہے اس بارے میں حکومت پنجاب کا لیٹر اسمبلی سیکرٹریٹ میں بھی پہنچا دیا گیا ہے اور پرانے کارڈز جن میں آپ کی مطالبہ کردہ مراعات جو بحال کی گئی ہیں اس بارے میں notification بھی جاری ہو چکا ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں مزید agitate کیے جانے کی ضرورت نہ ہے۔ اس لیٹر کی کاپی میں ریکارڈ کے لیے دوبارہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے حوالے کرتا ہوں۔

(لیٹر کی کاپی سیکرٹری اسمبلی کو دی گئی)

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر ! کیا پھر موجودہ نئے کارڈ surrender کر دیں؟

وزیر قانون، آپ surrender کریں یا نہ کریں لیکن آپ کے پہلے 1994ء والے کارڈز 31 دسمبر 1995ء تک کے لیے بحال کر دیے گئے ہیں۔ اور اس سے آپ باقی ایئر پورٹ کے حصوں میں بھی پہلے کی طرح جا سکتے ہیں۔ اور اس کے بعد جو نئے کارڈز جاری ہوں گے ان میں بھی یہ سہولتیں شامل ہوں گی۔ اس کے لیے بھی بات چل رہی ہے۔

جناب سپیکر ! کل پریشر ہارنز کے بارے میں جناب سپیکر کی observation کے بعد میں نے یہاں ایک یقین دہانی کروائی تھی کہ ہم صوبائی اتھارٹیز کو بھی ہدایات کر دیں گے کہ وہ پریشر ہارنز کے استعمال پر پابندی لگانے کے لیے اور اس کا سدباب کرنے کے لیے کارروائی کریں۔ جناب والا! آج کے روز اس بارے میں سیکرٹری ٹرانسپورٹ، انسپکٹر جنرل آف پولیس، تمام کمشنرز، ڈی آئی جی حضرات، ڈپٹی کمشنرز اور تمام اضلاع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس، ان سب کو اس بارے میں ہدایات

جاری کر دی گئی ہیں اور اس لیٹر ' circular کی کاپی بھی میں اسمبلی کے ریکارڈ کے لیے پیش کرتا ہوں ۔

(circular کی کاپی سیکرٹری اسمبلی کو دی گئی)

جناب سپیکر ! آپ نے امن عامہ کی صورت حال پر بحث سمیٹنے کے لیے مجھے موقع فراہم کیا ہے میں آپ کا شکر گزار ہوں ۔ ایسے لگتا ہے جیسے یہ رسم سی بنتی جا رہی ہے ۔ انتہائی اہم موضوع تھا۔ اسے کاش ! اسمبلی کے اندر اس معاملے اور اس موضوع کی عوام کے ساتھ جو نسبت ہے اس کا احساس کرتے ہوئے دلچسپی ' سنجیدگی کے ساتھ اس موضوع کو take up کیا جاتا ۔ اپوزیشن کے اراکین یقیناً میری بات کو محسوس کریں گے لیکن ان کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتا کہنا پھر بھی چاہتا ہوں کہ اجلاس ریکوزیشن کیا جاتا ہے اور اس میں جب اپوزیشن کے دوست کوئی معاملات مختص کرتے ہیں کہ ان پر بحث ہونی چاہیے تو اپوزیشن کو عوام سے اپنے تعلق کی بنیاد پر اس کی سنجیدگی کا اظہار اپنے عمل سے بھی کرنا چاہیے ۔ چند اراکین نے جو تجاویز پیش کیں ' تقاریر کیں میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں انھوں نے اس میں جو بہتر اور مثبت تجاویز دیں حکومت ان کا نوٹس لے گی ۔ بالخصوص چودھری اقبال صاحب نے جو قابل عمل تجاویز دیں میں ان کا خیر مقدم کرتا ہوں اور حکومت ان کا نوٹس لیتے ہوئے عملاً ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گی ۔ بات یہ ہے کہ اگر کل اپوزیشن کے چھ معزز اراکین بیٹھے تھے تو آج اس میں کچھ اضافہ ہوا ہے اور آج جناب سپیکر ! ان کی تعداد سات ہو گئی ہے ۔

جناب سپیکر ، ماشاء اللہ ۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر ! حکومتی اراکین کی تعداد کو بھی دیکھ لیں ۔

وزیر قانون ، یہ آپ کے بلانے پر آئے ہیں انھیں حکومت کی کارکردگی پر کوئی اختلاف یا اعتراض نہیں ہے ۔ جنھیں اعتراض کرنا تھا ان کی تعداد سات ہے اور جناب سپیکر ! اس سے ان کی سنجیدگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن میں ان کی حاضری اور جو غیر حاضر ہیں ان کی عدم موجودگی کو اپنی حکومت کی کارکردگی کے لیے خراج تحسین تصور کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ پریس بھی کم از کم اس بات کا نوٹس لے گی کہ اپوزیشن کو حکومت سے امن عامہ کے معاملے میں کوئی خاص اعتراضات نہیں ہیں ۔

(حزب اقتدار کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

رانا محمد اقبال خان : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی، رانا صاحب فرمائیے۔

رانا محمد اقبال خان : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کی اس بات سے کہ اپوزیشن مطمئن ہے اختلاف کرتا ہوں۔ اور میں آپ کی وساطت سے غلام عباس صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ بتائیں کہ کیا وہ اس حکومت کی کار کردگی سے مطمئن ہیں؟

وزیر قانون : وکیل کرنے کے لیے کم از کم کوئی معاہدہ، کوئی فیس وغیرہ دی جاتی ہے۔ جناب سپیکر ! جنوری 1995ء سے جون 1995ء تک کے عرصہ کے دوران امن عامہ کی صورت حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے کی نسبت کافی حد تک تسلی بخش رہی ہے بلکہ پہلے سے بہتر ہوئی ہے۔ فرقہ واریت اور دہشت گردی کے معاملات میں پنجاب پولیس نے اپنی پیشہ ورانہ مہارت کے ایسے مظاہرے بھی کیے ہیں کہ جس کے نتیجے میں کچھ معاملات اور cases کو نمٹا کر پنجاب پولیس نے صوبے کے اندر امن عامہ کی صورت حال کو تسلی بخش معیار تک لانے کے لیے عملاً مظاہرہ کیا ہے۔ اور دیگر صوبوں بالخصوص سندھ کی جو صورت حال ہے اور وہاں کی امن عامہ کی جو صورت حال اس کا اثر یقیناً پنجاب پر بھی پڑتا ہے اس لیے کہ یہ بھی اسی پاکستان کا ایک صوبہ ہے۔ جناب سپیکر ! البتہ صوبائی حکومت نے، پی ڈی ایف کی حکومت نے عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے اور امن عامہ کی صورت حال بہتر کرنے کے لیے رسمی بات چیت، بیان بازی اور نعرے بازی کی بجائے عملاً اس کے لیے جامع پالیسی بنائی اور اپنے دانش مندانہ اقدامات کے ذریعے صوبے کے اندر فرقہ واریت کو بڑھنے سے نہ صرف روکا بلکہ اسے عملاً تقریباً کچل کر رکھ دیا گیا ہے۔ اور اس لعنت کے خاتمے کے لیے جہاں حکومتی اقدامات کا دخل ہے وہاں حکومتی پالیسی کی وجہ سے علمائے کرام کا جو تعاون ہے میں اس پر علمائے کرام کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ امن عامہ کی خرابی میں جناب والا ! محض انتظامیہ کے ایک شعبے پولیس کا دخل نہیں ہوتا کہ ان کی کمزوریوں کی وجہ سے امن عامہ کی صورت حال خراب ہو جاتی ہے۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جب سے اس دنیا کی تخلیق ہوئی ہے انسان کی فطرت میں جہاں بناؤ کا عمل شامل ہے، تحقیق کا عمل شامل ہے اور انسان کا ذہن زمین سے لے کر دوسرے سیاروں اور چاند تک کو تسخیر کرنے کے لیے سوچتا رہتا ہے اور تحقیق کے جذبے سے آگے بڑھتا ہوا یہ سب کچھ

تسخیر کرتا جاتا ہے۔ وہاں تخریب کے معاملات بھی انسانی فطرت اور ذہن کے اندر شامل ہیں اور اس کے پیچھے بے شک بے شمار دوسرے معاملات بھی ہوتے ہیں لیکن ان سارے معاملات کی وجہ سے امن عامہ کی صورت حال بگڑتی بھی ہے۔ جناب سپیکر! اگر locally دیکھا جائے تو بے روز گاری' ناخواندگی ایسے اسباب ہیں کہ جن کی وجہ سے امن عامہ کی صورت حال بگڑتی ہے۔ اس کے علاوہ طبقاتی فرق' وسائل کی تقسیم مناسب نہ ہونے کی وجہ سے بھی اور مالی حالات بہتر نہ ہونے کی وجہ سے بھی لوگ جرائم کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ پھر جناب والا! جو عدالتی نظام ہے' فیصلوں میں تاخیر اور انصاف کے حصول میں عوام کو جو رکاوٹیں برداشت کرنا پڑتی ہیں اس کی وجہ سے بھی جرائم میں اضافہ ہوتا ہے اور امن عامہ کی صورت حال خراب ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک میں مجموعی طور پر جمہوری نظام کا تسلسل نہیں رہا اور جمہوری نظام کا تسلسل نہ ہونے کی وجہ سے عوام کی سوچ کے مطابق یہاں پر حالات نہیں بن سکے۔ آج بھی ہم جمہوریت کی اس منزل تک نہیں پہنچ سکے جہاں پر جا کر عوام کو صحیح معنوں میں جلد سے جلد انصاف مل سکتا ہے۔ اس بنیاد پر بھی امن عامہ کی صورت حال ہماری سوچ کے مطابق نہیں ہے۔ خاندانی معاملات' مالی مسائل بھی امن عامہ کے بگاڑ کا ایک حصہ ہیں۔ پھر مادیت پرستی کے اس دور میں جب انسان دولت' زمین اور جائیداد کے لالچ میں اپنے قریبی عزیز کی جائیدادوں پر بھی ہاتھ مارنے سے مادیت پرستی کی وجہ سے دور نہیں رہ سکتا۔اس وقت حکومت کے تمام تر انتظامی حالات اور کنٹرول کے ذرائع بھی وہاں پر ناکام ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ بھی انسان کے ذہن کے اندر ہے۔ اسلامی ملک ہونے کے باوجود شرعی تعلیم و تربیت ہمارے اندر نہ ہونے کے برابر ہے اور جب ہم اپنے شرعی تقاضوں کو پورا نہیں کرتے تو اس صورت میں عوام کے لیے امن و عامہ کی صورت حال بہتر بنانے کے لیے مشکل پیش آتی ہے۔ جب لوگ حکومت کا ساتھ نہیں دیتے اور وہ اپنے چھوٹے چھوٹے مفادات کے لیے ایسے اقدامات کر بیٹھتے ہیں اس کی وجہ سے بھی امن عامہ کی صورت حال خراب ہوتی ہے۔ میں اس وقت سب سے بڑی وجہ یہ سمجھتا ہوں کہ خاندانی منصوبہ بندی نہ ہونے کی وجہ سے آبادی میں انتہائی اضافہ ہونے کی وجہ سے اور وسائل میں اسی لحاظ سے مسلسل کمی ہونے کی وجہ سے اس وقت جرائم میں جو اضافہ نظر آتا ہے یا امن عامہ میں کہیں جو خرابی نظر آتی ہے وہ بھی اس کا ایک سبب ہے۔

جناب والا! جمہوری اور سیاسی حوالے سے جو ماضی کے حالات ہیں ان کا اثر بھی آج سامنے نظر آتا ہے۔ لیکن یہاں میں کہنا چاہوں گا کہ ساری باتوں کے باوجود پی ڈی ایف کی موجودہ حکومت

نے مقدمات کے آزادانہ اندراج کی پالیسی اس لیے شروع کی کہ جہاں کہیں کوئی جرم ہوتا ہے وہ تھانے میں درج ہو اور اس کے بعد اس کو منطقی انجام تک پہنچایا جا سکتا ہے ۔ اس سے قبل اگر جرم ہوتا تھا ڈکیتی ہوتی تھی راہزنی ہوتی تھی اس پر بھی پرچہ درج نہیں ہوتا تھا لیکن آج وہ صورت حال نہیں ہے ۔ اس کی وجہ سے جرائم کے ریکارڈ کے گراف میں شاید اضافہ نظر آئے لیکن عملاً اس کو کنٹرول کرنے کے لیے حکومت نے اقدامات بھی کیے ہیں ۔۔۔۔۔

جناب ارشد عمران سلہری : پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر : وقت میں مزید دس منٹ کا اضافہ کیا جاتا ہے ۔

وزیر قانون : شکریہ' جناب والا! میں کم وقت میں ختم کرنے کی کوشش کروں گا ۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا' میں بھی آپ کی توجہ وقت کی طرف ہی دلانا چاہتا تھا ۔

جناب سپیکر : میں اتنا عقل مند تو نہیں ہوں لیکن آپ کا اشارہ میرے لیے کافی ہے ۔ مہربانی ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! فرقہ واریت کی وجہ سے اگر صوبہ پنجاب کا امن دیکھا جائے تو 1990ء سے لے کر 1994ء تک اس حد تک بگڑ چکا تھا کہ عوام سوچتے تھے کہ اس کی وجہ سے شاید ہمارے گھر بھی محفوظ نہیں رہیں گے ۔ مسجدیں محفوظ نہیں رہیں امام بارگاہیں اور مذہبی مقامات بھی محفوظ نہیں رہے اس لیے شاید ہمارے گھر بھی محفوظ نہیں رہیں گے لیکن آج میں فخر کے ساتھ اس ایوان کے اندر یہ کہہ سکتا ہوں کہ میاں منظور احمد وٹو کی قیادت میں ان کے دانش مندانہ اور جرأت مندانہ اقدامات کی بنیاد پر آج اس معاشرے کے اندر فرقہ واریت کا زہر موجود نہیں ہے اور یہ ختم ہو چکا ہے۔ جناب والا! ہم نے فرقہ واریت کے خاتمے کے ساتھ ساتھ جہاں علمائے کرام کا تعاون حاصل کیا وہاں پر کچھ ایسے اقدامات بھی کیے مثال کے طور آپ دیکھتے تھے کہ جدید اور مہلک اسلحہ کے لائسنسز بلا جواز اور بغیر کسی تفریق کے دیے جا رہے تھے ۔ حکومت نے ایک جامع پالیسی بنائی اور ایسے اسلحہ کے لائسنسز کو بھی کنٹرول کیا اور اب حکومت نے 222 بور اور اس قسم کے جو دوسرے مہلک ہتھیار ہیں ان کے لائسنسوں کا اجرا بھی بند کر دیا ہے اور اسے بھی ممنوعہ بور کے اسلحہ میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ۔ اس کے علاوہ B-11 کا نفاذ کیا گیا ہے ۔ اسلحہ لے کر چلنے اور اس کی نمائش کرنے اور پبلک مقامات پر اسلحہ لے کر جانے پر بھی نہ صرف پابندی لگائی بلکہ عملاً اس پر عمل در آمد ہوا ہے اور آج کوئی شخص محض اپوزیشن کا ہونے کی وجہ سے یا پی ڈی ایف کی حکومت سے اختلاف کرنے کی وجہ سے بے

شک اپنی تقاریر میں یہ کہے کہ حکومت نے 11-B کا نفاذ تو کیا لیکن اس پر عمل نہیں ہوا۔ لیکن آج اس صوبہ پنجاب کا ایک ایک بچہ اپنی زبان سے کہتا ہے اور ہر ذی شعور شخص اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ 11-B کا نفاذ پبلک کے مفاد میں تھا اور اس کے نتائج بھی پبلک کے مفاد میں آئے ہیں۔

جناب والا! لاوڈ سپیکر بظاہر آواز اونچی کرنے کا ایک ذریعہ تھا۔ لیکن اس کے ذریعے فرقہ واریت پھیلتی تھی گلی محلے کوچے میں لڑائی شروع تھی ہر بازار اور ہر ٹاؤن میں لڑائی شروع تھی۔ نہ کوئی بچہ اپنا سبق پڑھ سکتا تھا نہ مریض سکون سے لیٹ سکتا تھا نہ ہسپتالوں میں سکون تھا اور نہ ہی ذہنی سکون تھا۔ اس سارے انتشار کے خاتمے کے لیے لاوڈ سپیکر پر پابندی لگائی گئی اور پابندی لگانے کے بعد عملاً اس کی کار کردگی آج سب کے سامنے ہے کہ اس سے بھی صوبے کے عوام نے فائدہ اٹھایا ہے۔ جناب والا! امن عامہ کی صورت حال بہتر بنانے کے لیے حکومتی پالیسیاں اس انداز میں آئی ہیں کہ آج آپ یونیورسٹیاں اور کالجز دیکھیں تو وہ امن کا گہوارہ ہیں۔ اگر اس سے قبل کی حکومتیں اور ادوار دیکھیں تو آئے دن طلباء کی agitation جاری ہوتی تھی۔ لیبر آئے دن سڑکوں پر ہوتی تھی اور انڈسٹریز چلنا محال تھیں۔ میں اس وقت دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ پورے صوبہ پنجاب میں کسی بھی شہر میں طلبا agitation میں موجود نہیں ہیں۔ لیبر کی بھی کوئی agitation نہیں ہے جو امن عامہ کی صورت حال کے لیے خرابی کا باعث بنے۔

جناب والا! چودھری اقبال صاحب نے مجھ سے ایک figure چاہی تھی۔ میں باقی معاملات پر بات کرنے سے پہلے وہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے اشتہاری مجرمان کی گرفتاری کے بارے میں بات کی۔ یکم جنوری 1994ء کو مفروروں کی تعداد 6466 تھی جبکہ 31 جولائی 1994ء کو 7224 تھی۔ اب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یکم جنوری 1995ء کو تعداد 7754 تھی اس میں 5028 کا اضافہ ہوا۔ میں مجموعی طور پر صوبے کی بتانا چاہتا ہوں اگر یہ بعد میں ضلع کی لینا چاہیں تو میں وہ بھی دینے کو تیار ہوں۔ جناب والا ' ہماری انتظامیہ کی کار کردگی ہے کہ انھوں نے اس میں مجموعی طور 5520 مفروروں کو گرفتار کیا ہے۔ 343 struck out ہوئے ہیں اور اس وقت 6919 تعداد رہ گئی ہے۔ جبکہ اگر اس سے قبل دیکھا جائے مثلاً میں پچھلے سال 1994ء کی مثال دیتا ہوں کہ اس وقت 6466 سے بڑھ کر اس عرصے کے دوران 7244 ہو گئی تھی اس لیے میں کہہ سکتا ہوں کہ اس سال ہماری انتظامی مشینری کی کار کردگی پہلے سے بہتر رہی ہے۔

جناب سپیکر! قتل اور اس قسم کے دوسرے معاملات تو جاری رہیں گے۔ یہ کہنا کہ یہ بالکل

ختم ہو جائیں تو یہ حکومتی بس میں نہیں ہیں کہ ہر شخص کے ذہن میں بٹھا دے کہ آپ نے دوسرے کو قتل نہیں کرنا ۔ البتہ اس سلسلے میں حکومت اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہی ہے ۔ میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر 1994ء میں راہزنی کے واقعات 1084 تھے تو اس دفعہ صرف 857 ہیں یعنی واقعات کے لحاظ سے 227 کم ہیں ۔ 1994 میں نقب زنی کی وارداتیں 2439 ہوئیں اور اس دفعہ صرف 1991 ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی خاصی کم ہیں ۔ اس سے پہلے مویشی چوری کی وارداتیں 3111 تھیں اور وزیر اعلیٰ نے اس معاملے کے بارے میں بھی تمام ضلعی ہیڈ کوارٹرز اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کا دورہ کر کے پولیس کو ہدایات دی تھیں کہ مویشی چوری کو کنٹرول کیا جائے اور اس کو ختم کیا جائے ۔ اب اس سال کے دوران اس کی تعداد صرف 1989 ہے ۔ جناب والا! 1122 واقعات کی کمی ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کی جامع پالیسی اس پر عمل در آمد اور انتظامیہ پر حکومتی گرفت ہونے کا واضح ثبوت ہے ۔

جناب والا! جہاں میں نے ذکر کیا کہ کلاشن کوف کلچر کے خاتمے کے لیے ماوزر ' 222 , 223 بور کے جو مہلک ہتھیار تھے ان کی ریل پیل ختم کرنے کے لیے حکومت نے ان کے لائسنس کنٹرول کرنے کے لیے ان کو ممنوعہ بور میں شامل کیا ہے ۔ یہ اقدامات اس سیاسی دور میں کرنا مشکل ہے ۔ جناب والا! ایسی صورت حال کہ جب political polorization ہو ایسے اقدامات کرنا بڑا مشکل کام ہوتا ہے لیکن حکومت نے دلجمعی کے ساتھ اور عوامی مفادات کو دیکھتے ہوئے ایسے اقدامات کو عملاً نافذ کیا ہے ۔ پھر منشیات کے معاملے کو کنٹرول کرنے کے لیے 20527 ملزمان یکم جنوری سے لے کر اب تک گرفتار کیے گئے ہیں ۔ یہ لوگ پولیس کے خلاف ساری باتیں کرتے ہیں اپوزیشن نے صرف تنقید کرنی ہے میں کہتا ہوں کہ محکمہ پولیس کا عملہ خراب سہی اس میں خرابیاں سہی لیکن ان میں کچھ خوبیاں بھی ہیں ۔ یہ ہمارے ہی عزیز و اقارب ہیں اسی معاشرے کا حصہ ہیں ۔ اسی پنجاب میں انھوں نے جنم لیا ہے اسی مٹی سے انھوں نے جنم لیا ہے ۔ انھوں نے اسی معاشرے میں تربیت حاصل کی ہے ۔ ان کے اداروں میں تربیت کے ایسے مواقع بھی فراہم نہیں کیے گئے ۔ آج بھی ان کے پاس جدید اسلحہ نہیں ہے ۔ ان کے پاس transportation کی سہولتیں نہیں ہیں ۔ بعض جگہوں پر تھانے کیمپس کی شکل میں لگے ہوئے ہیں ۔ عرصہ دراز سے ان سے بھی تو کہیں نہ کہیں ناانصافی ہوتی آئی ہے لیکن اس کے باوجود اگر پولیس والوں سے کہیں کوئی خرابیاں ہوتی ہیں تو یہ بھی تو دیکھیں کہ ہمارے تحفظ کے لیے یہ جانیں بھی دیتے ہیں ۔ جناب والا ' میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا اور میں ان

جوانوں کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور اس پولیس کے عملے کو اس لحاظ سے ضرور خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے امن عامہ کی صورت حال بحال کرنے کے لیے جہاں انھوں نے ڈکیتی کو قابو کرنا چاہا جہاں جرائم پیشہ افراد کو ختم کرنے کی کوششیں کیں تو وہاں پر انھوں نے اپنی جانیں بھی پیش کیں ۔ جناب سپیکر! 1995ء میں 138 مقدمات کے سلسلے میں پولیس کے دس اہلکار شہید ہوئے۔ ۲۷ زخمی ہوئے جب کہ ۱۰ کے مقابلے میں انھوں نے ۹۴ جرائم پیشہ مجرموں کو ہلاک کیا۔ اور اس کے بعد جناب سپیکر ۱۹۹۴ء میں انہی پولیس کے ۱۷ ملازمین نے اپنی جانیں اسی صوبے پنجاب کے عوام کے تحفظ کے لیے اور امن عامہ کی صورت حال بہتر بنانے کے لیے جام شہادت نوش کیا۔ میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کے اس لہو کے بدلے جناب سپیکر میں محکمہ پولیس کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ انفرادی طور پر خامیاں اپنی جگہ سہی ۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر اب ہماری حکومت نے بھرتی کی پالیسی کو میرٹ پر کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور محکمہ پولیس میں اس پر عمل درآمد بھی ہوا ہے ۔ اور تمام اضلاع میں جو بھرتی ہوئی ہے اپوزیشن کے لوگوں کو بھی یہ تسلیم کرنا چاہیے ۔

جناب سپیکر : جناب وزیر قانون آپ کتنا وقت اور لینا چاہیں گے ؟

وزیر قانون : جناب والا! بس دو منٹ .. میں اپنی تقریر ختم کرنے لگا ہوں ۔

جناب سپیکر : وقت میں دو منٹ کی توسیع کی جاتی ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے logistic improvement کے لیے تاکہ ذرائع نقل و عمل ، مواصلات اور بلڈنگ کی صورت حال کو بھی محکمہ پولیس میں بہتر بنایا جا سکے ۔ اس کے لیے اور وائرلیس سیٹ اور ٹرانسپورٹ اور مراکز کی جو عمارات ہیں اس کے لیے ایک جامع پالیسی بنائی ہے ۔ اس کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایات کی روشنی میں جناب سپیکر ۱۵ کروڑ روپے اس مد میں مختص کیے گئے ہیں ۔ جناب سپیکر اس سے قبل پولیس کی ٹریننگ کی طرف کبھی خصوصی توجہ نہیں دی گئی تھی پنجاب حکومت نے ٹریننگ سکول اور سنٹرز کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے ایک مرحلہ وار پروگرام طے کیا اور اس کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے سہالہ کالج کا اس سال خود دورہ کیا تھا اور میں خود بھی جناب سپیکر اس دورے میں ان کے ساتھ تھا اور وہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے پولیس اہلکاران کی تربیت اور کالج اور تربیتی مرکز کو بہتر بنانے کے لیے ایک کروڑ روپے کی

صورت حال جس انداز میں بہتر بنائی گئی ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ مستقبل میں مزید بہتر ہو گی کیونکہ حکومتی کارکردگی عوام کے مفاد میں ہے اور یہ کارکردگی پہلے سے بہتر ہے پولیس کے علاوہ دیگر محکمہ جات میں بھی جس طریقہ سے حکومتی پالیسیوں کا ساتھ دیا ہے اور انتظامی معاملات کو منزل تک پہنچانے کے لیے اور حکومت کی خواہشات کے مطابق جس طریقے سے انہوں نے احسن طریقے سے کام کیا ہے میں اس پر ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپوزیشن کے اراکین اور ان کی آراء کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ مہربانی ۔

جناب سپیکر ، آپ کا بھی شکریہ ۔

In exercise of the powers conferred on me under Clause 3 of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Haneef Ramay**, *Speaker*, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred by clause (3) of Article 54 read with Articl 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Haneef Ramay**, *Speaker*, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon th Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 4th September, 1995 a 4.00 p. m., in the Assembly Chambers, Lahore.

Lahore

24th August, 1995.

MUHAMMAD HANEEF RAMAY
Speaker
PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تئیسواں اجلاس)

پیر 4۔ ستمبر 1995ء

(دو شنبہ 7۔ ربیع الثانی 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں ساڑھے چار بجے شام منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلرَّحْمٰنُ ۝١ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝٢ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝٣ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝٤
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝٥ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝٦ وَالسَّمَآءَ
رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝٧ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِيْزَانِ ۝٨ وَاَقِيْمُوا
الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝٩ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا
لِلْاَنَامِ ۝١٠ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝١١ وَالْحَبُّ
ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝١٢ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٣

سورہ الرحمٰن آیات 1 تا 13

(اللہ جو) نہایت مہربان' اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی' اسی نے انسان کو پیدا کیا' اسی نے اس کو بولنا سکھایا' سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں' اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں؛ اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی' کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو' اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو' اور اسی نے خلقت کے لیے زمین بچھائی' اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں' اور اناج جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول' تو (اے گروہ جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

وما علینا الا البلاغ ۝

چیئرمینوں کا پینل

چودھری محمد اسماعیل : جناب سپیکر! چودھری بدرالدین صاحب کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر : پہلے پینل آف چیئرمین کا اعلان ہو گا۔۔۔ سیکرٹری صاحب پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی : قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم درج ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل دی ہے:

1۔ میاں محمد افضل حیات، ایم پی اے
2۔ جناب غلام عباس، ایم پی اے
3۔ سید محمد عارف حسین بخاری، ایم پی اے
4۔ جناب محمود اختر گھمن، ایم پی اے

چودھری محمد اسماعیل : جناب بدرالدین چودھری کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ جس کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر : دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ آب پاشی و قوت برقی)

جناب سپیکر : اب میں اعلان کر دوں کہ سوالات کا وقفہ شروع ہوتا ہے۔ اور محکمہ آبپاشی و قوت برقی سے متعلق سوالات اعادہ ہے۔ پہلے یہ سوالات آئے تھے۔ اس دن وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے۔ پھر شریف ڈوگر صاحب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جوابات دینے کی کوشش کی لیکن غیر تسلی بخش جوابات کی وجہ سے ملتوی کر دیے گئے تھے۔ آج دوبارہ محکمہ آبپاشی و قوت برقی کے سوالات ہیں۔ عارف صاحب آپ فرمائیے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، محترم' پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ جو کہ ایک سرکاری ادارہ ہے اور پنجاب میں درسی کتابوں کی اشاعت کا واحد اجارہ دار ہے۔ اس کی پانچویں جماعت کی اسلامیات کی کتاب میرے سامنے ہے۔ جس میں کلمہ شہادت میں قطع برید کر کے شائع کیا گیا ہے بلکہ کلمہ شہادت کا اہم ترین جزو توحید کی شہادت یعنی وحدہ لاشریک لہ کے مبارک الفاظ اس میں حذف کر دیے گئے ہیں۔ جناب والا! ایسا کر کے نا صرف معصوم ذہنوں کو کنفیوز کیا گیا ہے بلکہ دینی شعائر کے ساتھ غیر سنجیدہ اور افسوس ناک رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ براہ کرم آپ اس کا نوٹس لیں۔ اور مناسب ہوگا کہ کپڑے پر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی چھاپے جانے کے بارے میں جس کمیٹی نے کام کیا ہے اس کمیٹی کے یا کسی اور کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اور یہ کتاب میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون کی خدمت میں پیش کر دیں اور ان سے میں مشورہ کرتا ہوں۔ آپ نے جس کمیٹی کا ذکر کیا ہے۔ وزیر قانون بھی اس پر غور کر لیں کہ یہ معاملہ تعلیم کے محکمہ سے چیک کرنا چاہیں گے۔ اس کے بعد اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ آپ اپنی سفارشات اس بارے میں دے دیجیے---- جناب ہاشی خان صاحب!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے فلور دیا۔ میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ جس سے اس ہاؤس کا بڑا تعلق ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے وقار میں ہم سب کا وقار ہے۔ ہمارے ڈپٹی سپیکر منظور احمد موہل صاحب گزشتہ بیس پچیس دنوں سے روزانہ صبح کچھ اور بیان دیتے ہیں اور شام کو کچھ اور بیان دیتے ہیں۔ کیا اس حرکت کے بعد وہ اس کرسی پر بیٹھنے کے اہل ہیں۔ کیونکہ یہ پورے ہاؤس کے تقدس کا مسئلہ ہے۔ ان کو اپنے بیانات اس تواتر کے ساتھ تبدیل نہیں کرنے چاہییں۔

جناب سپیکر، وہ ڈپٹی سپیکر ہی نہیں سیاست دان بھی ہیں۔ ان کی مرضی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب!

جناب انعام اللہ خان نیازی، شکریہ' جناب سپیکر! کیا آپ یہ فرمائیں گے کہ اسمبلی کا وقت چار بجے کا دیا ہوا تھا۔ اور آدھا گھنٹہ گھنٹیاں بجنے کے بعد بھی میرے خیال میں آپ کے چیمبر میں گھنٹی کی آواز نہیں گئی۔ کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اسمبلی کا اجلاس چار بجے شروع کرنے کے بجائے آپ پورے

پینتیس منٹ لیٹ ہال میں پہنچے ہیں۔

جناب سپیکر ، سوالات کا مسئلہ ایسا تھا ۔ محکمہ آبپاشی کے سوالات میرے کہنے پر اس مرتبہ لائے گئے تھے۔ لیکن وزیر آبپاشی اس مرتبہ بھی موجود نہیں تھے ۔ اس کے بعد کوشش کی گئی کہ ان کے پارلیمانی سیکرٹری کی تلاش کی جائے ۔ وہ جو پچھلی دفعہ جواب نہیں دے پاتے تھے آپ مطمئن نہیں ہو پاتے تھے ۔ انھوں نے کہا شاید اس دفعہ بھی میں ان کو مطمئن نہ کر سکوں ۔ پھر اس کے بعد یہ کرہ فال جناب محترم افضل سندھو صاحب پر آیا کہ وہ اس کے جوابات دیں گے ۔ پھر اس کے بعد میں نے انھیں بتایا کہ اس کی باقاعدہ نوٹیفکیشن ہوتی ہے ۔ جب آپ جواب دینے کے لیے اٹھیں گے تو نیازی صاحب نے پھر سوال کر دینا ہے کہ کیا آپ کی نوٹیفکیشن ہو گئی ہے ۔ تو مہربانی کر کے اس کی نوٹیفکیشن حاصل کر لیں۔ تو اسی طرح کے چکر میں کچھ تاخیر ہو گئی ۔

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر ' اگر پارلیمانی سیکریٹری اتنے نا اہل ہیں تو ان سے عہدہ تو واپس لیں۔

جناب سپیکر : ایس اے حمید صاحب !

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے گارڈین بھی ہیں اور اس ناطے سے پورے صوبے کے محافظ بھی۔ آپ نے کشمیر میں بھارتی ظلم و ستم کے خلاف اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کو ایک مراسلہ بھجوایا۔ جس میں ایک ماہ کی تنخواہ کے بارے میں آپ نے ان سے کہا۔یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم نے آپ کو اس لیے رقم نہیں بھجوائی کہ جیالے اپنی روایتی لوٹ مار میں اس میں بھی حصہ ڈالتے۔

جناب سپیکر : مجھے آپ کا یہ فقرہ سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے ۔

جناب ایس اے حمید ، آ جائے گا جناب سپیکر ! آپ نے کشمیر کے بارے میں بہترین جذبات کا اظہار کیا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کشمیر ہماری شہ رگ ہے ۔ اور پورے پاکستان کی سالمیت اور استحکام کی بنیاد ہے ۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ آپ بھی پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے سپیکر ہیں۔ ** * **

***(بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)

جناب سپیکر : میں سپیکر قومی اسمبلی کے بارے میں ایسے الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید : **

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔قومی اسمبلی کے سپیکر صاحب کے بارے میں جتنے الفاظ ایس اے حمید صاحب نے کہے ہیں وہ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) انھوں نے اس کی تردید کی ہے ۔ وہ ایک معزز رکن ہیں اور قومی اسمبلی کے سپیکر ہیں ۔ اور یہ وہی سپیکر ہیں کہ جنھیں آپ نے اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے اونچا مقام دیا ہوا تھا۔ آپ انھیں پوجا کرتے تھے ۔ اور ہمیشہ ان کے شانے پہ رکھ کر ایک بندوق میرے خلاف داغا کرتے تھے ۔ اپنے الفاظ کا اور کچھ پرانے جذبات کا احساس کیا کیجیے۔(قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ کھوسہ صاحب اس اسمبلی کے سینئر ممبر ہیں۔ان کی بات سننی چاہیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! ایس اے حمید صاحب نے ایک قرارداد آپ کے چیمبر میں بھیجی ہے۔ اس کا جو حشر کریں گے وہ تو ہو گا لیکن جو الفاظ انھوں نے یہاں سپیکر قومی اسمبلی کے بارے میں کہے جو کہ ان کی تقریر سے متعلقہ تھے ۔ ان الفاظ کو جب آپ ریکارڈ سے حذف کر رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایک حقیقت کو مٹا رہے ہیں۔

جناب سپیکر : انھوں نے اس کی تردید کی ہے اور وہ ایک ذمہ دار سپیکر ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیں ۔ اس کے بعد آپ اپنی رولنگ دے دیجیے گا۔ اپنا دفاع وہ خود کریں ۔ آپ ان کا دفاع کیسے کر رہے ہیں۔ جب انھوں نے ایک حرکت اور ایک عمل کیا ۔ اس کو عالمی پریس نے اٹھایا ہے ۔ اس کے بعد ان کی بڑی لنگڑی سی تردید آئی ہے کہ میں نے اس لیے تقریر نہیں بھیجی تھی ۔ میں نے فلاں مقصد کے لیے تقریر بھیجی تھی ۔ تو یہ دفاع وہ خود کریں۔ آپ ان کا دفاع کیسے کر سکتے ہیں۔ آپ براہ مہربانی اس کو ریکارڈ کا حصہ رہنے دیں۔ پریس اس کو quote کرے گی ۔ اور وہ اپنا جواب دیں گے ۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ جس اسمبلی کے وہ سپیکر ہیں ۔ اللہ کے فضل و کرم سے وہ قائم دائم ہے۔ وہاں آپ کے دوست بھی موجود ہیں۔ جہاں وہ جواب دینے کے لیے موجود ہیں ۔ وہاں یہ پیش کی جائے تا کہ وہ جواب بھی دے سکیں۔ جس جگہ وہ موجود نہیں اس جگہ اس کو پیش کرنا

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

مناسب نہیں۔ ان کی تردید آئی ہے اور اس تردید کی دونوں ٹانگیں سلامت ہیں۔ وہ لنگڑی نہیں ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ کا کہنا بالکل بجا ہے کہ وہ فورم موجود ہے ۔ کیا آپ ہمیں پاکستانی ہونے کی حیثیت سے deny کر سکتے ہیں ۔ ہم بھی پاکستانی ہیں اور وہ وہاں پاکستان کی نمائندگی کر رہے تھے ۔ اور ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ اگر پاکستان کا نام کسی طرح سے بدنام ہو تو ہم اس پہ احتجاج کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں! اگر وہ facts ہوں تو ۔ اگر facts نہیں ہیں ۔ اگر وہ حقیقت نہیں ہیں اور اس کی انھوں نے تردید کی ہے تو پھر ان کی تردید کے بعد میں یہ الفاظ حذف کرنے میں حق بجانب ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ انھیں تردید کرنے دیں۔ آپ ہمارے ان الفاظ کو حذف نہ کریں۔

جناب سپیکر، جی نہیں میں نے حذف کر دیے ہیں۔۔۔چودھری احمد یار گوندل!

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب! آپ فرمائیے کیونکہ آپ کی باری ہے ۔

میاں عبدالستار، جناب والا! کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں جناب میں آپ سے ناراض کیسے ہو سکتا ہوں ۔ آپ تو میرے محلے دار ہیں ۔ آپ سے ناراض ہو کر میں نے محلے سے نکلنا ہے ۔ آپ تشریف رکھیں آپ کی باری بھی آ جاتی ہے ۔ جی وصی ظفر صاحب! آپ فرمائیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میں پہلے متعدد بار یہ نکتہ جناب کے سامنے پیش کر چکا ہوں ۔ آپ یہ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ بلا وجہ کے اجلاس زیب نہیں دیتے ' یہ پارلیمانی روایات کے بھی خلاف ہیں ' آئین کے بھی خلاف ہیں ' قانون کے بھی خلاف ہیں ۔ اس پر ڈھا کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کا فیصلہ بھی آ گیا ہوا ہے ۔ ادھر بھی اسی طرح اجلاس ریکوزیشن ہوتے تھے اور انھوں نے کہا کہ no ۔ یہ انھوں نے کوئی requirement کو explain کیا ہے ۔ اسی طرح کی کلاز ادھر بھی ہے کہ اس طرح بار

بار اجلاس نہیں طلب کیے جا سکتے ۔ جناب والا ! آپ پھر اس پر غور فرمائیں ۔ تقریباً جتنی جگہوں پر بھی ریکوزیشن ہے ' جس جس ملک میں ایسا ہے وہ میں لے کر آیا ہوں اس کے آرٹیکلز ہیں ' ان کی parallel provisions ہیں----

جناب سپیکر ، محترم وصی ظفر صاحب ! میری بات سنیے۔ آپ کا point مجھے یاد ہے ۔ آپ کا point میں دہراتا ہوں۔ آپ کا point یہ ہے کہ اگر اپوزیشن ریکوزیشن دیتی ہے تو اس کا کوئی جواز ہونا چاہیے اور ریکوزیشن دیتی ہے ' اجلاس آتا ہے تو پھر اس میں اس کی کوئی دلچسپی ہونی چاہیے ۔ گزشتہ دو اجلاسوں میں آپ نے اس کا مظاہرہ کیا اور آخر میں چھ چھ ' پانچ پانچ ممبران بھی رہ جاتے تھے ۔ یہ point اپنی جگہ پر موجود ہے ۔ میں آپ کو موقع دوں گا ہم یہاں ہاؤس کا پورا وقت نہیں لیتے ۔ میں آپ کو اپنے چیمبر میں بلا رہا ہوں اس اجلاس کے بعد آپ کی بات سنوں گا اور اس کے بعد اس پر غور کر کے اس کا فیصلہ کریں گے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! اجلاس تو پہلے بھی ہو گیا ہے اور یہ اجلاس illegal ہے ۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ جواز ہونا چاہیے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ required requisition جو ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ... a thing which is required جس کی ضرورت ہو ۔ یعنی کہا جائے کہ 70 دن ہیں اور 70 دن پورے نہیں ہو رہے ' کوئی ایسی قانون سازی جو کہ ضروری ہو وہ نہیں ہو رہی ۔ اس بارے میں قومی اسمبلی کی جو debates ہیں وہ تین ممبران کی ہیں اور ان میں چوذھری ظہور الٰہی صاحب بھی شامل ہیں ۔ اس پر بھی انھوں نے کہا ہے کہ اگر انڈیا attack کر دے یعنی اس type کی چیز جو ہے یا اتنا زیادہ کچھ ہو جائے تو پھر اس کلاز کو استعمال ہونا چاہیے ۔ ان تقریروں کا متن بھی یہی ہے ' قانون سازی کی sense بھی یہی ہے ۔ آئین میں judgements بھی موجود ہیں ' بات بھی اس میں clear ہے ' لفظ بھی اس میں clear ہیں ۔ جبکہ ادھر یہ ہے کہ جی ہم نے ساتویں دفعہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنی ہے ۔ this is no way یہ کوئی پارلیمانی روایات نہیں ہیں ' یہ کوئی چیز نہیں ہے کہ ہر چوتھے دن کہا جائے کہ ہماری بات نہیں مانی گئی ۔ ہم نے چار دن کے تھے آپ نے دو دن کے ہیں لہٰذا یہ لیں ریکوزیشن because we have the strength میرا point یہ ہے کہ strength کے زور پر اجلاس طلب نہیں کیا جا سکتا کہ صرف چونکہ ہمارے پاس وہ strength موجود ہے جو آئین میں دی ہوئی ہے لہٰذا ہم ریکوزیشن دیتے ہیں ۔ ریکوزیشن کا مطلب سمجھنا چاہیے کہ What is

requisition?

جناب سپیکر ، وصی ظفر صاحب ! میں آپ کو موقع دوں گا میں آپ کو سنوں گا۔ میں اس وقت فیصلہ نہیں کر رہا۔ اس وقت میں اس کو pending کرتا ہوں ----

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! یہ تو بڑے عرصے سے pending چلا آ رہا ہے اور پھر یہ اجلاس تو غیر قانونی ہے ۔

جناب سپیکر ، مجھے علم ہے کہ یہ کافی عرصے سے pending ہے ۔ آپ کو موقع دیا جائے گا میں آپ کو جلدی بلا رہا ہوں آپ کی پوری بات سن کر پھر اس پر فیصلہ کریں گے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب نے پچھلی دفعہ بھی ایڈووکیٹ جنرل صاحب کو وقت دیا تھا لیکن وہ نہیں آئے تھے ۔

جناب سپیکر ، میں اس دفعہ انھیں پابند کر دوں گا ۔ آپ تشریف رکھیے ۔ جناب چودھری احمد یار گوندل صاحب۔ لیکن اس سے پہلے میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر ! آپ بطور سپیکر اس ایوان کے ' یہاں کے ممبران کے حقوق کے custodian ہیں۔ پچھلے دنوں جانسن مائیکل جو کہ حکومت پنجاب کے مشیر ہیں ------

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، وصی ظفر صاحب ! میاں عبدالستار صاحب پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہی یہی ہے کہ میاں صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ، یہ میرا کام ہے ۔ میں اس پر فیصلہ کروں گا ۔

میاں عبدالستار ، جناب والا! اس پر تحریک استحقاق آچکی ہے اس لیے میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں عرض کرتا ہوں کہ میں اس معاملے کو proper stage پر agitate کرنا چاہتا تھا ۔ میں نے اس بارے میں تحریک استحقاق move کی ہے----

جناب سپیکر ، شاہ صاحب ! ابھی تھوڑی دیر میں تحریک استحقاق کا وقت آئے گا تو اس وقت اس پر بات کرلیں گے ۔ آپ کیوں وقفۂ سوالات کا وقت ضائع کر رہے ہیں ۔ پہلے ہی بیس منٹ ہو چکے ہیں ۔

آپ تشریف رکھیے۔ جی چودھری احمد یار گوندل صاحب۔

چودھری احمد یار گوندل۔ سوال نمبر 530۔

مائنرز کی پختگی

*530۔ چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
ضلع منڈی بہاؤالدین کی حدود میں نہر جہلم سسٹم میں سال 1992-1993ء میں کتنے مائنرز پکے کیے گئے اور سال 1993-1994ء میں کتنے پکے کرنے کا پروگرام ہے۔ ان مائنرز کے نام کیا ہیں۔ نیز جو مائنرز پکے کیے جاتے ہیں انھیں مکمل طور پر پکا نہ کرنے کی وجہ کیا ہیں؟

جناب سپیکر، جی، جناب افضل سندھو صاحب!

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! کیا افضل سندھو صاحب کا اس بارے میں notification ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب (سیکرٹری اسمبلی) کیا notification آ گیا ہے؟ ---سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ notification ہو گیا ہے اور پہنچ رہا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، نہیں نہیں جناب والا! پہلے آپ notification دکھائیں پھر افضل سندھو صاحب جواب دیں۔

وزیر صنعت (جناب محمد افضل سندھو)، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ محترم نیازی صاحب ہمیشہ بڑی پر مغز بات کرتے ہیں۔ مجھے سپیکر اسمبلی نے یہ اطلاع دی تھی کہ انھیں یہ اطلاع مل گئی ہے کہ یہ notification ہو گیا ہے لہذا سیکرٹری صاحب کی اس اطلاع کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ یہ جوابات جو مہیا ہیں ہم قطعی طور پر کسی کو نیچا دکھانے کی بجائے اپنے سارے پنجاب کے منصوبوں کی افادیت کے حوالے سے اگر لیں تو یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ notification بھی ہو گیا ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب!

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! اگر افضل سندھو صاحب نے جواب پڑھ کر ہی ہمیں سنانے ہیں تو پھر میری گزارش یہ ہے کہ شاید میں ان سے زیادہ خوب صورت الفاظ میں یہ جواب پڑھ

لوں۔ سوال کرنے کی اصل روح یہ ہے کہ اس جواب کے بعد جو ضمنی سوال اٹھیں گے کیا افضل سندھو صاحب اس پوزیشن میں ہیں کہ ان کے جواب دے سکیں؟

جناب سپیکر ، انھیں جواب تو دینے دیں۔

(اس مرحلے پر notification کی کاپی پہنچ گئی اور جناب سپیکر نے لہرا کر دکھائی)

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر ! ابھی کچھ دیر بعد آپ ایک اور کاغذ لہرائیں گے کہ جناب یہ اسمبلی ختم ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی کرمانی صاحب فرمایئے۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، جناب والا ! میری گزارش یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ پورا جواب پڑھ دیں اگر جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے تو اس ایوان کا وقت بچ جائے گا۔ یہ انتہائی اہم سوالات ہیں اگر آپ اجازت دیں تو اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے تاکہ ہم اپنے ضمنی سوالات پوچھ سکیں۔

جناب سپیکر ، بہت اچھی بات ہے اگر وزیر صاحب مانتے ہیں تو۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا ! یہ تو آپ نے فیصلہ کرنا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر ! سید سجاد حیدر کرمانی صاحب کی اس بات کو میں نے پسند کیا ہے۔ ماسوائے اس بات کے کہ یہ 12 minors جن کا ذکر اس جواب میں ہے میں ان کے نام نہیں پڑھتا۔ یہ تقریباً سب کے سب شروع ہو چکے ہیں ان کے شروع ہونے میں اگر کسی قسم کی تاخیر تھی تو ان minors کی دو perennial Canals ہیں ایک بھلوال اور دوسری چیلیانوالا۔ ان perennial Canals کی repair ہو رہی تھی جن میں سے ایک کی repair ہو گئی ہے اور اس میں پانی چالو ہو گیا ہے۔ دوسری کی repair اگلے سال ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ اگر کرمانی صاحب کسی قسم کا سوال پسند کریں تو میں اس کے لیے حاضر ہوں۔

مالی سال 93-1992 ، میں اپر جہلم سسٹم کے کل بارہ مائنروں کو پکا کیا گیا ان کے نام درج

ذیل ہیں۔

1۔ واسو مائنر از برجی 3000 تا 15500

2۔ دھنی مائنر از برجی 17000 تا 23500

3۔ کوٹ اسلام ڈسٹری از برجی صفر تا 8480

4۔ میانہ گوندل مائنر از برجی صفر تا 14280

5۔ ساندہ مائنر از برجی صفر تا 6200

6۔ اکی مائنر از برجی 51400 تا 58915

7۔ رکنو مائنر از برجی 4500 تا 64352

8۔ چیلانوالہ مائنر از برجی 9700 تا 105308

9۔ آلا مائنر از برجی صفر تا 9500

10۔ موجیاں والا مائنر از برجی 3300 تا 11480

11۔ مٹیار سب مائنر از برجی 5623 تا 30450

12۔ انہال سنگھ والا مائنر از برجی 28000 تا 30450

مالی سال 94-1993ء کے دوران ایک نہر بھلوال ڈسٹی بیوٹری از برجی 120,000 تا 132,090 کو پکا کرنے کا پروگرام ہے۔

جن مائنر کی ٹیل پر کسی قسم کی فنی خرابی کی بناء پر پانی نہ پہنچ پائے تو بعد از تحقیق اس بات کا پتہ لگایا جاتا ہے کہ مائنر کے کون سے حصے کو پختہ کرنا چاہیے تاکہ پانی ٹیل تک پہنچ جائے اور متعلقہ حصے کو پختہ کر دیا جاتا ہے جبکہ مائنر کے باقی حصے کو فنڈز کی کمی کے باعث پختہ نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احمد یار گوندل : جناب سپیکر ! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ 93-1992ء میں جو minors پکے کیے گئے ہیں ان کی کل لمبائی کتنی تھی اور ان پر خرچ کیا آیا تھا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر ! چودھری صاحب کی خدمت میں میں عرض کروں گا کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے علاقہ کو۔۔۔ کون سا سوال آپ نے کیا ہے؟ آپ نے لمبائی والا سوال کیا ہے نا؟

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے بہت ہی معمولی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ افضل سندھو صاحب بڑے سینئر وزیر ہیں انھیں براہ کرم ہدایت فرمائیں کہ وہ آپ سے مخاطب ہوا کریں ہاؤس میں direct کسی ممبر سے مخاطب نہ ہوا کریں۔

جناب سپیکر، جی بہت اچھا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میرے معزز دوست 'میرے بڑے بھائی نے توجہ نہیں فرمائی میں نے چودھری صاحب کو آپ کے حوالے سے مخاطب کیا تھا۔ میں نے انھیں direct مخاطب نہیں کیا تھا۔ گزارش یہ ہے کہ ان نہروں کی کل لمبائی 56355 کلو میٹر ہے اور یہ گجرات اریگیشن ڈویژن کے زیر انتظام ہیں۔ ضلع گجرات کی نہر اپرجہلم اور اس کی ذیلی شاخیں سیراب کرتی ہیں۔ نہر اپر جہلم برجی 225 تا 440 اس کی لمبائی 42 کلو میٹر ہے......

حاجی محمد افضل چن، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی حاجی افضل چن صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! وزیر موصوف جو بیان پڑھ رہے ہیں وہ تو احمد یار صاحب کا دوسرا سوال ہے جس میں انھوں نے گجرات کی نہروں کی لمبائی پوچھی ہے۔ لیکن انھوں نے جو ٹیلوں کے متعلق ضمنی سوال پوچھا ہے اس کا جواب دیا جائے۔ (قہقہے)

چودھری احمد یار گوندل، جناب والا! میں نے عرض کیا تھا کہ....

جناب سپیکر، جی؟

چودھری احمد یار گوندل، جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ چونکہ سوال میرا ہے اس لیے میری طرف بھی خیال رکھنا۔ میں نے یہ سوال کیا ہے کہ جو مائنرز پکے کیے گئے ہیں یا ان کا جتنا حصہ پکا کیا گیا ہے ان کی لمبائی کتنی ہے اور اس پر خرچ کتنا آیا ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے لمبائی بتائی ہے۔

چودھری احمد یار گوندل ، پتا نہیں وزیر موصوف تو کہاں چلے گئے ہیں ۔ میرے خیال میں وہ آخری سوال پر چلے گئے ہیں لیکن میں تو ابھی پہلے سوال پر کھڑا ہوں ۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں ان کا سوال سمجھ نہیں سکا اگر مجھے بتا دیں تو ؟

جناب سپیکر ، مسئلہ یہ ہے کہ کچھ ایسی ہی اتفاق کی بات ہے کہ جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہ زیادہ تر وزیرموصوف کی سمجھ میں نہیں آ رہا ۔ ہاؤس کو مہربانی سے ذرا خاموشی اختیار کرنی چاہیے تا کہ ہمارے چودھری احمد یار گوندل صاحب کا کیا ہوا سوال وزیر صاحب تک صحیح سلامت پہنچ جائے ۔ بیچ میں شور نہیں ہونا چاہیے ۔ جی گوندل صاحب

چودھری احمد یار گوندل، جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ 93-1992ء میں کل مائنرز کا کتنا حصہ پختہ کیا گیا ہے اور اس پر کل کتنی رقم خرچ آئی ہے ؟ اگر آپ سمجھ جائیں تو پھر تو بات ٹھیک ہے ۔ اگر آپ بھی نہیں سمجھیں گے تو پھر وزیر صاحب کیسے سمجھیں گے ۔

جناب سپیکر ، 93-1992ء میں کتنا پکا کیا گیا ہے اور اس پر کتنی رقم خرچ آئی ہے ؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی : جناب سپیکر! 94-1993ء کے دوران۔۔۔

جناب سپیکر ، نہیں 93-1992ء (قہقہے)۔۔۔موقع دیجیے ناں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میرے پاس 93-1992ء کا ریکارڈ نہیں ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ یہ وقت دے دیں next time ان کا جواب دے دیا جائے گا ۔

جناب سپیکر ، گوندل صاحب آپ کو 94-1993ء کا کام نہیں دے سکتا ؟

چودھری احمد یار گوندل ، اس میں جو آپ نے لکھ کر مجھے دیا ہے اگر doubling کی ہے تو آپ نے کی ہے ۔ میرے پاس تو 93-1992ء لکھا ہے ۔ سوال بھی یہی تھا اور جواب بھی یہی آیا ہے اگر وہ 94-1993ء کی طرف جانا چاہتے ہیں تو وہ جائیں کہ میں یہ جواب نہیں دے سکتا ۔

جناب سپیکر ، وہ فرما رہے ہیں کہ ان کے پاس 93-1992ء کی figures نہیں ہیں ۔ 94-1993ء کی figures ہیں وہ دے سکتے ہیں ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر ، جی فرمائیے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ' یہ بوٹی مافیا کیا کر رہا ہے ؟ جناب یہ دیکھیں کہ آفیسرز گیلری سے خط و کتابت ہو رہی ہے اور آپ کے کارندے خط و کتابت پہنچا رہے ہیں ۔ براہ مہربانی بوٹی مافیا کو کہیں کہ ذرا آرام سے بیٹھیں ۔ اگر اب انھوں نے کوئی خط و کتابت کی تو بڑی زیادتی کی بات ہو گی ۔

جناب سپیکر ، نہیں وہ زیادتی نہیں کرتے آپ تشریف رکھیں ۔ جی وزیر صنعت

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! جیسے میں عرض کر رہا تھا کہ 93-1992ء کا ----

رانا محمد اقبال خان ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر ، رانا صاحب ذرا سا موقع دیں ۔ ایک منٹ اس کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! میں انہی کے متعلقہ بات کرنا چاہتا تھا ۔

جناب سپیکر ، فرمائیے ۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب والا! ان کی صحت تو پہلے بھی خراب تھی اور آج ماشاء اللہ آپ نے ان کو محکمہ بھی ایسا ہی دے دیا اور اب آپ ان کی حالت کیا سمجھ رہے ہیں کہ کس طرح وہ بول رہے ہیں ----

جناب سپیکر ، نہیں مجھے تو ان کی صحت بڑی اچھی لگ رہی ہے ۔

رانا محمد اقبال خان ، نہیں ۔ ان کی صحت آپ کو اچھی لگ رہی ہے لیکن حقیقت میں ان کی صحت اچھی نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ، نہیں نہیں

رانا محمد اقبال خان ، آپ کو چاہیے تھا کہ کسی ہٹے کٹے وزیر کو یہ محکمہ دیتے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، طارق بشیر چیمہ کو دے دیتے ۔

جناب سپیکر ، نہیں ۔ رانا اقبال صاحب اللہ کے فضل و کرم سے جس طرح کے جثے کے آپ مالک ہیں تقریباً اس طرح کا جثہ ہمارے چودھری افضل سندھو صاحب کا ہے ۔ آپ کو تو بالکل اس جثے پر اعتراض

نہیں کرنا چاہیے ورنہ آپ تو کبھی وزیر نہیں بن سکیں گے۔ (قہقہے)

رانا محمد اقبال خان، اللہ کے فضل و کرم سے میں تندرست ہوں۔

جناب سپیکر، اس طرح تو صرف چیمہ صاحب یا نیازی صاحب وزیر بنا کریں گے۔ تو اس لیے اس جُثے کے لوگوں کی بھی قدر کیجیے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں رانا صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھیں میری صحت کے متعلق فکر مندی ہے۔ میرا ان سے بھی بڑا تعلق ہے ان کے والد صاحب سے بھی تعلق تھا۔ میں ان کا بہت شکر گزار ہوں۔ لیکن میں نے گزارش کی ہے کہ 1993-94ء میں نہر بھلوال ڈسٹری بیوٹری کو پکا کرنے کا پروگرام ہے۔ جن مائنرز کی tail پر کسی وجہ سے پانی نہیں پہنچ سکا۔ جیسا کہ میں نے پہلے آپ کی وساطت سے عرض کیا ہے اس کی وجوہات صرف یہی تھیں کہ ان کی Perennial canals کی مرمت ہو رہی تھی جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس آنے والے سال میں ہو جائے گی۔ میں آپ کی وساطت سے چودھری صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے علاقے کا یہ مسئلہ ایک سال کے اندر اندر حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب والا! کیا ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر، کبھی آپ کو ان کی سمجھ نہیں آتی اور کبھی آپ کی ان کو سمجھ نہیں آتی۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب والا! آپ درمیان میں اسی لیے بیٹھے ہیں نا۔ میں نے آپ کو عرض کیا تھا کہ آپ سمجھا دیں۔ آپ کو سمجھ آ گئی ہے تو آپ مجھے بھی سمجھا دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، اس کو کہتے ہیں لکھے موسیٰ پڑھے خدا۔ جی آپ اگلا سوال کریں۔

رانا محمد اقبال خان، زبان یار من ترکی و من ترکی نمے دانم

جناب سپیکر، جی چودھری احمد یار گوندل صاحب!

چودھری احمد یار گوندل، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ آپ کے دفتر کے ریکارڈ میں اور میرے سوال کے جواب میں آیا ہے کہ 1992-93ء میں کل کتنی لمبائی کو پکا کیا گیا تھا اور اس پر کل کتنا خرچ آیا؟ یہ تو صاف سا سوال ہے۔ یا تو وہ سوال کریں اور میں جواب دوں گا۔

جناب سپیکر ، نہیں ۔ ان کے پاس 1992-93ء کی figures نہیں ہیں۔

چودھری احمد یار گوندل ، تو میں کہاں سے لا کر دوں؟

جناب سپیکر ، آپ جواب دے دیں۔

چودھری احمد یار گوندل ، میں نے تو سوال پوچھا ہے تو پھر اس کا جواب بھی میں ہی دوں گا ۔ میں نے تو 1992-93ء کا پوچھا ہے ۔ تو کیا سوال بھی میرا اور جواب بھی میں دوں گا ۔ میں کہاں سے لوں گا ۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ آپ کی انتظامیہ آپ کی کوئی بات نہیں سن رہی آج پھر وہی بات ۔ یہ بات 21 تاریخ کو ہوئی تھی آج 4 تاریخ ہے وہی جواب پھر اسی حالت میں ۔ تو پھر آپ مجھے یہ کہیں کہ آپ سوال کر ہی نہیں سکتے پھر تو مسئلہ حل ہو جائے گا ورنہ یہ آپ پڑھ لیں اگر آپ کے پاس ایجنڈا نہیں ہے تو آپ مجھ سے کاپی لے لیں ۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ چودھری صاحب ایک دو دن میں میرے پاس تشریف لے آئیں گے۔ تو اس کے جو تفصیلی اخراجات ہیں میں وہ ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا یا پھر اس کو آئندہ کے لیے رکھ دیں ۔ آئندہ میں اس کا جواب دے دوں گا ۔

جناب سپیکر ، بہت اچھا ۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا' مجھے بتا دیں نا کہ کیا فیصلہ ہوا ہے ۔

جناب سپیکر ، کہتے ہیں کہ آپ میرے پاس تشریف لے آئیے ۔

چودھری احمد یار گوندل ، تو کیا آج سے ہاؤس ختم ہے ؟

جناب سپیکر ، نہیں نہیں ۔

چودھری احمد یار گوندل ، تو پھر میں نے تو ہاؤس میں سوال کیا ہے ۔ جواب تو دفتر والے دیں گے۔ کیا ان کے پاس محکمہ کا کوئی سیکرٹری نہیں ہے ۔ کوئی چیف انجینئر نہیں؟ یا ہم نے ہی آپس میں فیصلہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر ، نہیں ۔ وہ اس وقت سیکرٹری کو اور چیف انجینئر کو بلالیں گے اور آپ کی تسلی کرا دیں گے

چودھری احمد یار گوندل ، پھر تو ربانی صاحب بھی کہیں گے کہ میرے پاس آ جائیں تو میں کن کن کے پاس جاوں گا ۔جب بھی میرا سوال آیا ہے یہی جواب ملا ہے کہ چیمبر میں تشریف لائیں ۔ مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی کہ چیمبر میں ہوتا کیا ہے ؟

جناب سپیکر ، چائے پلائی جاتی ہے ۔

چودھری احمد یار گوندل ، صرف چائے ۔

جناب سپیکر ، جی۔

چودھری احمد یار گوندل ، تو کیا آپ چائے پر گزارہ کر رہے ہیں جو ان کی ہر بات مانتے ہیں ۔ کیا صرف چائے پر گزارہ کرتے ہیں ۔ مجھے چائے پر ٹال رہے ہیں ۔

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہ نواز چیمہ)، مبر میں چائے بھی پلائی جاتی ہے اور ممبر کی عزت بھی کی جاتی ہے

چودھری احمد یار گوندل ،جناب والا اب آپ کوئی مناسب فیصلہ کریں کہ آپ نے اس سوال کو مؤخر کیا ہے یا ختم کر دیا ہے؟

جناب سپیکر ، گوندل صاحب آپ بھی ذرا نرم ہاتھ رکھیں ۔ آپ کی خاطر یہ سوال دوبارہ پیش ہوا ہے اور آپ کی خاطر ایک وزیر صاحب نے تیاری کی ہے ۔ اب اگر کوئی ایک figure ان کے پاس موجود نہیں ہے تو آپ کوئی اور سوال کرلیں اور بات کو آگے بڑھائیں ۔ آپ نے اب سوئی وہیں پر اٹکا دی ہے ۔

چودھری احمد یار گوندل ، جناب والا! مجھ سے پھر خاص طور پر شکایت ہوتی ہے کہ آواز سنائی نہیں دے رہی اور اگر سنائی دیتی ہے تو پھر یہ کہتے ہیں کہ آپ کا ہاتھ چلتا ہے ۔ میں نے اپنے منہ سے کوئی غلط لفظ نہیں نکالا ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا اتفاق ایسا ہے کہ آب پاشی کا محکمہ میرے پاس بھی رہا ہے ۔ جب بھی معزز اراکین اسمبلی کی طرف سے سوالات آتے ہیں وزیر متعلقہ کا فرض ہوتا ہے کہ اپنے محکمے کے سیکرٹری' ایڈیشنل سیکرٹری' ڈپٹی سیکرٹری اور چیف انجینئر کو اپنے ساتھ بٹھا کر اصل سوال کا جواب تیار کیا جائے اور متوقع ضمنی سوال بھی اس میٹنگ میں پوچھے جاتے

ہیں اور ان کا جواب بھی قبل از وقت تیار کر لیا جاتا ہے ۔ اس وقت یہ محکمہ سندھو صاحب کے سپرد کیا گیا ہے اور ان کو صحیح جوابات معلوم نہیں ہیں لہٰذا یہ آپ سے معذرت کرلیں اور اس سوال کو پھر التواء میں ڈال دیں ۔ ہمارے معزز رکن بار بار سوال پوچھ رہے ہیں اور وہ ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں اس طرح سے دس بارہ منٹ ایک سوال پر ضائع ہو گئے ہیں ۔

جناب سپیکر ، میری رائے ذرا مختلف ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایک سوال کے بعد وہ اگلا ضمنی سوال پوچھ لیں۔ اگر ایک سوال کا جواب تسلی بخش نہیں ہو سکا تو ہو سکتا ہے کہ اگلے سارے سوالوں کے جواب تسلی بخش دے دیے جائیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! میں آپ کی اس تجویز کو مانتے ہوئے آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ بجائے ہمارے رکن اسمبلی کو وزیر موصوف اپنے چیمبر میں بلائیں وہ یہاں پر یہ پیشکش کر دیں کہ یہ سوال ہاؤس کی ٹیبل پر پہنچا دیا جائے گا ۔ اس طرح ہمیں اس سوال کا جواب مل جائے گا۔

جناب سپیکر ، درست ہے ۔

وزیر بلدیات (سید ناظم حسین شاہ)، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر گزارش یہ ہے کہ فاضل رکن جناب کھوسہ صاحب خود بھی وزیر آب پاشی رہ چکے ہیں ۔ اس وقت جو ضمنی سوال کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اس کے لیے ایک علیحدہ سوال کی ضرورت ہے کیونکہ ہم اندازے پر بات نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ ۱۲ مائنر بنے ہوئے ہیں 'یہ ضروری تو نہیں ہے کہ ۱۲ مائنروں کے متعلق بتائیں کہ اس برجی سے اس برجی تک کتنا خرچا ہوا ہے؟ اس لیے میری فاضل رکن سے یہی گزارش ہے کہ وہ اس کے لیے علیحدہ سوال کریں پھر وزیر موصوف اس کا جواب دے دیں گے ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ نے ایک بات کی ' وزیر موصوف نے چونکہ خود یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ وہ اس سوال کا جواب ملتوی بھی کر سکتے ہیں ۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آپ بعد میں اس سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ سکتے ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا میں نے اس سلسلے میں دو تجاویز پیش کی تھیں ۔ میں نے

ایک تو یہ عرض کیا تھا کہ آپ کی وساطت سے چودھری صاحب کو پرسوں مکمل تفصیل دے دوں گا۔ دوسری تجویز میں نے یہ پیش کی تھی کہ اس سوال کو اس وقت defer کر دیں اور آئندہ اس کا کسی وقت تفصیلی جواب دے دیا جائے گا۔ میں نے تو دونوں گزارشات کی ہیں۔

جناب سپیکر، آئندہ اس کا جواب باقاعدہ سوال کی شکل میں دے دیں گے یا ہاؤس میں ٹیبل کریں گے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! آپ جیسے مناسب سمجھیں۔ میں اپنے اوپر یہ ذمہ داری لیتا ہوں کہ میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، بات ہے یہ کہ اس محکمے کی باری اب تین چار مہینے کے بعد آئے گی۔ اگر انہیں جلدی جواب چاہیے تو آپ اس سے پہلے انہیں جواب دے سکتے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اس سے پہلے جواب دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، بہت اچھی بات ہے۔ آپ کی اس سے تسلی ہو گئی ہے؟ اگلا سوال۔

سید سجاد حیدر کرمانی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ سے رولنگ چاہوں گا۔ محترم وزیر بلدیات نے اسی سوال کے متعلق کہا ہے کہ اس کے لیے نیا سوال پوچھا جائے۔ جناب سپیکر! یہ آپ کا استحقاق ہے کہ آپ اس بات کا فیصلہ کریں کہ میرے فاضل دوست کا جو ضمنی سوال ہے وہ اصل سوال سے متعلقہ نہیں ہے؟ اگر ہر ضمنی سوال پر یہ مطالبہ کیا جانے لگے کہ اس کے لیے fresh notice دیں تو پھر بات کہاں ختم ہوگی؟ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہ متعلقہ ضمنی سوال ہے اور وزیر موصوف کو جواب دیتے ہوئے pre-empt کرنا پڑتا ہے کہ اس سوال کے متوقع ضمنی سوالات کیا ہو سکتے ہیں؟ میں آپ سے اس سلسلے میں رولنگ چاہوں گا کہ میرے فاضل دوست کا یہ سوال اسی ضمن میں تھا کہ کہ مائنر کی ٹوٹل لمبائی کتنی ہے اور اس پر اخراجات کیا آئے ہیں؟ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ relevant سوال ہے یا irrelevant سوال ہے؟ کیا یہ related سوال ہے یا نہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! آپ کی رولنگ سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ کرمانی صاحب بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اس سوال کا بہت جلدی جواب دے

دیا جائے گا یا پھر میرے پاس تشریف لے آئیں میں انہیں ساری تفصیل بتا دوں گا۔ کرمانی صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ متعلقہ سوال ہے تو میں نے یہ باتیں عرض کی ہیں ؟

جناب سپیکر ، درست بات ہے ۔ اب دو باتیں آ گئیں ۔ آپ اسے متعلقہ سوال قرار دیتے ہیں اور آپ نے اس کا جواب دینا مناسب سمجھا وزیر بلدیات کا یہ کہنا ہے کہ یہ متعلقہ سوال نہیں ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب متعلقہ وزیر نے اسے متعلقہ سوال سمجھا ہے تو از راہ کرم وزیر بلدیات بھی اس سے agree کریں اور انہیں اس کا جواب دینے دیں ۔ چلیے آگے چلتے ہیں ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! یہ آب پاشی کا محکمہ انتہا بد قسمت ہے کہ اس کے وزیر صاحب دل کے عارضہ میں مبتلا اس وقت ہزاروں میل دور قوم کے خرچ پر اپنا بائی پاس کروا رہے ہیں ۔ اسی محکمے کے جواب کے لیے آپ کو جو وزیروں کی فوج میں سے شریف ترین وزیر نظر آیا وہ بھی پچھلے دنوں اسلام آباد کی کسی تقریب میں ایک موقع پر ہم نے پڑھا کہ انہیں دل کی تکلیف ہو گئی اور فوری طور پر افضل سندھو صاحب کو ہسپتال میں داخل کیا گیا ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے امان میں رکھے ۔ پھر اسی محکمے کے بارے میں اپنے طور پر جناب سید ناظم حسین شاہ کھڑے ہوئے اور وہ بھی ابھی دل کا بائی پاس کروا کر آئے ہیں----

جناب سپیکر ، آپ بھی اس پر زیادہ بحث نہ کیجیے ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جی کیا فرمایا آپ نے ؟

جناب سپیکر ، آپ بھی آب پاشی کے مسئلے پر زیادہ باتیں نہ کیجیے ۔ (قہقہے) ورنہ آپ کی باری بھی آ جائے گی ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! ہمارے دل گردے بڑے ہیں ۔ یہ ان کے دل ہیں جو اب مرجھا چکے ہیں۔ جناب والا! میں اس پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے سنجیدہ سی بات کروں گا کہ ایک اصول ہے کہ وزیر صاحب کی غیر موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دینے ہوتے ہیں ۔ جناب والا! پارلیمانی سیکرٹریوں پر اس قوم کا کتنا پیسہ ماہوار خرچ ہوتا ہے یہ آپ ذرا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں ۔ نیلی بتی والی گاڑیاں، لاکھوں روپے کے ٹیلیفون کے بل ان کی تنخواہ اور ان کا عملہ ، جس طرح آپ نے

فرمایا کہ چار چار پانچ پانچ ماہ کے بعد ایک محکمے کے سوالات کی باری آتی ہے اور اس دن بھی وہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرتے۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حکومت کی کارکردگی کیا ہے؟ اگر صرف سوال کا جواب ہی دینا ہے اور اس کے مسائل حل نہیں کرنے تو پھر خدا کے واسطے ان تمام وزیر اور پارلیمانی سیکرٹریوں کی فوج کو ختم فرمائیں ۔ یہ مہنگائی بھی خود بخود ختم ہو جائے گی کیونکہ کروڑوں روپے ان پر خرچ ہو رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر بلدیات ، جناب والا! میرے فاضل دوست خاکوانی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے چھ چیزیں اپنے پاس رکھی ہیں ۔ زندگی موت ' عزت بےعزتی ہے 'روزی ہے اور دعا کا مستجاب ہونا ہے ۔ اس میں صحت بھی شامل ہے ۔ میرے قابل قدر بھائی جناب خاکوانی صاحب کو اس چیز پر تکبر نہیں کرنا چاہیے ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، لاحول ولاقوة الا باللہ۔ جناب والا! میں نے یہ نہیں کہا۔

وزیر بلدیات ، جناب والا انہوں نے سندھو صاحب پر بھی بات کی اور لغاری صاحب کے متعلق بھی کہا کہ یہ قوم کے خرچ پر علاج کروانے گئے ہیں ۔ جناب والا! جب ایک ممبر کا استحقاق ہے ' اگر اس ہاؤس کا کوئی معزز رکن بھی بیمار ہو.........

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا رانا نورالحسن جو اسی ہاؤس کے رکن ہیں انہوں نے تو کراچی میں بائی پاس کروایا ہے ۔

وزیر بلدیات ، جناب والا! میں نے ان کی بات سنی ہے ۔ اگر یہ اونچا بولیں گے تو ان کی آواز کے برابر میری بھی آواز ہے۔ جناب والا! ان سے کہیں کہ جب کوئی ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر ہو تو وہ اس طرح خاموشی سے بات سنیں جیسے میں نے ان کی بات سنی ہے ۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ انہوں نے مقصود لغاری صاحب کے متعلق بھی کہا ہے ۔ ہم سب ان کے لیے دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے اور میں معزز رکن کی poor اطلاعات کو درست کرنا چاہتا ہوں انہوں نے میرے متعلق بھی کہا ہے کہ میں بائی پاس کروا کر آیا ہوں میں جناب والا یہ بٹن کھول لیتا ہوں----

جناب سپیکر ، نہ نہ۔

وزیر بلدیات، اگر ان کو نظر نہیں آتا تو نزدیک سے آ کر دیکھ لیں

جناب سپیکر، نہ نہ نہ ۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات، ٹھیک ہے یہ angio plasty ہوئی ہے۔ تو جناب والا! ان کو اس چیز پر تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ اور ہم تو دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بقیہ زندگی میں ان کو صحت عطا فرمائے اور کہیں ان کو یہ suffer نہ کرنا پڑے۔

جناب سپیکر، جی ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ دعا کرنی چاہئے۔ جناب گوندل صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہوں گا۔ کہ کیا privileges صرف حکومتی ارکان کے لیے ہیں۔ جناب والا! میرے ساتھ ملتان کے شریف ترین ایم پی اے ہیں آپ بھی جانتے ہیں رانا نورالحسن صاحب یہاں پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ انہوں نے حکومت کو درخواست کی کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ کی چار شریانیں بند ہوچکی ہیں اور کسی بھی وقت آپ کو خدانخواستہ attack ہوسکتا ہے۔ لیکن ان کے لیے منظوری نہیں ہوئی۔ انہیں کہا گیا کہ اس ملک میں ہوسکتا ہے۔ کل کراچی کے ایک ہسپتال میں ان کا بائی پاس ہوا ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو فرما رہے تھے ۔

جناب سپیکر، کامیاب ہوا ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جی ہاں کامیاب ہوا ہے۔

جناب سپیکر، تو پھر ڈاکٹر سچ کہتے تھے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، لیکن جناب والا! وہ جو سینہ کھول کر ہمیں دکھانا چاہ رہے تھے یہ تو جناب والا! ہمیں سرکاری اطلاع ملی تھی۔ کہ آپ جب یہاں سے فارن ایکسچینج لے کر جا رہے تھے تو یہی فرما کر جا رہے تھے کہ میں نے بائی پاس کروانا ہے۔ تو شکر ہوا کہ انہوں نے آپ کا سینہ نہیں کھولا پتہ نہیں اندر کیا کیا نظر آتا۔

جناب سپیکر، گوندل صاحب۔

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں پہلے گوندل صاحب کی باری ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد افضل چن، سر میں یہ بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ذرا رک نہیں سکتا؟ گوندل صاحب آپ فرمائیے۔

چودھری احمد یار گوندل، میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ مجھے بھی دو دفعہ اٹیک ہوا ہے۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں ' آپ کے سرکاری ہسپتالوں سے ہوکر آیا ہوں۔اگرکسی کو دل کی تکلیف ہے تو وہ گھر بیٹھے ادھر دل کی تکلیف لے کر آنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ یہاں تو جواب دینے پڑیں گے۔ اب آپ فرمائیں کہ میرے سوال نمبر ۵۴۰ کا کیا فیصلہ کیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، انہوں نے میرے ساتھی کے بارے میں فکرمندی کا اظہار کیا ہے۔ میں آپ دوستوں کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نہ دل کا عارضہ کبھی جوانی میں ہوا اور نہ اب ہوا ہے اور میرا دل توانا ہے اورصحت مند ہے ' صاف ہے اور شفاف ہے۔ البتہ دوتین دن سے مجھے high fever رہا ہے اور وہ کسی مہربان نے اخبارات میں یہ چھپوا دیا کہ مجھے دل کا دورہ پڑا ہے۔ اس کے لیے تردید بھی میں نے اسی اخبار میں دوسرے دن دے دی تھی۔ میں نے اپنے دوستوں کو پریشان ہونے سے بچانے کے لیے یہ تردید دی تھی۔ بہرحال میں تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں۔ میں گوندل صاحب کی بات کی زبردست تائید کرتا ہوں۔ کہ جس کسی کو دل کا عارضہ ہو وہ گھر میں بیٹھے اور آرام کرے۔ وہ اسمبلی میں آنے کی زحمت گوارا نہ کرے ' اتنے جو اخراجات ہوتے ہیں ان کو بلاوجہ ضائع نہ کرے۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پہلا جو سوال کیا تھا جو میں نے دونوں options دی ہیں ان کی اس سے تسلی ہو گئی ہے اور ہم اب اس کے بعد آگے بڑھیں۔

جناب سپیکر، وہ ابھی تک سمجھ ہی نہیں پائے کہ آپ نے پہلا حصہ تو انہیں بلانے کا کہا تھا وہ انکار کر گئے۔ اب جو آپ نے دوسرا جواب دیا کہ آپ چند دن کے اندر اندر ان کا جواب دے دیں گے تووہ کس طریقے سے دیں گے ذرا انہیں بتائیے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، وہ جو بھی طریقہ پسند کریں گے اگلے اجلاس میں جو پہلے دن وقفہ سوالات ہوگا اسی دن اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، جناب گوندل صاحب آپ کو یہ قبول ہے؟

چودھری احمد یار گوندل: میں تو جناب ویسے ہی مطمئن ہوں۔ کارروائی ہونے کے بعد ہی پتہ چلتا ہے کہ کیا کہا ہے۔ ویسے تو موقع پر میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن جب یہ بار بار فرماتے ہیں کہ رہنے دیں' رہنے دیں تو پھر میں اور کیا کرسکتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب آپ یہ کرسکتے ہیں کہ آپ دوسرا ضمنی سوال کرسکتے ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب والا!۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

سید محمد عارف حسین بخاری: نہایت ہی اہم سوال آگے آرہے ہیں۔ اور ایک سوال پر ہی سارا وقت ضائع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ اپنے دوستوں سے کہیں۔

چودھری احمد یار گوندل: میری تو باری نہیں آرہی کوئی ادھر سے اٹھتا ہے کوئی ادھر سے ۔میں تو یہ کرسکتا ہوں کہ ایک گھنٹے کے لیے ہاؤس سے باہر چلا جاتا ہوں سوال جواب ختم ہو گئے تو واپس آجاؤں گا۔ مجھے تو آپ بولنے کا وقت بھی نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: اللہ رحم کرے ۔جی فرمائیے۔

چودھری احمد یار گوندل: جناب والا! آپ ذرا مہربانی کرکے پوائنٹ آف آرڈر کو بریک رکھیئے ۔جو لکھا ہے کہ بھلوال ۔ جو فرما رہے ہیں کہ ۹۳-۱۹۹۲ء اس میں بھلو وال ہے بھلوال نہیں ہے۔ ازراہ کرم یہ بتاسکیں گے کہ ۹۳-۱۹۹۲ء میں اس پر کتنا خرچ آیا؟

جناب سپیکر: جی جناب وزیر صاحب۔ افضل سندھو صاحب۔ آپ سوال سمجھ گئے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! میں ان کا سوال پہلے بھی سمجھ گیا تھا اب بھی سمجھ گیا ہوں۔ میں نے انہیں عرض کیا ہے کہ سال ۹۳-۱۹۹۲ کے دوران ایک نہر بھلوال ڈسٹری بیوٹری کو ۱۲ ہزار سے اتنے تک پکا کرنے کا پروگرام ہے۔ جن مائنرز کی لیل پر فنی خرابی تھی' وہ میں نے آپ کو عرض کر دیا ہے ۔ گزارش یہ ہے کہ جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے میرے پاس ان کا جواب نہیں ہے۔

چودھری احمد یار گوندل: جناب میں مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں۔اگر جواب ۹۳-۱۹۹۲ کا نہیں اور

۹۳-۱۹۹۲ء کا بھی نہیں تو میں آگے ۹۵-۱۹۹۴ء پر آجاتا ہوں۔ ایک ایک سال جاتا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ۹۵-۱۹۹۴ء بھی گزر گیا۔ کیا اس میں کوئی مائنر پکا کیا گیا ہے اگر کیا گیا ہے تو کون سا کیا گیا ہے؟ میں تو ایک ایک سال پر جا رہا ہوں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! گوندل صاحب بار بار ایک ہی نوعیت کے سوالات کیے جا رہے ہیں اور اس سلسلے میں میرے پاس جو جواب ہے وہ جیسے کہ رہے ہیں میرے پاس اس کا ایک ہی جواب ہے کہ آپ اس سوال کو defer کردیں۔ اور میں آپ کو ان کا تفصیلی جواب دے دوں گا۔ تاکہ آپ کو بھی فائدہ پہنچ سکے۔

جناب سپیکر، آپ اس پورے سوال کو defer فرمادیں۔ جی چن صاحب۔

حاجی محمد افضل چن، جناب والا! میں اس کے متعلق یہ گزارش کرنا چاہوں گا۔ کہ یہ جو احمد یار گوندل صاحب کا سوال ہے اس کے ساتھ ملتے جلتے میرے دو سوالات ہیں۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہ سوالات کا ایک گھنٹہ ہی ہمارا کل اثاثہ ہوتا ہے۔ میرے یہ بھائی سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ صرف پوائنٹ آف آرڈروں میں ہی پورے کا پورا گھنٹہ گزار دیا ہے۔ سر میری گزارش یہ ہے کہ وہاں پر ساڑھے تین کروڑ روپے کا گھپلا ہو رہا ہے جن ٹیلوں کا یہ ذکر ہو رہا ہے۔ برائے مہربانی میں گزارش کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ میرے دونوں سوالات نمبر ۱۸۰۷ اور ۱۸۰۸ بھی متعلقہ ہیں۔ جناب وہاں پر یہی ٹیلیں ہیں اور ان پر ساڑھے تین کروڑ روپے کا خرچ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی وساطت سے' جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس ملک کو اپنا سمجھتے ہوئے ساڑھے تین کروڑ روپیہ تو کیا یہاں پچاس لاکھ بھی خرچ نہیں کیا گیا تو جناب والا! ایک کمیٹی بنائی جائے جو یہ ساری چھان بین کرے کہ کتنا روپیہ خرچ ہوا حالانکہ یہ جوابات جو دیے گئے ہیں یہ سارے غلط ہیں۔ کیونکہ یہ نو ٹیلیں میرے حلقے کی ٹیلیں ہیں میں ان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ ان کو نہ مکمل کیا گیا ہے نہ ٹیلوں پر پانی ہے حالانکہ میرا بےچارہ کاشتکار ڈبل ہرجانہ دے رہا ہے۔ پانچ سال سے یہ ٹیلیں خشک پڑی ہیں۔ تو جناب والا! یہ دونوں سوالات چونکہ ابھی ٹائم صرف دس منٹ رہتا ہے تو میرے سوالات جناب نہایت اہمیت کے حامل ہیں تو ان کو شامل کیا جائے۔ جناب ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو یہ چھان بین کرے کہ جناب ایک تو احمد یار صاحب کے بھی اس میں سوال آ جاتے ہیں۔ تو میں جناب سمجھتا ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔ سر یہ ایک کمیٹی بنائی جائے کہ جو ساڑھے تین کروڑ روپیہ غیر ملکی قرضہ ہمارے اپنے گھر میں بھی پیسہ نہیں تھا۔ ساڑھے تین

کروڑ روپیہ یہ الوں تلوں میں کھا گئے ہیں اس کی جناب کمیٹی بنائی جائے جو چھان بین کرے کہ یہ پیسہ کہاں گیا۔

جناب سپیکر، چن صاحب بات یہ ہے کہ آپ کے سوالات ان سوالات میں موجود ہیں۔

حاجی محمد افضل چن، جی ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں' تو ان کی باری آجائے گی۔

حاجی محمد افضل چن، سر اس کے ساتھ collected ہیں سر ان کی باری تو جناب قیامت تک نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر، اللہ رحم کرے۔

حاجی محمد افضل چن، جناب یہی تیلیں ہیں ان کے نام پڑھ لیں اور یہی تیلیں میرے سوالوں میں ہیں۔

جناب سپیکر، جی' بہرحال یہ تو منسٹر صاحب بتائیں گے کہ ان کی کیا پوزیشن ہے بہتر یہی ہے کہ جلدی جلدی وہاں تک پہنچ جائیں۔

حاجی محمد افضل چن، جناب پوزیشن کلیئر ہے اور آپ کو بھی معلوم ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں' جی فرمائیے۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر' انتہائی اہم محکمہ ہے۔ اور اس محکمے کے وزیر صاحب بھی نہیں ہیں۔ کھوسہ صاحب نے جس طرح آپ کو فرمایا کہ ان سوالات کو اگر pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، پہلے بھی pending کیا دوبارہ یہ آئے ہیں۔

رانا محمد اقبال خان، سر' منسٹر صاحب سے جواب نہیں دیا جائے گا' ان کے متعلقہ یہ سوالات نہیں ہیں۔ **

جناب سپیکر، یہ جو محاورہ ہے اسے ذرا حذف کر دیجئے۔جی' فرمائیے میاں صاحب۔

میاں فضل حق، جناب والا! پچھلے سیشن کے دوران انہی منسٹر کے متعلق یہ questions آئے تھے اور اس وقت ان کو پتا تھا کہ وہ بائی پاس کے لئے یا جس چیز کے لئے بھی گئے ہوئے ہیں

***(بحکم جناب سپیکر سے حذف کر دیا گیا)

اور اس کو کتنا وقت لگے گا کہ وہاں سے وہ صحت یاب ہو کے ان شاء اللہ واپس آئیں گے تو وہ جواب دے سکیں گے۔ انھیں اس وقت معلوم تھا اور منسٹری کو بھی پتا تھا کہ کتنی دیر لگے گی تو جتنا وقت درکار تھا وہ ان کو ملا۔ اس ضمن میں کسی منسٹر کی بھی ڈیوٹی لگائی جاتی کہ وہ اس پر تیاری کر کے پھر یہاں آتے۔ اب دیکھنے کا کہ آپ نے کہا ہم آدھا گھنٹہ اس وجہ سے لیٹ ہو گئے کہ جواب دینے کے لیے منسٹر کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا تھا۔ تو سر! وہ کیسے نوٹیفکیشن کے لئے بھی انتظار کر رہے ہیں یا جوابات ہیں نہیں؛ پورا ایک گھنٹہ صرف اسی بحث میں الجھے رہے ہیں۔ تو آئندہ بھی جناب اگر آپ یہ کریں گے تو اگر ان میں کوئی منسٹر آنے میں لیٹ ہے تو کسی ایسے منسٹر کی ڈیوٹی لگائی جائے جو اس کے جوابات صحیح دے سکیں۔

جناب سپیکر، میں ایک بات کر لوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو مسئلہ میاں فضل حق صاحب نے اٹھایا ہے اپنی جگہ درست ہے۔ ان سوالات کے جواب دینے' ان کے جوابات کی تیاری کے لئے یقیناً کم ازکم دو ہفتے کا درمیانی وقفہ ملا تھا لیکن ہوتا یہ ہے کہ بعض اوقات اپنی شرافت میں محترم افضل سندھو جیسے بھلے وزیر یہ ذمہ داری قبول کر لیتے ہیں کہ آخری لمحے آدھا گھنٹہ پہلے انہیں حکم مل جاتا ہے کہ جی' آپ یہ جواب دے دیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کے ساتھ بھی نا انصافی ہوتی ہے' اس لئے کہ اس کی صحیح تیاری تبھی ہوسکتی ہے اگر وہ پورا وقفہ اس کے لئے استعمال کیا جائے۔ ہرسوال کے اتنے اہم ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔ ایک ایک سوال کے ضمنی سوالات کی تیاری کے لئے بعض اوقات پورا پورا دن لگ جاتا ہے۔ تو میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ محکمے کی غیر ذمہ داری ہے۔ اگر وزیر موصوف تشریف نہیں لا رہے تھے اور ان کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے تیار نہیں تھے تو فوری طور پر اس کی ذمہ داری کسی ایسے دوست کو دی جاتی جسے بھرپور تیاری کروائی جاتی اور یہ افضل سندھو صاحب کی ہمت ہے' بہادری ہے کہ انہوں نے offer کیا کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ ابھی وہ جواب دینے کے لئے ایک طرح سے آمادہ ہیں۔ لیکن ایک ہی سوال پر ہم آ کے اٹک گئے۔ اب اس میں مسئلہ ایک پیش آ گیا ہے کہ جناب چن صاحب نے اپنے سوالوں کے بارے میں ایک درخواست کی ہے کہ ان کی تحقیق ہونی چاہیے۔ ویسے تو باقی حضرات کے بھی جو سوال ہیں وہ بھی کہیں گے کہ وہ بھی بہت اہم ہیں لیکن چونکہ انہوں نے ایک point of order اٹھا دیا ہے' اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کے سوالوں کے بارے تحقیق کو آبپاشی کی کمیٹی کے سپرد کیا جاسکتا ہے۔ آپ اس کے بارے میں کیا

رائے دیتے ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، چن صاحب نے جو فرمایا ہے ابھی ان کے سوالات تک ہم پہنچے تو نہیں ہیں لیکن جو تجویز انہوں نے پیش کی ہے وہ یقینی طور پہ اس ہاؤس کی کار کردگی کے لئے بہتر ہے لہذا مجھے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہ ہے۔

جناب سپیکر، میں حاجی افضل چن صاحب کے سوالات irrigation committee کے سپرد کرتا ہوں ایک مہینے کے اندر رپورٹ ان پہ آجائے۔جی عارف صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب میں نے پچھلے اجلاس میں بھی عرض کیا تھا کہ ایک تو میرے ضلع کا ایک زرخیز ترین علاقہ۔

جناب سپیکر، وہ سوالات ان میں ہیں؟

سید محمد عارف حسین بخاری، جی ان میں ہیں۔ دو سوال میرے ہیں اس کے نمبر ہیں' 1377 اور 1408۔ براہ کرم وہ بھی اس کمیٹی کے سپرد کر دیے جائیں۔ وہ ایک تو میرے ضلع کا قابل ترین زرخیز ترین علاقہ جھیل کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اور سونا اگلتی زمین میں اس وقت آپ جا کر ملاحظہ فرما سکتے ہیں پانی کھڑا ہے۔ ہمیں اس کے نکاس کا کوئی نہ کوئی انتظام کرنا ہو گا۔ دوسرا دریائے چناب نے میرے حلقے میں اپنا رخ تبدیل کیا تھا میں نے قبل از وقت یہ سوال دے کر ان سے کہا کہ یہ کھاؤ ہو گا وہاں ٹیم گئی'انہوں نے موقع پر رپورٹ بنائی۔ اس کا ذکر ہے' لیکن اس سیلاب میں ایک گاؤں صفحۂ ہستی سے مٹ گیا ہے۔ جناب والا ایک گاؤں برج بھیاں صفحہ ہستی سے مٹ گیا ہے۔ باقی کھاؤ کی زد میں ہے۔ دونوں سوال انتہائی اہم ہیں۔ براہ کرم ان کو بھی اس کمیٹی کے سپرد فرما دیں۔

جناب سپیکر، ٹھہرئیے' وقفہ سوالات اپنی جگہ ختم ہو گیا ہے مزید کسی سوال پر بحث نہیں ہو گی۔

وزیر موصوف جناب، افضل سندھو صاحب! جس طرح حاجی افضل چن صاحب کے سوالات اس کمیٹی کے سپرد کئے گئے ہیں' کیا آپ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ عارف صاحب کے سوالات بھی اس کمیٹی کے سپرد کر دیے جائیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، بالکل درست ہے۔ بالکل ٹھیک۔ میں اتفاق کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' آپ کے سوالات بھی کمیٹی کے سپرد کئے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

جی فرمائیے امتیاز صاحب۔

میاں امتیاز احمد، میرا سوال نمبر 1720 ہے۔ یہ بھی محکمہ سکارپ کی کرپشن کے متعلق ہے یہ بھی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، میں معافی چاہتا ہوں اب یہ ختم ہو گیا ہے۔

میاں امتیاز احمد، یا پھر اس کو آئندہ کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر، جو سوالات رہ گئے ہیں' ان کے جوابات اس وجہ سے نہیں دیئے جا سکے کہ وزیر صاحب نہیں تھے۔ میں ان سوالات کو اگلے سیشن کے لئے نہیں' بلکہ اسی سیشن کے لئے' جب وزیر صاحب باقاعدہ موجود ہوں' اس ہدایت کے تحت کہ اس دن وہ تازہ ترین معلومات کے ساتھ اس دن کے مطابق تیار ہو کر آئیں گے' pend کرتا ہوں۔ میں ہاؤس کو ایک اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ مجھے ایک memorandum ملا ہے' منجانب پریس گیلری کمیٹی کہ،

> "جناب سپیکر' گزارش ہے کہ وفاقی وزیر اطلاعات اور دیگر ذمہ دار حکومتی عہدیداروں کی بار بار کی یقین دہانی کے باوجود سرکاری خبر رساں ایجنسی اے پی پی کے ڈائرکٹر جنرل کی جانب سے اے پی پی سے نکالے گئے ہمارے صحافی برادری کے ارکان کو اب تک بحال نہیں کیا گیا۔ اس لئے ہم آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت کے لئے اپنا احتجاج ریکارڈ کرا رہے ہیں اور پنجاب اسمبلی کی کارروائی سے پانچ منٹ تک کے لئے علامتی بائیکاٹ یا واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ سعید عاصی صدر' ایس امجد سیکرٹری و ارکان پریس گیلری کمیٹی۔"

میری پریس کے ان دوستوں سے درخواست ہے کہ آپ کا احتجاج ریکارڈ ہو گیا۔ آپ پانچ منٹ کے بجائے صرف ایک منٹ احتجاج کریں اور جلدی واپس آ جائیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ڈپٹی کلکٹر رحیم یار خان کے خلاف مقدمہ

661۔ **چودھری شوکت داؤد،** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یہ درست ہے کہ مسٹر مرغوب خان ڈپٹی کلکٹر رحیم یار خان کے خلاف مقدمہ نمبر 94/73 ضمن

سرکار 9 لاکھ روپے محکمہ انٹی کرپشن میں پرچہ درج ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افسر کے خلاف ایک سے زیادہ مقدمات ہیں جن میں غبن سرکار 15 لاکھ روپے جعلی پٹوار سرٹیفکیٹ اور جعلی امتحان پٹوار میں 70 لاکھ روپے 80 لاکھ روپے تک لوگوں سے بٹورے تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سنگین مقدمات میں ملوث ہونے کے باوجود نہ تو اسے گرفتار کیا گیا اور نہ ہی متعلقہ محکمے نے اسے معطل کیا ہے اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد افضل سندھو)۔

(الف) یہ درست ہے کہ مسٹر مرغوب خان ڈپٹی کلکٹر کے خلاف ایف آئی آر 73/94 بابت ناجائز آبیانہ متعلقہ خان پور ڈویژن محکمہ اینٹی کرپشن میں درج ہو چکی ہے اور اس کی مزید کارروائی محکمے کے علم میں نہ ہے۔

(ب) جعلی پٹوار سرٹیفکیٹ کے متعلق شکایات موصول ہوئی ہیں اس بابت چیف انجینئر بہاول پور سے رپورٹ طلب کی گئی ہے۔ ایکس ای این چک بندی رحیم یار خان انکوائری کر رہے ہیں اور جب تک تحقیقات مکمل نہیں ہو جاتی کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔

(ج) جہاں تک گرفتاری کا معاملہ ہے تو یہ محکمہ انسداد رشوت ستانی کا کام ہے دیگر کارروائی انکوائری رپورٹ موصول ہونے پر ہی ہو سکتی ہے۔

سکارپ ٹیوب ویلوں کی بندش

673۔ سردار حسن اختر موکل ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں کل کتنے سکارپ ٹیوب ویل نصب کیے گئے تھے۔

(ب) زیڈ ڈبلیو سکیم نمبر 100 کا ٹیوب ویل کس تاریخ سے اور کن وجوہات کے باعث بند پڑا ہے۔

(ج) کیا مذکورہ ٹیوب ویل کی بندش کے باعث متعلقہ کسانوں کو آبیانہ کی چھوٹ دی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد افضل سندھو)۔

(الف) تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں سکارپ نمبر 1 کے تحت کل 312 ٹیوب ویل نصب کیے گئے تھے۔

(ب) ٹیوب ویل نمبر 100 کا زیڈ ڈبلیو سکیم (ظفر وال سکیم) سکارپ نمبر 1 مورخہ 15 اگست 1994ء سے ٹرانسفارمر اتار کر لے گئے تھے موٹر مرمت کر کے اور واپڈا سے ٹرانسفارمر لگوا کر ٹیوب

ویل مورخہ 20 فروری 1995ء سے چلا دیا گیا ہے۔

(ج) ٹیوب ویل کی بندش کے باعث متعلقہ کسانوں کو خریف 1994ء کے لیے ٹیوب ویل آبیانہ کی چھوٹ کے لیے چیف انجینئر محکمہ آب پاشی و قوت برقی فیصل آباد زون نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Rev /101/83/1988 مورخہ 22 فروری 1995 کو احکامات جاری کر دیے ہیں۔

اجو وال ڈرین کے متاثرین کو معاوضہ کی ادائیگی

697۔ **چودھری احمد یار گوندل،** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں اجو وال ڈرین ایکسٹینشن 1992ء میں بنائی گئی تھی۔

(ب) اگر جز الف بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس ضمن میں جن مالکان کی زمینیں حاصل کی گئی تھیں۔ انھیں ابھی تک ان کی زمینوں کی قیمت ادا نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔ اور یہ ادائیگی کب تک کر دی جائے گی؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد افضل سندھو)،

(الف) درست ہے۔

(ب) ڈرین نکالنے کے لیے جو رقبہ حاصل کیا گیا تھا اس کی قیمت مبلغ -/21,83,550 روپے لینڈ ایکوزیشن کلکٹر فیصل آباد کو ادا کی جا چکی ہے جب کہ مبلغ -/1,57,184 روپے ابھی ادا کرنا باقی ہیں جس کی ادائیگی جلد ہی کر دی جائے گی مالکان اراضی لینڈ ریکوزیشن کلکٹر فیصل آباد سے رابطہ قائم کر کے معاوضہ اراضی وصول کر سکتے ہیں۔

ہریا اور ریڑکہ ڈرین کی صفائی

698۔ **چودھری احمد یار گوندل،** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ہریا اور ریڑکہ ڈرین کی کب کھدائی کی گئی تھی اور بعد ازاں ان کی صفائی کتنی دفعہ کرائی گئی۔ ہر سال ان کی دیکھ بھال پر کتنی رقم خرچ کی گئی اور آئندہ ان ڈرینوں کی صفائی کب تک کی جائے گی اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد افضل سندھو)،

ہریا ڈرین کی کھدائی 1972ء میں کرائی گئی اور اس کی مرمت کے لیے منظور شدہ yard stick کے مطابق محکمہ کو بجٹ نہیں مل سکا سیم نالوں کی مرمت کے لیے جو سالانہ گرانٹ ملتی ہے اس سے ہریا

ذرین کی ضروری صفائی کی جاتی رہی ہے۔ سال وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، اب نوٹس برائے طلبی توجہ ہے۔ لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب تشریف لا رہے ہیں؟ ان کے بارے میں کوئی اطلاع ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، اس دوران ہم تحریک استحقاق لے لیتے ہیں۔ شاہد ریاض ستی صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے جو ایک عرصے سے pend چلی آتی ہے۔ یہ اس لیے pend چلی آتی ہے۔ "Short statement made Minister for Local Govt. not present Kept pend". ابھی تو تشریف رکھتے تھے۔ اگر محترم وزیر لوکل گورنمنٹ جناب سید ناظم حسین شاہ صاحب میری بات سن رہے ہوں' لابی میں ہوں تو تشریف لے آئیں اور تحریک استحقاق جو شاہد ستی صاحب کی ہے' اس کا جواب ہاؤس کو چاہیے۔ از راہ کرم وہ اپنی پوزیشن بیان فرمائیں۔ ذرا موقع دیجیے۔ برسوں کار کا ہوا کام ہونے لگا ہے' اس کے بعد آپ۔ جی' ظفر شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! چونکہ یہ اب تحریک استحقاق کا وقت ہے۔ اس سے پہلے میاں عبدالستار صاحب نے بھی agitate کرنا چاہا اور میں نے بھی۔ میں نے ایک تحریری تحریک استحقاق اسمبلی سیکرٹریٹ میں داخل کی تھی جو کہ جانس مائیکل' جو کہ اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن ہیں' کی طرف سے لگائے گئے الزامات جو کہ نہایت ہی سنگین نوعیت کے ہیں اور جس کے بارے میں پورے ملک میں' پورے ملک کے قومی اخبارات نے بڑے نمایاں طریقے سے شائع کیا۔ جس کو پورے ملک کی آبادی نے پڑھا۔ جس کو بین الاقوامی دنیا نے اسلام آباد میں بیٹھ کر دیکھا کہ اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن جس کا تعلق ٹریژری بنچز سے ہے اور خوش قسمتی یا بدقسمتی سے اس کا تعلق اقلیت سے بھی ہے۔ جناب سپیکر! ایک صوبے کے۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ لیکن اس میں کیسے اتنا لمبا بیان دے رہے ہیں؟ آپ یہ پوچھیں کہ میری ایک تحریک استحقاق تھی اس کا کیا بنا؟

سید ظفر علی شاہ، میں نہیں پوچھتا۔ میں بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر، لیکن اتنا لمبا تو آپ نہیں بتا سکتے۔ آپ مختصر بیان کریں۔ میں نے آپ کو شارٹ سٹیٹمنٹ کی اجازت نہیں دی۔

سید ظفر علی شاہ، میری تحریک استحقاق تو آپ نے kill کر دی۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ جب وہ نہیں آ رہی تو اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

سید ظفر علی شاہ، کیا مجھ پر stopper لگ گیا ہے کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر سکتا؟

جناب سپیکر، ہر بات پہ نہیں کر سکتے آپ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ کس طرح کہہ رہے ہیں کہ میں نہیں کر سکتا؟

جناب سپیکر، میں ایسے ہی بات کہہ رہا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، میں آپ کے ساتھ قانون اور آئین کی زبان میں بات کر رہا ہوں اور کروں گا۔ جناب سپیکر! ابھی اسمبلی ہال میں آپ کے عملے کی طرف سے مجھے یہ جواب ملتا ہے کہ آپ کی یہ تحریک استحقاق رول۔۵۴ اور ۵۵ کے تحت نہیں بنتی۔ جناب سپیکر! اب پوائنٹ آف آرڈر پر میں آپ سے یہ بات کر رہا ہوں اور کوشش کروں گا کہ میں آپ کو یہ سمجھا سکوں کہ یہ آئینی طور پر بنتا ہے۔ simple اس طرح نہیں ہے کہ قواعد اور آئین نے چونکہ رول۔۵۵ میں یہ لکھ دیا ہے کہ آپ کی consent ضروری ہے اور آپ اپنے چیمبر میں بیٹھ کر یہ فیصلہ خود کر لیں کہ یہ بات بنتی ہے یا نہیں۔ اب یہ بنتی ہے یا نہیں، میں اس پر موشن موو کرتا ہوں اور میں اس پر ڈیبیٹ چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! جس کے بارے میں لاء منسٹر نے کہا کہ یہ بنتی ہے، اور ٹریژری بنچز کا ایک رکن اور ایک صوبے کے معزز رکن کو دوسرے صوبے کی پولیٹکل پاور اور فیڈرل کی پولیٹکل پاور اگر اس کو اس طریقے سے ـــ جناب سپیکر! کل آپ بھی safe نہیں ہیں، میں بھی safe نہیں ہوں۔ کل اگر میں صادق آباد کو کراس کر کے سندھ میں داخل ہوں گا تو اس کا مطلب ہے کہ وہاں پر کوئی غنڈہ، کوئی گورنمنٹ کا یا پرائیویٹ غنڈہ مجھے وہاں پر پکڑ لے اور یہ کہے کہ آپ یہاں پر بیٹھ جائیں اور میرے پارلیمانی اور آئینی جو فرائض ہیں وہ اس کو روکنے کی کوشش کرے تو جناب سپیکر! آپ کہتے ہیں کہ یہ استحقاق نہیں بنتا! جناب، میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں ۔ اور مختصر کرنے کے لیے، کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ کو تکلیف ہو رہی ہے۔ چونکہ وزیر اعظم صاحبہ نے یہ کہا ہے کہ جانسن مائیکل جھوٹ بولتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب کہ پرائم منسٹر جھوٹ بولتی ہیں یا معزز رکن۔ ابھی معزز رکن یہاں پر موجود تھا۔ اگر یہاں پر معزز رکن اٹھ کر یہ کہہ دے کہ یہ ساری بات غلط تھی۔ سب افسانہ تھا۔ یہ ساری بات جھوٹ تھی۔ جناب سپیکر! میں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں۔ میری ذات کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کا تعلق political autonomy سے ہے۔ اس

کا تعلق constitutional articles سے ہے۔ جناب سپیکر! اس طرح کل کوئی ادارے بچ نہیں سکتے۔ کل فرض کریں وفاق میں میری حکومت ہو گی تو انھوں نے تو جانسن مائیکل کو تیسرے دن چھوڑ دیا' شاید میری حکومت اس کو تین مہینے کے لیے نہ چھوڑے۔ جناب سپیکر! آپ کو اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینا پڑے گا۔ اور میں مائیکل جیکسن کی بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: میں نے سنجیدگی سے اس پر غور کیا ہے اور اس کے بعد اس کو رد کیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ: میں جانسن مائیکل کی بات کر رہا ہوں جناب سپیکر! اگر وہ اٹھ کر کہہ دیں۔

جناب سپیکر: میں نے اس کی consent نہیں دی۔ میں نے اس کو یہ سمجھ کے رد کیا ہے کہ یہ استحقاق نہیں بنتا۔ اور نہ میں آپ کو اس پر' اسے رد کرنے کے فیصلے کے بعد تقریر کی اجازت دے رہا ہوں۔۔۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ: اس واقعے کے بعد پنجاب کی حکومت' پنجاب کا یہ ایوان متزلزل ہے۔ خبریں آ رہی ہیں کہ یہ اسمبلی ٹوٹ رہی ہے' معطل ہو رہی ہے' حکومت ٹوٹ رہی ہے۔یہ ہو رہا ہے' وہ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسے خوف زدہ نہ ہوں۔آپ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں خوف زدہ نہیں ہوں۔ میری پارٹی' حزب اختلاف' لیڈر آف دی اپوزیشن' اور لیڈر آف دی اپوزیشن قومی اسمبلی پریشان نہیں ہیں۔ آپ اسمبلی dissolve کر دیں' ہم پھر بھی بحال کرا لیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین) یہ اس ہاؤس کا آئینی فرض ہے کہ اس بات کا نوٹس لے۔ مائیکل جانسن اٹھ کر کہہ دے کہ یہ بات غلط تھی۔ اور اگر یہ بات صحیح تھی تو آپ اس تحریک استحقاق کو admit کریں اور استحقاق کمیٹی کے حوالے کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے صرف آپ کی تحریک استحقاق رد نہیں کی' میں نے جانسن مائیکل صاحب کی تحریک بھی رد کی ہے۔ اس میں کوئی استحقاق involve نہیں ہے۔ وہ کوئی آئینی ذمہ داری ادا کرنے کہیں نہیں گئے ہوئے تھے۔ اس لیے میں نے اس پر غور کیا ہے۔ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اور اس کو رد کر دیا گیا ہے۔ ستی صاحب! آپ اپنی تحریک موو کرنا چاہتے ہیں؟

سید ظفر علی شاہ: میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی بنچز سے کہیں کہ وہ آپ کے اس غیر آئینی رویے کے خلاف احتجاج کریں اور واک آؤٹ کریں۔

جناب سپیکر۔ شاہد ریاض ستی صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ۔ جناب سپیکر ! آپ کے پلے کچھ نہیں پڑ رہا۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ۔ جناب والا ! میں یہ بات مانتا ہوں کہ آپ کو وزیر اعلیٰ کا امیدوار کوئی نہیں رکھے گا۔

جناب سپیکر ۔ بہت اچھی بات ہے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی ۔ جناب سپیکر! آپ اس کرسی کے تقدس کا خیال رکھا کریں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں) آپ فکر نہ کریں ۔ مجھے اس کرسی کا آپ سے زیادہ احترام ہے ۔ جس کرسی کا حوالہ آپ مجھے دے رہے ہیں وہ بیس سال پہلے میرے قدموں میں رہی ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی ۔ جناب سپیکر ! ******************************

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں) آپ سپیکر کے متعلق یہ رویہ مت اختیار کریں ۔ آپ یہ رویہ اسمبلی میں مت اختیار کریں ۔ (قطع کلامیاں) ریاض ستی صاحب ! آپ اپنی تحریک استحقاق پر بات کرنا چاہتے ہیں ؛ (قطع کلامیاں)

چودھری پرویز الٰہی (قائد حزب اختلاف) ۔ جناب والا ! ہم آپ کے رویہ کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر فاضل اراکین حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر ۔ ریاض ستی صاحب! آپ جا رہے ہیں؛ ریاض ستی صاحب کی جو تحریک استحقاق اتنی دیر سے pend پڑی تھی اسے بھی ختم کیا جاتا ہے ۔

میاں محمد افضل حیات ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ۔ جی فرمائیے ۔

میاں محمد افضل حیات ۔ جناب سپیکر ! جو ریمارکس سپیکر کے کنڈکٹ کے متعلق کہے گئے ہیں ان

* * * (بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)

کو حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر : بات یہ ہے کہ میں نے آج تک یہ رویہ رکھا ہے کہ میرے بارے میں جو بھی یہاں گوہر افشانی ہوتی ہے میں اپنے طور پر اسے برداشت کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہاؤس کے تقدس میں سپیکر کا تقدس اور اس کی کرسی کا تقدس شامل ہے۔ نہ صرف ہاؤس کے اندر بلکہ ہاؤس کے باہر بھی سپیکر کے بارے میں 'اس کی ذات کے بارے میں اس طرح کی گفتگو بالکل غلط ہے۔ اور یہ رویہ ایک حد تک برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اس سے آگے بڑھے گا تو اس کرسی کے احترام کی خاطر پھر یہ کرسی بھی مجبور ہو گی کہ یہ بھی اس سلسلے میں جو آئینی اور قانونی حق اسے حاصل ہے اسے استعمال کرے۔

میاں محمد افضل حیات : جناب والا! آپ کی ذات کی بات نہیں ہے۔ میں نے اس ادارے کی بات کی ہے۔ کرسی کی بات کی ہے۔ اس لیے ان الفاظ کو حذف کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر : جو الفاظ سپیکر کے سلسلے میں محترم انعام اللہ خان نیازی صاحب نے اس ہاؤس میں بیان کیے ہیں انھیں حذف کردیا جائے۔

چودھری محمود اختر گھمن : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے!

چودھری محمود اختر گھمن : جناب سپیکر! جو الفاظ انھوں نے سپیکر کے متعلق فرمائے ہیں لیکن اس اجلاس کی کارروائی ہماری آئندہ آنے والی نسلوں نے پڑھنی ہے۔ یہ صرف آپ کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ اس ایوان کی عظمت 'اس کرسی اور سپیکر کی عظمت کا مسئلہ ہے۔

جناب امان اللہ خان بابر : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

جناب امان اللہ خان بابر : جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ یہ کرسی قانونی اور آئینی تقاضے پورے کرے گی 'تو جناب والا! یوسف رضا گیلانی صاحب نے گورنمنٹ کا کیا کرلیا ہے اگر انھوں نے اس کی رولنگ نہیں مانی ہے؟

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ It is irrelevant and out of order. It is no point of order.

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ،پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ،جی فرمائیے ۔

جناب بادشاہ میرخان آفریدی ، جناب والا! ابھی آپ نے فرمایا کہ اس کرسی کی limitations ہیں ۔ اور وہ اپنے اختیارات استعمال کرسکتی ہے ۔ ہم بھی آپ سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ آپ کو اس کرسی نے جو اختیارات دیے ہیں آپ انھیں ایسے انداز میں استعمال کریں کہ ہم ممبران کو تحفظ کا احساس ہو ۔

جناب سپیکر ، ان شاء اللہ ایسے ہی ہو گا ۔

جناب بادشاہ میری خان آفریدی ،لیکن جناب والا ! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے کئی تحاریک استحقاق بھیجیں جنھیں بغیر معقول وجہ بتائے آپ نے چیمبر میں kill کردیا۔ یہ روایت اچھی نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ کو افسوس کی عادت پڑ گئی ہے ۔ آپ ان باتوں پر خوش نہیں ہوتے جو میں آپ کی تحاریک قبول کرتا ہوں اور جن کے لیے آپ کو موقع دیتا ہوں ؟ آپ کو صرف وہ یاد رہ جاتا ہے جو آپ کہنے سے رہ جاتے ہیں اور وہ بھی کسی نہ کسی بہانے کہتے ہیں ۔ لیکن وہ جو کچھ آپ کو کہنے کا موقع دیا جاتا ہے اس پر آپ کبھی شکرگزار نہیں ہوتے ۔ اس کرسی کی قسمت میں لکھا ہے ۔ It is a thankless job آپ کو موقع دیا جائے تو ادھر ماتھوں پر شکنیں پڑ جاتی ہیں ۔ ادھر ان کو موقع دیا جائے تو آپ الزامات لگاتے ہیں ۔لیکن یہ اس کرسی کا مقدر ہے ۔ اور جو یہاں بیٹھتا ہے اسے یہ مقدر سہنا پڑتا ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری !

جناب بادشاہ میرخان آفریدی ، جناب سپیکر ! یہ اس کرسی کا مقدر نہیں ہوتا' بلکہ یہ اس کرسی پر بیٹھنے والے کا رویہ ہوتا ہے جو اس کرسی کا مقام بناتا ہے ۔

جناب سپیکر ، جی بجا ہے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! اگر آپ غیرجانبداری کے ساتھ ہاؤس چلائیں تو اس کرسی کا سب احترام کریں گے ۔ لیکن جب آپ جانبداری برتیں گے تو پھر کرسی کا احترام ختم ہوجاتا ہے۔ کرسی کا احترام انصاف سے بحال کیا جاسکتا ہے ۔ جانب داری سے بحال نہیں کیا جاسکتا ۔

جناب سپیکر ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جب تک میرے جسم میں خون کا آخری قطرہ ہے میں اس کرسی پر بیٹھ کر انصاف کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) ڈاکٹر محمد شفیق چودھری !

راجہ ریاض احمد ۔ جناب والا !

جناب سپیکر ۔ آپ کی باری بھی آرہی ہے ۔ آپ کیوں فکر کرتے ہیں؟ جی!

جناب شاہد ریاض ستی ۔ جناب سپیکر ! میری ایک تحریک استحقاق تھی۔

جناب سپیکر ۔ آپ چلے گئے تھے ۔ میں نے پکارا آپ نہیں تھے ۔

جناب شاہد ریاض ستی ۔ جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق مسلسل تین اجلاسوں سے چلی آرہی تھی ۔

جناب سپیکر ۔ اب میں مجبور ہوں ۔ میں نے اسے rule out کردیا ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی ۔ جناب والا ! آپ نے فرمایا ہے کہ میرے جسم میں خون کا آخری قطرہ بھی ہوگا تو میں اس کرسی کے ساتھ انصاف کروں گا۔

جناب سپیکر ۔ جی ہاں ۔

جناب شاہد ریاض ستی ۔ تو جناب والا ! انصاف کا یہی تقاضا ہے کہ میری تحریک استحقاق جو کہ اتنے عرصے سے pending چلی آرہی تھی اور آپ نے خود اسے pending کیا تھا ۔ براہ مہربانی آپ اس کو اس طرح موقع ڈھونڈ کر kill نہ کریں ۔

جناب سپیکر ۔ میں نے آپ کو پکارا ۔ میں نے آپ کو کہا کہ آپ لینا چاہتے ہیں ؟ آپ باہر چلے گئے ۔ میں کیا کرسکتا تھا۔

جناب شاہد ریاض ستی ۔ جناب والا ! اس وقت ہماری پارٹی کا فیصلہ تھا اور میں ڈسپلن کا پابند تھا ۔ اس لیے میں باہر گیا تھا ۔ تو جناب میری یہ تحریک استحقاق take up کی جائے ۔

جناب سپیکر ۔ چلیے ۔ بسم اللہ کیجیے ۔ میں آپ کو ایک موقع اور دیتا ہوں ۔

جناب شاہد ریاض ستی ۔ شکریہ جناب سپیکر !

جناب سپیکر ۔ جناب وزیر بلدیات ! آپ اس کا جواب دے دیں تو مہربانی ہوگی۔ ہم نے آپ کا بہت انتظار کیا ہے ۔

وزیر بلدیات (سید ناظم حسین شاہ)، جناب سپیکر! ہم تو آپ کے فیصلہ کا احترام کریں گے۔

جناب سپیکر، مہربانی!

وزیر بلدیات، جناب والا! جیسے انھوں نے کہا ہے کہ پارٹی کے فیصلے کے پابند ہیں۔ ہمیشہ بڑے مفادات کے لیے تھوڑی بہت قربانی دیا کرتے ہیں۔ ابھی آپ ان کا رویہ دیکھ لیں کہ پارٹی کے مفادات بھی مدنظر ہیں۔ ساتھ بھی گئے ہیں، پھر آپ سے استدعا بھی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، اور اس پر کوئی شکریہ نہیں ہوگا۔ اس کے باوجود یہ بھی کہا جائے گا کہ یہ ناانصافی ہے۔

وزیر بلدیات، جناب سپیکر! ہاشی خان صاحب بھی فرما رہے تھے کرسی پر بیٹھنے والے کا --- یہ اپنا کردار بھی دیکھ لیں اور آپ کا کردار بھی دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، ان شاء اللہ یہ وقت ثابت کرے گا۔

وزیر بلدیات، جناب والا! ابھی انعام اللہ خان صاحب جو بار بار کہہ رہے تھے کہ اس کرسی کا تقدس برقرار رکھا جائے۔ تو جس طریقے سے وہ برقرار رکھ رہے ہیں اس پر ان کو داد کے سوا اور کیا دیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر، تاریخ دیکھ رہی ہے۔

وزیر بلدیات، جناب والا! میری گزارش صرف اتنی ہے کہ یہ جو شاہد ریاض ستی صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک سوال کا جواب غلط دیا ہے۔ تو میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو کل تک مؤخر کر دیں تاکہ وہ سوال بھی میں دیکھ لوں جس کے متعلق مجھے یہیں پر یہ تحریک استحقاق ملی ہے۔

جناب سپیکر، حقیقت یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق کئی اجلاسوں سے چلتی آئی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو ایک دن کے لیے اور مؤخر کر دیتے ہیں۔

وزیر بلدیات، جناب والا! میں بیماری کی وجہ سے باہر چلا گیا تھا، اس لیے میں اسے نہیں دیکھ سکا۔ زیادہ نہیں، صرف کل تک مجھے مہلت دے دیجیے۔

جناب سپیکر، بہت اچھا۔ چلیے کل تک اسے pending کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری!

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ۔جناب سپیکر ! جناب وزیر قانون صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس مسئلے کی طرف توجہ دیں گے اور مجھے اس سے آگاہ کریں گے ۔اگر وہ کچھ کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر ۔ جناب وزیر قانون !

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ۔ جناب والا ! انھوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں ان شاء اللہ کچھ کررہا ہوں ۔ تو میں ابھی تک نتیجے کا انتظار کررہا ہوں ۔ امید ہے یہ کچھ کریں گے ۔ اگر نہیں کریں تو پھر میں اپنا حق استعمال ضرور کروں گا ۔

ایسوسی ایٹ پروفیسر کوئین میری کالج کے مکان پر قبضہ

(---------جاری)

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ! ڈاکٹر محمد شفیق چودھری نے مسز نزہت گیلانی ایسوسی ایٹ پروفیسر کوئین میری کالج کو الاٹ شدہ مکان کا قبضہ فوری طور پر نہ دینے کے بارے میں جاری کیے گئے احکامات کے حوالے سے تحریک استحقاق پیش کی تھی ۔ جناب سپیکر ! مذکورہ معاملے کو میں نے آپ کے چیمبر میں اور officially حل کرنے کے لیے ایوان کے اندر جو یقین دہانی کرائی تھی اس کی روشنی میں میں نے اپنے طور پر متعلقہ محکمے کے متعلقہ افسران کے ساتھ بھی میٹنگز کیں ۔ اور ڈاکٹر شفیق چودھری صاحب اور آپ کے ساتھ بھی محکمے کے افسران کی ملاقات کروائی ۔ البتہ ان ملاقاتوں کے نتیجے میں GOR-III میں مذکورہ افسر کو ایک مکان الاٹ کیا گیا۔ جس کا قبضہ پروفیسر صاحبہ فاضل رکن اسمبلی جن کے سفارشی ہیں' وہ لینا نہیں چاہتیں کہ ہمیں یہ مکان پسند نہیں۔ اس معاملے کو مزید بہتر طریقے سے resolve کرنے کے لیے میری کوششیں ابھی جاری ہیں۔ لہٰذا میں اب اس تحریک استحقاق پر ٹیکنیکی جو جواب بنتا ہے وہ ابھی دینا نہیں چاہتا۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ اگر فاضل رکن اسمبلی اپنے اس مسئلے کو حل کروانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے میں اپنا اثر و رسوخ مزید استعمال کرنے کو تیار ہوں' اگر یہ انتظار کریں۔

جناب سپیکر ۔ اسے pend کر لیں؟

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ۔ جی۔

جناب سپیکر ۔ Till it is resolve ' اس کو pend کر لیتے ہیں۔ راجہ ریاض احمد صاحب ! آپ بیان

دے چکے ہیں۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ مسئلہ حل نہ ہوا تو اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، حقیقت یہ ہے کہ لاءمنسٹر صاحب اور میں نے بھی کوشش کی تھی کہ آپ کی ' ان کی اور لاء منسٹر صاحب کی میٹنگ ہو جائے۔ لیکن کسی وجہ سے آپ تشریف نہیں لائے۔ تو اب یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب دیکھ لیجیے اگر۔۔۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ مسئلہ حل نہ ہوا تو اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے گا۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! فاضل محرک درست فرما رہے ہیں کہ آپ نے یہی ارشاد فرمایا تھا کہ یہ مسئلہ حل کروانے کی کوشش کی جائے گی اور اس سلسلے میں یہ طے ہوا تھا کہ معزز رکن کی اس تحریک استحقاق کی بنیاد پر آپ متعلقہ آفیسر کو اپنے چیمبر میں طلب کریں گے۔ رکن اسمبلی بھی آئیں گے اور میں بھی وہاں پر حاضر ہوں گا اور ان کا معاملہ resolve کریں گے۔ آپ نے وقت رکھا۔ مذکورہ آفیسر جواب دہی کے لیے آپ کے چیمبر میں تشریف لائے۔

جناب سپیکر ، لیکن فاضل رکن تشریف نہیں آئے۔

وزیر قانون ، جی ہاں۔ اس لیے اس معاملے کو پینڈ نگ کیا جانا چاہیے۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو پینڈ نگ نہ کیا جائے۔ میری عرض ہے کہ آپ نے کہا تھا کہ اس مسئلے کو لاء منسٹر صاحب حل کریں گے۔

جناب سپیکر ، دیکھیے ناں ۔۔۔ اگر آپ آجاتے تو پھر تو یہ حل ہو جاتا۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! مجھے تو آپ نے کل بلایا تھا۔ لاء منسٹر نے تو مجھے بلایا ہی نہیں۔ آپ نے ان کے ذمے لگایا تھا۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس مسئلے کو آپ کے چیمبر میں یا لاءمنسٹر کے حل کرنے کے علاوہ آپ اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیں۔ کمیٹی نے بھی تو حل ہی کرنا ہے اور اس کو دیکھنا ہے کہ واقعی میرا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں۔ تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ مہربانی کر کے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر ، لاء منسٹر صاحب ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو معاملہ ایوان کے اندر طے ہو اور جس کے بارے میں سپیکر صاحب رولنگ دے دیں اسے اسی طریقے سے حل ہونا چاہیے۔ آپ نے باقاعدہ ایک تحریر کے ذریعے مجھے بھی اپنے چیمبر میں طلب کیا اور اسی طرح رکن اسمبلی اور آفیسر کو بھی طلب کیا۔ اگر رکن اسمبلی کل کے روز اپنی مصروفیات کی وجہ سے تشریف نہیں لائے تو یہ کوئی دوسرا روز طے کرلیں۔ وہ آفیسر آئے گا اور آپ کے سامنے جواب دے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹی آپ سے بڑی تو نہیں ہے۔ اس پورے ایوان کے اندر جتنی بھی کمیٹیاں بنتی ہیں آپ ان کے بھی کسٹوڈین ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ آپ جو بھی فیصلہ کریں وہ ہمیں قابل قبول ہونا چاہیے۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کرنے میں کیا حرج ہے؟ جب میں نے آپ سے یہ گزارش کی ہے اور آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ آپ نے وعدہ یہ کیا تھا کہ اگر ممبر مطمئن نہ ہو گا' آپ ریکارڈ چیک کر لیں یہ لفظ تھا کہ اگر ممبر مطمئن نہ ہو گا تو اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیں گے۔

جناب سپیکر ، میرے پیارے ممبر! ---

آوازیں ، ہائے (قہقہے)

جناب سپیکر ، جس میٹنگ میں آپ کو بلایا گیا تھا آپ کو اس میں آنا چاہیے تھا اور اگر آپ اس میں مطمئن نہ ہوتے تو آپ کہتے ' ہم کہتے کہ آپ مطمئن نہیں ہوئے۔ آپ اس میں تشریف نہیں لائے۔ اب اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ تشریف نہ لائیں۔ لیکن میں لاء منسٹر صاحب سے بعد میں گزارش کر لوں گا۔ اگر آپ کا اتنا ہی اصرار ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ضروری ہے تو ہم اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں اور ایک ماہ کے اندر اس کی رپورٹ طلب کرتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد ، بہت بہت شکریہ ۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر ، جناب ایس۔ اے۔ حمید صاحب۔

پاکستان ٹیلی وژن پر پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو مناسب کوریج نہ دینا

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان ٹیلی وژن ملک کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کی اسمبلی سے انتہائی امتیازی سلوک روا رکھے ہوئے ہے۔ خبرنامہ اور دیگر خبروں کے اوقات میں صوبہ پنجاب کی اسمبلی کی کارروائی کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ یہاں تک کہ 20 اگست 1995ء کو شروع ہونے والے اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی کو بلیک آؤٹ کر دیا گیا۔ اس کے برعکس دوسرے صوبوں حتیٰ کہ آزادکشمیر کی اسمبلی کے اراکین کے نام لے لے کر کارروائی ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہے۔ پی ٹی وی کی طرف سے پنجاب اسمبلی کے ساتھ یہ ناروا سلوک ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! آج پرنٹ اور الیکٹرک میڈیا کا دور ہے۔ بلاشبہ پی ٹی وی ایک سرکاری کنٹرولڈ ادارہ ہے اور الیکٹرانک میڈیا میں اس کا سب سے اہم رول ہے۔ آج پوری دنیا میں پی ٹی وی خبرنامہ' خبرنامے سے زیادہ "بے نظیر نامہ" کے نام سے مشہور ہے۔ چند ایک پروگراموں کو چھوڑ کر بقیہ پروگرام ماسوائے اچھل کود ' عریانی ' فحاشی اور بے راہ روی کے کچھ نہیں۔ حد یہ ہے کہ اب بدنام زمانہ زی ٹی وی کے پروگرام سے زیادہ بُرے پروگرام پی ٹی وی دکھا رہا ہے۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ یہ آپ کدھر چلے گئے؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید ، جناب سپیکر! میں ادھر آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر ، نہیں' آئیں آپ-----------آپ گوجرانوالہ سے نہ نہ چلیں۔ آپ یہاں سے چلیں۔ آپ ابھی تو کامونکی پہنچیں گے۔ آپ مہربانی سے سیدھے آئیں۔ (قہقہے)

جناب ایس۔ اے۔ حمید ، جناب سپیکر! سچی باتیں بڑی تلخ ہوتی ہیں اور یہ آپ کے فائدے کی باتیں ہیں۔

جناب سپیکر! نوخیز بچوں اور بچیوں کے لیے یہ پروگرام زہر قاتل سے کم نہیں۔ کھلم کھلا

والدین کے ساتھ بغاوت اورعشق و محبت کا درس ٹی۔ وی پر دیا جا رہا ہے۔ موسیقی کے بےشمار پروگرام دکھائے جا رہے ہیں۔ مغربی دنیا کی تیار کردہ مشہور دھنوں کی بنیاد پر پاکستانی پروگراموں کو ترتیب دیا جا رہا ہے اور یہ ایک سوچی سمجھی پاکستانی ثقافت پر یلغار ہے۔ آج ٹی۔ وی پر میک اپ سے لے کر فیشن شو تک ہر قسم کے پروگرام کے لیے بےشمار وقت ہے لیکن اگر کوئی وقت نہیں تو پھر پنجاب اسمبلی کی کارروائی کے لیے نہیں۔ یہ انتہائی تکلیف دہ بات ہے کہ 20 اگست اور اس سے پہلے جتنے بھی پنجاب اسمبلی کے یہاں پر اجلاس ہوئے ان کی بیشتر کارروائی کو بلیک آؤٹ کیا گیا اور بعض اوقات صرف ایک سیکنڈ کی خبر دی گئی۔

جناب سپیکر! جمہوری اداروں کے فروغ ' ان کی بقاء اور اسمبلی کی کارروائی کو عوام تک پہنچانا عوام کے حقوق کا صحیح معنوں میں تحفظ ہے لیکن اس تحفظ کو پی ٹی وی غصب کرنے کے درپے ہے۔

جناب سپیکر! آج اگر ہم انڈیا کی مثال لیں تو روزانہ صبح ایک گھنٹے کے لیے ان کا وقفہ سوالات ٹی۔ وی پر live دکھایا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر ، کون سی پراونشل اسمبلی کا دکھایا جاتا ہے؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید ، جناب سپیکر! ان کی پروسیڈنگ دکھائی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ کون سی صوبائی اسمبلی کا سیشن دکھایا جاتا ہے؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید ، جس صوبے کا بھی سیشن جاری ہو وہ دکھاتے ہیں۔

جناب سپیکر ، صوبے کا بھی سیشن دکھایا جاتا ہے؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید ، جی جناب سپیکر۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ آپ غلط کہتے ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید ، جناب سپیکر! وہاں پر لوگوں کا ' ممبران اسمبلی کا ایک prerogative بن چکا ہے کہ عوام کو ٹریننگ دینے کے لیے ' انھیں عوامی نمائندوں کی کارکردگی سے آگاہ کرنے کے لیے انھوں نے ایک سسٹم شروع کر رکھا ہے جس کی بنیاد پر عوامی نمائندے اپنے آپ کو اور زیادہ ذمہ دار بنانے کے لیے بہترین کار کردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر ، صرف قومی اسمبلی' جسے لوگ سمجھتے ہیں صرف اس کا اجلاس دکھایا جاتا ہے' بس۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید : جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کی کارروائی نہ دکھانا عوام کے نمائندوں کو ان کے عوام سے دور رکھنے کے مترادف ہے۔ جناب سپیکر! ۲۰ اگست کو شروع ہونے والے اجلاس کی کارروائی کسی طور پر ٹی ۔ وی پر telecast نہ کی گئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے' لہٰذا میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ اس کا صحیح معنوں میں بہتر فیصلہ ہو سکے اور عوام کے نمائندے صحیح معنوں میں اپنی کارکردگی کو electronic media کے ذریعے عوام تک پہنچا سکیں ۔ شکریہ جناب سپیکر ۔

جناب سپیکر : ٹی وی پر پنجاب اسمبلی کی کارروائی کا یہ مسئلہ بارہا ہاؤس میں زیر بحث آیا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ آئین کے مطابق کوئی استحقاق نہیں بنتا لیکن جہاں تک پاکستان ٹیلی ویژن یا ریڈیو کا تعلق ہے میں نے ہمیشہ اپنے طور پر کوشش کی اور ان کے نمائندوں کو بلایا اس میں ہماری اپوزیشن کے نمائندے بھی شامل ہوئے۔ جناب سید تابش الوری صاحب گواہ ہیں ان کی موجودگی میں بھی انہیں بلایا گیا' ان سے بات ہوئی اور کوشش کی گئی کہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو ٹی وی اور ریڈیو پر بہتر طریقے سے پیش کیا جا سکے۔ ریڈیو والے ہر سیشن کے موقع پر شام کو ایک خاص پروگرام کرتے ہیں جس میں کارروائی بیان کی جاتی ہے ۔

جہاں تک ٹیلی ویژن کا تعلق ہے ۔ ابھی جو نئی منیجنگ ڈائریکٹرس رعنا شیخ صاحبہ appoint ہوئی ہیں میں نے ان سے براہ راست بات کی تھی اور میں نے ان سے کہا کہ ہمارے اراکین اسمبلی کو بڑی شدید شکایت ہے کہ وہ اسمبلی جو صوبے کی نہیں' بلکہ ملک کی سب سے بڑی اسمبلی ہے اور سب سے بڑے صوبے کی اسمبلی ہے اس کی کارروائی ٹی وی پر مناسب coverage نہیں حاصل کرتی انہوں نے بتایا کہ دیکھیے' قومی سطح پر جو نشریات ہیں ان میں ایک Order of Priority ہے ایک ترجیحاتی تسلسل ہے کہ نمبر ایک اہمیت ہم نے کس بات کو دینی ہے۔ کوئی قومی سطح کا مسئلہ ہے' کوئی بیان پرائم منسٹر نے دیا ہے' صدر نے دیا ہے' کشمیر کا مسئلہ ہے' بوسنیا یا اس طرح کے دیگر اسلامی ممالک کا مسئلہ ہے' اس کے بعد قومی اسمبلی ہے' پھر صوبائی اسمبلیوں کی باری آتی ہے۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ بے شک پروٹوکول کے مطابق قومی اسمبلی پہلے آئے گی سینیٹ پہلے آئے گا لیکن جب صوبائی اسمبلیوں کی باری آئے تو اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ یہ سب سے بڑی

صوبائی اسمبلی ہے جس کے ۲۴۸ اراکین ہیں اور اس کی کارروائی کو اگر آپ بلوچستان سرحد یا سندھ کی اسمبلی سے کم یا اس کے بعد دکھائیں گے تو ہمارے اراکین کی یہ شکایت جائز ہو گی' آپ اس کا تدارک کریں انہوں نے میرے ساتھ اس کا وعدہ کیا کہ وہ اس کا تدارک کریں گی۔ اس کے بعد میں نے وزیر اطلاعات جناب خالد خان کھرل کو ایک تفصیلی خط لکھا ہے جس میں آپ کی پرانی شکایات اپنے پرانے مطالبات پرانے خطوں کے حوالے یہ سب لگا کر آپ کی طرف سے اسمبلی کی طرف سے اپنی طرف سے میں نے انہیں بڑی تاکید کے ساتھ اصرار کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس صورت حال کا تدارک کریں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہی ایک صورت ہے جس سے ہم اس موجودہ صورت حال کو ایک بہتر انداز سے آگے بڑھا سکتے ہیں ۔

جہاں تک privilege کا تعلق ہے کہ ہم کہیں کہ یہ ہمارا حق ہے' میں نہیں سمجھتا کہ آئین میں اس طرح کا کوئی privilege ہمیں حاصل ہے ۔

میں سمجھتا ہوں کہ میری اس وضاحت کے بعد جناب ایس ۔ اے حمید صاحب اس سلسلے میں مزید اصرار نہیں کریں گے ۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر آپ نے بڑی اچھی بات کی کہ آئین ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا اور ہمارا کوئی privilege نہیں بنتا ۔ جناب سپیکر! آپ پاکستان آئین آرٹیکل ۱۵۹ ملاحظہ فرمائیں جس کا عنوان "BROADCASTING AND TELECASTING" ہے۔ جناب سپیکر! میں اس کو پڑھے دیتا ہوں یہ بڑا ہی مختصر سا ہے ۔

جناب سپیکر :۔ پڑھیے ۔

MR S. A. HAMEED:

159 . (1) The Federal Government shall not unreasonably refuse to entrust to a Provincial Government such functions with respect to broadcasting and telecasting as may be necessary to enable that Government -

(a) to construct and use transmitters in the Province; and

(b) to regulate , and impose fees in respect of , the

construction and use of transmitters and the use of

receiving apparatus in the Province:

جناب سپیکر! آئین میں واضح طور پر یہ provision رکھی گئی ہے اور یہ provision اس لیے رکھی گئی ہے کہ جب بھی کسی صوبے میں متصادم گورنمنٹ موجود ہو مخالف گورنمنٹ موجود ہو اور وہ یہ سمجھے کہ اس کی اسمبلی اس کی حکومت اس کے اہلکاروں کے بارے میں پاکستان ٹی ۔ وی پورے طور پر خبر نامے میں ان کو coverage نہیں دے رہا تو اس صوبے کو آئینی طور پر یہ اختیار ہے کہ وہ اپنا ریڈیو سٹیشن اور اپنا ٹیلیویژن سٹیشن بنا سکتا ہے۔ جناب سپیکر اسی آئینی تحفظ کے تحت میں نے یہاں پر جو تحریک استحقاق دی ہے کہ چونکہ فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت پی ٹی وی۔ اس وقت کام کر رہا ہے وہ صوبوں کے مفادات کا تحفظ نہیں کر رہا وہ صوبوں کی اسمبلیوں کی کاروائی کو مناسب coverage نہیں دے رہا خواہ وہ صوبہ پنجاب ہو خواہ وہ سندھ ہو خواہ وہ سرحد ہو اس لیے اگر اس نے یہ coverage نہ دی تو پھر صوبے کا یہ آئینی تحفظ ہے کہ وہ اپنا ٹی ۔ وی سٹیشن اور ریڈیو سٹیشن قائم کر سکتا ہے۔ جناب سپیکر! پنجاب بنک بھی اسی بنیاد پر بنا ہے یہ بنک بھی اسی تحفظ کی بنیاد پر بنا ہے اس آئین کی کتاب میں یہ بات بھی واضح طور پر درج ہے اور میں یہاں یہ چاہوں گا کہ چونکہ پنجاب کا یہ آئینی رائٹ ہے لہذا اس ریفرنس سے پی ۔ ٹی ۔ وی کو اگر آپ intimate کریں انہیں inform کریں انہیں warn کریں تو پھر وہ کسی نہ کسی طور پر پنجاب کی proceeding کو telecast کرے گا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

سید تابش الوری ، جناب والا! مجھے احساس ہے کہ پی ٹی وی کے مسئلے پر میں نے بھی جب تحریک استحقاق کے ذریعے آپ کی توجہ دلائی تو آپ نے اس پر بروقت اقدام کیا اور ٹی ۔ وی کے مرکزی اکابرین نے یہ یقین دہانی کروائی کہ آئندہ پنجاب کی خبروں کو قومی اور صوبائی سطح پر ضرور coverage دیا جائے گا لیکن جناب والا آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس یقین دہانی کے خلاف بدستور پنجاب کے خلاف جانبدارانہ سلوک کیا جا رہا ہے قومی سطح پر پنجاب کا سیاسی اور اقتصادی استحصال ہی نہیں ہو رہا بلکہ نشریاتی استحصال بھی ہو رہا ہے ۔ آپ نے پچھلی دفعہ دیکھا ہو گا کہ وزیر اعلیٰ نے اپنی وائنڈ اپ سپیچ یہاں کی اور قومی خبرنامے میں نہ صرف یہ کہ ان کی تقریر کا حوالہ تک نہیں تھا نام تک نہیں تھا بلکہ ہماری اسی ساری کارروائی کا بلیک آؤٹ کیا گیا اس کے مقابلے میں باقی صوبوں کو نہ صرف یہ کہ

خبرنامے میں اولیت دی جا رہی ہے بلکہ وہاں جو مقررین ہیں ان کے نام تک نشر کیے جا رہے ہیں اور سینیٹ اور قومی اسمبلی کی کاروائی کا brief الگ دیا جا رہا ہے ۔ ہم وہ مطالبہ نہیں کرتے آپ صحیح کہتے ہیں کہ صوبے کا یہ حق نہیں کہ اس کی کوئی live کارروائی قومی سطح پر دیکھائی جائے لیکن اس کے جو اہم اجلاس ہوتے ہیں اور یہاں پر جو قومی سطح کی قراردادیں پاس ہوتی ہیں جناب والا میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہاں جو کشمیر سے متعلق resolution ہوا اس کو بھی قومی خبرنامے میں coverage نہیں دی گئی کراچی کے سلسلے میں جو unanimous resolution ہوا اس کا بھی قومی خبر نامے میں ذکر تک نہیں ہوا اس لیے میں چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ آپ کے توسل سے ایک دفعہ پھر مرکزی سطح پر take up کیا جائے چونکہ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور پاکستان کی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ اگر یہ ساری کارروائی اور یہ نمائندہ اجلاس اگر قومی خبرنامے میں reflect نہ ہو تو یہ ہمارا نشریاتی استحصال ہے ہمارے آئینی استحقاق کی خلاف ورزی ہے ہمارے جمہوری اور پارلیمانی حق کی پامالی ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں جس طرح سے پہلے ذاتی دلچسپی لیتے رہے ہیں۔اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں ۔ وہاں جو وہ commitment کریں گے میں سمجھتا ہوں وہ اس کو honour کریں گے۔

میاں امتیاز احمد ، آپ نے فرمایا ہے کہ قومی اہمیت کی خبروں کو وہ خبرنامے میں اہمیت دیتے ہیں۔ رات ساڑھے نو بجے "سارے گاما" نامی پروگرام میں عدنان سمیع اور زیبا بختیار۔

جناب سپیکر ، آپ خبرنامے کی بات کریں۔

میاں امتیاز احمد ، یہ خبرنامے کے فوراً بعد کی بات ہے ۔

جناب سپیکر ، خبرنامے کے فوراً بعد کی بات نہ کریں۔ خبرنامے کی بات کریں۔

میاں امتیاز احمد ، وہ بھی خبرنامے کے بعد ہی شروع کر دیتے ہیں اور لوگوں کو دکھاتے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون ' آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ' تحریک استحقاق کے جواب دینے کی تو غالباً میری ضرورت ہی نہیں پڑی ۔ البتہ آئین کے آرٹیکل 159 کا جو حوالہ فاضل رکن اسمبلی جناب ایس اے حمید نے دیا ہے میں انتہائی احترام سے عرض کروں گا کہ آئین کے آرٹیکل 159 کا ٹیلی وژن کے

یا دوسرے معاملات کی کوریج کے حوالے سے اس کا کوئی واسطہ یا تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر : میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : یہ صوبائی حکومت کے جو براڈ کاسٹنگ اور ٹیلی کاسٹنگ کے فکشنز ہیں اس سلسلے میں صوبائی حکومتوں کو enable کرنے کے لیے کہ جو وہ اقدامات کرنا چاہیں ان سے نہ روکنے کے بارے میں آئین کے آرٹیکل کا ذکر ہے۔ جہاں تک ان کی تحریک کا اصل مقصد ہے وہ یہی ہے کہ پنجاب اسمبلی کی کوریج بھی مناسب طریقے سے ٹیلی وژن پر ہونی چاہیے۔ اس سلسلہ میں محکمہ اطلاعات پنجاب نے وفاقی حکومت کو اپنی نا صرف تشویش سے آگاہ کیا ہے بلکہ پاکستان ٹیلی وژن کے حکام کو مراسلہ جات پنجاب انفرمیشن ڈیپارٹمنٹ نے بھی تحریر کیے ہیں اور یہ گزارش کی ہے کہ پنجاب اسمبلی کی کوریج مناسب طریقے سے کی جائے۔ جہاں تک فاضل رکن اسمبلی نے اپنی تحریک کے اندر آزادکشمیر اور دوسرے صوبوں کے حوالے سے کہا ہے کہ ان اراکین کے نام لے لے کر ان کی کوریج کی جاتی ہے اس بارے میں میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں اس پر نہ کوئی اعتراض ہے اور نہ ہونا چاہیے۔ آزادکشمیر اسمبلی کی کارروائی میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے دوسرے چاروں صوبوں کی نسبت اگر اسے زیادہ کوریج دی جائے تو اسے بھی ہمیں خوشدلی کے ساتھ قبول کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ جب ہم مقبوضہ کشمیر کی آزادی چاہتے ہیں تو آزاد کشمیر کے لیے ہمیں یقیناً ایسی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے اراکین یا آزادکشمیر اسمبلی کی کوریج سے ہمیں خوشی ہونی چاہیے کہ پاکستان ٹیلی وژن آزادکشمیر اسمبلی کو مناسب کوریج دے کر صحیح قومی خدمت انجام دے رہا ہے۔ جہاں تک پنجاب کی کارروائی صحیح طریقے سے کوریج نہ کیے جانے کا تعلق ہے آپ نے یقیناً کوششیں اور کاوشیں کیں اور اس سلسلے میں آپ نے ابھی جو ارشاد فرمایا یقیناً مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس تحریک استحقاق کے حوالے سے آپ جو بھی فیصلہ کرتے ہیں اس سے مجھے اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنی observation دے دی۔ ورنہ جناب سپیکر! میں یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب بھی اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پورے کرے گی۔ اور محکمہ اطلاعات بھی اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گا کہ پاکستان ٹیلی وژن پر پنجاب اسمبلی کی صحیح کوریج ہو۔

جناب سپیکر : بجا ہے۔

جناب ایس اے حمید : میں بڑی معذرت کے ساتھ وزیر قانون سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ He

اس لیے کہ یہ جو despite being a Law Minister always displays ignorance of law. میں نے آرٹیکل کا حوالہ دیا ہے یہ ایک آئینی تحفظ دیا گیا ہے کہ اگر متوازی حکومت ہو یا مخالف حکومت ہو تو صوبوں کو ایک حق دیا گیا ہے کہ The Federal Government shall not refuse یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس بات کو پڑھنا ہی نہیں چاہتے ۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ انھوں نے یہ کہا کہ آزاد کشمیر کی بات کرتے ہیں ۔ میں نے جو الفاظ لکھے ہیں " اس کے برعکس دوسرے صوبوں حتیٰ کہ آزادکشمیر کی اسمبلی کے اراکین " میں نے تمام صوبوں کی بات کی ہے میری وزیر قانون سے یہ درخواست ہے کہ کم از کم آئین کو بھی اچھی طرح پڑھ لیا کریں تحریک کو بھی اچھی طرح پڑھ لیا کریں۔ بغیر پڑھنے کے وہ جواب دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر ، میں اس سلسلے میں دوبارہ یہ عرض کروں گا کہ یہ آدھی آیت نہ پڑھیں ۔ اسی طرح آرٹیکل بھی آدھا نہ پڑھیں کہ shall not refuse جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ کون سے فنکشنز کے معاملے میں اس آرٹیکل میں یہ کہا گیا ہے کہ shall not refuse یہ اسمبلی کی کوریج کے معاملے میں نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر:اسی لیے میں نے عرض کیا کہ یہ جو معاملہ اس بات پر بحث کرتا ہے کہ کیا صوبے کو اپنا ٹیلی وژن بنانے کا حق ہے یا نہیں ہے ۔ یہ بحث نہیں ہے کہ مرکز میں جو ٹیلی وژن ہے اس میں صوبوں کو کس حد تک کوریج دینے کا کوئی استحقاق دیا گیا ہے ۔ جیسے تابش الوری صاحب نے فرمایا اور وہ اس بات کو میرے خیال میں بہتر طور پر سمجھ رہے ہیں اور میرا خیال ہے شیخ صاحب بھی سمجھ رہے ہیں ہم یہی مطالبہ ایک پر زور طریقے سے اصرار کے ساتھ اور دلائل کے ساتھ حکومت کے ساتھ جاری رکھ رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ انشاء اللہ اس کا اچھا تاثر ہو گا۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو بہتر طور پر کوریج دلانے کے لیے یہ تحریک پیش کی جس کی بدولت ہم نے مرکز کے ساتھ سلسلہ جنبانی شروع کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بہتر نتیجہ نکلے گا۔ اور میں اسے آپ کی اجازت سے dispose of کرتا ہوں۔ اب شام کی اذان ہونے والی ہے ۔ کال اٹینشن نوٹس تھا۔ جناب وزیر قانون کیا وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ، کال اٹینشن نوٹس اگر آپ کل تک مؤخر کر دیں تو نوازش ہو گی ۔

جناب سپیکر ، کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، کوئی حرج نہیں ہے ۔ کل تک موخر کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ اسے کل تک موخر کرتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق انتہائی اہم ہے ------

جناب سپیکر ، مغرب کی نماز کے لیے سات بجے تک کے لیے اجلاس ملتوی کیا جاتاہے ۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ جی۔

سید تابش الوری، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق بڑی اہم ہے ۔ میں نے جناب سپیکر کو بھجوائی تھی اور انہوں نے نماز کے وقفے سے پہلے یہ کہا تھا کہ میں واپس آ کر اس کو لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا نمبر کیا ہے؟

سید تابش الوری، یہ میں نے آج ہی دی ہے۔ آپ کے پاس ابھی پہنچی ہے اور یہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ تھوڑی ہیں۔ اس طرح تو بات اچھی نہیں ہے۔

سید تابش الوری، جناب انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ میں ٹیک اپ کرتا ہوں۔ابھی تحاریک استحقاق جاری تھیں کہ انہوں نے نماز مغرب کا وقفہ کردیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر،نمبر ا ۔ جناب ارشد عمران سلہری۔آپ کی تحریک التوائے کار نمبر ایک ہے۔ جی ارشد عمران سلہری۔

ضلع ساہی وال کے شمال مغربی دیہات پر دریائے راوی کا شدید دباؤ

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ جناب والا! جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے

اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع ساہیوال کے شمال مغرب کی جانب واقع دیہات موضع اڑتمہ' مرادہ دلو' راجہ دلو' نور کے کاٹھیے' چک سبو کا' نامہ سمور' نامہ سیال منسلکہ بستیاں 'بستی چودھری احمد دین تارڑ' بستی لکاں' بستی احمد اللہ وغیرہ دریائے راوی کی شدید کٹاؤ کی زد میں ہیں۔ اور اب تک جتنا رقبہ دریا برد ہوچکا ہے۔ نہایت زرخیز اور چھوٹے زمینداروں کے لیے روزی کمانے کا ذریعہ تھا جو کہ دریابرد ہوچکا ہے۔ مزید برآں ۱۹۹۰ء کے بعدگورنمنٹ کی منظوری سے چک اڑتمہ کے بچاؤ کے لیے گاؤں کے مشرق کی جانب مضبوط بند بنایا گیا ہے۔ مگر بند بننے کے باوجود حکومت کی غلط پلاننگ کی وجہ سے دریائے راوی نے بند کے آغاز سے پہلے سمت مشرق جنوب کی طرف اپنا رخ کر لیا ہے۔ جس شدید کٹاؤ سے کسانوں کا زرخیز رقبہ دریابرد ہو رہا ہے وہ اپنی جگہ بلکہ تمام دیہات اور مذکورہ بستیاں دریا کے نئے رخ کی زد میں آگئی ہیں۔ اور شدید خطرہ پیدا ہوگیا ہے کہ مذکورہ سات آٹھ دیہاتوں اور بستیوں کا مکمل نام ونشان مٹ جائے۔ اس سے تمام علاقہ کے لوگوں میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ اور علاقہ کے لوگوں میں عوامی نمائندوں کے خلاف نفرت بڑھ رہی ہے۔ اس لیے گزارش ہے کہ اس المیہ سے بچنے کے لیے حکومت کوئی حکمت عملی وضع کرے۔ اس لیے کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ تحریک التوائے کار محکمہ آبپاشی سے متعلقہ ہے اور فاضل رکن اسمبلی نے اپنی تحریک میں یہ کہا ہے کہ ضلع ساہیوال کے شمال مغرب کی جانب واقع کچھ دیہات دریائے راوی کے شدید کٹاؤ کی زد میں ہیں۔ اور ان کے خیال میں شدید کٹاؤ سے جہاں کسانوں کا رقبہ دریا برد ہو رہا ہے وہاں سات آٹھ دیہات کی مکمل تباہی کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ جناب والا! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ دریائے راوی کسی وقت موضع راجہ دلو کے قریب بہتا تھا پھر یہ اپنا رخ تبدیل کرکے دوسری طرف چلا گیا۔ ۱۹۸۸ء کے سیلاب کے بعد دریا نے پھر اپنا رخ تبدیل کیا۔ اور آہستہ آہستہ موضع راجہ دلو اور اڑتمہ جو کہ دریا کے کنارے پر واقع ہیں ان کی طرف بڑھنا شروع کردیا۔ جناب والا! ۱۹۹۳ء میں دریا کے رخ کی تبدیلی کی وجہ سے موضع اڑتمہ کا کچھ حصہ ایک سکول اور پکی سڑک کٹاؤ کے زد میں آگئے۔ اس بنیاد پر ۱۹۹۴ء میں حکومت پنجاب اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے دریائے راوی پر ایسی شدید کٹاؤ والی جگہوں پر spur بنانے کا ایک منصوبہ بنایا۔ جس میں میسرز NESPAK بطور consultants تھے۔ یہ spur تعمیر کیے گئے اور ان spur کی تعمیر کی وجہ سے

NESPAK بطور consultants تھے۔ یہ spur تعمیر کیے گئے اور ان spur کی تعمیر کی وجہ سے جہاں موضع اڑتمہ ، مراد دلو ، نور کے کاٹھیا ، چک سموکا ، نامہ سول، بستی چودھری احمد دین تارڑ ۔ اور جناب والا! ایک دو اور موضعات اور بستیاں جو موضع اڑتمہ کے عقب میں واقع ہیں وہ ان spur کی تعمیر کی وجہ سے مکمل طور پر محکمے کی اطلاعات کے مطابق محفوظ ہوچکے ہیں۔ البتہ موضع راجہ دلو جوکہ اس spur کے اوپر کی طرف واقع ہے اس کی طرف دریا کے بہاؤ کے کٹاؤ کی وجہ سے کچھ خطرات موجود ہیں۔ اور یہ معاملہ محکمہ اریگیشن پنجاب کے نوٹس میں ہے۔ اور مذکورہ منصوبہ کے تحت ایک اور spur اس کٹاؤ سے بچانے کے لیے بنائے جانے کی تجویز موجود ہے۔ پہلے spur بنانے سے پہلے بھی model study کروائی گئی تھی۔ اور اب دوبارہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس modal study رپورٹ کے مطابق flood protection sector phase II کے تحت ایک مزید spur تعمیر کیا جائے گا۔ جس کے نتیجے میں جن دیہات یا بستیوں کی تباہی کے خدشے کا اظہار کیا گیا ہے وہ خدشہ بے نام ہو کر رہ جائے گا۔ حکومت اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہی ہے۔ دریا کے پانی کا کٹاؤ ایک ایسا معاملہ ہے جس کو روکنے کے لیے حکومت اپنی کوششیں تو کرسکتی ہے لیکن یہ کہنا کہ پانی کا بہاؤ اس کا رخ حکومت متعین کردے۔ ایسا ممکن نہیں ہے ۔ یہ معاملہ specific بھی نہیں ہے۔ پورے صوبے کے معاملات سے متعلقہ بھی نہیں ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ شائد فاضل رکن اسمبلی اب اس تحریک کو پریس نہیں کریں گے۔ البتہ انہوں نے جس تشویش کا اظہار کیا ہے حکومت اس کا ازالہ کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' جی خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! فاضل وزیر قانون صاحب نے ارشد عمران سلہری صاحب جو اس تحریک کے محرک ہیں ان کی تحریک کے جواب میں جو دلائل دیئے ہیں وہ تسلی بخش نہیں ہیں جناب۔ اس لئے کہ حالیہ بارشوں نے اور سیلابوں نے لاہور شہر کو بری طرح تباہ و برباد کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! سیوریج' سڑکیں جو ہیں یہ تباہی کا منظر پیش کر رہی ہیں اور لوگ جناب سپیکر علاقوں میں اجتماعی طور پر قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کی موت کی دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اسمبلی کے ممبر تمام مر جائیں۔ آپ کی اور ہماری زندگی خطرے میں ہے جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے سن لیا ہے۔ میری بات سنیں' ایک

منٹ تشریف تو رکھیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جتنی بھی یہاں پہ تحریک التوائے کار آتی ہیں وہ کوئی مسئلے ہوتے ہیں۔ اہم باتیں ہوتی ہیں۔ ہر فاضل رکن اس پہ پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑا ہو جائے اور اس پہ تقریر شروع کر دے تو یہ بات بنتی نہیں ہے۔ اس لئے مہربانی ارشد عمران سلہری صاحب کو میں فلور دینا چاہتا ہوں۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت چاہوں گا کہ جیسا کہ وزیر قانون نے خود تسلیم کیا ہے کہ 1990 کے بعد وہاں پہ بند جو تھا وہ منظور ہوا۔ بند تعمیر ہوا اور غلط پلاننگ کی وجہ سے جہاں سے بند شروع ہوتا تھا اس سے پہلے دریا کا کٹاؤ جو تھا اس طرف شروع ہو گیا اور خود تسلیم کیا ہے کہ وہاں پہ ایک سڑک اور دیہات جو تھے وہ وہاں پہ بہہ گئے یہ وزیر قانون نے خود تسلیم کیا ہے۔ جناب سپیکر! میری اس میں گزارش ہے کہ وزیر قانون صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ معاملہ specific نہیں ہے اور نہ ہی پورے پنجاب سے متعلق ہے۔ جناب سپیکر اس میں درجنوں دیہات ہیں جو ضلع ساہیوال میں کہ جن کے موضعات کے نام بھی لکھے ہیں ان کو وہاں پہ جو زرعی زمینیں تھیں وہ چھوٹے چھوٹے زمیندار تھے ان کی زمینیں جو ہیں وہ دریا برد ہو چکی ہیں اور ان کو خاصا نقصان ہوا ہے۔ تو میری اس سلسلے میں حکومت سے یہی استدعا ہے کہ اس کے لئے آئندہ جو آنے والا سال ہے۔ اس میں جب سیلاب کی صورت حال سے لوگ وہاں سے آگاہ ہوں کہ اس کے بچاؤ کے لئے کہ جیسا کہ وزیر قانون نے کہا ہے کہ کچھ spur ہم نے بنائے ہیں اور کچھ بنانے ہیں کہ جس کی میں نے نشاندہی کی ہے۔ ان دیہاتوں کے بچاؤ کے لئے وہاں پہ یہ spur بنانا چاہتے ہیں۔ مجھے اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! جس سکول اور پکی سڑک کے کٹاؤ کی زد میں آنے کا میں نے ذکر کیا تھا وہ واقعہ 1993 کا ہے۔ اس کے بعد 1994 میں پنجاب اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے منصوبہ وہ بنایا جس کے تحت spurs تجویز کئے گئے اور بنائے گئے۔ یہ ماڈل سٹڈی رپورٹ کے مطابق مزید بند جو ہیں ان کی تعمیر بھی تجویز کی گئی ہے اور اس سلسلے میں فاضل رکن نے جو دوبارہ استفسار کیا ہے اس کے جواب میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ جناب سپیکر فلڈ پروٹیکشن سیکٹر پروجیکٹ فیز II- حکومت کے زیر غور ہے اور پنجاب حکومت نے اس کی منظوری کے لئے مرکزی حکومت کے پاس یہ منصوبہ بھیجا ہوا ہے اور اس کی منظوری جنوری، فروری 1996 تک متوقع ہے کہ ہو جائے گی اور اس طرح انشاء اللہ اگلے مالی سال سے پہلے پہلے اس spur کی تعمیر جو ہے وہ شروع

اس spur کی تعمیر شروع ہو جانے کی جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' جی میرے خیال میں۔۔۔

جناب ارشد عمران سلہری، وزیر قانون کی اس یقین دہانی کے بعد کہ وہاں پہ اس کے بچاؤ کے لئے spur جو ہے وہ نیا تعمیر کیا جائے گا۔ میں پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی' شکریہ۔ وزیر موصوف کی اس یقین دہانی کے بعد محرک اس کو پریس نہیں فرماتے۔ next ہے نمبر 2۔ جناب ایس۔ اے حمید' جناب عبید اللہ شیخ' شیخ انور سعید۔ جناب ایس۔ اے حمید اس کو پیش کریں گے۔

سرکاری ہسپتالوں کے عملے کی ملی بھگت سے غریب مریضوں کا استحصال

جناب ایس۔ اے حمید، شکریہ جناب سپیکر! جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں غریب مریضوں کو اول تو دوائیاں ملتی ہی نہیں اور اگر بدقسمتی سے کوئی ڈاکٹر کسی غریب کو مفت دوائی دینے کا ارادہ کر ہی لے تو مریض کو ملنے کی بجائے وہ دوائی میڈیکل سٹوروں پر پہنچ جاتی ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ سروسز ہسپتال میں پیش آیا وہاں ایمرجنسی وارڈ کے ایک ڈاکٹر نے مریض کے تیمار دار کو کہا کہ "بریتولا" خرید کر لاؤ وہ شخص ہسپتال کے باہر ایک میڈیکل سٹور سے متذکرہ بریتولا خرید لایا تو اس پر سروسز ہسپتال کے سٹاف روم کی طرف سے ایمرجنسی وارڈ کو جاری کرنے کی مہر لگی ہوئی تھی۔ جب ہسپتال کے عملہ سے اس چوری کے بارے میں دریافت کیا گیا تو بتایا گیا یہ معمول کا واقعہ ہے۔ ہسپتال کے عملہ کی ملی بھگت سے غریب مریضوں کا استحصال ہو رہا ہے اور حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے یہ واقعہ قومی اخبارات میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ہیلتھ منسٹر۔

وزیر صحت، شکریہ' جناب سپیکر۔ جس وقت یہ خبر اخبار میں شائع ہوئی تو میں نے اسی دن جناب سپیکر'

اس کا نوٹس لیتے ہوئے، کیونکہ ابھی وہ exercise جو میں سیٹ پہ بیٹھ کے کیا کرتا تھا وہ میں نے ابھی چھوڑی نہیں ہے۔ میں نے اسی دن ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز کو اس کٹنگ کے ساتھ ایک comprehensive report بنانے کے لئے لکھا۔ انہوں نے جو رپورٹ میرے پاس بھیجی ہے وہ میں پڑھ کے ایوان کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ یہ بیک گراؤنڈ میرا بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اس تحریک التواء کے یہ سیکرٹریٹ میں جمع کروانے سے پیشتر ہم نے کوشش کی تھی کہ اس کا نوٹس لیا جائے۔

The issue have been thoroughly investigated by a team of the following.-

1 Dr Khalid Mahmood, District Health Officer, Lahore

2 Mr. Haq Nawaz Malik, Divisional Drug Inspector,

Lahore Division Lahore.

3 Mr Iyyaz Ali Khan, Drug Inspector Industries.

4. Mr yassar Mahmood.

5 Mr. Shoaib Akhtar

اور انہوں نے جو رپورٹ بنا کے بھیجی ہے۔ جناب سپیکر، میں وہ

The Committee visited the Services Hospital on 2-9-95 and met the Medical Superintendent, Additional Medical Superintendent (Emergency), Additional Medical Superintendent (Instruments & Medical Stores) and discussed in detail the News Item which appeared in The Daily "Nawa-i-Waqt", Lahore on 23-8-1995 under the Title

"سروسز ہسپتال کی دوائیں دکانوں پر بک رہی ہیں"

All of the said responsible officers categorically denied that any such incident has occurred. Sale of

"برنیولا" میں یہ بعد میں شیخ صاحب نے جو تحریک التواء بنائی ہے میں اس پہ بھی اپنی رائے ان کو دینا چاہوں گا کیونکہ بہرحال ان کا دو سال کا تجربہ ہے۔ میرا زیادہ تجربہ ہے کہ تحریک التوائے کار کیسے بنائی

جاتی ہے اور ان میں کون سے الفاظ جو ہیں وہ تحریر کئے جانے مناسب دکھائی دیتے ہیں۔

They further informed that no such complaint has been brought to the notice of MS, AMS, or DMS or on duty CMO, neither any complainant verbally told such incidents to them, nor any name of such so called affected patient has been mentioned in the news item nor any name of such medical store is mentioned in the news appeared in the Daily Nawa-i-Waqt dated 23.8.95. The M/S of the Services Hospital of Lahore also informed the Committee that he is investigating the matter and he is soon submitting this report to the worthy Health Minister Punjab.

میں نے ان کو علیحدہ اپنے طور پر لکھا کہ آپ بھی مجھے اس کے بارے میں بتائیں تاکہ پھر میں اس کو tally کروں کہ کہاں کہاں پہ discrepancies پائی جاتی ہیں۔

The Committee also visited and checked the emergency out door instruments

وہ سارے انھوں نے check کیے

and observed that on 21st August, 1995, and 22nd August, 1995

(برینولا ایک equipment ہوتی ہے۔ It is not a medicine. کہ جو اسی وقت لی جاتی ہے اور اسی وقت وہ استعمال ہو جاتی ہے۔ کہ یہ دو دن میں کتنے برینولز سٹورز سے issue ہوئے ہیں)

That these were found to have been issued to the emergency out door on the proper demand chits of the emergency out door patients and wards for their proper use on the concerned patient against COD No/date. The Committee also paid surprise visit to many medical stores opposite Services Hospital Lahore and checked them in detail but no government property drug stamped by Services Hopital Lahore or any government institution were found and recovered.

جناب سپیکر! جس وقت مجھے ڈی جی ' ایچ ایس کی رپورٹ ملی ' میں نے اس وقت جن تاریخوں

کا انھوں نے حوالہ دیا تھا‘ میں نے انھیں ٹیلی فون پر کہا کہ مجھے اس کے ساتھ ساتھ ان مریضوں کے نام بھی چاہییں جن مریضوں کو یہ برینولاز آپ نے سٹور سے issue کیے ہوئے ہیں۔ انھوں نے یہ لسٹ دی‘ کافی لمبے نام ہیں‘ اکیس اور بائیس تاریخ کو جو دیے گئے تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید کسی غلط فہمی کی بنیاد پر یہ رپورٹ دی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر شیخ صاحب سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی حقائق چھپائے گئے ہیں تو میں اس کی ذمہ داری لیتے ہوئے جو concerned لوگ ہیں ان کے خلاف proper action لینے کی یقین دہانی کراتا ہوں۔ اسی طرح تحریک التوائے کار ہاؤس میں آنے کے بعد جو طریقہ کار تھا وہ میں نے ایم ایس سروسز کو بھی بھیجی ہے۔ پہلی رپورٹ میں نے اپنے طور پر کروائی تھی۔ ایم ایس سروسز نے بھی یہی لکھا ہے کہ یہ غالباً خبر کسی غلط فہمی کی بنیاد پر ہے۔ کیونکہ ہسپتال کی انتظامیہ کو‘ کوئی ایسی چیز نہیں کہی جس میں واقعے کی تاریخ‘ مریض کا نام یا میڈیکل سٹور کا پتا دیا گیا ہو۔ ایسا کوئی ثبوت فراہم کیا جاتا تو نہ صرف ملوث افراد کے خلاف کارروائی کی جائے گی‘ بلکہ جو سٹاف کا بندہ یا دکان دار ادویات کی چوری میں ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف ڈرگز ایکٹ کے تحت کارروائی کی جائے گی۔ جناب سپیکر! میں پہلے تھوڑا سا یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو برینولا

It is not a medicine it is an equipment which is used for the procedure.

اور دوسرے شیخ صاحب نے یہ لکھا ہے کہ اگر بدقسمتی سے کوئی ڈاکٹر کسی غریب کو دوائی دینے کا ارادہ کرے تو پھر تو وہ دوائی مریض کے پاس پہنچنی چاہیے‘ وہ سٹور میں تو نہیں پہنچنی چاہیے! میرے پاس جو رپورٹ ہے وہ میں نے ایوان کی خدمت میں پیش کی۔ اس تحریک کے آنے سے پیشتر اپنے طور پر جو انکوائری کی۔ اس کے باوجود

Being Minister-in-Charge, I take the responsibility.

شیخ صاحب اگر اس بارے میں میری کوئی رہنمائی کریں جس سے culprits قابو کرنے میں ہمیں مدد ملے تو میں ان کا شکریہ ادا کروں گا کہ محکمے سے کچھ گندے بندوں کو نکالنے میں انھوں نے ہماری مدد کی۔ Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شیخ صاحب!

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ وزیر صحت نے اس بارے میں کچھ تکلیف کی اور اپنی رپورٹ پیش کی۔ عملی طور پر یہ ممکن نہیں کہ جس مریض سے یہ واقعہ پیش آیا ہو

وہ موقع پر آپ کو ملے اور تمام ضابطے کی کارروائی مکمل کروا سکے۔ مریض آتے ہیں چلے جاتے ہیں اور technically یہ تحریک ناک آؤٹ ہو سکتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عملاً کیا ہو رہا ہے۔ عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ ایمرجنسی وارڈوں میں نہ ان کے پاس کاٹن ہے' نہ ان کے پاس سرنج تک ہے۔ مجھے خود اس کا ذاتی تجربہ ہے۔ میں میو ہسپتال میں گیا۔ وہاں پر میں نے اپنا بلڈ ٹیسٹ کروانا تھا۔ ان کے پاس کوئی کاٹن اور کوئی سرنج نہیں تھی۔ مجھے وہ بازار سے منگوانی پڑی۔ رہا مسئلہ یہ کہ وزیرصحت فرماتے ہیں کہ ایسی کوئی شکایات نہیں ہیں۔ کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے دو سال کے tenure میں کبھی کوئی ادویات ہسپتالوں کی سٹوروں پر نہیں بکیں؟ یہ اس بات کی گارنٹی کر سکتے ہیں؟ اور اگر بکی ہیں تو انھوں نے آج تک کیا کارروائی کی ہے؟ جناب سپیکر! یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ پنجاب کے تقریباً تمام ہسپتالوں کی ادویاتِ میڈیکل سٹوروں سے دستیاب ہیں۔ انھیں اس حقیقت کو ماننا چاہیے' تسلیم کرنا چاہیے اور اس کے ممکنہ حل کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں۔ میری صرف ان سے یہ درخواست ہے کہ یہ جا کر عملی طور پر ہسپتالوں کا معائنہ کریں۔ وزیر صحت کے طور پر نہیں ایک عام آدمی کے طور پر۔ پھر انھیں اس بات کا احساس ہو گا کہ وہاں پر اگر کاٹن دستیاب نہیں' اگر وہاں پر ایک روپے کی سرنج نہیں ملتی ---

MR DEPUTY SPEAKER: I call the House to order.

جناب ایس اے حمید، اگر وہاں پر ایمرجنسی وارڈ میں ایک سرنج دستیاب نہیں ہے' آپ خود ملاحظہ فرما لیں کہ محکمہ صحت کیا کچھ کر رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' انھوں نے کہا ہے کہ اگر اس سلسلے میں آپ ان سے تعاون کریں' وہ تو تیار ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ تو ایک واقعہ ہے۔ ایسے سینکڑوں واقعات روز ہوتے ہیں۔ میں اس ایک واقعے کی بنیاد پہ ان تمام واقعات کو cover کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ٹھیک ہے۔ لیکن آپ تو کافی سمجھ دار ہیں۔ تحریک التوائے کار کا مسئلہ ہے۔ جو مقصد آپ کا تھا' آپ کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے کافی اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اب بھی وہ کہتے ہیں کہ آپ اس سلسلے میں جو بھی ہمیں انفرمیشن دیں میں اس پر فوری ایکشن لینے کو تیار ہوں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں انھیں انفرمیشن دے دیتا ہوں۔ میرے ساتھ چلیں۔ میں انھیں دکھاتا ہوں کہ ایمرجنسی وارڈوں میں کیا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ رانا صاحب! آپ کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! یہ وقفہ تحاریک التوائے کار ہے۔ میں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ اپنے آپ کو رولز کے فریم ورک کے اندر رکھوں۔ میں اپنے آپ کو اس اہل نہیں سمجھتا کہ شیخ صاحب جیسے seasoned اور experienced پارلیمنٹیرین کو یہ نصیحت کروں کہ وہ بھی اپنے آپ کو دائرۂ کار کے اندر رکھیں۔ جناب سپیکر! جہاں تک شیخ صاحب کی اس بات کا تعلق ہے جو انھوں نے اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ پر کی ہے۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مختلف محکمہ جات میں جو خرابیاں پائی جاتی ہیں اس کا اعتراف نہ کرنا یا اسے یہ کہہ دینا کہ یہ سب اچھا ہے یہ اپنی ذمہ داریوں سے انحراف ہو گا اور اس حقیقت سے چشم پوشی ہوگی کہ ہم اسے بہتر کرنے کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا' میں نے آپ کے زیر صدارت سیشن میں بھی اور جناب رامے صاحب کے زیر صدارت سیشن میں بھی کبھی یہ claim نہیں کیا کہ محکمہ صحت پاکستان کے اس خراب نظام میں ایک جزیرے کی حیثیت رکھتا ہے' یا اسے بنانے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔ یہ ایک کوشش ہے۔ اور اس کوشش میں کہ ہمارا یہ محکمہ جس سے انسان کی زندگی وابستہ ہوتی ہے' اس کو بہتر بنانے کے لیے' اسے عوام کی توقعات کے مطابق بنانے کے لیے' پیپلز پارٹی کی توقعات کے مطابق نہیں' جونیجو لیگ کی توقعات کے مطابق نہیں' پنجاب کے عوام کی توقعات کے مطابق بنانے کے لیے میں نے شیخ صاحب کو تکلیف دی ہے۔ انھوں نے ہمیشہ مہربانی کی ہے۔ میں نے عمران مسعود صاحب کو تکلیف دی ہے' اقبال خاکوانی صاحب کو تکلیف دی ہے' ڈاکٹر شفیق صاحب کو بھی۔ اس ساری ایکسر سائز کا مقصد ہی یہی ہے ۔ پچھلے سال' بلکہ انھوں نے غالباً اپنی کسی مجبوری کا ذکر کیا تھا' ہمیں وہ سیشن ذرا جلدی ختم کرنا پڑا۔ یہ میرے ساتھ اس کوشش میں already شامل ہیں جس میں پنجاب اسمبلی کے لوگ مل کر پنجاب کے عوام کے لیے ایک ایسا صحت کا نظام دینے میں کامیاب ہو جائیں جو کوشش کی جائے گی کہ حتی المقدور اس میں کم سے کم خامیاں موجود ہوں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کس سلسلے میں ہے ۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا ! یہ جو گفتگو ہو رہی ہے اس کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو پتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوتا ہے؟

خواجہ ریاض محمود ۔جی ہاں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔جی فرمائیں !

خواجہ ریاض محمود ۔جناب والا! مجھے یہ پتا ہے کہ میرے حلقے میں میوہسپتال پڑتا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔

خواجہ ریاض محمود ۔جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ میرے حلقے میں سروسز ہسپتال پڑتا ہے ۔ میرے حلقے میں گنگا رام ہسپتال پڑتا ہے ۔ میں آپ کو وہ کہانی سنانا چاہتا ہوں جو غریب آدمی کے ساتھ روا رکھی جا رہی ہے ۔ جناب سپیکر ! رانا اکرام ربانی صاحب کو وزیرصحت بنے ہوئے تقریباً دو سال ہوگئے ہیں۔ کیا یہ یہاں پرتا سکتے ہیں کہ کسی ہسپتال میں انھوں نے کبھی سرپرائز چھاپہ مارا؟ بڑے بڑے ڈاکٹروں نے اور پروفیسروں نے یہ ہسپتال دکانیں بنائی ہوئی ہیں ۔ لوگوں کا خون چوس رہے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔یہی مسئلہ انھوں نے اٹھایا ہوا ہے ۔یہی مسئلہ آپ کے فاضل رکن ایس اے حمید صاحب نے اور شیخ عبیداللہ صاحب نے اور ان دوستوں نے یہ تحریک التوا کی شکل میں اٹھایا ہوا ہے ۔ اگر یہ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اٹھایا جاتے تو پھر یہ بڑی آسان بات ہوجائے گی ۔

وزیر صحت ۔جناب سپیکر ! میں personal explanation پر ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔خواجہ صاحب! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ میں آپ کو کیسے سمجھاؤں۔ (قطع کلامیاں) ایس اے حمید صاحب! میرے خیال میں رانا صاحب کی اس سٹیٹمنٹ کے بعد آپ کا کیا خیال ہے؟

خواجہ ریاض محمود ۔جناب سپیکر ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔وہ آپ کی بات بنتی نہیں ہے ۔ یہ دیکھیں جتنے بھی فاضل اراکین ہیں ہر ایک کے حلقے میں ہسپتال ہے اور سب کو یہی تکالیف ہیں ۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں ۔ یہ ایسی بات ہے ۔ جی!

جناب ایس اے حمید ۔ جناب سپیکر ! اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی particular adjournment motion کا دائرہ کار محدود ہوتا ہے ۔ لیکن اس کی روح یہ ہے کہ کسی ایک

particular adjournment motion کے ذریعے صوبے میں کسی محکمے میں جو خرابی ہے اس کی نشاندہی کی جائے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ متذکرہ واقعہ میں ہوسکتا ہے کہ یہ حقائق کے برعکس ہو یا اس میں ان کو پوری طرح سے پوائنٹ نہ ملے ہوں ۔ لیکن یہ محکمہ صحت کا ایک عام روگ ہے کہ ہسپتالوں میں ادویات نہیں ہیں ۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ جو اس کی روح ہے جو اس کا پس منظر ہے اس بارے میں جناب رانا صاحب فرمائیں کہ وہ کیا اقدامات کرنے والے ہیں ۔ اور کیا انہوں نے ماضی میں کیے ہیں ۔ اس کے بارے میں انھوں نے کچھ نہیں فرمایا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی رانا صاحب ! ان کا مقصد یہ ہے کہ جو صورت حال آج کل نہ صرف لاہور میں بلکہ صوبہ پنجاب میں ہے اس کو کنٹرول کرنے کے لیے آپ کے ذہن میں کیا تجویز ہے تاکہ وہ مطمئن ہوجائیں ۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر ! میں نے جس وقت ساری خرابیوں کا ذکر کیا اس وقت پرائیویٹ پریکٹس کا ذکر بھی آیا ۔ last meeting میں شیخ صاحب نے خود ہی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ چونکہ سب سے اہم اور sensitive issue جسے ہم face کررہے ہیں وہ سرکاری ڈاکٹروں کی پرائیویٹ پریکٹس ہے۔ اس طرح یہ pilferage بھی اس میں شامل ہے ۔ ان کے اپنے زمانے سے ایک exercise شروع ہے کہ ایک special packing میں ہسپتالوں کو دوائی دی جاتی ہے ۔ لیکن آج ان کی اپنی شکایت کے ذریعے یہ معلوم ہوا کہ ان کا کیا ہوا وہ اقدام بھی کافی نہیں تھا اور آج وہ اقدام کرنے والے خود شکایت کر رہے ہیں کہ دوائیاں بازاروں میں بک رہی ہیں ۔ تو وہ کمیٹی جس میں ہم شامل ہیں اس میں یہ issue بھی discuss کیا جائے گا کہ اسی action کو جنھوں نے اپنے زمانے میں کیا لیکن آج ۴ تاریخ کو شکایت کررہے ہیں کہ یہ کامیاب نہیں ہے اور دوائیاں بدستور بک رہی ہیں ۔ ہم اس کو مزید بہتر بنائیں گے تاکہ آئندہ آنےوالی اسمبلی میں اس پر کوئی بات نہ ہو ۔ جناب سپیکر ! میں ایک چیز اور عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں مائیک بند کرکے کوشش کروں گا کہ میں خواجہ صاحب کی طرح بات کرسکوں ۔ (قطع کلامیاں) جناب سپیکر ! میں ان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میں نے surprise visit کیا ۔ اخبار کے دوست میرے ساتھ موجود تھے ۔ اور اخبار کے دوستوں کو بھی ہسپتال کے گیٹ پرجا چلا تھا کہ ہم surprise visit کرنے کے لیے کس ہسپتال میں جارہے تھے ۔ جناب والا ! اب اس سے زیادہ تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ جناب ! میرے خیال میں اب آپ پریس نہیں کرتے ۔

جناب ایس اے حمید ، جی میں پریس نہیں کرتا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، فاضل رکن پریس نہیں کرتے ہیں ۔ تو اس کے ساتھ یہ disposed of تصور ہو گی ۔ تحریک التوائے کا آدھ گھنٹہ ختم ہوتا ہے ۔ اب ہم آگے چلتے ہیں ۔ Call Attention Notice کی کیا پوزیشن ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! Call Attention Notice کل کے لیے pending ہو گیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کل تک کے لیے pending ہو گیا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جی ہاں ۔

میاں معراج دین ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں معراج دین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

میاں معراج دین ، جناب سپیکر ! چونکہ آج اتفاق سے ایم ڈی واسا اور ڈی جی ایل ڈی اے آئے ہوئے ہیں اور وہ تشریف لے جا رہے ہیں ۔ تو میری ایک تحریک التوائے کار اس کے آگے تھی۔ چونکہ لاہور کا جو علاقہ ہے یعنی سارا لاہور ابھی تک بارشوں کے پانی کی وجہ سے ڈوبا ہوا ہے ۔ سڑکیں ساری برباد ہو رہی ہیں ۔ سیوریج کا نظام درہم برہم ہو چکا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تحریک التوائے کار نمبر ۲ ہے ؟

میاں معراج دین ، جی یہ تحریک التوائے کار نمبر ۲ ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ اس کو کل کی بجائے آج ہی لے لیا جائے؟ کیونکہ آگے آپ کا ہی مسئلہ ہے ۔

میاں معراج دین ، جناب والا ! اسے آج ہی لے لیا جائے تو زیادہ اچھا ہے ۔ کیونکہ ایم ڈی واسا اور ڈی جی ایل ڈی اے سارے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ تو میری گزارش ہے کہ اسے آج ہی لے لیں آپ کی بڑی مہربانی ہو گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چلیں ۔ جی پڑھیں ۔ میں آپ کو اجازت کو دیتا ہوں ۔

میاں معراج دین ، بہت بہت شکریہ جناب !

جناب عبیداللہ شیخ ، جناب والا ! نمبر ۴ کو بھی دیکھ لیا جائے کیوں کہ یہ بھی اسی قسم کی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نمبر ۳ پر جناب عبیداللہ شیخ ' میاں معراج دین اور شیخ انور سعید ۔ اور نمبر ۴ واسا وغیرہ کے متعلق ہے ۔ تو یہ ایک ہی بات ہے ؟

میاں معراج دین ، جناب والا ! یہ دونوں اکٹھی لے لی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ پہلے نمبر ۳ کون پڑھیں گے ؟ میاں معراج دین صاحب پڑھیں گے۔

میاں معراج دین ، شکریہ جناب !

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! تحریک التوائے کار کا نمبر بتا دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ نمبر ۳ ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، شکریہ جناب !

میاں معراج دین ، جناب سپیکر ! میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ۔ چونکہ ڈی جی ایل ڈی اے اور ایم ڈی واسا تشریف فرما ہیں تو میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کروں گا۔۔۔

(اس مرحلہ جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

شکر الحمداللہ رائے صاحب تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر ، جناب میاں صاحب!

میاں معراج دین ، جناب سپیکر ! پیشتر اس کے کہ میں تحریک التوائے کار پڑھوں میں منظور احمد موہل صاحب کا تو شکرگزار ہوں کہ انھوں نے مجھے ٹائم دے دیا ہے ۔ اور اس بات سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ چونکہ لاہور کی میری اور آپ کی وارڈ اکٹھی ہے ۔ اور اس کا آپ موازنہ بھی کر لیں گے ۔ کہ آپ کا کتنا کام ہو رہا ہے اور میرے ہاں کتنا کام ہو رہا ہے ۔ اور ہمیں کس چیز کی سزا دی جا رہی ہے ۔

جناب سپیکر ، میں اسی لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ لاہور کی بات کر رہے ہیں ۔

سلامت پورہ لاہور کے بند گٹروں سے مکینوں کو پریشانی

میاں معراج دین ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ واسا کے سینیٹری سٹاف کی مسلسل عدم توجہی نے سلامت پورہ کے رہائشیوں کی زندگی اجیرن بنا کر رکھ دی ہے ۔ حالیہ بارشوں کی وجہ سے علاقہ کے گٹر بند ہونے کے باعث اہل محلہ کے لیے عذاب بن گئے ہیں۔ مگر واسا کے اہلکار اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے ۔ سڑکوں اور گلیوں پر جا بجا گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ بارشوں کا پانی جگہ جگہ کھڑا ہے۔ نمازیوں کے لیے مساجد میں جانا مشکل ہو گیا ہے۔ وبائی امراض خاص طور پر پیٹ کی امراض پھوٹ پڑی ہیں اور حکام سکھ و چین کی بانسریاں بجا رہے ہیں۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے ۔

جناب سپیکر ! میں یہ گزارش کروں گا کہ میں نے اس سلسلے میں ذاتی طور پر بارہا ٹیلی فون کیے ہیں۔ اور ایم ڈی واسا سے بھی بات ہوئی ہے ۔ اور ان کے جو انجینئر حضرات ہیں ان سے بھی میری فرداً فرداً بات ہوتی رہی ہے ۔ میں by name اس لیے کہہ رہا ہوں کہ چونکہ انھوں نے ----

جناب سپیکر ۔ جناب لاء منسٹر !

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر ! تحریک التوائے کار پر short statement نہیں ہوا کرتی ۔

میاں معراج دین ۔ جناب والا ! میں شارٹ سٹیٹمینٹ نہیں دے رہا بلکہ میں حقائق بیان کر رہا ہوں۔یہ میری خوش قسمتی ہے کہ راسے صاحب بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ میری بات سنیے ۔ طریقے سے چلتے ہیں ۔ میں آپ کو موقع دیتا ہوں ۔ آپ نے اپنی تحریک التوائے کار پیش کردی۔ اب لاءمنسٹر صاحب کی رائے سن لیتے ہیں ۔ اگر آپ کو اس کے باوجود کچھ کہنا ہوا تو میں موقع دے دوں گا۔

جناب عبید اللہ شیخ ۔ جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر ۳ اور نمبر ۴ دونوں ایک ہی جیسی تھیں۔ تو اس کے ساتھ ہی تحریک التوائے کار نمبر ۴ بھی ساتھ ہی پڑھ لی جائے۔

جناب سپیکر ۔ آپ پڑھنا چاہتے ہیں؟

جناب عبید اللہ شیخ ۔ جی۔

جناب سپیکر ۔ جی۔ پڑھیے۔

مصری شاہ، لاہور اور اس سے ملحقہ علاقے میں گندگی کے ڈھیر

جناب عبید اللہ شیخ ۔ جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر ۴

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ واسا اور بلدیہ عظمیٰ لاہور کے اہل کاروں کی مہربانیوں سے مصری شاہ اور اس سے ملحقہ علاقے گندگی کے ڈھیر اور گٹروں سے ابلتے پانی جوہڑ بن چکے ہیں۔ سڑکیں مسلسل پانی کھڑا رہنے کی وجہ سے موت کے کنویں بن چکی ہیں۔ آئے دن ٹریفک حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ گندگی اور تعفن کی وجہ سے علاقہ میں وبائی امراض پھیل چکی ہیں مگر حکومت کے کارندے اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ۔ جناب لاء منسٹر یہ دو ایک جیسی تحاریک التوائے کار پیش کی گئی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر! دونوں تحاریک التوائے کار ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہیں اور یہ دونوں تحاریک التوائے کار جناب عبید اللہ شیخ صاحب، شیخ انور سعید صاحب اور میاں معراج دین صاحب کی طرف سے ہیں۔ یہ لاہور کے منتخب نمائندے ہیں اور لاہور کے عوام کی نمائندگی کے لیے انھوں نے موجودہ بارشوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورتحال سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے اچھا فائدہ تحریک التوائے کار کی شکل میں اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک سلامت پورہ کا تعلق ہے تو یہ ایک گاؤں ہے۔ اس لحاظ سے کہ یہ ایک بہت پرانی آبادی ہے اور یہ بات درست ہے کہ یہاں پر ڈرینج اور سیوریج کا کوئی صحیح نظام موجود نہیں ہے۔ قبل ازیں یہاں کے لیے کوئی ایسی سکیم مرتب نہ کی گئی اور نہ ہی کوئی منصوبہ بنایا گیا جس کے تحت سلامت پورہ کا پانی اس محلے سے باہر نکالا جا سکے۔ سلامت پورہ کے علاقہ میں کچھ کھیت اور جوہڑ

ایسے موجود ہیں کہ جن میں بارشوں کا اور محلے کا دوسرا پانی بھی جمع ہو جاتا ہے۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ نکاسی آب کے ایک جامع منصوبہ کی وہاں پر ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں واسا کو ہدایات دے دی گئی ہیں اور سلامت پورہ کے نکاسی آب کے لیے اس سال سکیم بنا کر اس کا P.C.1 منظور کر لیا جائے گا اور آئندہ مالی سال کے دوران اس منصوبہ پر باقاعدہ طور پر عملدر آمد ہو گا۔

جناب سپیکر! جہاں تک تحریک التوائے کار نمبر ۴ میں مصری شاہ اور اس سے ملحقہ علاقوں کے بارے میں بارشوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی صورتحال کا ذکر کیا گیا ہے تو اس کی صورتحال قدرے مختلف ہے۔ یہ recent occurrence کا معاملہ نہیں ہے۔ میں مصری شاہ اور اس سے ملحقہ علاقوں کے بارے میں بھی اور سلامت پورہ کے بارے میں بھی عرض کروں گا کہ سالہا سال سے بارشوں کے موسم میں ان علاقوں میں پانی کھڑا ہو جایا کرتا ہے۔ اس لیے کہ یہ low line علاقے ہیں اور ان کی سطحیں جو ہیں وہ اتنی گہری ہیں کہ جہاں پر بارشوں کے نتیجے میں واقعی پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس سال مون سون کے دوران بارشیں اتنی زیادہ ہوئیں کہ لاہور کے ایسے علاقے اور ایسی آبادیاں بھی کہ جہاں پر بارشوں کی بنیاد پر کبھی پانی کھڑا نہیں ہوا تھا وہاں پر بھی دو دو تین تین فٹ پانی کھڑا رہا اور اس کی وجہ محض یہ نہیں ہے۔ میں بالخصوص یہ کہوں گا کہ محض یہ وجہ نہیں ہے کہ واسا اور دیگر کارپوریشن وغیرہ جو انتظامیہ ہے' ان کی انتظامیہ کی کمزوری کی وجہ سے یہ واقعات ہوئے بلکہ زیادہ بارشوں کی وجہ سے ایسی صورتحال پیدا ہوئی۔ حکومت اور متعلقہ محکمے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہونے کے لیے آئندہ ایسی صورتحال سے نمٹنے کے لیے منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ جہاں تک مصری شاہ اور اس سے ملحقہ علاقوں کا تعلق ہے وہاں کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے 33 کروڑ روپے کی لاگت کا ایک منصوبہ منظور کیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت ٹینڈر ہو چکے ہیں۔ ٹھیکہ ہو چکا ہے۔ جہاں تک میری اطلاع ہے اس کے مطابق اعجاز اینڈ کمپنی کے نام اس 33 کروڑ روپے کے پراجیکٹ کا ٹھیکہ ہوا ہے جس کے نتیجے میں مصری شاہ اور اس سے ملحقہ علاقوں کا نکاسی آب کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں اس وقت بھی شاد باغ بند روڈ پر موجودہ پمپنگ سٹیشن کے ساتھ ایک بہت بڑا ڈسپوزل پمپ زیر تعمیر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے مکمل ہونے کے بعد بارشی پانی کا نکاس بہت حد تک ممکن ہو جایا کرے گا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ گٹروں کے ابلنے اور سڑکوں پر پانی جمع ہونے کا جہاں تک تعلق ہے تو اس میں بڑی وجہ اس سال زیادہ بارشیں ہونے کی ہے اور حکومتی مشینری جو ہے وہ اپنی جگہ پر اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی کوششوں

میں مصروف ہے۔ جہاں تک تجاویز اور اراکین اسمبلی کی تحاریک التوائے کار کے نتیجے میں یہ جو چاہتے ہیں اس حوالے سے بھی حکومت اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا چاہتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میری ان گزارشات کے نتیجے میں فاضل اراکین اپنی تحاریک پر زور نہیں دیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : جی میاں صاحب۔

میاں معراج دین : جناب سپیکر! جس طرح وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے۔ یہ حسب عادت ہر محکمے کو ڈیفنڈ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ ان کا دستور بن گیا ہوا ہے لیکن میں یہ بات عرض کر دوں کہ یہ جو سلامت پورہ کا میں نے ذکر کیا ہے اور یہ تحریک التوائے کار نمبر ۳ اور نمبر ۴ اس لیے اکٹھی ہو گئی ہیں۔ یہ سلامت پورہ کا وہ حلقہ ہے جہاں سے آپ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ آپ کے علاقے کے لوگ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ انھوں نے مجھے یہ کہا تھا کہ ہم رائے صاحب کو ملے ہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ آپ تحریک التوائے کار دے دیں میں اس کے لیے کوئی کارروائی کرواتا ہوں۔ تو میں نے ان کے حکم کے مطابق سلامت پورہ کا نام لکھا ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ جو میرا علاقہ ہے میں اس کے متعلق یہ بات واضح طور پر ایم۔ ڈی واسا کو ٹیلیفون پر بھی کہہ چکا ہوں۔ انھوں نے ایک ڈسپوزل پمپ بنایا ہوا ہے جو بند روڈ کے پاس ہے۔ وہ علاقہ میاں محمد دین کالونی، یعقوب کالونی، ابراہیم کالونی ان سب کا وہ پانی باہر نکالتا ہے۔ لیکن وہ پمپ بدستور کئی مہینوں سے بند پڑا ہوا ہے۔ دوسرے یہ جتنی بھی آبادیاں ہیں مثلاً مادھو لال حسین کا علاقہ، بوگی وال، چوک شالا یہ ساری بند ہیں۔ اب بھی آپ کسی کو بھیجیں۔ انہی کے سٹاف کے جو ایم۔ ڈی اور ڈی۔ جی ہیں ان سب کو بھیج دیں اور یہ وہاں جا کر دیکھیں کہ ڈیڑھ ڈیڑھ اور دو دو فٹ پانی اب بھی کھڑا ہے۔ لیکن خدا کے لیے کم از کم یہ دیکھیں۔ آپ ہر بات کو ڈیفنڈ کرتے ہیں۔ ان سے یہ تو کہیں کہ خدا کے بندو جا کر موقع دیکھیں اور جناب لاء منسٹر صاحب نے آپ کی موجودگی میں بھی میرے ساتھ وعدے کیے ہیں اور ان میں سے صرف ایک وعدہ روپے میں سے صرف تین آنے پورا ہوا ہے باقی جو تیرہ آنے ہے وہ بھی پورا نہیں ہوا۔ لیکن میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ تین آنے تو کم از کم پورا ہو گیا ہے۔ تو یہ وہ آبادیاں ہیں جن کو میں اور آپ بھی جانتے ہیں۔ آپ نے بھی وہاں سے الیکشن لڑا ہے۔ اب آپ دوسرے حلقے میں چلے گئے ہیں۔ لیکن یہ وہ حلقے ہیں جہاں آبادیاں گنجان ہیں اور واسا والوں کی جو بے نیازی ہے وہاں انھوں نے پہلے ایک سیوریج پائپ ڈلوایا اور ڈلوانے کے بعد وہ مٹی سے بھر دیا گیا۔ لیکن پھر وہ ٹینڈر ضائع گیا اور پھر انھوں

نے یہ معائنہ کیا کہ چونکہ اس پر مٹی ڈالی گئی ہے ریت نہیں ڈالی گئی۔ اسی کا پھر دوبارہ ٹینڈر دیا گیا۔ اس کو پھر دوبارہ کھدوایا گیا اور اب اس پر ریت ڈال رہے ہیں۔ روڑی اور میٹریل اتنا پڑا ہوا ہے۔ خدا کی قسم میں نے ان کو خود ٹیلیفون پر کہا کہ خدا کے واسطے لوگوں کے جنازے وہاں سے نہیں جاسکتے۔لوگ علاج کے لیے ہسپتال میں نہیں جا سکتے۔ انھوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو دو چار روز میں سڑک صاف کر دیں گے۔ لیکن وہ ساری سڑکیں آج تک بلاک ہیں۔ گھوڑے شاہ روڈ سے ہمارے ڈی۔ جی ایل۔ ڈی۔ اے اچھی طرح واقف ہیں اور ہمارے جو ایم۔ ڈی واسا ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ کئی بار موقعہ پر گئے ہیں لیکن پتا نہیں کہ کیا وجہ ہے ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ وہ اس علاقے سے اتنے بے نیاز ہو گئے ہیں ۔ پھر انھوں نے جو وزیر اعلیٰ صاحب کے 33 کروڑ کا کہا ہے۔ اس 33 کروڑ کے سہارے سے اور اس زعم سے وزیر اعلیٰ صاحب بارشوں کے دنوں میں وہاں تشریف لے گئے۔ لیکن خدا کے واسطے ان کو خود خیال آ جانا چاہیے کہ ان کی اس علاقے میں جس طرح reception ہوئی ہے اور کارپوریشن کے عملہ نے جو ان کی reception کروائی ہے۔ میں اس کے لیے اپنے علاقے کے لوگوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انھوں نے ان کو وہاں اتارنے کے لیے کہا۔لیکن پھر لوگوں نے کہا کہ آپ چونکہ وزیر اعلیٰ ہیں ہم آپ کو پانی میں نہیں اتارتے لیکن آپ جائیں آپ جا کر موقع دیکھیں ۔ انہوں نے جو اپنا شیڈول دیا ہوا تھا اس کے مطابق وہ پورا tour کر ہی نہیں سکے اس لیے کہ وہ لوگ بیچارے ہیں وہ پریشان ہیں ۔یہاں تک کہ نمازی نماز پڑھنے کے لیے اپنے اپنے گھروں سے نہیں نکلتے تو جناب والا! میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ آپ کا بھی علاقہ ہے وہ میرا بھی حلقہ ہے اس لیے مہربانی فرماتے ہوئے اس کو بحث کے لیے منظور کیا جائے تاکہ لاہور کے عوام کو یہ جو سزا دی جا رہی ہے کہ یہاں پر پاکستان مسلم لیگ (ن) کا قلعہ ہے اس کو یہ برباد نہ کریں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب گزارش یہ ہے کہ اگر تحریک التوائے کار منظور بھی ہو جائے بالآخر اس پر بحث بھی ہوتی ہے اس کا مقصد تو یہی ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ اس طرف دلائی جائے حکومت کی توجہ آپ نے دلا دی آپ کو یہ موقع میں نے بعد میں بھی دیا آپ نے اس پر اچھی خاصی باتیں کی ہیں اور وزیر قانون صاحب نے اس کو اپنے نوٹس میں لیا یہ میرے نوٹس میں آیا اور یہ ریکارڈ میں بھی آیا ہماری Assurance Committee ہے میں اس پر تاکیداً یہ کرتا ہوں کہ جناب وزیر قانون

صاحب نے جو کچھ بھی وعدہ کیا ہے اس وعدے کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ یہ اس پر کاربند ہو نگے اور اگر کوئی کمی بیشی ہو گی تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہم اس بات کو Assurance Committee میں بھیج دیں گے اس میں آپ ہی کے ساتھی دوست ہیں اگر اس میں کوئی کمی بیشی ہو گی تو وہ وہاں دور ہو جائے گی ۔ آپ کو جو قاعدہ التوائے کار پر دو گھنٹے بحث کر کے ہونا ہے وہی اس سے ہونا ہے اور یہی آخر میں اس پر بات ہونی ہے۔۔۔۔ جناب عبید اللہ شیخ ---- دیکھیے ایک بات ذہن میں رکھیے آج نو بجے تک وقت ہے اور آپ نے اپنے ایجنڈے پر بحث کرنے کے لیے یہ اجلاس بلایا ہوا ہے بعد میں نہ کہیے گا کہ جناب اصل موضوع پر تو بات نہیں کی ۔ یہ آپ کی اپنی مرضی ہے کہ چاہے آپ اپنا سارا وقت پوائنٹ آف آرڈر پر لگا دیں یا اصل موضوع پر آنا چاہیں --- جی فرمائیے ۔

جناب عبید اللہ شیخ، جناب سپیکر! یہ لاہور کا بڑا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، یقیناً یہاں پر ہر چیز بڑی ہے لیکن یہاں پر ایجنڈا کے مطابق بھی بات ہونی چاہیے ۔

جناب عبید اللہ شیخ ، مجھے بڑی خوشی ہوئی تھی ۔۔۔ صاحب یہاں پر تشریف فرما تھے وہ شاید لاہور کے مسائل کو نہیں سمجھتے تھے اور چونکہ شمالی لاہور کے حوالے سے بات ہو رہی تھی اور میاں معراج دین صاحب بات کر رہے تھے آپ بھی اسی حلقے سے منتخب ہوئے ہیں میں بھی شمالی لاہور سے ہی منتخب ہو کر آیا ہوں آپ کا پرانا حلقہ شمالی لاہور بھی رہا ہے جہاں سے آپ ۱۹۷۷ء میں منتخب ہوئے تھے تو جناب شمالی لاہور کے آج کے یہ حالات ہیں کہ یہاں پر واحد تانگہ چلتا تھا اور وہ بھی آج بند ہو کر رہ گیا ہے یعنی صرف اسی بارشوں کی تباہ کاریوں سے نہیں بلکہ ضمنی انتخاب کے موقع پر وہاں اکھاڑ پچھاڑ کی گئی تھی جو ضمنی انتخاب کے موقع سے لے کر آج تک وہ موت کا کنواں بنے ہوئے ہیں جناب والا! اس سے پہلے بھی میں کئی بار اپنی تقاریر اور اپنی تحاریک التوائے کار میں ذکر کر چکا ہوں کہ ایک نوجوان ڈاکٹر اپنا کلینک بند کرنے کے بعد اپنے گھر واپس جا رہا تھا وہ ایک گڑھے میں گرتا ہے اور وہ بجلی کا کرنٹ لگنے سے ہلاک ہو جاتا ہے ۔

جناب سپیکر انہوں نے ۳۲ کروڑ ۔۔۔ کے حوالے سے بات کی انہوں نے برسات کے موسم میں ۔۔ شروع کر کے اس علاقے کا مزید ۔۔۔ کر کے رکھ دیا ہے۔ جناب سپیکر! تیس سال کا پرانا ۔۔ سیوریج سسٹم آج اس شمالی لاہور کو پورا نہیں کرتا جب تھوڑی سی بارش ہوتی ہے تو اس کا گندا پانی overflow ہو کر باہر آجاتا ہے اور وہ لوگوں کے گھروں میں داخل ہو جاتا ہے شمالی لاہور کے رہنے

والے لوگ آج اتنے پریشان ہیں کہ ان کی بچیوں کے رشتے نہیں ہو رہے یعنی یہاں تک کہ لوگوں کے گھروں میں گندا پانی کھڑا ہے اور وہ لوگ ہجرت کر کے علاقہ چھوڑ کر جا رہے ہیں وہاں کی پراپرٹی کی قیمت کم ہو کر رہ گئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ لاہور کا وہ حصہ ہے جہاں سے بڑے بڑے لوگ منتخب ہو کر اسمبلیوں میں پہنچے ہیں لیکن ابھی تک شمالی لاہور کے مسائل کو حل نہیں کیا گیا یہاں فلور پر بات کرنے پر وہاں کے لوگوں نے احتجاج کیے ڈی۔ سی کمشنر۔ ڈی۔ جی ایل۔ ڈی۔ اے چیف منسٹر اور ملک مشتاق اعوان ان سب نے وہاں کے دورے کیے ملک مشتاق اعوان صاحب وہاں کا دورہ کر رہے تھے اور انہوں نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے وہاں کھڑے ہو کر یہ بات کہی کہ یہ لوگ پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں دیتے اس لیے ان کا یہ حشر ہو رہا ہے ۔ جناب سپیکر یہ بات میں بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ اخبارات کی شہ سرخیوں میں یہ بات آئی تھی کہ انہوں نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے یہ بات کہی تھی۔ وزیر اعلیٰ وہاں کا دورہ کرتے ہیں اور وہ بھی کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے وہاں سے اپنا دورہ مختصر کر کے بھاگ آتے ہیں ان محکموں کو اتنی توفیق نہیں دی کہ چیف ایگزیکٹو اس علاقے کا دورہ کر رہا ہے اور وہاں پر موجود گندگی کے ڈھیر ہٹا دیے جائیں وہاں سے پانی کو نکال دیا جائے جناب سپیکر! وہاں کا ابلتا ہوا گندا پانی اور گندگی کے ڈھیر وزیر اعلیٰ کا استقبال کر رہے تھے اور وہاں کے لوگوں نے چیخ و پکار کر کے کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب آپ نیچے اتر کر دیکھیں کہ ہم کن حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں---

جناب سپیکر : بڑی مہربانی۔ آپ نے بھی توجہ دلائی۔۔۔

جناب عبید اللہ شیخ :جناب سپیکر!---

جناب سپیکر : دیکھیے۔ آدھے گھنٹے کا وقت تھا وہ ختم ہو گیا ہے ۔ ایڈیشنل ٹائم دیا گیا۔

جناب عبید اللہ شیخ: جناب والا! میں ایک اور مختصر سی بات کرنی چاہتا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر : نہیں یہ ایسے نہیں چلے گا۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of ہوتی ہے اس پر assurance دے دی گئی ہے ۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میاں فضل حق : جناب والا! یہاں شمالی لاہور کی بات ہوئی ہے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ لاہور کے باقی ایم۔ پی۔ اے صاحبان کے علاقوں کا بھی برا حال ہے ۔ اس لیے میں یہ چاہوں گا کہ جب آپ

اس چیز کو اسی کمیٹی کو refer کر رہے ہیں تو ہمارے علاقوں کو بھی اس میں شامل کیا جائے ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ معاملہ Assurance Committee کو refer نہیں ہوا ۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ابھی نہیں ہوا ۔ میں نے انہیں موقع دیا ہے کہ وہ اپنے اس وعدے کو پورا کریں اگر وہ وعدہ پورا نہیں کرتے تو پھر میں نے کہا کہ اسے Assurance Committee کے سپرد کر دیا جائے گا۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! یہ جو ہدایت آپ وزیر قانون کو دے رہے ہیں یہ قانونی طور پر درست نہیں ہے۔ اصولی طور پر اس تحریک کا جواب دینے کے لیے منسٹر لوکل گورنمنٹ یا منسٹر ہاؤسنگ کو یہاں پر موجود ہونا چاہیے ان کے پاس تو قانون کا قلمدان ہے ان کو کیا پتا ہے ۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب! میں وزیر قانون کو نہیں میں حکومت کو کہہ رہا ہوں وہ اس وقت حکومت کی جگہ بیٹھے ہیں۔ وہ حکومت کے نمائندہ ہیں میں ان کے ذریعے سے پنجاب حکومت سے کہہ رہا ہوں ۔

خواجہ ریاض محمود ، وہ اس وقت کہاں ہیں؟

جناب سپیکر ، جی وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ آپ فکر نہ کریں یہ کریں گے یہ ذمہ دار منسٹر ہیں ۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا! میں وزیر قانون صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں علاقہ محمد پورہ ہے وہاں پر دو بچے ہیضے اور ٹائیفائڈ کی وجہ سے فوت ہو چکے ہیں اور تقریباً پانچ یا سات کے قریب سروسز ہسپتال میں داخل ہیں تو جناب والا! میں یہ گزارش کرونگا کہ وہ سیوریج ڈیڑھ سال سے بند ہے شاہ دی کھوئی کے علاقے کا سیوریج تقریباً دو سال سے بند ہے ہمارے بار بار جانے کے باوجود محکمہ واسا نے آج تک اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی ہے ۔

جناب سپیکر، آپ کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں وزیر قانون صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ جب وہ اس مسئلے کو حکام کے ساتھ اور سرکاری اہل کاروں کے ساتھ زیر بحث لائیں تو ازراہ کرم لاہور کے جو دوسرے ایم پی اے صاحبان ہیں وہ انہیں بھی موقع دیں اور ان کے جو ہنگامی قسم کے فوری نوعیت کے توجہ طلب مسائل ہیں ان کے بارے میں بھی سن لیں اور ان کے ان مسائل کو لاہور کی کارپوریشن ایل ڈی اے اور جو دوسرے متعلقہ ادارے ہیں مثلاً واسا وہ حل کریں ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! آپ کے حکم کی بھی تعمیل ہو گی اور ان معاملات کو دیکھنے کے لیے آج سے ہی محکمہ واسا کی انتظامیہ کو ہم ہدایات بھی دے دیں گے کہ وہ ان معاملات کا نوٹس لیتے ہوئے جو فوری طور پر اقدام کیے جا سکتے ہیں وہ کریں۔

جناب والا! یہاں میں ایک اور بات بھی عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ چونکہ یہ آپ کا بھی حلقہ ہے اور یہ آپ کا بھی شہر ہے ۔ میں یہ عرض کروں کہ یہ میاں معراج دین صاحب نے محمد پورہ کے پمپ سٹیشن کے بارے میں ذکر کیا کہ وہ بند پڑا ہے۔ جناب سپیکر! یہ عارضی طور پر بنایا گیا تھا اور اس کی capacity بھی کم ہے جبکہ جو پوری capacity کا جو پمپ ہے وہ زیر تعمیر ہے اور اس کے مکمل ہونے کے بعد جس خرابی کی انہوں نے نشاندہی کی ہے توقع ہے کہ وہ خرابی موجود نہیں رہے گی ۔ جناب سپیکر! یہ جو ۲۲ کروڑ روپے کا پراجیکٹ ہے یہ بارشیں ختم ہونے کے بعد شروع ہوگا فاضل اراکین نے اس کا خاصا اعتراف کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے لاہور کے شہریوں اور خصوصاً شمالی علاقے کے شہریوں کی تکالیف کو دیکھتے ہوئے اتنا بڑا پراجیکٹ منظور کیا ہے اور یہ ان شہریوں کے مفاد میں شروع کیا ہے۔ جناب والا جب وہ مکمل ہوگا پھر اس کے بعد اس پر اعتراض کیا جا سکتا ہے ----

جناب سپیکر، لیکن اسے شروع بھی ہونا چاہیے ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! بارشیں ختم ہوتے ہی وہ شروع ہو جائے گا ۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی ۔

جناب عبید اللہ شیخ، جناب سپیکر!----

جناب سپیکر، نہیں ۔ اب اس پر مزید بات نہیں ہو سکتی---- یہ کوئی رپورٹ پیش ہونے والی ہے۔

مجلس خصوصی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں تحریک التوائے کار نمبر ۲۰ پیش کردہ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم صاحب ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر ، آپ کی اجازت سے ایک پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دینے کے لیے آپ نے

مجھے فرمایا تھا۔

جناب سپیکر ، عارف صاحب! جو مسئلہ آپ نے اٹھایا تھا وزیر قانون اس کا حل پیش کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اسلامیات برائے جماعت پنجم کی کتاب کے حوالے سے سید عارف حسین شاہ بخاری صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہاں پر کلمہ شہادت عنوان کے تحت کلمہ درست طریقے سے نہیں لکھا گیا۔ جناب سپیکر! میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو درست سمجھتا ہوں۔ اس لیے کہ کلمہ شہادت صحیح طور پر ٹیکسٹ بک کے اندر پرنٹ نہیں ہوا۔ یہ بات درست ہے۔ اس لیے کہ یہاں پر اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمد عبده و رسوله کے الفاظ ہونے چاہییں تھے ۔ جبکہ وحدہ لا شریک لہ کے الفاظ اس میں موجود نہیں ہیں ۔ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے درست نشاندہی کی گئی ہے ۔ میں نے اس کا فوری طور پر نوٹس بھی لیا ہے اور محکمہ تعلیم کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے ذریعے جتنی کتابیں اس وقت سٹاک میں موجود ہیں ان سب میں اس صفحے کی درستگی کر کے کلمہ شہادت صحیح طور پر لکھ کر تقسیم کی جائیں گی۔ اور جو کتابیں اس سے پہلے تقسیم ہو چکی ہیں وہ تمام کتب واپس پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ منگوائے گا اور ان میں بھی درستگی کر دے گا۔ جہاں تک ان کتب کا تعلق ہے جو سکولوں میں تقسیم ہو چکی ہیں۔ اس کے لیے سیکرٹری ایجوکیشن کو کل ہدایات دے دوں گا کہ وہ تمام سکولوں کے اندر ایک سرکلر کے ذریعے یہ ہدایات دے دیں کہ متعلقہ ٹیچر تمام بچوں کی کتب کے اندر جہاں کہیں یہ غلطی والا کلمہ موجود ہے اس کی درستگی کر دیں۔ میں اپنی جگہ پر یہ سمجھتا ہوں کہ mis-printing کی وجہ سے ایسی صورت حال پیدا ہوئی ہے ۔ محکمہ کا کوئی اہلکار اس سلسلہ میں جان بوجھ کر غلطی کا مرتکب نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے کہ متعلقہ محکمہ میں تمام لوگ مسلمان ہیں اور مسلمان اپنے کلمے کے معاملے میں یقیناً ایسی غلطی کوئی جان بوجھ کر نہیں کر سکتا ۔ اس لیے فاضل رکن اسمبلی کے پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے میں یہ وضاحت کرنی چاہتا تھا۔ امید ہے کہ یہ آپ کے لیے قابل قبول ہو گی ۔

جناب سپیکر ، امید ہے کہ آپ اس مسئلے کو صرف اس ایوان کے کسی ایک رکن یا اس پورے ایوان کی نہیں بلکہ تمام مسلمان آبادی کے دلی جذبات سمجھتے ہوئے اس پر مکمل طور پر فوری طور پر اس کا جس کا کہ آپ نے وعدہ کیا ہے اس میں تین آنے نہیں بلکہ پورے سولہ آنے عمل کریں گے اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں ہو گی ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم: جناب سپیکر! اس وقت بھی سید عارف حسین شاہ صاحب کا موقف تھا کہ یہ غلطی نہیں ہوئی اور آپ کے بھی علم میں یہ بات ہے کہ یہ غلطیاں چند ماہ سے شروع ہیں اور اس کا صرف یہ کہہ دینا کہ ہم ہدایات جاری کر دیں گے اور تدارک ہو جائے گا۔ میرے نقطۂ نظر سے یہ بات درست نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ میں نے ایک قرارداد بھی بھیجی تھی اور ایک تحریک التوائے کار بھی دی تھی ۔ جس میں یہ کہا گیا تھا کہ محکمہ بہبود آبادی نے جو تحریف قرآن کا مسئلہ پیدا کیا اور کیلنڈر شائع کیا اور آپ کا بھی ایک مؤقف تھا اور محکمہ بہبود آبادی کا بھی ایک موقف اختیار کیا کہ ہم سے یہ غلطی ہو گئی ۔ لہٰذا اس کو معاف کر دیا جائے ۔ تو میں آپ سے یہ پوچھوں گا کہ یہ غلطیاں حکومت کے محکموں سے کب تک ہوتی رہیں گی ۔ ان غلطیوں کے تدارک ہونا چاہیے ۔ جناب سپیکر! یہ مسئلہ آپ کے اور ہمارے ایمان سے منسلک ہے ۔ اگر اس کو تحریک التوائے کار کی صورت میں اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں، تحقیقات ہوں اور اس میں جو شخص بھی مجرم پایا جائے اس کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ آئندہ سے آنے والا ہر شخص محتاط رویہ اپنائے ۔ اگر آپ اسی طرح ایڈوائس کرتے رہیں گے، سرکاری طور پر وزیر قانون کہتے رہیں گے اور محکمہ بہبود آبادی کے منسٹر بھی کہتے رہیں گے کہ ہم نے ہدایات جاری کر دیں اور وہ معافی کے مستحق ٹھہرے تو تعزیرات کے وہ قوانین جو خالصتاً آئین کے ساتھ منسلک ہیں وہ معافی کے مستحق نہیں ہو سکتے ۔ آپ آئین اٹھا کر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب! از راہ کرم اس بات کی بھی تحقیق کریں کہ ایسا کیوں ہوا ہے ۔ اگر اس میں ایسی کوئی بات نظر آئے تو جو لوگ اس کے سزا کے حقدار ہیں ان کو سزا بھی ملنی چاہیے ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! نہ تو یہ تحریک التوائے کار ہے جسے کسی کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ ۔جہاں تک نشان دہی کی گئی ہے ۔ میں نے اسے درست تسلیم کیا ہے ۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جس طرح کا ان کا رویہ ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل ہو گا۔ اگر اس میں کوئی کمی ہو تو آپ میرے پاس آئیں۔ ہم سب اس میں برابر کے شریک ہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس میں کوئی کوتاہی ہو ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم: جناب سپیکر! اگر لاء منسٹر صاحب اس کے متعلق متفق ہوں تو ہم ابھی ایک تحریک التوائے کار یہاں پر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں ۔ اگر آپ اس کو بغیر باری کے لے

لیں۔

جناب سپیکر ، جب آپ نے ایک نکتہ اٹھایا ہے اور انھوں نے اس کا اعتراف کر لیا ہے اور مان بھی لیا ہے تو میرا خیال ہے کہ انھیں موقع دینا چاہیے ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، پھر آپ میری بات نوٹ کر لیں کہ یہ غلطیاں ہوں گی ۔

جناب سپیکر ، اللہ رحم کرے ۔ نہیں ہوں گی ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، اللہ تو رحم کرے گا ۔ حدیث شریف میں ہے السعی منی والاتمام من اللہ۔ آپ کوشش تو فرمائیں ۔ آپ کوشش نہیں فرماتے ۔ ایک غلطی جو ہوئی ہے اس کے تدارک کے لیے حکومت کی طرف سے کیا پالیسی آئی ۔ پہلے محکمہ بہبود آبادی نے معافی مانگی ۔ اس کے بعد یہ محکمہ تعلیم نے غلطی کر دی ۔ اور محکمہ تعلیم آج معافی مانگے گا تو کل کوئی اور محکمہ غلطی کر دے گا ۔ اور آپ یہ فرماتے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ غلطی ہوئی ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی دینی معاملات کے سلسلہ میں ہماری غیرت ایمانی اور کم سے کم میری غیرت ایمانی کہاں ہے ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جہاں تک غیرت ایمانی کا تعلق ہے ہم نے بھی قبر میں جانا ہے اور ہم نے بھی اپنے ایمان کا حساب دینا ہے ۔ ایک گھنٹہ پہلے یہ مسئلہ اٹھایا گیا ہے اور میں نے ایک گھنٹے کے اندر محکمے سے رپورٹ حاصل کی ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ نے بڑی فراخدلی سے کام لیا ہے ۔ اور آپ کو ایسے ہی کرنا چاہیے تھا ۔ اور جو میں نے تاکید کی ہے کہ اگر کسی نے سہواً ایسا کیا ہے یا کسی نے دانستہ ایسا کیا ہے تو اس بات کی بھی تحقیق کر کے آپ اندازہ کریں کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیوں ایسا ہوا ہے ۔ اور آئندہ آپ ایسی ہدایات کریں کہ دینی معاملات میں باقاعدہ کسی عالم دین سے ' جیسے کہ قرآن پاک کی چھپائی میں آخر میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اس قرآن پاک کے نسخے کو ان بزرگوں نے اور حفاظ نے دیکھا ہے اور اس کی غلطیاں چیک کی ہیں۔ اسی طرح ان کتابوں کو عام پروف ریڈر سے نہیں بلکہ عربی اور دین کا علم رکھنے والے لوگوں سے پڑھوا کر پھر ان کو بچوں تک جانا چاہیے---- جی خاکوانی صاحب !

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! جناب وزیر قانون کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے کہ واقعی انھوں نے فراخدلی کا مظاہرہ کیا ہے جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں ۔ لیکن میرا بحیثیت مسلمان

صرف یہی اختلاف ہے کہ وہ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ پرنٹنگ کی غلطی ہے ۔ اسی بات پر مجھے اختلاف ہے ۔

جناب سپیکر ، اس کی میں نے وضاحت کر دی ہے ۔ آپ تسلی رکھیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! اسی لیے میں گزارش کروں گا کہ اس کے پس منظر میں آپ جائیں تو آپ کو یہود اور ہنود کی بو محسوس ہو گی ۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ اشھد ان لا الہ ان کا بھی ایمان ہے لیکن کون سا اللہ ۔ اس کے ساتھ وہ جوڑتے ہیں۔ ہم کیا کہتے ہیں ۔ وحدہ لاشریک ۔ عرض یہ ہے کہ ان عناصر کو ہم بے نقاب کریں جبکہ لاء منسٹر صاحب ان کو shelter دینا چاہتے ہیں۔ میں ان کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہوں ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف ایکسپلینیشن پر ہوں۔ جناب سپیکر! حافظ اقبال خان خاکوانی صاحب محترم ہیں ۔ میں ان کی عزت کرتا ہوں ۔ مذہبی لحاظ سے شائد ان کا علم مجھ سے زیادہ ہو ۔ لیکن جناب سپیکر! میں بھی مسلمان ہوں اور ایمان کے حوالے سے انھیں مجھ پر الزام لگانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا یہ ایک مذہبی معاملہ ہے کلمہ شہادت کے حوالے سے ۔ اگر کسی کی کوتاہی ہے تو مجھے اس پر پردہ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کسی کے فعل کے لیے اپنی عاقبت خراب نہیں کر سکتا ۔ میں نے واضح طور پر یہ بات کہی ہے کہ ہم نے اس کا نوٹس لیا ہے ' سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے اور سنجیدگی سے اس کا نوٹس لیں گے۔ اور فاضل محرک سید عارف حسین شاہ صاحب جنھوں نے اس کی نشاندہی کی ان سے بھی میں نے یہاں پر جواب دینے سے پہلے بات کی ہے کہ میں نے اس پر یہ ایکشن لیا ہے ' یہ لینا چاہتا ہوں ۔ کیا آپ اس پرمطمئن ہیں ؟ کیا میں اسمبلی میں رپورٹ پیش کر دوں ۔ تو انھوں نے کہا کہ آپ نے ٹھیک کیا ہے اور آپ یہ بات ایوان کے سامنے رکھ دیں تو اس صورت میں میں مطمئن ہوں ۔ تو جناب سپیکر! جس شخص نے نشان دہی کی اس نے بھی پوری سنجیدگی کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کی ہے اگر میں نے انھیں مطمئن کیا ہے تو اس کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی ذمہ داری اطمینان بخش طریقے سے ادا کی ہے ۔ اس لیے اگر انھوں نے محض الزام برائے الزام تنقید کرنی ہے تو یہ کرتے رہیں ۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی نیت بالکل صاف ہے ۔ جی جناب حاجی عبدالرزاق صاحب!

حاجی عبدالرزاق، جناب والا ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ تحقیق

کرے کہ اس معاملے میں کون لوگ ملوث ہیں ؛ اور انھیں قرار واقعی سزا دی جائے اور جو اخراجات اس پر آئیں ان کو واپس کرنے میں ، پرنٹ کرنے میں وہ سارے اخراجات ان کی تنخواہ سے کاٹے جائیں۔ میری یہ تجویز ہے۔

آب پاشی، بجلی اور زراعت کے بارے میں حکومت پنجاب کی پالیسی پر بحث

جناب سپیکر، مہربانی آپ کی تجویز کا شکریہ۔ اب آگے چلتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے میں جو موضوع زیر بحث ہے وہ آبپاشی وبجلی و زراعت کے بارے میں حکومت پنجاب کی پالیسی پر بحث ہے۔ از راہ کرم مجھے دونوں طرف کے حضرات لسٹ دے دیں---- اپوزیشن کی طرف سے مجھے لسٹ مل گئی ہے۔ اس کے مطابق سید سجاد حیدر شاہ صاحب بحث کا آغاز کریں گے۔ جی شاہ صاحب !

سید سجاد حیدر کرمانی ؛ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس بحث میں آغاز کا موقع فراہم کیا ہے۔ کیا میں آپ سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ اگر آپ ایک مشاعرے میں بیٹھے ہوئے ہوں اور جب ایک شاعر اپنا کلام پیش کرتا ہے تو وہ یقیناً کسی نہ کسی سے تو مخاطب ہوتا ہے۔ میں ضابطہ کار کے مطابق تو آپ سے مخاطب ہوں مگر میں کیا آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ میں اگر کسی صاحب کا حکومت کی جانب سے توجہ کا طالب ہوں تو وہ کون صاحب ہیں جو میری گزارشات سنیں گے ؟

(اس مرحلے پر وزیر زراعت طارق بشیر چیمہ صاحب ایوان میں آ گئے)

جناب سپیکر ؛ کرمانی صاحب ! طارق بشیر چیمہ صاحب سو کام چھوڑ کر بنفس نفیس آپ کی باتیں سننے کے لیے تشریف لے آئے ہیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی ؛ میں انتہائی مشکور ہوں مگر میرا مدعا دوسرا ہے۔ میں محدود بات کروں گا۔ میں اپنے آپ کو آبپاشی کے نظام کی حد تک محدود کروں گا۔ پیشتر اس کے کہ میں بحث کا آغاز کروں میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں کن صاحب سے مخاطب ہوں ؟ طارق بشیر چیمہ صاحب تو زراعت سے متعلق ہیں۔

جناب سپیکر ؛ آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن یہ بھی آپ کے علم میں ہے کہ آبپاشی کے وزیر صاحب

بیمار ہیں وہ تو نہیں ہیں ۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب والا ! کوئی پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہوں یا پھر ان کا کوئی نعم البدل ہو ورنہ یہ "صدا بصحرا رسید " والی بات ہے ۔ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے ۔ بڑے عرصہ دراز کے بعد آج یہ بات آ رہی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ کرمانی صاحب ! ان کے متبادل کے طور پر جناب سعید ظفر صاحب ' جناب افضل سندھو صاحب ' جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ' جناب طارق بشیر چیمہ صاحب ' رانا اکرام ربانی صاحب اور ریاض فتیانہ صاحب بیٹھے ہیں ۔ میرے خیال میں آپ تو خوش قسمت ہیں کیونکہ آپ کی تقریر کے دوران اتنے سارے وزراء صاحبان ہاؤس میں تشریف فرما ہیں اور آپ کی بات سن رہے ہیں ۔ اور پھر میں ناچیز تو آپ کی بات ہمیشہ توجہ اور محبت سے سنتا ہی ہوں ۔

وزیر صنعت ۔ جناب سپیکر ! ایک منٹ کی اجازت کے ساتھ عرض کروں گا کہ جناب کرمانی صاحب کو میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ کرمانی صاحب ! آپ ارشادات فرمائیں ہم بغور سنیں گے اور اس کی جو بھی سمری ہو گی وہ جناب وزیر آبپاشی جب تشریف لائیں گے ان کی خدمت میں من و عن پیش کر دی جائے گی اور ان کا کہا رائیگاں نہیں جائے گا ۔ ہمارے لیے ان کی بات بڑی اہمیت کی حامل ہے ۔ لہذا یہ اپنے ارشادات فرمائیں ۔

جناب سپیکر ۔ جی کرمانی صاحب ! بسم اللہ کیجیے ۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، جناب سپیکر! میں افضل سندھو صاحب کا مشکور ہوں ۔ میں داد کا طالب نہیں ہوں مگر میں توجہ کا طالب ضرور ہوں۔ جناب والا! میں اصولی طور پر اگر نظام آبپاشی کی طرف جاؤں تو مجھے اپنی گفتگو اور اظہار خیال کا آغاز نظام آبپاشی کی تاریخ سے کرنا چاہیے مگر میں جانتا ہوں کہ آپ کی نگاہ گھڑی پر ہے اور میں اپنے دیگر رفقاء کار کا وقت بھی نہیں لینا چاہتا ۔ میں اس کے تاریخی پس منظر میں جانے کی ضرورت اس وقت محسوس نہیں کرتا ۔ میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے مجھے فلور دیا ہے تو میں تنقید برائے تنقید کے لیے کھڑا نہیں ہوا ہوں بلکہ میں تنقید برائے تعمیر کھڑا ہوں ۔ تنقیدی پہلو اس لیے کہ جو نقائص ہمارے نظام میں آ چکے ہیں اور راسخ ہو چکے ہیں ان کی نشان دہی ضروری سمجھتا ہوں ۔ جب تک ان کی نشان دہی نہیں کی جائے گی اور ان کی تشخیص نہیں کی جائے گی تو تجویز بھی کچھ نہیں ہو سکتی ۔ تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے محترم سندھو صاحب کو

اس بات کا احساس کرنا چاہیے کہ ہمارا ملک پاکستان جغرافیائی اعتبار سے ' اپنے محل وقوع کے اعتبار سے دنیا کے نقشے پر ایک semi arid zone میں واقع ہے ۔ جناب والا ! اس علاقے میں اگر ہمارا یہ نظام آبپاشی موجود نہ ہو ' ہمارے یہ دریا نہ ہوں تو یقین کیجیے گا کہ یہاں حضرت انسان کا وجود بھی ممکن نہ ہو ۔ آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اگر آپ مرالہ ہیڈ ورکس ' بلو کی ہیڈ ورکس اور تریموں ہیڈ ورکس کا مطالعہ کریں اور ان کو بغور دیکھیں اور جائزہ لیں تو آپ کو احساس ہو گا کہ جب تک یہ ہیڈ ورکس اور نظام آبپاشی قائم نہیں کیا گیا تھا تو یہ علاقہ ایک " بار " کہلاتا تھا ۔ بار سے مراد یہ ہے کہ یہ ایک ویرانہ تھا۔ ساندل بار تھی ' گنجی بار موجود تھی علیٰ ہذ القیاس پنجاب تمام کا تمام ماسوائے وہ علاقہ تاریخی اعتبار سے جہاں sweet water zone تھی یا دریاؤں کے کناروں پر آبادی موجود تھی ۔ میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں اور بلا خوف و تردید یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری معیشت کا انحصار زراعت پر ہے اور زراعت کا جزو لاینفک آبپاشی کا نظام ہے ۔ اگر آپ زراعت کی inputs کا جائزہ لیتے ہیں تو آپ کو احساس ہو گا کہ تمام inputs میں سے اگر فوقیت ہے تو وہ نظام آبپاشی کو ہے ۔ اور آج موجودہ صورت حال یہ ہے کہ نظام آبپاشی کی حالت ناگفتہ بہ ہے ۔ میں یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اتنے محدود وسائل کی موجودگی میں جبکہ آپ کی طرف سے اسی بجٹ میں maintenance کے لیے کل 35 کروڑ روپے مجموعی طور پر منظور کیے گئے جو کہ انتہائی کم رقم ہے ۔ ہم اس وقت بھی سراپا احتجاج تھے کہ آپ محکمہ آبپاشی کے لیے allocation انتہائی کم کر رہے ہیں ۔ اور میں یہ کریڈٹ محکمہ آبپاشی کے انجینئرز کو دیے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اتنے محدود وسائل کے ہوتے ہوئے وہ اس نظام کو چلا رہے ہیں ۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں خوش اسلوبی کا لفظ بھی نہیں لگا سکتا ۔ خوش اسلوبی کا لفظ صادق نہیں آتا ۔ جناب والا ! اس کے اندر نقائص کیا ہیں ؟ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اس نظام کے اندر آپ کو احساس کرنا ہوگا کہ پنجاب کے اندر سالانہ اوسطاً بارش 12۔ انچ سے زائد نہیں ہے۔ گزشتہ 48 برس کے اندر امن و امان کی جو مجموعی صورت حال صوبے کے اندر ہے وہ براہ راست نظام آبپاشی پر اثر انداز ہوئی ہے یعنی آج سرقہ آب کے اس قدر reported cases موجود ہیں جو میری اس دلیل کو ثابت کرنے میں کافی ہیں۔ قوم میں discipline نہیں رہا۔ law enforcing agencies اپنے آپ کو impotent تصور کرتی ہیں۔ نقص جو ہیں وہ آپ کے اس وقت legislative process کے اندر ہیں۔ سرقہ آب کے لیے آپ کے پاس کوئی effective control نہیں ہے اور اگر آپ دیکھیں تو آپ کے محکمہ

انہار کے افسران کے لیے دو ہی راستے تھے ا گر سرقہ آب کے تحت 379 کا کیس رجسٹرڈ ہوتا تھا تو وہ خارج کر دیا جاتا تھا ۔ وہ applicable ہی نہیں۔ تاوان کی صورت میں اس کی شرح تاوان اتنی کم ہے کہ وہ deterrent ثابت نہیں ہو رہا--- جناب سپیکر ! میں توجہ کا طالب ہوں۔ میری گزارش ہے کہ جب تک آپ اس ضمن میں effective, potent legislation نہیں کرتے جس سے محکمہ انہار کے انجینئرز کے ہاتھ مضبوط ہوں اور deterrent punishment کا تصور اجا گر نہیں ہو گا ۔ اس وقت تک water theft کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہو سکتا ۔ ہمیں تاوان کے نظام کو بھی بہتر کرنا ہو گا۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس نظام کو بہتر بنانے کے لیے deferred maintenance کا ایک لفظ ہے جو یہ انجینئرز استعمال کرتے ہیں ۔ نہروں کی مرمت سالہا سال سے معلق چلی آ رہی ہیں۔ سیلاب کی تباہ کاریوں سے یہ نہریں متاثر ہوتی ہیں ان کی repair ان کی مرمت اور ان کی دیکھ بھال ہمیشہ defer ہوتی چلی آ رہی ہے ۔ جس نہر سے میں سیراب ہو رہا ہوں لوزباری دوآب کینال آپ کسی وقت میرے پاس تشریف لائیے اور اس کی حالت دیکھ لیجیے گا ۔ میں عملاً موقع پر نشاندہی کر سکتا ہوں کہ وہ نہر کتنی خطرناک صورت حال اختیار کر چکی ہے ۔ سردار عارف نکئی بھی اس سے استفادہ کر رہے ہیں اور وہ عینی شاہد ہیں کہ 1988ء کے فلڈ میں وہ نہر جس طرح متاثر ہوئی تھی ۔ ہم اس نہر کو اس کی اصلی original حالت میں restore نہیں کر پائے ۔ تو میری گزارش ہے کہ حکومت کو اس deferred maintenance کے متعلق خصوصی توجہ دینی چاہیے ۔ اس کو معلق رکھنے کے ساتھ یہ سالہا سال سے معلق چلی آ رہی ہیں ۔ یہ ایک خطرہ بنتی چلی جا رہی ہیں اور نظام آبپاشی بڑا بری طرح متاثر ہو رہا ہے ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان انہار کے لیے معقول رقم فراہم کیجیے تاکہ ان کی maintenance اصول و ضابطے کے مطابق ہو سکے ۔

جناب والا! میری دوسری گزارش ہے کہ ان نہروں کی دیکھ بھال کے لیے جو yard stick قائم کی گئی تھی وہ 1982ء میں قائم کی گئی تھی ۔ اس yard stick کے تحت ایک اصول وضع کیا گیا تھا کہ ہر نہر کے لیے' ہر چینل کے لیے اتنی رقم فراہم کی جائے گی ۔ اب 1982ء سے لے کر 1995ء تک اس طویل عرصے کے دوران cost escalation کتنی ہو چکی ہے ۔ آپ اس بارے میں مجھ سے اتفاق کریں گے کہ 1982ء میں earth work کے جو expenses تھے جو masonry work تھا آپ نے yard stick ہیڈ ورکس کی repair کے لیے اخراجات allocate کیے تھے ۔آج وہ بالکل ناکافی ہیں ۔

لہٰذا میں محترم سندھو صاحب کی وساطت سے وزیر آبپاشی کو استدعا کرتا ہوں کہ از راہ کرم آپ اس yard stick کو revise کیجیے اور اس کو آج کے موجودہ حالات اور تقاضوں کے مطابق قائم کیجیے ۔ جناب والا! میں اس ضمن میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ انہار کا جو maintenance staff ہے آپ نے لیبر laws کے مطابق اتنا مادر پدر آزاد کر دیا ہوا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ efficiently ان چینلز کو اور ان نہروں کو چلانا چاہتے ہیں تو شاید آپ کو اس کو ایک مدت کے لیے essential service قرار دینا پڑے ۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ایک بیلدار اتنا مادر پدر آزاد ہو چکا ہے کہ اس کے اوپر محکمہ کے افسران کی کوئی موثر گرفت نہیں ہے ۔ جس کا نتیجہ یہ کہ آج کی تمام نہریں اور چینلز کی maintenance میں لیبر کی غفلت اور عدم دلچسپی نمایاں طور پر دیکھ سکتے ہیں اور محکمہ انہار کے افسران ان کے سامنے بالکل عضو معطل ہو کر رہ جاتے ہیں ۔ لیبر laws ان کو اتنی protection دیتے ہیں کہ جب تک آپ ان کو hire and fire کا right نہیں دیں گے ۔ افسران کو ان کے اوپر ایک مضبوط گرفت فراہم نہیں کریں گے ۔ تو یقین کیجیے گا کہ یہ نظام نہیں چل سکے گا۔ تو میری استدعا یہ ہو گی کہ آپ ایسے قوانین بنائیں اگر نہیں بنا سکتے تو اس کو ایک essential service کا درجہ دے کر کم از کم ان لیبر قوانین سے نجات دلا دیجیے۔ جناب والا! میں مزید یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ rehablitation and remodelling یہ دو الفاظ ہیں جن کا میرے پاس اردو میں نعم البدل نہیں ہے مگر میں اسی سے استفادہ کرنا چاہتا ہوں کہ remodelling اور rehablitation کا اصول محکمہ انہار کا پانچ برس پر محیط ہے۔ جناب والا! آپ پورے صوبے کے اندر صورت حال دیکھ لیجیے کہ کسی نہر کی دس برس کے بعد بھی باری نہیں آئی نہ آپ اس کو remodel کر سکے ہیں اور نہ اس کی طرف توجہ دے سکے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اصول کو اپنانے کے لیے وزیر آبپاشی کو خصوصی توجہ دینی چاہیے تا کہ ہر نہر پانچ برس کے بعد آگے بڑھ سکے ۔ جناب والا! میں۔۔۔۔

جناب سپیکر ، آخر میں۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، نہیں آخر میں نہیں ۔ میں نے بہت کچھ کہنا ہے ۔

جناب سپیکر ، مگر پھر اور کوئی بھی کچھ نہیں کہہ سکے گا ۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، اگر آپ یہ کہتے ہیں تو پھر میں اپنی تجاویز کی طرف چلا جاتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، جی مہربانی۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، ابھی تو کہنے کے لیے میرے پاس بہت کچھ ہے ۔

جناب سپیکر ، مجھے پتا ہے ۔ مجھے اندازہ ہے ۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، میں اپنی تجاویز کی طرف جاتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، بسم اللہ۔

سید سجاد حیدر کرمانی ، جناب والا! میں وہ ناصح نہیں کہ صرف تنقید ہی کروں میں تو تجاویز بھی لایا ہوں۔ میں سب سے پہلے تو یہ کہتا ہوں کہ restoration of law and order اس کے بغیر یہ نظام نہیں چل سکتا ۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ کو water allowance enhance کرنا ہو گا ۔ آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ اس وقت شرح آب جسے water allowance کہتے ہیں وہ 3.33 کیوسک فی ہزار ایکڑ کے اعتبار سے ہے ۔ یہ water allowance جو کہ تقسیم ہند سے بھی بہت پہلے کا ہے جب بہت بڑی زمینداریاں اور جاگیرداریاں تھیں آج اس کے برعکس صورت حال یہ ہے کہ جس ضلع سے میرا تعلق ہے وہ ایک زرعی ضلع ہے ۔ ہمارے لیے وہ water allowance ناکافی ہے ہم اس 3.33 کیوسک پر 100 فی صد cultivation نہیں کر سکتے ۔ یہ بھی محکمہ کی کمال مہربانی ہے کہ آج بھی 70 فی صد تک کھینچ تان کر رہے جا رہے ہیں۔ جناب والا! میں وزیر زراعت کی توجہ کا طالب ہوں کہ اگر یہ fragmentation of holding کے اعداد و شمار اکٹھے کریں---

ملک محمد عباس خان کھوکھر ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر ، جی فرمائیے

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پیر صاحب نے تقریر شروع کرنے سے پہلے آپ کو بھی کئی دفعہ request کی متعلقہ منسٹر صاحبان کو بھی کی اور انھوں نے بڑے facts and figures کے ساتھ تقریر تیار کی ۔ منسٹر صاحب بتا دیں کہ انھوں نے ایک بات بھی نوٹ کی ہو۔ یہ تینوں منسٹر اسی وقت سے آپس میں لگے ہوئے ہیں اور کوئی اور مسئلہ discuss کر رہے ہیں ۔ لیکن انھوں نے ایک پوائنٹ بھی نوٹ نہیں کیا۔ یہ اپنی حکومت کے بچاؤ کے لیے اور اس کو بدنے کے لیے سوائے اس کے اور کوئی بحث نہیں کی ۔ لوگ اتنی تیاری سے آ کر بات کرتے ہیں لیکن انھوں نے اتنی request کے بعد بھی ایک منٹ کے لیے بھی توجہ نہیں دی ۔

جناب سپیکر ، توجہ فرمائیں گے۔

وزیر اوقاف ، آپ کا انتظام بھی کرنا ہے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر ، جناب والا' یہ اسمبلی ہے ۔

جناب سپیکر ، چیمہ صاحب آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ کرمانی صاحب کی تقریر سے قبل چودھری افضل سندھو صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ notes لے رہے ہیں ۔ ان کو تسلی رکھنی چاہیے کہ جب ایک دفعہ ایک بات ہو جائے تو پھر اس کی گنجائش نہیں ہے اور وہ باقاعدگی سے notes لے رہے ہیں۔ اس میں قطعی طور پر ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

وزیر صنعت و آبپاشی، جناب والا! کرمانی صاحب کو ہی جج بنالیں جو کچھ انھوں نے فرمایا ہے اگر اس کے پوائنٹس نہ لکھے ہوں تو جرم وار ہوں۔ ورنہ کھوکھر صاحب سے میری گزارش ہے کہ بلاوجہ ایسا نہ کریں ۔

جناب سپیکر ، بہتر ہے کہ کرمانی صاحب اپنی تجاویز مکمل کرلیں اور آپ سے درخواست ہے کہ آپ از راہ کرم ان کی باتیں توجہ سے سنیں ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر ، جناب والا! سندھو صاحب کا مجھے احترام ہے ۔ لیکن میں ایمانداری سے بات کر رہا ہوں کہ میں اسی وقت سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ تینوں منسٹر کسی اور معاملے کو discuss کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ، آپ ادھر دیکھا کریں ۔ آپ ادھر ادھر کیوں دیکھتے ہیں؟

ملک محمد عباس خان کھوکھر ، کیوں نہ دیکھیں ۔ کیا ان کا کام نہ دیکھیں ۔حکومت کس لیے ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ کی یہ دیکھنے کی عادت جاتی نہیں ہے ۔ جناب کرمانی صاحب۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ اگر سندھو صاحب دلچسپی لے رہے ہیں تو میں ایک جملہ جس میں ایک غیر ملکی اریگیشن انجینئر نے اپنے تاثرات رقم کیے ہیں میں آپ کی اجازت سے وہ پیش خدمت کرتا ہوں کیونکہ original انگلش میں ہے and I quote the exact verbatim وہ رقم طراز ہیں کہ،

...........Pakistan's irrigation and drainage system is in a deplorable condition and is suffering from worst operational and maintenance problems such as silting up of channels, low delivery efficiency, losses are as high as fifty percent, inadequate distribution of water, dry tails, choked drains. ....

جناب سپیکر! اگر آپ گھڑی کی طرف دیکھیں گے تو میرا تو مدعا ہی ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اپنی تجاویز کی طرف آتا ہوں کہ یہ تو صورت حال ہے جو کہ ایک غیر ملکی اریگیشن انجینئر اور غیر ملکی کی رائے تھی جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دی میری دوسری گزارش یہ ہے کہ enhanced water allowance کا میں مطالبہ کرتا ہوں اور اس سلسلے میں میری دلیل یہ ہے کہ fragmentation of holding اس قدر ہو چکی ہے۔ میں پنجابی میں اس کا من وعن پیش کر دیتا ہوں جٹ تجی پیڑھی فقیر ہو جاندا اے۔

جناب سپیکر، ایک واری فیر کہو۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جٹ تجی پیڑھی فقیر ہو جاندا اے۔ under the law of succession and inheritance جب سے شریعت ایکٹ نافذ ہو گیا ہے اور لڑکیوں کو بھی share ملنا شروع ہو گیا ہے تو اب اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اوکاڑہ ڈسٹرکٹ جو کہ ایک زرعی ضلع ہے اس کے اندر اوسط ملکیت ۲ ایکڑ فی کس سے بھی کم ہے۔ آپ میری یہ بات سن کر حیران ہوں گے لیکن لوگ اب بھی جاگیرداری کی بات کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا پنجاب کا مسئلہ دیگر صوبوں سے بالکل مختلف ہے۔ جناب والا! جب صوبے میں اوسط ملکیت ۲ ایکڑ فی کس ہو گی تو کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اس کی intensity of 35% cultivation گارنٹی کریں تو وہ خاک کمائے گا اور کھائے گا۔ لہذا میرا آپ سے مطالبہ یہ ہے کہ یہ جو آپ کی شرح آب 3.33 کیوسک ہے اس کو بڑھا کر 4 یا ساڑھے چار فیصد تک کر دیا جائے۔ محکمہ انہار کے جو انجینئرز ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ کا مطالبہ جائز ہے آپ کی معیشت مجبور کرتی ہے کہ ہم آپ کا واٹر الاؤنس اور شرح آب بڑھائیں مگر ہمیں یہ بھی تجویز دیجیے کہ ہم پانی کہاں سے لائیں۔

جناب والا! اس ضمن میری گزارش یہ ہو گی کہ conservation of water کے لیے brick lining کی جائے۔ اور میں یہ مطالبہ اس رپورٹ کے پیش نظر کرتا ہوں کہ ہماری efficiency پچاس فیصد کم ہو گئی ہے۔ اس طرح lining کے دو فوائد ہوں گے اسب سے زیادہ فائدہ تو یہ ہو گا کہ جوڈسچارج ہیڈ ورکس سے ہو گا وہ ہمیں tail تک ملے گا ۔ دوسرا یہ ہے کہ water logging protection بھی یقینی ہو سکے گی ۔ seepage کی روک تھام بھی lining سے ہو گی ۔ مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ یہ بڑا مہنگا طریقہ ہے مگر اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر ہم نے اس کی ابتداء ۱۹۴۷ء سے کی ہوتی تو ہمارے بیشتر چینلز راجباہ brick -lined ہوتے۔ جناب والا! میں اسیٹمن میں پانی کی سٹوریج کے لیے بھی مطالبہ کرتا ہوں۔ کیونکہ water storage انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کو میں احساس دلانا چاہتاہوں کہ ہمارے جو storage reservoirs تربیلا اور منگلا میں موجود ہیں اس کے متعلق بھی میرے پاس اعداد و شمار ہیں مگر میں اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ آپ یقین کیجیے کہ billions of acre water ہم loose کر چکے ہیں because of siltation جناب والا! یہ تو ایک مسلسل عمل ہے جس کو ہم نے adopt کرنا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے' کار بند رہنا ہے۔ میں اس سلسلے میں کالاباغ ڈیم کے لیے بھی اصرار کرتا ہوں 'بھاشا ڈیم کے لیے بھی اصرار کرتا ہوں۔ کیونکہ پنجاب اس معاملے میں فراخدل ہے کہ خواہ وہ سٹوریج صوبہ سرحد میں ہو ' پنجاب میں ہو میں اس کی حمایت کرتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ ہماری آئندہ نسل کا جو مستقبل ہے اسی سٹوریج سسٹم پر ہے۔ جناب والا! آپ اپنی آبادی کا تو ذرا تصور کر لیجیے ۲۰۰۰ء تک ہم کہاں ہوں گے ؟ ان حالات کے پیش نظر میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ conservation of water through brick lining and storage کریں کیونکہ یہ بڑا ضروری ہے ۔ دوسری جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ کینال ایڈوائزری کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں وہ redundant ہیں اور فعال بھی نہیں ہیں ۔ لہذا ان کو بھی activate کیا جائے ان کو functional کیا جائے ۔ ڈویژنل لیول تک جہاں پر محکمہ نہر کے ڈویژن ہیں وہاں پر کینال کمیٹیاں موجود ہیں مگر وہ اس وقت functional نہیں ہیں ۔ ان کا ایک کردار متعین کر دیا جائے تا کہ عوام الناس بھی جو recipient ہیں وہ بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکیں اور تجاویز لا سکیں ۔

جناب سپیکر ، اچھا تو نہیں لگتا آپ اتنی اچھی تقریر کر رہے ہیں میں آپ کو interrupt کروں ۔ اب

آپ مہربانی فرمائیے۔ کیونکہ اور دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب والا! میں نے تو آج بہت کچھ کہنا ہے میں نے تو ابھی ورلڈ بینک کی تجاویز پر بھی بہت کچھ کہنا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وقت کم ہے تو پھر ایک دن اور دیجیے۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ ایک تو آپ اس معاملے میں بڑے خسیس ثابت ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ رحم کرے۔

سید سجاد حیدر کرمانی: اتنی تنگ نظری کہ اتنے اہم مسئلے کے لیے آپ ہمیں ایک روز دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اور وہ ایک روز بھی آپ پوائنٹ آف آرڈر پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب والا! آپ نے مجھ سے بھی پوائنٹ آف آرڈر سنا۔ جناب والا! یہ انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: پھر اہمیت کے حامل مسئلے کو اور ادھر ادھر کی فروعی باتوں پر وقت ضائع نہ کیا کریں۔

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب والا! میں کب اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہا ہوں۔ میں تو مکمل طور پر ٹو دی پوائنٹ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں آپ نہیں لیکن آپ کے چار پانچ آدمی اسی کام پر لگے رہتے ہیں۔

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب والا! دیکھیں یہ آپ کا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: میں تو سجاد بھائی صرف یہ چاہتا ہوں کہ آج کم از کم ایک دو دوست اور بھی بات کر لیں۔ ورنہ میری طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے۔

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب والا! اگر آپ کہتے ہیں تو میں wind up کر دیتا ہوں۔ مجھے تقریر کرنے کا شوق نہیں ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں جتنا وقت بھی آپ نے دیا میں تو تجاویز دے رہا ہوں کیونکہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کیونکہ ہماری پشت پر اسی آب پاشی کے نظام سے ایک خنجر گھونپا جا رہا ہے جس سے میں ہاؤس کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بتائیے۔ بسم اللہ میری طرف سے آپ 9 بجے تک تقریر کریں۔

سید سجاد حیدر کرمانی: جناب والا! میں ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں، سندھو صاحب میں آپ کی توجہ کا طالب ہوں ایک ملین ایکڑ فیٹ winter کے دوران ہم نے صوبہ سرحد کو commit کیا ہوا ہے کہ

ہم اپنے historical share میں سے ان کو دیں گے ۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اگر یہ تردید کرتے ہیں تو میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں ۔ میں بلاخوف تردید کہنا چاہتا ہوں کہ ایک ملین ایکڑ فیٹ ہم نے رضاکارانہ طور پر پانی ان کو دینا ہے ' وہ ہمارے بھائی ہیں شاید ان کی ضرورت زیادہ ہے ۔ ہم تو کئی دفعہ کربلا دیکھ چکے ہیں اب اور بھی آجائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم نے ایک ملین ایکڑ فیٹ دیا اور ہمارا مطالبہ اور وفاقی حکومت کی طرف سے بھی ہمیں یہ undertaking tacit تھی understanding کا لفظ استعمال ہوا ہے ۔ جو minutes ریکارڈ ہوئے ہیں ان میں یہ لفظ موجود ہے آپ پڑھ سکتے ہیں ۔ وفاقی حکومت نے ہمیں یعنی پنجاب کو یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ ہم آپ کو compensate کریں گے اور اس کے بدلے ایک معقول رقم آپ کو دیں گے جس سے آپ conservation of water کے لیے brick lining کر سکیں ۔ میں حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں اور جناب سندھ کی وساطت سے میں یہ اصرار بھی کرتا ہوں کہ یہ رقم ہمیں آئندہ دو تین برس کے اندر یقینی بنائی جائے ۔ اور فیڈرل گورنمنٹ باقاعدگی سے ہماری سکیموں کو فنڈز فراہم کرے ۔ یہ ان کی ہمارے ساتھ commitment ہے ۔ مجھے انتہائی دکھ اور افسوس ہے کہ یہ ان سے اب مطالبہ نہیں کر رہے۔ جناب والا! میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور باقی ماندہ باتیں جناب سید تابش الوری کریں گے ۔

جناب سپیکر ، آپ نے انتہائی مدلل اور اچھی تقریر کی ہے ۔ مجھے بے حد خوشی ہے ۔ میں بہت متاثر ہوا ہوں ۔ جناب سید تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! میں نے ایک سال پیشتر اسی ایوان میں آپ کے توسط سے حکومت کو آگاہ کیا تھا کہ ورلڈ بینک کے مسلسل دباؤ کے تحت پنجاب کا نہری نظام نیلامی پر چڑھانے کی سازش ہو رہی ہے ۔ میں نے یہ انتباہ کیا تھا کہ حکومت اور عوام نے اگر بھرپور مزاحمت نہ کی تو یہ سازش کامیاب ہو جائے گی اور پنجاب زرعی اور اقتصادی طور پر تباہ وبرباد ہو جائے گا ۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت کسی نے میری بات پر سنجیدگی سے توجہ نہیں دی ' کسی نے یقین نہیں کیا بلکہ وزراء تک نے مجھے آکر یہ کہا کہ شاہ صاحب یہ کیسے ممکن ہے کہ پنجاب کی نہریں نیلام کر دی جائیں ۔ لیکن آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی ۔ حکمران اپنے اقتدار کی جنگ میں مگن رہے اور نتیجتاً حکومت اور صوبائی انتظامیہ اتنی کمزور ہو گئی کہ وفاقی حکومت نے حال ہی میں پنجاب حکومت

کی اور دوسری حکومتوں کی شدید مخالفت کے باوجود تمام ملک کے نہری نظام کو نجکاری کے حوالے کرنے کا فیصلہ صادر فرما دیا ہے۔ آئندہ مالی سال سے ہماری تمام نہریں پرائیویٹائز ہوجائیں گی اور آئندہ مالی سال سے سارے ملک میں جہاں دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام اس وقت موجود ہے۔ آبپاشی کے سرکاری نظام کا خاتمہ ہو کر نجکاروں کے سپرد کر دیا جائے گا۔ جناب والا! محکمہ آبپاشی کو ختم کرکے اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی قائم کردی جائے گی جو نہروں کو ٹھیکے داروں کے ہاتھوں نیلام کیا کریں گی۔ اور ٹھیکے دار اپنے مہنگے نرخوں پر کاشتکاروں کو پانی بیچا کریں گے۔ اور جناب والا! یہ پانی اتنا مہنگا ہوگا کہ زراعت غیر منافع بخش ہو کر رہ جائے گی۔ اور آبپاشی میں عملاً ہمارے صوبے میں ایسی دشواریاں اور پیچیدگیاں جنم لیں گی جن کے تصور سے بھی خوف آتا ہے۔ جناب والا! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے تمام ماہرین آبپاشی نے چاروں صوبوں کے آبپاشی کے محکموں نے منطق اور دلائل کے ساتھ مرکزی حکومت کے سامنے اپنا موقف پیش کیا۔ مگر قرضوں کے لالچ میں اندھی اور بہری وفاقی انتظامیہ حقیقت پسندانہ موقف کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی رہی اور بالآخر حال ہی میں اس نے ہمارے موقف کو مسترد کرکے ہمارے مضبوط اور مقبول نظام کو ترک اور تباہ کرنے کا فیصلہ صادر فرما دیا۔ جناب والا! صرف چھ سو ملین ڈالر قرضے کی خاطر ہم اپنے صدیوں پرانے آزمودہ اور مربوط نظام کے خاتمے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور پنجاب جس کی بنیاد زراعت ہے، پنجاب جس کی اقتصادیات کا انحصار اجناس اور زراعت کی جدید سہولتوں پر ہے وہ ایک ایسی تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے جس کے نتیجے میں پورا پنجاب زرعی اور اقتصادی اعتبار سے دیوالیہ ہوسکتا ہے۔ جناب والا! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ورلڈ بینک نے ایک پالیسی دستاویز تیار کی ہے۔ جس کا عنوان ہے Pakistan Irrigation and Drainage- Auction and Issues اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہمارے ہاں آبپاشی کی شرح چونکہ کم ہے، چونکہ وصولی غیر اطمینان بخش ہے، چونکہ نظام فرسودہ ہے، چونکہ فنی اور انتظامی نقائص ناقابل اصلاح ہوگئے ہیں۔ اور آمدنی سے زیادہ خرچ ہو رہا ہے اس لیے ورلڈ بینک نے کہا ہے کہ اپنے اس نظام کی بساط لپیٹ دیں۔ اور نجکاری کو رائج کریں ۔ ورنہ بینک نے دھمکی دی کہ وہ آئندہ امداد اور قرضوں کا سلسلہ پنجاب کے لیے بند کردے گا۔ جناب والا! کون سا ایسا نظام ہے جس میں اصلاح کی گنجائش نہیں ہے۔ ہمارے نہری نظام میں بھی بلاشبہ خرابیاں موجود ہیں' نقائص موجود ہیں اور انہیں بہتر اور موثر بنانے کے لیے بلاشبہ بہت سے اقدامات اور منصوبوں کی ضرورت ہے۔ مگر اپنے مزاج اپنے رواج'

اپنے حالات، اپنے تقاضوں اور ضروریات کو نظر انداز کرکے ادھار تصورات تقلیدی حکمت عملی اور نظریاتی نقالی کسی طور پر بھی ایک آزاد قوم کے شایان شان نہیں ہوسکتی۔جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ بینک نے کیا ہدایات جاری کی ہیں' ورلڈ بینک نے کیا احکامات صادر کیے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ نہری پانی ایک فرد کی پرائیویٹ پراپرٹی ہے جسے زمین کے حقوق سے الگ کرکے تجارتی شکل دی جانی چاہیے اور سارے نہری نظام کو نجی ہاتھوں میں منتقل کرکے نہری پانی کو ضرورت کی بنیاد پر بیچا جانا چاہیے۔ جناب والا! بنک کی سوچ کا محور ترقی یافتہ ممالک کے زرعی اور صنعت و تجارت کے میدانوں میں آزاد مارکیٹ کا تصور ہے۔ ان کے ہاں تمام صنعتیں ' تجارت ' حرفت آزاد منڈی کے تصور پر قائم ہیں۔لیکن پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں یہ طریقہ یہ سوچ یہ فکر قابل عمل نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں زراعت آبپاشی کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ ہمارے اپنے مخصوص حالات ہیں ' ہماری اپنی مخصوص آب و ہوا ہے۔ ہماری اپنی مخصوص روایت ہے ہم اس سے الگ ہو کر جب محض جدیدیت کی نقالی کریں گے تو ہمیشہ تباہی کے غار کی طرف ہی جائیں گے۔ تاریخی اعتبار سے ہمارا نہری نظام پبلک سیکٹر میں اس لیے قائم کیا گیا۔ ہمیں اس بات پر نظر رکھنی ہے کہ یہ پبلک سیکٹر میں کیوں قائم ہوا۔ اس لیے قائم ہوا کہ دیہات کی بہت بڑی زراعت پیشہ آبادی جو غربت کے آخری درجے پر ہے اسے سہارا دیا جائے۔ اسے مدد دی جائے اور لاکھوں چھوٹے چھوٹے کسانوں اور زمینداروں کو معاشی سہارا دے کر اور انہیں پینے کے پانی کی سہولت فراہم کرنے کے لیے اس نظام کو پبلک سیکٹر میں قائم کیا گیا۔

MR SPEAKER: Please wind up

سید تابش الوری: جناب والا! میں وائنڈ اپ کرتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے زرعی احوال یورپ سے قطعی مختلف ہیں۔ ہمارا بیشتر خطہ بے حد گرم ہے ' بارشوں کی شرح بہت کم ہے ' نہری پانی کی قلت ہے ' پانی پر خوفناک تنازعات ہوتے ہیں اور نہروں کا وسیع دائرہ پھیلا ہوا ہے۔ جو ہمارے لیے ایک منفرد سسٹم کا متقاضی ہے۔ اور وہ سسٹم وہی ہے جو ہمارے ہاں صدیوں سے رائج ہے۔ پانی مادر وطن کی دودھ کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر ہم نے اسے بیچا تو بڑے بڑے زمیندار اور جاگیر دار فطرت کے اس عطیے پر بھی قابض و متصرف ہوکر غریب کسانوں کو ایک ایک قطرے کا محتاج کردیں گے۔ جناب والا! یہ بہت بڑی تبدیلی آرہی ہے جس پر آپ جیسے دانشوروں کو نظر رکھنے کی ضرورت ہے ۔ کیونکہ آ کے فیصلے آئندہ صدیوں پر محیط ہوتے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ ندری '

محتاجی و مایوسی کے عالم میں اگر کسانوں نے اپنی زمینیں بیچ کر شہروں کا رخ کر لیا تو ہمارے سماجی مسائل کس درجے پر پہنچ جائیں گے۔ اور ہماری زراعت کس مقام پر کسی انحطاط کے مقام پر ہو گی۔ ہماری آئندہ صدی زراعت کی صدی ہے ' آئندہ صدی میں جو ملک زراعت اور اجناس اور غذا میں خود کفیل ہو گا وہی super power ہو جائے گا۔ اگر آج ہم نے اپنی زراعت کو تباہ کردیا تو ہم مستقبل میں اپنے اقوام عالم میں کوئی مقام حاصل نہیں کرسکیں گے۔ اس لیے وقت آگیا ہے میں آخری فقرہ کہنا چاہتا ہوں کہ وقت آگیا ہے کہ پنجاب بیدار ہوکر ' پنجاب کی ہولناک تباہی کے منصوبے کے خلاف دیوار بن جائے۔ ورنہ ادھار نظریات ہمیں کہیں کا نہیں رکھیں گے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ آرٹیکل 155 کے تحت وفاقی حکومت کا یہ ہولناک فیصلہ مسترد کر کے مشترکہ مفادات کی کونسل سے صوبائی حکومت تحریری شکایت کرے اور اس فیصلے کو بدلوانے کے لئے صوبوں سے رابطہ کر کے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرے تاکہ مشترکہ مفادات کی کونسل اس غلط اور تباہ کن فیصلے کو مسترد کر کے ایک بار پھر صوبوں میں نہری نظام کو پرانے طریقوں کے مطابق بہتر تبدیلیوں کے ساتھ رائج و نافذ کر سکے۔ اگر ہم نے اس میں کوتاہی کی تو میں انتباہ کرتا ہوں کہ تباہی اور بربادی پنجاب کا مقدر ہو کر رہ جائے گی۔

جناب سپیکر: اللہ رحم کرے۔ چودھری محمد اقبال!

جناب سید تابش الوری:

کس کس کی زبان روکنے جاؤں تیری خاطر
کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چوہدری محمد اقبال!

چودھری محمد اقبال: بہت شکریہ' جناب سپیکر! میرے دو فاضل دوستوں نے اریگیشن پہ بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جو بھی وزیر متعلقہ ہیں انہوں نے کچھ پوائنٹس نوٹ کئے ہوں گے۔ جناب والا! میں اپنے آپ کو صرف زراعت تک مخصوص رکھوں گا تاکہ اس کے متعلق چونکہ بات نہیں ہو سکی۔ بہت کم وقت آپ نے دیا ہے۔ میرے بہت سے دوست اور بھی اس پہ بات کرنا چاہ رہے تھے۔ جناب سپیکر! زراعت پیشہ لوگ جو اس پیشے سے directly اور indirectly involve ہیں۔ ان کی تعداد صوبے میں غالباً کوئی ستر فیصد بنتی ہے۔ جو کہ دیہات سے وابستہ ہیں اور

directly یا indirectly اس پیشے سے متعلقہ ان کے ذرائع روزگار ہیں۔ اس پیشے کے ساتھ جناب سپیکر اس ملک کے اندر کیا ہو رہا ہے اور صوبے کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ اس کی میں داستان تھوڑے سے وقت میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! دنیا میں دیکھا گیا ہے کہ کوئی شخص کسی بھی پیشے میں ہے تو اس کی بڑی شدید خواہش ہوتی ہے جناب سپیکر کہ میرا ایک بیٹا اس پیشے میں رہے تاکہ میرا نام زندہ رہے۔ مثال کے طور پہ کوئی وکیل ہے وہ چاہتا ہے کہ میرا ایک بیٹا وکیل ہو اور میری وہ گدی کو سنبھالے۔ اس کے علاوہ کوئی جرنیل ہے۔ چاہے وہ کسی بھی پیشے میں ہے۔ کوئی جج صاحب ہیں تو وہ سوچتے ہیں کہ میرا ایک بچہ اس پیشے میں ضرور آئے۔ یہ ایک پیشے سے لگاؤ کا جناب سپیکر اشارہ ہوتا ہے۔ میرے بہت سے بھائی جو یہاں پہ صوبائی اسمبلی کے فاضل قابل قدر ممبران ہیں۔ میں ان سے سوال پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا زمیندار بھی آپ کو آج تک ملا ہے جو یہ چاہتا ہو کہ میرا بچہ اسی پیشے میں رہے۔ اس کی جناب سپیکر بڑی شدید خواہش ہے کہ میرا بچہ چاہے چپڑاسی ہو جائے۔ چاہے کلرک ہو جائے لیکن اس پیشے سے نکل جائے۔ اس کی وجہ جناب سپیکر کیا ہے۔ اس کی یہ خواہش اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ یہ منافع بخش پیشہ نہیں رہا۔ جناب سپیکر' یہ گھاٹے کا سودا ہو گیا ہے۔ اگر آپ ایک مزدور پیشہ آدمی' ایک لیبر کلاس آدمی جو کسی کارخانے میں مزدوری کرتا ہے۔ کسی مستری کے ساتھ مزدوری کرتا ہے۔ کوئی اور کسی قسم کی مزدوری کرتا ہے۔ جو تنخواہ جناب سپیکر مزدور کو دیہاڑی کی ملتی ہے۔ ایک دن کی روزانہ' یومیہ جو اس کو ملتی ہے۔ اتنے پیسے بھی زمیندار کو نہیں بچتے۔ اس کی بیوی کھانا پکاتی ہے۔ اس کے بیٹے مال مویشی چراتے ہیں اور خود وہ زراعت کرتا ہے۔ اس میں اگر ساری فیملی کی آپ تنخواہ نکالیں تو اس مزدور کے برابر جناب سپیکر نہیں بنتی۔ جو اس کو ملتی ہے ۔ جو اس کو منافع ملتا ہے۔ جناب سپیکر! جس پیشے کی یہ حالت ہو اس سے آپ دیکھیں کہ اتنی بددل فوج جو ہے وہ کیا لڑائی لڑے گی اور یہ صوبہ پنجاب جو کہ پورے پاکستان میں بلکہ دنیا میں اناج گھر کے نام سے مشہور تھا۔ وہ اناج گھر جناب سپیکر آجکل نہیں رہا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جو حضرات اس پیشے سے متعلقہ ہیں۔ وہ بددل فوج ہے۔ بددل فوج جناب سپیکر کبھی لڑا نہیں کرتی۔ جب تک اس پیشے کو منافع بخش نہیں بنایا جائے گا۔ اس کی حالت ایسی ہی رہے گی۔ جناب سپیکر' آپ دیکھیں ۔ شرم کی بات ہے جناب سپیکر کہ ہم گندم امپورٹ کر رہے ہیں' ایکسپورٹ کرنے کی بجائے۔ سعودی عرب جیسا ملک جہاں کہ ہماری اسلامی عقیدت تو ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ دولت کدہ ہے۔ ہم اس کو بڑی عقیدت

کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن جناب ' جہاں تک زراعت کا تعلق ہے۔ پتھریلی زمین ہے' کوئی fertile land نہیں ہے۔ جناب سپیکر سعودی عرب اس وقت جو ہے گندم ایکسپورٹ کر رہا ہے اور ہم گندم امپورٹ کر رہے ہیں اور میں جناب والا ایک رسالہ ابھی اگر لڑکا لے آتا ہے تو میں پیش کرتا ہوں۔ وہ انڈیا کے متعلق لکھا ہے۔ میں کوئی برطانیہ کی آپ کو مثال نہیں پیش کرتا۔ میں آپ کو کوئی امریکہ کی مثال نہیں پیش کرتا جن کے وسائل ہم سے بڑے زیادہ ہیں۔ ہمارا ہمسایہ ملک ہے ۔ ہماری جیسی زمین ہے جناب سپیکر اور ہمارے جیسے کسان ہیں۔ ہمارے جیسے وسائل ہیں۔ انہوں نے رسالے میں ایک مضمون ----

جناب سپیکر، آپ کی بات کو بڑھا رہا ہوں۔ حقیقت ہے ہم سب کے لئے سوچنے کا مسئلہ ہے کہ یہ ہمارے پنجاب کا ایک حصہ تھا اور انڈیا ہم سے آبادی میں آٹھ گنا زیادہ بڑا ہے اور ان کے پاس اتنی گندم ہے ۔ اتنا اناج ہے کہ رکھنے کی جگہ نہیں رہ گئی۔

چودھری محمد اقبال: جی' جی وہ میں آپ کو پیش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اکیلی پنجاب کی' میں نے وہ سارا کچھ دیکھا ہے۔ جی ہاں۔

چوہدری محمد اقبال: جناب سپیکر' اس رسالے میں لکھا ہے میں آپ کی بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔ 'problem of plenty' , "Time" رسالے میں آیا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے۔ میں ---

چودھری محمد اقبال: جناب والا! آپ نے پڑھا ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بھائی' چھوٹے بھائی' بڑے پیارے ہیں۔ بڑے محنتی ہیں۔ وہ رسالے میں یہ مضمون ضرور پڑھیں۔ میں ان کو رسالہ پیش کروں گا۔ ان کو اناج رکھنے کے لئے جگہ نہیں ملتی بلکہ انہوں نے جناب والا ایک سکیم بنائی ہے۔(آوازیں --- ان کو پڑھنے کی عادت نہیں ہے) نہیں' نہیں پڑھتے ہیں۔ انہوں نے جناب والا ایک سکیم بنائی ہے کہ دوپہر کو بچوں کو سکول میں کھانا مفت دیا جائے۔ آپ نے وہ بھی پڑھا ہو گا۔ ایک ہمارا ہمسایہ ملک جس کے وسائل ہمارے جیسے ہیں وہ تو یہ کر رہا ہے اور ہم اناج جو ہے وہ امپورٹ کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ جناب سپیکر یہی ہے کہ ہمارے کسان کو encourage نہیں کیا جاتا۔ اس کی حالت یہ ہے کہ ہماری جو inputs ہیں۔ زرعی عوامل ہیں۔ وہ تو ہر سال بڑھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! ایسے ہی بات آپس میں تھوڑی سی ہو رہی ہے۔ اس لئے بڑی اہم ہے۔ ان کو شکایت یہ ہے کہ ان کو کام تو آپ کرنے نہیں دیتے۔ روز ان کی ٹانگ کھینچتے ہیں کہ نکل جاؤ' نکل جاؤ' نکل جاؤ۔ چار دن ان کو کام کرنے دیں۔ پھر ان سے پوچھ لیں۔ (قہقہے)

چودھری محمد اقبال، معاف کرنا جناب سپیکر! مجھے یہ احساس ہوا کہ مجھے آپ اپنے topic سے ہٹا رہے ہیں۔ (قہقہے) میں اس پہ بات نہیں کرنا چاہتا جناب۔ میں اپنے موضوع تک رہوں گا جناب سپیکر! جناب والا! میری بھی بڑی دردمندانہ اپیل ہے حکومت پنجاب سے اور فیڈرل گورنمنٹ سے کہ وہ کسان کو اپنے پاؤں کے اوپر کھڑا کرے تاکہ وہ اس صوبے میں اناج اتنا پیدا کرے جو کہ باقی سارے پاکستان کو فیڈ کر سکے بلکہ اس کو ایکسپورٹ کر سکے۔ اس کے علاوہ جناب والا چونکہ یہ پالیسی بڑی controlled ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ زیادہ اس زراعت میں involve ہے۔ حالانکہ فیڈرل گورنمنٹ کا کوئی کام نہیں ہے۔ فیلڈ میں کام ساری صوبائی حکومت کرتی ہے۔ لیکن یہاں کی ساری پالیسیز بدقسمتی سے فیڈرل گورنمنٹ control کرتی ہے۔ ان کا زیادہ کنٹرول ہے محکمہ زراعت کے اوپر خاص طور پہ۔ میرے بھائی بڑی اچھی طرح اس کو سمجھتے ہیں' جانتے بھی ہیں' انہوں نے سٹڈی بھی کیا ہوگا۔ یہ بھی ایک بڑی ستم ظریفی ہے کہ کام سارا صوبہ پنجاب کی ٹیم کرتی ہے اور جو کنٹرول کرنے والے اوپر بیٹھے ہیں وہ فیڈرل گورنمنٹ کے لوگ ہیں۔ وہ اسلام آباد بیٹھے ہیں ان کو پتا نہیں کہ فیلڈ میں کیا ہو رہا ہے اور فیلڈ کے حالات کیا ہیں۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر آپ ذرا آ جائیں۔ میں نے اناج کے بارے میں کافی عرض کر دیا ہے۔ آپ ہماری جو پوری معیشت ہے پورے پاکستان کی۔ وہ جناب سپیکر دو ہماری فصلوں کے اوپر کھڑی ہے۔ mainly تو وہ کاٹن کے اوپر کھڑی ہے اور اس کے بعد وہ رائس کے اوپر کھڑی ہے۔ جناب سپیکر کاٹن کا یہ حال ہو گیا ہے۔ ابھی ابھی میں اپنے بھائی سے پوچھ رہا تھا کہ ہمارے دور میں یہ کوئی ایک کروڑ تیرہ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ اس میں واپسی شروع ہو گئی ہے۔ وہ مجھے بتا رہے تھے کہ کاٹن ہماری 7.4 ملین پہ آ گئی ہے۔ جناب سپیکر! جس ملک کی پوری معیشت کاٹن ایکسپورٹ کے اوپر کھڑی ہے تو اس کی یہ حالت ہو جائے تو اس میں کیا ہوگا۔ اس میں جناب والا جو دیمک کی طرح..... رسالہ میں اپنے بھائی کو پیش کرتا ہوں وہ ضرور اس کو پڑھ لیں گے۔ جناب سپیکر! کاٹن کی حالت اس طرح کیوں ہوئی ہے۔ اس میں وائرس جو ہے وہ اتنا ناسور پاکستان میں آ گیا ہے کہ وہ تباہی و بربادی کے اشارے دے رہا ہے۔ اس میں میں اپنے بھائی سے دردمندانہ اپیل کروں گا کہ آپ کی

ریسرچ میں اور آپ کے جتنے ونگز ہیں ان کو کام کرنا چاہیئے۔ ایکسٹینشن والے' ریسرچ والے سارے لگ جائیں اور وہ کاٹن کی جو قسم ہے اس میں وائرس کی۔ جمنی وائرس detect ہو گئی تھی اس پہ ہمارے جو ایکسپرٹس ہیں انہوں نے اس کو detect کیا تھا کہ جمنی وائرس ہے وہ اس کے تدارک کے جناب سپیکر بڑی بھرپور مہم پاکستان میں چلائی جانی چاہیئے تاکہ پاکستان کی معیشت تباہ و برباد نہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر میں تھوڑا سا ۔۔۔

جناب سپیکر، فون کہاں بج رہا ہے۔ اسمبلی کا عملہ تحقیق کرے کہ یہ فون کہاں بج رہا ہے اور یہ فون ضبط کر لیا جائے۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر، دے دیجئے فون۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں ۔۔۔

جناب سپیکر، اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ آپ کی بات مکمل ہو جائے۔

چودھری محمد اقبال، بہت مہربانی سر۔ جناب سپیکر! میں ابھی وائرس کی بات کر رہا تھا کہ یہ صوبہ پنجاب کی اور پاکستان کی معیشت کا جو پلڑا ہے وہ اس وائرس سے گر رہا ہے۔ اس کے اوپر پورے محکمے کو اور فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ مل کر پوری ہمت کرنی چاہیئے اور ہمارے ایکسپرٹس کو باہر بھیجنا چاہیئے۔ ہم نے باہر بھیجے تھے۔ اس کو پوری طرح سے کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس کے علاوہ جناب والا! رائس کی طرف آ جائیں۔ رائس کی میرے بھائی بھی بتائیں گے کہ production دن بدن کم ہو رہی ہے۔ اس میں نہ ہماری کوئی ایکسپورٹ پالیسی ہے۔ رائس ایکسپورٹ ہمارا ہوتا ہے تو وہ ہمارے رائس کو انڈیا جو ہے وہ اپنے لیبل کے نام سے بیچ رہا ہے۔ اس میں پنجاب کی متعلقہ فیلڈ کی جو problems ہیں' میں اسی کی طرف آتا ہوں۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کرتا۔ اس وقت رائس کو بڑا شدید خطرہ ہے rice porer کا اور ایک چاپیٹ سنڈی کا' جو رائس کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اس میں آپ کی وساطت سے میں اپنے چھوٹے بھائی وزیر زراعت کی توجہ چاہوں گا کہ اس وقت پوری مارکیٹ میں' ان کے ایکسپرٹس یہاں آئے ہوئے ہیں وہ ان سے پوچھ لیں' اس وقت پاڈان مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہے۔ صرف ایک دوائی پاڈان ہے جو رائس کو ان دونوں بیماریوں سے بچا سکتی ہے۔ وہ پاڈان مارکیٹ میں

کسی قیمت پر ملتی ہی نہیں ہے۔ اگر ملتی ہے تو دو نمبر ملتی ہے۔ ایک نمبر دوائی رائس کے علاقے میں ناپید ہو گئی ہے۔ اس میں توجہ فرمائیں اور رائس کو بچانے کی کوشش کریں۔ اگر ہماری حکومت کی پالیسیاں اس طرح سے رہیں تو پھر حالات بڑے خراب ہو جائیں گے۔ اور یہ دونوں فصلیں جو ایکسپورٹ کے اوپر پوری معیشت کو سہارا دیتی ہیں یہ تباہ و برباد ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! ان کا ایک بڑا اہم ونگ ہے' جس کو فیلڈ ونگ کہتے ہیں۔ ہمارے صوبہ پنجاب کے جو محکمے ہیں اس کا ایک فیلڈ ونگ ہے۔ اس میں انجنیئر ہوتے ہیں' بلڈوزر ہوتے ہیں۔ وزیر موصوف جب میری باتوں کا جواب دیں تو وہ اس بات کے اوپر تھوڑی سی روشنی ڈالیں کہ ان کے کتنے بلڈوزر اس وقت working condition میں ہیں۔ حالت یہ ہے کہ زمیندار apply کرتا ہے' بلڈوزر لے کر جاتا ہے اور وہ فیلڈ میں جا کر خراب ہو جاتا ہے۔ وہ وہیں پڑا رہتا ہے۔ اس کی کوئی مرمت نہیں ہوتی۔ اس کے فاضل پرزے نہیں ہوتے اور کبھی تیل نہیں' کبھی انجنیئر نہیں' کبھی کچھ نہیں۔ وہ فیلڈ میں کام نہیں کرتے۔ وہ ان کا اتنا اعلیٰ ونگ ہے' اگر ان کی لیولنگ درست ہو جائے' تو میرے دوستوں نے جو پانی کی قلت کی یہاں بات کی ہے وہ بھی cover ہو سکتی ہے۔ لیولنگ جتنی ہو گی' پانی کم خرچ ہو گا۔ لیولنگ کرنے کا بڑا ہی اعلیٰ قسم کا ان کا انتظام ہے۔ ہمارے دور میں ایک لیزر لیولنگ شروع ہوئی تھی اس کا بھی پتا نہیں کیا انجام ہوا۔ میں اس میں بھی بڑے ادب سے ان کو گزارش پیش کروں گا کہ اس کو بھی expedite کروائیں اور اس کو اس فیلڈ میں فعال بنائیں۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ ان کا ریسرچ ونگ ہے۔ وہ ایک بڑا اعلیٰ شعبہ ہوتا ہے جو نئی نئی varieties نکالتا ہے۔ کوئی tolerant varieties نکالیں جس کی وجہ سے ان کا بیج اس قسم کا ہو جو tolerant ہو' جس کے اوپر وائرس حملہ نہ کر سکے۔ ایسی varieties کی حوصلہ افزائی کریں' اور ان کو آگے لائیں تاکہ ہمارا ملک وائرس سے بچ سکے۔ ان ساری بیماریوں سے بچ سکے۔

جناب سپیکر، مہربانی۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! سوڈان نے چار پانچ سال کے لیے کپاس کو بونا بند کر دیا ہے' وائرس کی وجہ سے۔ یہ بڑی خطرناک بیماری ہے۔ میں نے عرض کر دیا' ریسرچ ان کا بڑا اعلیٰ فیلڈ ہے۔ انھیں اس میں زیادہ سے زیادہ نئی varieties نکالنی چاہییں۔ سارے میرے دوست زمیندار ہیں' وہ دیکھ لیں کہ میکسی پاک کے بعد گندم میں کیا پیش رفت ہوئی ہے اور گندم میں کیا break through ہوا

ہے۔ یہ ساری باتیں ہیں۔ میں تو بہت ساری باتیں کرنا چاہتا تھا۔ آپ نے وقت ہی تھوڑا دیا ہے۔ میں اسی پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ جناب وزیر زراعت! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؛ وقت پانچ منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت، شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر! سب سے پہلے چودھری اقبال صاحب نے موجودہ حکومت کی زرعی پالیسی کو زیر بحث لاتے ہوئے محکمہ زراعت کے حوالے سے فرمایا ہے' میں بھی ان کی باتوں کو سیکنڈ کرتے ہوئے یہ ضرور کہوں گا کہ بلاشبہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ہمارے ملک کی ستر فی صد آبادی اس شعبے سے وابستہ ہے۔ اور اس ستر فی صد آبادی میں سے بھی کم و بیش ستر پچھتر فی صد چھوٹے کاشت کار ہیں۔ ان کے مسائل کے حل کے لیے آج تک کیا ہوا۔ شعبہ زراعت سے وابستہ جو لوگ ہیں وہ جو تکالیف کا سامنا کرتے ہیں' ان کے مسائل کے حل کے لیے کیا ہوا اور شعبہ زراعت کی اہمیت کے حوالے سے میں یہاں پر چند گزارشات پیش کروں گا۔ جناب سپیکر! یہ ہم نے اور ہر اس شخص نے جس کا زمیندارے سے واسطہ ہے' یہ سنتے آئے ہیں کہ شعبہ زراعت ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔ لیکن بد قسمتی سے اس ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ آج تک جو کچھ ہوتا رہا ہے' اور جس حالت پہ ہم نے اس شعبے کو پہنچایا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ وہ قابل افسوس ہے۔ جناب سپیکر! آج بھی ان حالات میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی جی ڈی پی میں چوبیس فی صد کے قریب یہ سیکٹر contribute کر رہا ہے۔ اور ان حالات میں بھی' اس کی اہمیت کا اندازہ آپ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ ان حالات میں بھی تقریباً ساٹھ پینسٹھ فی صد foreign exchange یہ شعبہ earn کر رہا ہے' contribute کر رہا ہے۔ ہمارے ہاں جتنی انڈسٹری ہے اس کو خام مال یہ سیکٹر مہیا کرتا ہے اور پچاس فی صد کے قریب ہمارے صوبے ہمارے ملک کی employment وابستہ ہے۔ جناب والا! اتنی اہمیت کا حامل یہ سیکٹر جس طریقے سے نظر انداز ہوا اس کی کچھ مثالوں کا ذکر چودھری اقبال صاحب نے اپنی گفتگو کے دوران کیا ہے۔ میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے مخدوم کچھ عرصے کے لیے وزیر زراعت تھے' اس سے پہلے چودھری اقبال صاحب تھے۔ تو میں معیار نہیں سمجھتا اور ہر انسان سیکھنے کا شوق رکھتا ہے' میں بھی اسی طریقے سے یقیناً یہ میرے بھائی ہیں' میرے فاضل دوست ہیں۔ بلکہ جس دن مجھے اس محکمے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی میں نے شاید سب سے پہلا ٹیلی فون بھی چودھری صاحب کو کیا تھا کہ مجھے گا ہے بگاہے آپ کی رہنمائی

کی ضرورت ہوتی رہے گی اور مجھے اس سے محروم مت کیجیے گا۔

جناب والا! اس شعبے کے حوالے سے ہم نے کیا اقدامات کیے ہیں ' میں سب سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ اس سیکٹر کے اصل مسائل کی نشان دہی شعبہ زراعت کے اصل مسائل کی نشان دہی کے لیے اور ان سے آگاہی سب سے ضروری سمجھا گیا۔ اور وزیر اعظم پاکستان نے اس حوالے سے وفاقی زرعی ٹاسک فورس قائم کی اور انھوں نے بہت ہی قلیل عرصے میں اپنی سفارشات مرتب کر کے وفاقی کابینہ کو بھیجیں جن کو منظور کیا گیا۔ اسی حوالے سے پنجاب میں بھی ایک زرعی کمشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور اس زرعی کمشن میں صرف یہ نہیں کہ کچھ وفاقی وزراء ـــ

جناب سپیکر، آپ وقت اور لینا چاہتے ہیں تو پھر دس منٹ وقت اور بڑھا دیتے ہیں۔

وزیر زراعت، میں وائنڈ اپ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! جو صوبائی زرعی کمشن قائم کیا گیا اس میں صرف یہی نہیں کہ وزراء کو یا کچھ سیکرٹری صاحبان کو اس کا رکن بنایا گیا' بلکہ اس کی پانچ چھ سب کمیٹیاں بنائی گئیں اور ٹیکنیکل ایکسپرٹس کو' growers کو اور تمام وہ طبقے جن کا directly یا indirectly زرعی سیکٹر سے رابطہ ہوتا ہے ان کو اس کا رکن بنایا گیا اور اس ٹاسک فورس کے ذمے یہ کام سونپا گیا کہ سفارشات بھی مرتب کرے اور ان سفارشات کی منظوری کے بعد ان پر عمل درآمد کو یقینی بنائے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک بہت ہی اہم مسئلہ تھا اور اس حوالے سے تمام کی تمام سب کمیٹیوں نے اپنی سفارشات مرتب کر لی ہیں۔ کچھ کی منظوری ہو چکی ہے کچھ منظوری کے مراحل میں ہیں۔

جناب والا! اسی حوالے سے میں دوسری یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے ایوان زراعت کی از سر نو باڈی فریم کی اور میں دیانت داری سے یہ محسوس کرتا ہوں کہ حکومتی سطح پر جتنے بھی اقدامات کر لیے جائیں جب تک کاشت کار زمین دار خود کو اس میں ملوث نہیں کریں گے ایک خاطر خواہ یا ایک اچھا نتیجہ اس کا حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ایوان زراعت کی تکمیل کے بعد ' وہ رکنیت سازی کے عمل میں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں توقع ہے کہ بہت جلدی جب وہ ایوان مکمل ہو جائے گا تو ہم کاشت کار زمیندار بھائیوں کو directly بھی اس عمل میں شریک کریں گے۔ جناب والا! پنجاب زرعی کمشن کی سفارش پر سب سے اچھا کام جو میری نظر میں ہے اور Ch Iqbal will bear me out کہ ہمارا کاشت کار چاہے وہ چھوٹے لیول کا ہے چاہے وہ بڑا زمین دار ہے چاہے وہ درمیانے طبقے سے تعلق رکھتا ہے' inputs کے لیے

جس طریقے سے وہ ذلیل و خوار ہوتا تھا اور جس طریقے سے ہمارے کاشت کار کو در بدر کی ٹھوکریں کھانی پڑتی تھیں ہم نے one window operation کے تحت یہ بڑی دیانت داری سے کوشش کی ہے کہ زمیندار ان تکالیف سے بچ جائے اور میں پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن کو appreciate کرتا ہوں اور وہ لوگ شاباش کے قابل ہیں کہ جس کو ہمارے محکمے میں کبھی سفید ہاتھی کہا جاتا تھا' کبھی اس کو ختم کرنے کی سفارشات کی جاتی تھیں بلکہ پہلی دفعہ ہم نے خاطر خواہ نئے sale points' سیل ڈپو بھی کھولے ہیں۔ اور انہی کے ذریعے یہ اسی one window operation, کے ذریعے operate کیا جا رہا ہے ۔جس میں ہم نے فرٹیلائزر اور بیج پہلے سال کے حوالے سے یہ سلسلہ شروع کیا ہے ۔ اور اس حوالے سے مجھے اگلے دن ایک بریفنگ میں ایم ڈی پی اے ڈی اینڈ ایس سی بتا رہے تھے کہ نہ صرف یہ کہ وہ کارپوریشن پہلی دفعہ منافع میں جائے گی بلکہ ہمیں ابھی تک پنجاب کے کسی کونے سے فرٹیلائزر کی کمی محسوس نہیں ہوئی اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی شکایت موصول ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! اسی طریقے سے میں پنجاب سیڈ کارپوریشن کے حوالے سے یہ بات کروں گا کہ ہم نے یہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے ذمے لگایا تھا کہ بیج کے حوالے سے ۹۵-۱۹۹۴ء کے دوران ۵۸ ہزار ٹن گندم کا اعلیٰ قسم کا بیج کاشت کاروں کو فراہم کیا گیا جو گزشتہ سال میں تقسیم شدہ بیج سے It is almost 33 % more than last year. اس طرح جناب والا! کپاس میں مختلف اقسام میں گیارہ ہزار ٹن بیج فروخت کیا گیا۔ یہ بھی تقریباً It is 10 % more than last year جناب والا! اس سال ہم نے یعنی پنجاب سیڈ کارپوریشن نے جتنا بھی بیج procure کیا تھا اس کا ستر فیصد ہم نے پی اے ڈی اینڈ ایس سی کے سیل ڈپو اور سیل پوائنٹ سے زمینداروں کو فراہم کرنے کی کوشش کی ہے ۔ تاکہ وہ دور دراز علاقوں میں بلکہ جو کاٹن ایریا تھا وہ بھی یا پیڈی ایریا ہو یا دوسرا ایریا ہو ہمیں پتا ہے کہ جو زمیندار بیج کی تلاش میں یا فرٹیلائزر کی تلاش میں یا pesticides کی تلاش میں کہاں کہاں سفر کرتا تھا۔ اور کس کس مرحلہ سے اسے گزرنا پڑتا تھا۔ یہ جناب والا! ہم نے کوشش کی ہے اور اس کوشش میں ہم نے خاطر خواہ کامیابی حاصل کی ہے۔ جہاں تک میرے فاضل دوست چودھری اقبال صاحب نے وائرس کے حوالے سے بات کی ہے اور کاٹن کے حوالے سے بات کی ہے' جناب والا! ایگریکلچر سیکٹر میں جنس حاصل کرتے ہوئے چودھری صاحب بھی یا ہر وہ آدمی جس کا زمیندارے سے واسطہ ہے وہ جانتا ہے کہ اس میں قدرتی عوامل شامل ہوتے ہیں۔ کبھی ٹائم کی بارش ہو گئی۔ کبھی un-timely بارش ہو گئی ۔ کبھی کوئی بیماری لگ گئی۔ کبھی کوئی مسئلہ پیدا ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ بھی

انما الاعمال باالنیات والی بات ہے۔ اور یہ ہمارے کریڈٹ میں بات جاتی ہے کہ پچھلے سال جتنی گندم ہم نے حاصل کی، جتنی پیداوار ہوئی آج سے پہلے اس ملک میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جناب والا! انھوں نے پیڈی کا ذکر کیا ہے اس حوالے سے بھی میں کہوں گا کہ پروڈکشن کے حوالے سے پچھلے سال اس کی بھی ریکارڈ پروڈکشن ہوئی ہے۔ جناب والا! ہمارا تیسرا major crop شوگر کین ہے۔ اس کے بارے میں بھی میں بڑے وثوق اور بڑے چیلنج سے کہتا ہوں کہ الحمد اللہ، اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر رہا ہے کہ ہم نے اس کی بھی ریکارڈ پیداوار حاصل کی ہے۔ جناب والا! یہ میری خوش قسمتی سمجھ لیجیے، کسانوں کی اور زمینداروں کی محنت سمجھ لیجیے کہ آج مجھے بڑی بلند آواز میں یہ کہنے کی جسارت ہو رہی ہے کہ آج سے پہلے اتنی پیداوار کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ انھوں نے کاٹن کی بات کی ہے۔ بلاشبہ جب یہ وزیر زراعت تھے اور میں بھی ان کو بتا رہا تھا کہ اس وقت ایک دفعہ جس طرح انھوں نے فرمایا ہے کہ ایک کروڑ بارہ تیرہ لاکھ کاٹن کی پیداوار ہوئی ہے، یہ بڑی اچھی بات ہے۔ پھر خود ہی انھوں نے وائرس کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ وائرس کے حوالے سے اور ویسے بھی اس سال صوبے میں جتنا ہمیں ٹارگیٹ دیا گیا تھا وہ آٹھ ملین گانٹھیں تھا۔ ان حالات میں بھی ہم نے 7.4 ملین گانٹھیں حاصل کی ہیں۔ we were very close to target اور نہ صرف یہ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ پہلی دفعہ کپاس کے کاشت کاروں کو جو قیمت وصول ہوئی ہے اور جس انداز میں ان کو قیمت وصول ہوئی ہے، ہمارا تقریباً 9% ایریا کاٹن کا increase ہوا ہے۔ تقریباً 59 لاکھ ایکڑ کے قریب اس دفعہ کاٹن کاشت کی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ انھوں نے جو وائرس کے حوالے سے فرمایا تھا اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے سال بھی اور اس سال بھی بہت کم جگہوں سے وائرس کی رپورٹ ہوئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بہرحال یہ ایک خطرہ ہے۔ ایک مستقل مسئلہ ہے۔ اس میں ہمارے ہاں ریسرچ ونگ میں یعنی ایوب ایگریکلچر ریسرچ سنٹر فیصل آباد میں تین چار اقسام ایسی انھوں نے introduce کی ہیں جو virus one hundred percent resistant ہیں۔ ابھی وہ چونکہ سکریننگ کے process میں ہیں۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو مختلف farms میں مختلف جگہوں میں تاکہ مختلف weather conditions میں اور مختلف دوسری conditions میں ان کو experiments کے لیے ان کی sowing شروع کریں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ اگر وہاں پر بھی یہی نتائج آئے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس بیج کو procure کرکے زمینداروں اور کاشت کاروں میں تقسیم کریں گے۔ جناب والا!----

جناب سپیکر ، آخر میں۔۔۔

وزیر زراعت ، جناب والا! میں صرف دو تین منٹ اورلوں گا۔ میں اس سلسلے میں یہی گزارش کرتا ہوں اور میں wind up کرتا ہوں۔ کہ اپنی طرف سے وفاقی سطح پر بھی جو ممکن ہوتا ہے وہ ہم وفاقی حکومت کو لکھتے ہیں اور یہ ہماری محنت ہے اور ہماری تگ و دو کا نتیجہ ہی ہے کہ ہم نے بعض پالیسیاں وفاقی حکومت سے ایسی فریم کروائی ہیں جن سے براہ راست زمیندار اور کاشت کار کو فائدہ ہو ۔ اس کے علاوہ بھی میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ گزارش کی تھی کہ کہ جس لحے بھی' جناب والا ! میں بھی ایک معمولی سا زمیندار ہوں ۔ کاشت کاری سے میرا واسطہ ہے۔ اور میں بڑا سیدھا سادھا زمیندار ہوں۔ مجھے یہ قوی یقین ہے کہ سدا اقتدار صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے پاس ہوتا ہے۔ یہ ہر چیز آنی جانی ہے۔ ختم ہونی ہے۔ میری بحیثیت ایک زمیندار یہ خواہش ضرور ہے کہ جتنا عرصہ بھی میں بحیثیت وزیر زراعت کام کر رہا ہوں مجھ سے زراعت کے سیکٹر میں کوئی نہ کوئی کام اللہ تعالیٰ ایسا لے جو میرے لیے feel ہو اور بعد میں میرے حق میں کلمہ حق خیر کہیں۔

جناب سپیکر ، ماشاء اللہ ۔ ماشاء اللہ !

وزیر زراعت ، جناب والا ! I stand committed to all the facts. انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی یہ constructive proposal لے کر آئیں گے میں نہ صرف یہ کہ صوبائی سطح پر بلکہ وفاقی سطح پر بھی وفاقی حکومت کو بھی جو کچھ لکھنا پڑا کہنا پڑا جو جستجو کرنی پڑی انشاء اللہ تعالیٰ I stand by them and انشاء اللہ تعالیٰ I shall try to help them. Thank you very much. ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب سپیکر ، اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتاہے ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیئسواں اجلاس)

منگل 5۔ ستمبر 1995ء

(دو شنبہ 8۔ ربیع الثانی 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾ الَّذِيْنَ
صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٠﴾

سورۃ العنکبوت آیات 56 تا 60

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو٥ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے٥ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنے والوں کا (یہ) خوب بدل ہے ٥ جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں٥ اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے٥

وما علینا الا البلاغ٥

کورم کا سوال

جناب سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جناب سید اکبر علی شاہ، اس وقت کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، گنتی کریں ۔(گنتی کی گئی) ---- کورم پورا نہیں ہے ۔ لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (اس مرحلہ پر پانچ منٹ گھنٹیاں بجائی گئیں)

آوازیں، کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، قبلہ ٹیکنیکلی پہلے پانچ منٹ ہی ہوتا ہے۔ اب وقفہ دیا جائے گا۔ کورم نہیں ہے۔ اجلاس بیس منٹ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(بیس منٹ کے وقفہ کے بعد ۹۔۳۰ پر جناب سپیکر دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر ، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر ، کورم نہیں ہے۔

چودھری پرویز الہیٰ ، جناب سپیکر! کل آپ نے اجلاس 45 منٹ لیٹ شروع کیا تھا۔

جناب سپیکر ، میں نے ساری عمر ہی وقت پر شروع کیا ہے۔ میں نے آپ کو وجہ بتائی تھی۔

چودھری پرویز الہیٰ ، جناب سپیکر ! آج اجلاس ایک منٹ پہلے آپ نے شروع کیا ہے۔ تھوڑا انتظار کر لیا جائے۔

معزز ممبران اپوزیشن ،(شور و غل)

(اس مرحلے پر تمام معزز ممبران اپوزیشن اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

MR SPEAKER:

In exercise of the powers conferred on me under clause 3 of the Article 54 read ***with*** Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Haneef Ramay**, *Speaker*, Provincial Assembly of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.

اجلاس کی طلبی کا فرمان

WHEREAS, a large number of Members of the Provincial Assembly of the Punjab have declared loss of confidence in Mian Manzoor Ahmad Wattoo, Chief Minister for Punjab;

AND WHEREAS, I am satisfied that the said Mian Manzoor Ahmad Wattoo no longer commands the confidence of the majority of the Members of the Provincial Assembly of the Punjab;

NOW THEREFORE I, Lieutenant General (Retired) RAJA SAROOP KHAN, Governor of the Punjab, in exercise of the powers conferred on me under Article 109 read with clause (5) of Article 130 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan hereby--

i. summon the Provincial of the Punjab to meet on September 12, 1995 at 2.00 p. m. at the Assembly Chamber, Lahore; and

ii. require the said M[redacted]anzoor Ahmad Wattoo to obtain a vote of confidence from the Assembly in terms of clause (5) of Article 130 of the Constitution in its sitting to be held on the said day.

Made by me at Lahore this eleventh day of September, 1995.

Lieutenant General (Retd)
(RAJA SAROOP KHAN)
Governor
Government of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوبیسواں اجلاس)

منگل 12- ستمبر 1995ء

(سہ شنبہ 15- ربیع الثانی 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں 2 بجے دوپہر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ

الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا

شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــــُٔـــوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ

هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٢٥٥

سورۃ البقرہ آیات 255

اللہ (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ ہمیشہ رہنے والا۔ اُسے نہ اُونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کا ہے۔ کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ (اور جلیل القدر ہے)٥

وما علینا الا البلاغ٥

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی صدر نشینوں کے اسمائے گرامی پڑھ کر سنائیں۔

سیکرٹری اسمبلی: قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ۔ 14 کے تحت جناب سپیکر! نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے:

1۔ میاں مناظر علی رانجھا
2۔ چودھری محمد وصی ظفر
3۔ جناب ہارون اختر خان
4۔ حاجی محمد افضل چن

وزیر اعلیٰ پنجاب کی ایوان سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے میں ناکامی

جناب سپیکر: آج کی نشست اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل 130' کلاز۔ 5 کے تحت بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو پر اعتماد کے ووٹ کے اظہار کے لیے مخصوص ہے۔ اس ضمن میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ۔ 16 کے تحت کسی رکن کی طرف سے قرارداد کا نوٹس دلوانے کا اہتمام نہیں کیا۔ اس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے۔۔۔

سید ظفر علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ خاموش رہیں۔ اس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے۔ (مداخلت) آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا جب سپیکر بول رہا ہو۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان (مداخلت) آپ تشریف رکھیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

اس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل 130 کی کلاز۔ 5 کے تحت اس ایوان سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین) (قطع کلامیاں)

یہ ایوان اس کام کے لیے مخصوص ہے۔ اس ایوان میں کوئی اور کارروائی نہیں ہوسکتی اور یہ

کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) اجلاس prorogue ہوتا ہے۔

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan I, **Lieutenant General (Retired) RAJA SAROOP KHAN**, *Governor of the Punjab* do hereby prorogue the session of the Provincial Assembly of the Punjab with effect from September 12, 1995 after the completion of the proceedings relating to the vote of confidence in terms of clause (5) of Article 130 of the Constitution.

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 read with clause (2A) of the Article 130 of the Constitution of the Islamic Republic of the Pakistan, I, Lieutenant General (Retired) RAJA SAROOP KHAN, Governor of the Punjab, summon the Provincial Assembly of the Punjab, to meet on September 13, 1995 at 10.00 AM in the Assembly Chamber, Lahore to ascertain the Member who commands the confidence of the majority of the Members of the Assembly in terms of the clause (2A) of Article 130 of the Constitution.

This Order shall have effect in case the office of the Chief Minister is vacant.

Made at Lahore, this eleventh day of September, 1995

Lieutenant General (Retd)
(RAJA SAROOP KHAN)
Governor
Government of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پچیسواں اجلاس)

بدھ 13۔ ستمبر 1995ء

(چہار شنبہ 16۔ ربیع الثانی 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح 10 بج کر 43 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالْعَصْرِ ۝١ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝٢ إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝٣

سورة العصر آیات 1 تا 3

قسم ہے زمانے کی انسان بے شک خسارے میں ہے۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق بات کی تلقین کرتے رہے اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

وما علینا الا البلاغ ○

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی صدر نشینوں کے اسمائے گرامی پڑھ کر سنائیں گے۔

سیکرٹری اسمبلی: قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر! نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ میاں محمد افضل حیات' ایم پی اے
2۔ چودھری محمد وصی ظفر' ایم پی اے
3۔ جناب تاج محمد خان زادہ' ایم پی اے
4۔ حاجی محمد افضل چن' ایم پی اے

نئے وزیر اعلیٰ کے تعین کے لیے تجویز نامے

جناب سپیکر: آئین کے آرٹیکل (2-A)130 کے تحت ارکان اسمبلی کی اکثریت کے حامل رکن کی ascertainment کرنے کے لیے تجویز نامے داخل کرنے کا وقت مورخہ 12۔ ستمبر 1995ء رات 00-9 تک تھا۔ پہلے چار تجویز نامے چودھری پرویز الٰہی پی پی 94 کے حق میں مندرجہ ذیل ارکان کی طرف سے موصول ہوئے۔

1۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ' ایم پی اے پی پی 201
2۔ جناب محمد بشارت راجہ' ایم پی اے پی پی 4
3۔ صاحبزادہ محمد فضل کریم' ایم پی اے پی پی 56
4۔ سید تابش الوری' ایم پی اے پی پی 222

اگلے دو تجویز نامے ملک مشتاق احمد اعوان پی پی 137 کے حق میں مندرجہ ذیل ارکان کی طرف سے موصول ہوئے۔

1۔ میاں محمد افضل حیات' ایم پی اے پی پی 97
2۔ ملک نذیر احمد اترا' ایم پی اے پی پی 42

اگلے چار تجویز نامے مخدوم الطاف احمد پی پی 236 کے حق میں مندرجہ ذیل ارکان کی طرف سے موصول ہوئے۔

1۔ چودھری محمد وصی ظفر' ایم پی اے پی پی 45
2۔ ٹکا محمد اقبال خاں ' ایم پی اے پی پی 187
3۔ سردار محمد اظہر خاں لغاری' ایم پی اے پی پی 240
4۔ رانا اکرام ربانی' ایم پی اے پی پی 154

ایک تجویز نامہ سردار محمد عارف نکئی پی پی 150 کے حق میں جناب فرخ جاوید گھمن پی پی 27 کی طرف سے موصول ہوا۔ ایک تجویز نامہ میاں عطا محمد مانیکا پی پی 159 کے حق میں جناب حسین جہانیاں گردیزی پی پی 174 کی طرف سے موصول ہوا۔ آخری تجویز نامہ جناب خوش اختر سبحانی پی پی 104 کے حق میں جناب ارمغان سبحانی پی پی 108 کی طرف سے موصول ہوا۔ ساڑھے نو بجے شب میرے دفتر میں تجویز ناموں کی پڑتال کی گئی۔ تمام امیدواروں کے تمام تجویز نامے درست پائے گئے۔ تا حال یعنی ascertainment کا عمل شروع ہونے تک مندرجہ ذیل امیدواروں نے اپنے نام واپس لے لیے ہیں۔

1۔ ملک مشتاق احمد اعوان' ایم پی اے
2۔ مخدوم الطاف احمد ' ایم پی اے
3۔ میاں عطا محمد مانیکا' ایم پی اے
4۔ جناب خوش اختر سبحانی' ایم پی اے

لہذا صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ نمبر 16-E کے تحت اب ایوان میں ----------

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جب سپیکر بات کر رہا ہو آپ بات نہیں کر سکتے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر، میں دیکھوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں بات کروں گا۔ ---------- لہذا پنجاب اسمبلی قاعدہ 16-E کے تحت اب ایوان باقی ماندہ مندرجہ ذیل امیدواروں میں سے ایسے رکن کا تیقن یعنی ascertainment کرے گا۔ جسے اراکین اسمبلی کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہے۔

1۔ چودھری پرویز الٰہی' ایم پی اے
2۔ سردار محمد عارف نکئی' ایم پی اے

اب میں سیکرٹری اسمبلی سے یہ کہوں گا کہ وہ ascertainment کے مفصل طریق کار کے متعلق بتائیں۔

چودھری پرویز الٰہی (قائد حزب اختلاف)، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ چونکہ اب صرف ------

جناب سپیکر، میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بلکہ قائد حزب اختلاف کے طور پر بات کرنے کا موقع دے رہا ہوں ۔ اس سے پہلے کہ آپ بات کریں میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کارروائی ہے یہ without debate ہوتی ہے and to the exclusion of all other business ہوتی ہے اور اس پر بھی یہی وضاحت ہے اور سینٹ میں اس کی رولنگ موجود ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر ہونا ہے یا نہیں ہونا یہ سپیکر کی صوابدید ہے ۔ لیکن آپ چونکہ قائد حزب اختلاف ہیں اس لیے آپ کو موقع دیا جا رہا ہے ۔ اب آپ بات کریں ۔

چودھری پرویز الٰہی (قائد حزب اختلاف)، جناب سپیکر! جبکہ اب ایک واضح بات سامنے آچکی ہے کہ دوسری طرف سے صرف جناب سردار عارف نکئی ہی امیدوار ہیں ۔ جناب والا! کیا یہ clear ہے؟

جناب سپیکر، جی ہاں ۔

چودھری پرویز الٰہی، اور تو کوئی امیدوار نہیں ہے؟

جناب سپیکر، جی نہیں ۔

چودھری پرویز الٰہی، تو پھر میں بھی اپنا نام withdraw کر رہا ہوں ۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین بلند آواز میں لگایا گیا
اور مسلم لیگ زندہ باد کے نعرے لگائے گئے)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ I call the House to order. حزب اختلاف کے قائد محترم جناب پرویز الٰہی نے اپنا candidature withdraw کیا ہے میں اسے قبول کرتا ہوں ۔ لہذا اب صرف ایک امیدوار سردار محمد عارف نکئی رہ گئے ہیں ۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ ascertainment کے مفصل طریق کار کے متعلق ایوان کو بتائیں ۔

(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: I call the House to order, I call the House to order.

تیقن کی کارروائی

سیکرٹری اسمبلی ، معزز اراکین! تیقن کی کارروائی کے آغاز کے لیے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں گی تا کہ اراکین اپنی اپنی نشستیں سنبھال سکیں۔ گھنٹیوں کے خاتمے کے بعد لابیوں کے تمام دروازے مقفل کر دیے جائیں گے ۔ تجویز ناموں پر اس ترتیب سے رائے شماری ہو گی جس ترتیب سے وہ موصول ہوئے ۔ اب صرف سردار محمد عارف نکئی ہی وزارت اعلیٰ کے امیدوار ہیں اس لیے قواعد کے مطابق جو اراکین ان کی حمایت کرنا چاہیں وہ ایک قطار میں اس مقصد کے لیے متعین شمار کنندہ کے پاس سے گزریں گے جو ان کی رائے درج کریں گے ۔ شمار کنندہ کے پاس پہنچ کر ہر رکن اپنی باری پر اپنا الاٹ کردہ ڈویژن نمبر پکارے گا اور شمار کنندہ اسی وقت متعلقہ رکن کا نام پکار کر ڈویژن لسٹ پر اس کے نمبر کو tick-mark کرے گا ۔ ارکان کی سہولت کے لیے ان کا پی پی نمبر ہی ان کا ڈویژن نمبر ہے ۔ کوئی معزز رکن اس وقت تک شمار کنندہ کے پاس سے نہیں ہٹے گا جب تک وہ اپنی رائے کے صحیح اندراج کا اطمینان نہ کر لے ۔ اپنی رائے درج کرانے کے بعد متعلقہ رکن لابی میں چلے جائیں گے اور اس وقت تک چیمبر میں واپس نہیں آئیں گے جب تک دوبارہ گھنٹیاں نہ بجائی جائیں ۔

جناب سپیکر ، اب گھنٹیاں بجائی جائیں ---- گھنٹیاں بجائی گئیں ----سردار محمد نواز ایم پی اے پی پی 234 وہیل چیئر پر لابی میں موجود ہیں ان کا ووٹ وہاں ریکارڈ کروا لیا جائے ۔ جو اراکین لابیز میں تشریف رکھتے ہیں وہ از راہ کرم اپنی اپنی سیٹوں پر واپس آ جائیں۔ اس کے بعد لابیز کے دروازے بند کر دیے جائیں گے ۔

پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ میں آخری مرتبہ اعلان کر رہا ہوں کہ جو اراکین لابیز میں تشریف رکھتے ہیں وہ واپس اپنی سیٹوں پر تشریف لے آئیں ۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب والا! ہمارے ایک رکن باہر لابی میں ہیں ان کا ووٹ درج کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، جی ان کا ووٹ بھی وہاں درج کر لیں ---------- گھنٹیاں بند کی جائیں ۔ لابیز کے دروازے بند کیے جائیں ۔ رانا نور الحسن ایم پی اے open heart surgery کے بعد تشریف لائے ہیں انھیں اجازت ہے کہ وہ لابی میں تشریف رکھیں ان کا ووٹ وہاں درج کر لیا جائے گا۔ اسی طرح پی پی 234 کے سردار محمد نواز بھی جو ویل چیئر پر آئے ہیں ان کا ووٹ بھی لابی میں درج کر لیا جائے گا۔ نواب شیر وسیر صاحب کی والدہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں جس کا سب کو افسوس ہے ان کا ووٹ پہلے درج کر لیا جائے تاکہ وہ ان کی تجہیز و تکفین کے لیے جا سکیں------------ جناب سیکرٹری ! اب ascertainment کے لیے کارروائی کا آغاز کیجیے۔ اب جو معزز اراکین سردار محمد عارف نکئی کو اپنا ووٹ دینا چاہتے ہیں وہ آہستہ آہستہ teller کی طرف قطار میں جائیں اور اپنے ووٹ کا اندراج کرائیں۔

(ووٹنگ شروع کی گئی)

نواب شیر وسیر ایم پی اے کو باہر جانے کی اجازت دے دی جائے۔ ان کے علاوہ کوئی اور رکن باہر نہیں جا سکے گا۔ پی پی 234 کے سردار محمد نواز خان کو بھی ووٹ ڈالنے کے بعد باہر جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ (ووٹنگ جاری رہی)

ہاؤس میں پاکٹیل استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لہذا موبائل فون استعمال نہ کیا جائے ورنہ ضبط کر لیا جائے گا۔ (ووٹنگ جاری رہی)

کوئی رکن جس نے ووٹ دینا ہو اور ابھی تک نہ دیا ہو وہ اپنا ووٹ درج کرائے ۔ اس سے پہلے کہ ascertainment کے سلسلے میں کارروائی کو ختم کیا جائے ۔ اگر کسی اور معزز رکن نے سردار محمد عارف نکئی کو ووٹ ڈالنا ہو تو وہ ڈال دیں۔ دو منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ یہ اسلیے بجائی جا رہی ہیں کہ معزز اراکین ہاؤس میں تشریف لے آئیں ------ سیکرٹری صاحب! گنتی کی جائے ۔

(اس مرحلے پر دو منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

FOR THE PURPOSE OF ASCERTAINMENT OF A MEMBER COMMANDING CONFIDENCE OF THE MAJORITY OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB UNDER ARTICLE 130(2A) READ WITH RULE 16(E) OF THE RULES OF PROCEDURE OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB 1973

Names of the members recorded in favour of
SARDAR MUHAMMAD ARIF NAKAI

Sr. No	Div No	Name of MPA's
1.	5.	Mr. Ghulam Sarwar Khan
2.	7.	Ch. Muhammad Khalid
3.	14.	Pir Syed Abbas Mohyuddin
4.	15.	Sardar Sikandar Hayat Khan
5.	18.	Sardar Ghulam Abbas
6.	20.	Ch. Khadim Hussain
7.	21.	Ch. Muhammad Saqlain
8.	23.	Mr. Mazhar Ahmad Qureshi
9.	26.	Mehr Ghulam Dastgir Khan Lak
10.	27.	Ch. Farrukh Javed Ghuman
11.	28.	Ch. Siraj Din Gujjar
12.	29.	Mian Manazir Ali Ranjha
13.	30.	Mr. Muhammad Aslam Midhana
14.	34.	Al-Haj Malik Saleh Muhammad Ganjial
15.	36.	Mr. Abdul Rehman Khan Niazi
16.	37.	Haji Muhammad Ikramullah Khan
17.	40.	Mr. Saeed Akbar Khan
18.	41.	Mr. Ahmad Hassan Khan
19.	42.	Malik Nazir Ahmad Utra
20.	44.	Malik Nawab Sher Waseer
21.	45.	Ch. Muhammad Wasi Zafar
22.	46.	Mr. Muhammad Zaheer-ud-Din
23.	48.	Ch Shahid Khalil Noor

Sr. No	Div No	Name of MPA's
25.	52.	Mr. Aftab Ahmad Khan
26.	53.	Mr. Amanullah Khan
27.	55.	Raja Riaz Ahmed
28.	58.	Mr. Badruddin Chaudhry
29.	59.	Malik Muhammad Ismail
30.	61.	Mr. Ali Hassan Raza Qazi
31.	62.	Malik Ghulam Abbas Nissoana
32.	63.	Syed Muhammad Tahir Shah
33.	64.	Mr. Muhammad Nawaz Khan
34.	65.	Sh. Hakim Ali
35.	66.	Mian Riaz Hashmat Janjua
36.	68.	Mian Muhammad Akram Chela
37.	70.	Mian Umar Ali
38.	71	Mr. Riaz Fatiana
39.	72.	Makhdoom Syed Ali Raza Shah
40.	75.	Mr. Ihsanul Haq Ch.
41.	76.	Mr. Khalid Javed Warraich
42.	77.	Ch. Muhammad Shahnawaz Cheema
43	78.	Ch. Muhammad Arif Chatha.
44.	80.	Ch. Nazar Abbas Bhatti
45.	81.	Mian Intisar Hussain Bhatti
46.	82.	Ch. Khalid Pervaiz Virk
47.	83.	Syed Muhammad Khalil-ur-Rehman Chishti
48.	84.	Ch. Muhammad Yousaf Bhinder
49.	86.	Ch.Imtiaz Safdar Warraich
50.	87.	Mian Azhar Hassan Dar
51.	92.	Nawabzada Mazhar Ali
52.	93.	Ch. Gul Nawaz Khan Warraich
53.	95.	Ch. Muhammad Farooq
54.	96.	Ch. Ijaz Ahmad of Miana Chak

Sr. No	Div No	Name of MPA's
56.	98.	Ch. Muhammad Aslam
57.	99.	Mr. Tariq Tarar
58.	100.	Haji Muhammad Afzal Chan
59.	104.	Ch. Khush Akhtar Subhani
60.	105.	Rana Shamim Ahmed Khan
61.	106.	Maj (Retd) Saifullah Cheema
62.	107.	Ch. Sadaqat Ali
63.	108.	Mr. Armaghan Subhani
64.	109.	Mr. Ghulam Abbas
65.	114.	Mr. Muhammad Tariq Anees
66.	115.	Mr. Mian Muhammad Rashid
67.	130.	Mr. Abdur Rashid Bhatti
68.	131.	Malik Karamat Ali Khokhar
69.	132.	Haji Muhammad Iqbal Ghurki
70.	135.	Ch. Bashir Ahmed Gujjar
71.	137.	Malik Mushtaq Ahmad Awan
72.	138.	Mian Mushtaq Hussain Dogar
73.	140.	Rai Ijaz Ahmad Khan
74.	142.	Mr. Muhammad Akbar Shah
75.	143.	Mehr Saeed Ahmad Zafar
76.	144.	Rana Muhammad Afzal Khan
77.	146.	Sardar Muhammad Hussain Dogar
78.	148.	Sardar Muhammad Sharif Dogar
79.	150.	Sardar Muhammad Arif Nakai
80.	151.	Rao Abdul Qayyum Khan
81.	153.	Ch. Shafqat Abbas Rubera
82.	154.	Rana Ikram Rabbani
83.	155	Rai Noor Muhammad Kharl
84.	159.	Mian Ata Muhammad Khan
85.	163.	Rana Noor-ul-Hassan
86.	164.	Syed Nazim Hussain Shah

Sr. No	Div No	Name of MPA's
87.	165.	Malik Muhammad Ishaq Bucha
88.	166.	Makhdoom Mureed Hussain Qureshi
89.	167.	Sheikh Khalil Ahmed
90.	168.	Rana Sohail Ahmed Noon
91.	169.	Malik Mushtaq Ahmed
92.	170.	Syed Akbar Ali Shah
93.	171.	Nawab Amanullah Khan
94.	172.	Main Muhammad Rafiq Arain
95.	173.	Malik Sajjad Hussain Khan Joyia
96.	174.	Syed Hussain Jahanian Gardezi
97.	175.	Syed Muhammad Mukhtar Hussain Shah
98.	176.	Sardar Allah Yar Hiraj
99.	178.	Pir Arif Zaman Qureshi
100.	179.	Pir Shujaat Hasnain Qureshi
101.	180.	Mr. Khalid Iqbal Randhawa
102.	182.	Haji Riaz Hussain Kathia
103.	183.	Al-Haj Syed Ghulam Murtaza Shirazi
104.	184.	Malik Iqbal Ahmad Khan Langrial
105.	185.	Ch Muhammad Munir Azhar
106.	186.	Pir Walayat Shah Khagga
107.	187.	Tika Muhammad Iqbal Khan
108.	188.	Ch. Muhammad Shafique Arain
109.	190.	Mian Ghulam Farid Chishti
110.	191.	Pir Muhammad Shah Khagga
111.	192.	Mr. Mehmood Hayat Khan
112.	193.	Haji Muhammad Aslam Khan Khichi
113.	196.	Mian Javed Mumtaz Khan Daultana
114.	197.	Mr Abdul Hameed Bhatti
115.	198.	Mr. Mahmood Akhtar Ghuman
116.	199.	Hafiz Khawaja Muhammad Dowood Sulemani
117.	203	Sardar [illegible]

Sr. No	Div No	Name of MPA's
118.	204.	Sardar Muhammad Jaffar Khan Leghari
119.	205.	Sardar Muhammad Amanullah Khan Dreshak
120.	206.	Mr. Zahid Mehmood Mazari
121.	207.	Sardar Rasool Bakhsh Khan Jatoi
122.	208.	Sardar Nasrullah Khan Jatoi
123.	209.	Syed Muhammad Abdullah Shah Bokhari
124.	210	Nawabzada Mansoor Ahmad Khan
125.	212	Malik Abdur Rehman Khar
126.	213.	Malik Bilal Mustafa Khar
127.	214.	Mr. Tahir Sultan Miladi Khar
128.	216.	Mr. Fazal Hussain Soomra
129.	218.	Maj (Retd) Samiullah Sheikh
130.	220.	Mian Shahab-ud-Din Owaisi
131.	221.	Mr. Tariq Bashir Cheema
132.	223.	Ch. Safdar Hussain
133.	224.	Ch. Riaz Ahmad
134.	225.	Mian Muhammad Sardar Khan Wattoo
135.	227	Mian Manzoor Ahmed Mohal
136.	228.	Sahibzada Mian Mumtaz Ahmed
137.	229.	Mr Muhammad Afzal Sindhu
138.	230.	Mr. Muhammad Rauf Khalid
139.	231.	Mr. Tahir Bashir Cheema
140.	232.	Khawaja Ghulam Muhammad Aqil Koreja
141.	233.	Rais Mushtaq Ahmed
142.	234.	Sardar Muhammad Nawaz Khan
143.	236.	Makhdoom Altaf Ahmed
144.	240.	Sardar Muhammad Azhar Leghari
145.	241.	Mr. Adil Sharif Gill
146.	242.	Mr. Johnson Michael
147.	243.	Mr. Peter Gill

Sr. No	Div No	Name of MPA's
149.	245.	Dr. Sheela B. Charles
150.	246.	Lala Mehr Lal Bheel
151.	247.	Mr. Darayus Pestonji
152.	248.	Malik Naeem-ud-Din Khalid

جناب سپیکر، رانا نور الحسن ایم پی اے کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ جا سکتے ہیں ۔ I call the House to order

(ووٹوں کی گنتی کی گئی)

سردار محمد عارف نکئی صاحب کو اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کے لیے 125 ارکان کے ووٹ کی ضرورت تھی۔ گنتی کے نتیجے میں انھوں نے 152 ووٹ حاصل کیے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں اعلان کرتا ہوں کہ سردار محمد عارف نکئی کو اس ایوان کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہے ۔ اب میں گورنر پنجاب کا آرڈر پڑھتا ہوں۔

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Lt Gen (Retd) Raja Saroop Khan**, *Governor of the Punjab* do hereby prorogue the Session of the Provincial Assembly of the Punjab with effect from September 13, 1995 after the completion of the proceedings relating to the ascertainment of the member who commands the confidence of the majority of the members of the Provincial Assembly of the Punjab, in terms of Clause (2-A) of Article 130 of the Constitution

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Lt Gen (Retd) Raja Saroop Khan, Governor of the Punjab, hereby summon the Assembly to meet on Se tember 14, 1995 at 11:00 a.m., in the Assembly Chamber Lahore, to ena 'e the Chief Minister to obtain the vote of confidence in terms of clause) of Article 130 of the Constitution.

Made at Lahore, this th eenth day of September, 1995

Lt. Gen (Rtd) RAJA SAROOP KHAN

Governor

Government of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھبیسواں اجلاس)

جمعرات، 14- ستمبر 1995ء

(پنج شنبہ، 17- ربیع الثانی 1416ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 11 بج کر 27 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ٥

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ٥

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا
نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم
بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم
مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠٣﴾ وَلْتَكُن
مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾

سورہ آل عمران آیات 103 تا 104

اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔ اور خدا کی

اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں

الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے

کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح خدا تم کو اپنی آیتیں

کھول کھول کر سناتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو

لوگوں کو نیکی کی طرف بلانے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع

کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ ○

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب سپیکر، سیکرٹری اسمبلی صدر نشینوں کے اسمائے گرامی پڑھ کر سنائیں۔

سیکرٹری اسمبلی، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے قاعدہ نمبر ۱۴ کے تحت جناب سپیکر! نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم مندرجہ ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے:۔

۱۔ میاں محمد افضل حیات

۲۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ

۳۔ چودھری محمد اقبال

۴۔ جناب محمود اختر گھمن ۔

سردار محمد عارف نکئی پر بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب اعتماد کے اظہار کے لیے قرار داد

جناب سپیکر: آج کی یہ نشست اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل ۱۳۰ کلاز ۳ کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب سردار محمد عارف نکئی پر اعتماد کے ووٹ کے اظہار کے لیے مخصوص ہے۔ اس ضمن میں ایک قرارداد مندرجہ ذیل ارکان کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

۱۔ چودھری خوش اختر سبحانی

۲۔ جناب ارمغان سبحانی

۳۔ پیر شجاعت حسنین قریشی

۴۔ جناب محمد نواز خان بھروانہ

چودھری خوش اختر سبحانی صاحب اپنی قرارداد پیش کریں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس اہم امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ اجلاس کے دوران قائد حزب اختلاف نے اجلاس کو صرف آدھا گھنٹہ delay کرنے کے لیے آپ سے درخواست کی تھی اور آپ نے دو منٹ پہلے اجلاس شروع کروا کر ہاؤس adjourn کر دیا تھا۔

جناب سپیکر، یہ نہایت نامناسب بات ہے ____

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ بالکل صداقت پر مبنی بات ہے

جناب سپیکر، اس ایوان کی گھنٹیاں اس ایوان کی گھڑی کے مطابق بجتی ہیں اور جب گھنٹیاں بجنی شروع ہوئیں تو میں آیا تھا۔ یہ بار بار اصرار کرنا کہ میں نے دو منٹ پہلے اجلاس شروع کیا ہے یہ غلط بیانی ہے یہ گھڑیاں ریڈیو پاکستان کے وقت کے ساتھ ملی ہوئی ہیں اور اسی کے مطابق اس کی گھنٹی بجتی ہے یہ جو آپ الزام لگا رہے ہیں یہ غلط ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اس کا مطلب ہے کہ آپ صحیح وقت پر آگئے تھے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ کل بھی ۴۵ منٹ کی تاخیر سے آئے اور آج بھی آدھے گھنٹے کی تاخیر سے آئے ہیں تو پھر یہ کس وجہ سے ہوا ہے۔ آپ اپنی گھڑی ٹھیک کر لیتے۔ جناب والا! میں یہ استدعا کر رہا ہوں کہ اگر قائد حزب اختلاف نے آپ سے تھوڑا سا وقفہ مانگا تھا تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا۔ آج آپ بغیر کسی وجہ سے اجلاس آدھ گھنٹے کی تاخیر سے شروع کر رہے ہیں اور کل بھی آپ نے بلاوجہ ۴۵ منٹ کی تاخیر سے اجلاس شروع کیا تھا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ چودھری خوش اختر سبحانی۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے ابھی چند معزز اراکین کی قرارداد پڑھی ہے جو Vote of Confidence کے سلسلے میں ہے اور جس کی کاپی ایجنڈے کے طور پر ہمارے ڈیسکوں پر بھی موجود ہے۔ جناب والا! میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ آیا اس قرارداد کو یا اس قرارداد پر جناب وزیر اعلیٰ کے دستخط ہیں چونکہ یہاں پر original نہیں ہے اس لیے میں پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، ہمیں جو فارم ملا ہے اس پر وزیر اعلیٰ کی consent موجود ہے۔

سید ظفر علی شاہ، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، جناب خوش اختر سبحانی۔

چودھری خوش اختر سبحانی، جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

"کہ یہ ایوان سردار محمد عارف نکئی پر بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

"کہ یہ ایوان سردار محمد عارف نکئی پر بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب
اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

اور سوال یہ ہے:

"کہ یہ ایوان سردار محمد عارف نکئی پر بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب
اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

جو اراکین اس کے حق میں ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں گنتی کی جائے

سید تابش الوری: جناب سپیکر! میں نے اس قرارداد میں ایک ترمیم بھجوائی تھی اور قاعدہ کے مطابق اسے بھی اس ایوان کے سامنے پیش ہونا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس کے علاوہ کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ وہ قاعدے کے مطابق نہیں ہے

(گنتی کی گئی ———— 141 اراکین اسمبلی نے قرارداد کے حق میں ووٹ دیے)

(قرارداد منظور ہوئی)

141 اراکین نے قرار داد کے حق میں ووٹ دیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں اراکین اسمبلی کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر ان میں سے کچھ منتخب وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارک باد پیش کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ پنجاب سردار محمد عارف نکئی پر اظہار اعتماد کے بعد اراکین اسمبلی کی مبارک باد

مخدوم الطاف احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر اور پی ڈی ایف کی طرف سے سردار محمد عارف نکئی کو وزیر اعلیٰ پنجاب منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! کل ساری دنیا نے دیکھا کہ پی ڈی ایف جس میں پاکستان مسلم لیگ جونیجو گروپ اور پاکستان پیپلز پارٹی شامل ہے ہم نے اپنی بھرپور یک جہتی کا اظہار کیا۔ کل بھی اور آج بھی ہم نے اپنے ڈسپلن کی

پابندی کرتے ہوئے اپنے امیدوار کو کامیاب کروایا ۔ لیکن مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لیڈر آف اپوزیشن نے اپنے لیڈر سے لڈو بھی کھائے لیکن کل بھی انھوں نے ووٹ نہیں دیا اور آج بھی ووٹ نہیں دیا۔ میں آپ کی وساطت سے پنجاب کے عوام کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے جو کل بڑے اعلانات اور بیانات دیے ہیں اس میں کتنا فرق ہے۔ جناب والا! میں جناب عارف نکئی صاحب کو دل کی گہرائیوں سے دوبارہ مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : جناب قائد حزب اختلاف!

چودھری پرویز الٰہی : (اپوزیشن کی طرف سے تالیاں بجائی گئیں) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں پارلیمانی روایات کے مطابق مسلم لیگی رکن جناب عارف نکئی کو وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میرے بھائی نے خوشی کا اظہار بلکہ خوشی کے اظہار کو روکتے ہوئے جو مبارکباد دی ہے ایک پرانے مسلم لیگی ہونے کے ناطے سے میں ان سے گزارش کروں گا کہ آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلم لیگی دلی طور پر خوش ہیں کہ ایک مسلم لیگی وزیر اعلیٰ بنا ہے ۔ اور یہ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کی کوشش اور ان کی سیاسی بصیرت اور حکمت عملی کی وجہ سے ممکن ہوا۔ انھوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم اقتدار کے بھوکے نہیں ہیں۔ (Interruption)

جناب سپیکر : تشریف رکھیں۔ I call the House to order. لیڈر آف اپوزیشن کی تقریر توجہ سے سنی جائے۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ اس لیے ممکن ہوا کہ میرے قائد کی سیاسی بصیرت، حب الوطنی اور پنجاب کے عوام کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے جب انھوں نے حامد ناصر چٹھہ کو کہا کہ کسی مسلم لیگی وزیر اعلیٰ کو نامزد کروا لیں تو وہ اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ چنانچہ اسی لیے کل میں نے اپنے کاغذات واپس لیے اور اس صورت میں جناب عارف نکئی وزیر اعلیٰ منتخب ہو گئے۔ اور یہ جو سارا کھیل آرٹیکل 234 کی وجہ سے شروع ہوا میں سمجھتا ہوں یہ پنجاب کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ اور وفاقی حکومت نے صوبائی خود مختاری پر جو ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی ہے میں سمجھتا ہوں انھوں نے تاریخ میں اپنا نام اس طرح لکھوا لیا ہے کہ یہ جو کچھ بھی کہتے ہیں اور جو کچھ

ان کے منشور میں ہے وہ اس کے الٹ کرتے ہیں۔ ویسے تو یہ سب کچھ ہی منشور سے ہٹ کر کرتے ہیں۔ ان کے منشور میں صوبائی خود مختاری کے بارے میں لکھا ہوا ہے لیکن آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ جس طرح آرٹیکل 234 صوبہ پنجاب پر لاگو کر کے' جہاں ان کی اپنی حکومت قائم تھی ' اس کو کس طرح بدلنے کی کوشش کی۔ اگر جمہوری روایات کی پاسداری ہوتی تو ان کو چاہیے تھا کہ جب آخری اجلاس ہوتا تو اس میں یہ Vote of confidence کے لیے کہہ سکتے تھے۔ وہ ایک جمہوری طریق کار ہوتا لیکن جناب سپیکر! افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ 234 کے بعد پھر جس طرح ہارس ٹریڈ نگ کیگئی' جس طرح سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں بیٹھ کر شیر پاؤ کو بلا یا گیا' دوسرے لوگوں کو بلوایا گیااور جس طرح ایف آئی اے 'ایڈ منسٹریشن کو استعمال کیا گیا' ۔ ـــــ

(اس مرحلے پر اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم ، نعرے لگائے گئے)

اور پھر بینکوں کے صدر صاحبان کو بلوایا گیا۔۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔ جی جناب غلام عباس فرمائیے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! یہ مبارک باد ہے یا کہ سیاسی جلسہ ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر، جناب غلام عباس! وہ ابھی مبارک باد دینے والے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! روایت یہ ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی تقریر میں مداخلت نہیں کی جاتی' پوائنٹ آف آرڈرز نہیں اٹھائے جاتے لیکن اگر یہ سلسلہ جاری ہوا تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پھر قائد ایوان کی تقریر کے دوران میں بھی یہی صورت حال ہو گی۔

جناب سپیکر، سید تابش الوری! اگر یہ روایت ہے' اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو پھر آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔ آپ بھی ایسا نہ کریں۔ جی جناب قائد حزب اختلاف!

سید تابش الوری، جناب والا! میں تو آپ کو آپ کے اختیارات اور ذمہ داریوں کا احساس دلا رہا ہوں۔ پھر آپ اپیل نہ کیجیے گا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جی جناب قائد حزب اختلاف۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میرے پاس وہ لسٹ ہے اور میں ریکارڈ ساتھ لے کر آیا ہوں کہ جس طرح ہارس ٹریڈنگ کی گئی۔ اور جس طرح ہمارے ایم پی ایز کے ساتھ ظلم و زیادتی کی گئی' ان کے عزیزوں کو ان کے گھروں سے اٹھایا گیا' یرغمالی بنایا گیا' ان پر مقدمات درج کیے گئے ---

(اس مرحلے پر حزب اقتدار کی طرف سے جھوٹ ہے جھوٹ ہے کی آوازیں آئیں)

میرے پاس یہ ریکارڈ ہے ۔ میرے پاس ایف آئی آرز بھی ہیں ۔ جناب سپیکر! میرے پاس یہ ریکارڈ ہے۔

(اس مرحلے پر قائد حزب اختلاف نے کاغذات لہرائے)

جناب سپیکر، قائد حزب اختلاف سے بھی گزارش کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے روایات کا ذکر کیا تھا۔ روایات یہی ہیں کہ اگر آپ نے مبارک باد سے بات شروع کی ہے تو مبارک باد ہی کے دائرے میں رہا جائے۔ یہ باتیں کرنے کے مواقع تو آپ کے پاس اور آجائیں گے۔ لہٰذا آپ مختصر کیجیے۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! یہ بھی مبارک باد کا ایک حصہ ہے کہ یہ مبارک باد کیسے پہنچی۔ یہ اس کا حصہ ہے ----(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، اسے کہتے ہیں دودھ میں مینگنیں ڈالنا۔ چودھری صاحب ! مینگنیں تو نہ ڈالیے۔

چودھری پرویز الٰہی، اور پھر جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہ سارا کچھ ہوتا رہا آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور آپ نے اپنے ارکان کی حفاظت کے لیے ایک لفظ بھی نہیں بولا۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! سپیکر بے چارہ کہاں بولتا ہے ۔ اسے تو آپ بولنے ہی نہیں دیتے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! اور ہمارے 30 کے قریب ایم پی ایز کے ساتھ جو ظلم و زیادتی ہوتی رہی۔ جناب سپیکر! ایف آئی اے سے لے کر انکم ٹیکس' ایکسائز اور کوئی ایسا محکمہ نہیں تھا جو اپنے نمبر بنانے کے لیے یہاں لاہور نہیں پہنچ چکا تھا۔ جناب سپیکر! پھر اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ back to square one ۔ جو کچھ انھوں نے ظلم اور زیادتیاں کیں کیا ان سے جمہوری روایات کو تقویت پہنچی؟ انھوں نے کس کی خدمت کی ہے؟ کیا انھوں نے ان اداروں کی خدمت کی ہے؟ یا

اسمبلی کی خدمت کی ہے ؟ جناب سپیکر ! نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومتیں تو آنی جانی ہوتی ہیں لیکن روایات اچھی قائم کرنی چاہییں' traditions اچھی قائم کرنی چاہیے۔ اور پھر اس کے بعد ان کو کیا ملا؟ پھر مسلم لیگ کا ہی وزیراعلیٰ آ گیا۔ یہی انھوں نے حاصل کیا ہے ؟ یہی ان کی سیاسی بصیرت کا نتیجہ ہے' یہی ان کی سیاسی سوچ ہے ؟ جناب سپیکر! انسان اپنی طرف سے تو بہت کچھ کرتا ہے۔ بے دریغ پیسہ استعمال کیا گیا' لوگوں کو pressurise کیا گیا' گھروں سے اٹھا لیا گیا لیکن خدا تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا۔ خدا تعالیٰ کو ہمارے صوبے کی شرافت عزیز تھی اور خدا کے فضل و کرم سے میاں نواز شریف نے اور ہماری جماعت نے ان کے آگے شرافت کی ایک جو دیوار کھڑی کر دی تھی وہ اور بڑی ہو چکی ہے۔ اور جناب سپیکر! جو ایک اور ظلم ہوا ----

جناب سپیکر: اب آپ مبارک باد بھی شروع کیجیے۔

چودھری پرویز الٰہی: جی یہ مبارک باد ہی ہے۔

جناب سپیکر: مینگنیں زیادہ ہو گئی ہیں دودھ کم ہو گیا۔

چودھری پرویز الٰہی: ابھی دودھ ڈالنے لگا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز I call the House to order.۔ چودھری صاحب! آپ بھی مبارک باد تک رہیں۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! یہ ضروری ہے۔ جناب سپیکر! میں institutions کی بات کر رہا تھا۔ سردار عارف نکئی وزیر اعلیٰ بنے ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ اس آفس اور اس institution کے تقدس کی حفاظت کریں گے بلکہ ہمیں سب کو مل کر اس کی حفاظت کرنی ہے۔ جناب سپیکر! کل آپ بھی دوبارہ وزیراعلیٰ بن سکتے ہیں۔ آپ کی خواہش تو تھی مگر کاغذات داخل نہیں کرائے ----

جناب سپیکر: خواہشوں کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔ آپ اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھیں کہ آپ کی کیا خواہش تھی۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! ہم سب نے مل کر اس institution کی حفاظت کرنی ہے لیکن اس institution پر ایک دوسرا ڈاکہ جو ڈالا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کے اختیارات' ایس اینڈ جی اے ڈی اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کے محکمہ جات گورنر نے لے لیے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ کہاں کا انصاف

ہے کہ وفاقی حکومت ایک تو صوبائی خود مختیاری پر ڈاکہ ڈال رہی ہے دوسرا اپنے ہی وزیراعلیٰ پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہی ہے کہ ان کے اختیارات لے کر گورنر کو دے دیے گئے ہیں۔

(اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم کے نعرے لگائے گئے)

جناب سپیکر! اس کا اسمبلی کے اندر جواب کون دے گا؟ کیا ہم گورنر کو یہاں بلائیں گے کہ وہ یہاں آ کر جواب دے گا؟

جناب سپیکر: نہیں ابھی میں وزیر اعلیٰ کو دعوت دوں گا وہ جواب دیں گے۔

چودھری پرویز الٰہی: اگر ان کے پاس محکمے ہوں گے تو جواب دیں گے اگر ان کے پاس محکمے ہی نہیں ہوں گے تو یہ جواب کیسے دیں گے؟ اب جناب سپیکر! وزیراعلیٰ کے سامنے بہت سے مسائل ہیں۔ ان کو اس طرف توجہ دینی ہو گی۔ ہمارے صوبے میں ایک بہت بڑا مسئلہ امن و امان کا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے مسائل بڑھیں گے ان کی اقتدار کی کشمکش میں ان مسائل کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا سکی۔ سب سے بڑا مسئلہ کالا باغ ڈیم کا ہے۔ یہاں ہمارے صوبے میں سیلاب آیا ہوا ہے لیکن ان کو توفیق نہیں ہوئی کہ سیلاب زدگان کی خبر لیں یہ سارے صرف اقتدار کی کشمکش میں لگے ہوئے ہیں۔ جناب اگر یہ پنجاب کے مسائل نیک نیتی سے حل کرنے کی کوشش کریں گے، کوئی پریشر قبول نہیں کریں گے، victimize نہیں کریں گے، اصولوں پر چلیں گے تو ہمارا تعاون ہو گا اور اگر یہ بے اصولی کریں گے، پنجاب کے مسائل حل کرنے میں دلچسپی نہیں لیں گے، اگر یہ پیپلز پارٹی کے پریشر میں آ کر victimize کریں گے تو ہم ان کی انشاء اللہ ڈٹ کر مخالفت کریں گے جس طرح کہ پہلے کرتے چلے آئے ہیں۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف دونوں بول چکے ہیں اس لیے اب میں منتخب وزیر اعلیٰ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہیں۔

(اس مرحلے پر سید ظفر علی شاہ، سردار حسن اختر موکل، رانا محمد اقبال خان، اصغر علی گجر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو گئے) (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ I call the House to order. نہیں میں اب قائد ایوان کو دعوت دے چکا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

تشریف رکھیں۔ I call the House to order. اب میں سردار محمد عارف نکئی، منتخب وزیر اعلیٰ اور

قائد ایوان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہاؤس سے خطاب کریں۔

اظہار اعتماد کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب سردار محمد عارف نکئی کا خطاب

وزیر اعلیٰ(سردار محمد عارف نکئی)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم() جناب سپیکر و معزز اراکین پنجاب اسمبلی السلام علیکم، ______(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: I call the House to order.

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! آپ نے بارہ بجے کا وقت دیا ہے براہ کرم پانچ منٹ کے بعد وزیر اعلیٰ کو تقریر کرنے کے لیے وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر، میں نے صحیح وقت دیا ہے ۔

(اپوزیشن کی طرف سے احتجاج کیا گیا کہ وزیر اعلیٰ کو تقریر ۔لیے بارہ بجے کا وقت نہ دیا جائے)

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میں اس ایوان کا اور خاص طور پر پی ایف کا ممنون ہوں اور محترمہ بے نظیر بھٹو اور جناب حامد ناصر چٹھہ کا ممنون ہوں کہ انھوں نے ۔ اس ایوان کا قائد مقرر کیا اور مجھے اس اسمبلی میں منتخب کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! عام طور پر یہ روایت رہی ہے کہ جب قائد ایوان بول رہے ہوں تو باقی ہاؤس خاموش رہتا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ میرے عزیز ساتھیوں نے اس روایت کو توڑنے کی کوشش کی ہے۔ جناب والا! یہاں پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی جو پوزیشن ہے اس کے بارے میں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسے حل کرنے کے لیے میں اپنی پوری صلاحیتوں سے کام کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں اس ایوان کو ہر معاملے میں اپنے ساتھ رکھوں گا اور ہر وقت مجھے ان کا اعتماد حاصل رہے گا اور میں جو بھی اقدام کروں گا ان کے مشورے کے ساتھ کروں گا اور ان کے ساتھ مل جل کر کام کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پنجاب میں فروغ تعلیم کے لیے باتیں تو بہت ہوتی رہی ہیں باقی اور معاملوں کے لیے بھی باتیں ہوتی رہی ہیں لیکن میں جھوٹے وعدے نہیں کرتا۔ میں اس ایوان میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں جتنے دن رہوں گا با عزت رہوں گا اور پنجاب کے عوام کو با عزت رکھوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں اس ایوان کی عزت اپنے سے زیادہ مقدم سمجھتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کو میرا بھرپور تعاون حاصل ہو گا اور ان کی بھرپور عزت کی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! بے روز گاری کو ختم کرنے کے لیے مجھ سے جو بھی ہو سکا اس کے لیے اقدامات کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس صوبے سے بے روز گاری کو ختم کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ تمام صاحبان کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں اور محترمہ بے نظیر بھٹو کا اور جناب حامد ناصر چٹھہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں سینئر وزیر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے یہ موقع فراہم کیا۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار حسن اختر موکل، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر: میں بھی اپنی طرف سے نو منتخب قائد ایوان اور وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس کو بہتر طریقے سے چلانے کے لیے اسمبلی کے ساتھ اور اراکین کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جی میں بات کر رہا ہوں۔ اب میں گورنر صاحب کا آرڈر پڑھ کر سناتا ہوں

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Lt Gen (Retd) Raja Saroop Khan, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with effect from September 14, 1995 after the completion of the proceedings with regard to the Vote of Confidence in the Chief Minister made at Lahore, this 14th Day of September, 1995